

# خطبات سورۃ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

اس کتاب میں نبی پاک ﷺ کی خوبیوں کا ذکر ہے مثلاً سخی ہونا، شفیق ہونا، فصیح، بلیغ ہونا،  
خیر خواہ ہمدرد ہونا مہربان اور رحمت والا ہونا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ خوبیاں عطا فرمائے۔



از  
حضرت مولانا محمد طیب صاحب

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی  
امام و خطیب جامع مسجد الرحمن، بلو ایریا، اسلام آباد

ناشر  
مکتبہ طیبہ

جامع مسجد الرحمن، بلو ایریا، اسلام آباد



یہ کتاب آپ ﷺ کی سیرت اور اس سے متعلقہ موضوعات  
وخطبات پر مشتمل ہے، خطباء کے لئے بہترین تحفہ ہے۔

# خطبات

## اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

از افادات

حضرت مولانا محمد طیب صاحب

فاضل: جامعہ دارالعلوم کراچی

خطیب جامع مسجد الرحمن، بلیو ایریا اسلام آباد

ناشر: مکتبہ طیبہ

جامع مسجد الرحمن، بلیو ایریا، اسلام آباد

فون نمبر: 0333-5599016

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

..... خطبات اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

..... حضرت مولانا محمد طیب صاحب (فاضل دارالعلوم کراچی)

..... مئی 2016

..... مفتی محمد عبداللہ (فاضل جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی)

..... شہزاد احمد شہزاد (اردو بازار، لاہور) 0323-7226788

..... مکتبہ طیبہ، جامع مسجد الرحمن، بلیو ایریا، اسلام آباد

فون نمبر: 0333-5599016

297.04  
ط 55  
2 کتاب

ازافادات

سن طباعت

کمپوزنگ

اشاکسٹ

ناشر

ہماری مطبوعات ملنے کے پتے

۱۲۳۵۷۲

051-2604413	مکتبہ طیبہ: جامع مسجد الرحمن بلیو ایریا، اسلام آباد	1
0333-5491331	المدنی شیئرز، کھنہ پل، اسلام آباد	2
	دینی کتب خانہ، تیرگرہ	3
	اسلامی کتب خانہ، تیرگرہ	4
	مکتبہ حقانیہ، تالاش	5
	مکتبہ شیخ زکریا، مینگورہ	6
	مکتبہ صدیقیہ، مینگورہ	7
	عثمانیہ بک ایجنسی، مینگورہ	8
	مکتبہ رحیمیہ، بریکوٹ،	9
0301-6801221	لاریب قرآن ہاؤس، اردو بازار، لاہور،	10

## فہرست مضامین

### مقدمہ

صفحہ نمبر	نام مضمون	
18	<b>استقامت رسول ﷺ</b>	
19	استقامت کیا ہے	✽
19	استقامت کی اقسام	✽
20	ابوسفیان کو نصیحت	✽
21	حضرت ابن عباسؓ سے فرمایا	✽
24	ابوعلیٰ سہری کا واقعہ	✽
25	دینداری کا معیار	✽
30	<b>عبادت رسول ﷺ</b>	
31	تمام نمازوں کا احاطہ	✽
32	نماز کی اہمیت	✽
34	تین تفسیریں	✽
35	گناہ کی معافی	✽
37	دو نمازوں کا خصوصی اہتمام	✽
41	بد بخت کی علامات	✽
43	<b>عظمت رسول ﷺ</b>	

151-101-151

151-101-151

151-101-151

45	عہد انبیاء	✽
46	عہد الست	✽
49	اللہ کی رضا مندی کا معیار	✽
50	نبی ﷺ اپنے امتی کو پہچان لیں گے	✽
52	حضرت عائشہ کا سورج	✽
54	<b>پیغام رسول ﷺ</b>	
54	موسم بہار	✽
58	کوہ صفا کی چوٹی	✽
61	بات ماننا اصل ہے	✽
63	دبانے کا مشورہ	✽
65	قتل کا پروگرام	✽
66	حضرت ابو ہریرہؓ کی تھیلی	✽
68	<b>اخلاق رسول ﷺ</b>	
69	تین اقوال	✽
71	خصوصیات مصطفیٰ ﷺ	✽
72	الہامی نام	✽
73	تعلیم والا نبی	✽
74	امانت و دیانت کا اعلیٰ معیار	✽
82	<b>اطاعت رسول ﷺ</b>	
83	آیت کا شان نزول	✽
85	اولی الامر کی مراد	✽

85	تین طبقات	✽
86	ولید بن عقبہ کا واقعہ	✽
87	رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا حکم	✽
88	حضرت عقبہ کا واقعہ	✽
91	ایک بزرگ کا واقعہ	✽
93	<b>دعائے رسول ﷺ</b>	
94	حضرت آدم کی دعا	✽
95	حضرت نوح کی دعا	✽
96	حضرت ابراہیم کی دعا	✽
98	حضرت یعقوب کی دعا	✽
99	حضرت یوسف کی دعا	✽
100	حضرت صالح کی دعا	✽
100	حضرت ہود کی دعا	✽
101	حضرت یونس کی دعا	✽
102	حضرت زکریا کی دعا	✽
103	حضرت موسیٰ کی دعا	✽
104	حضرت عیسیٰ کی دعا	✽
105	نبی آخر الزمان ﷺ کی دعائیں	✽
108	<b>سخاوت رسول ﷺ</b>	
110	عزیمت پر عمل	✽
111	سیرت النبی ﷺ کا ایک عجیب پہلو	✽

111	حضرت عباسؓ اور خالد بن ولید کا واقعہ	✽
112	حضرت ابوذر غفاریؓ کا واقعہ	✽
114	سخاوت رسول ﷺ کے واقعات	✽
121	<b>چاہت رسول ﷺ</b>	
124	عارف کی تین قسمیں	✽
124	رسول پاک ﷺ کی پہلی چاہت	✽
125	دوسری چاہت	✽
126	تیسری چاہت	✽
127	چوتھی چاہت	✽
128	پانچویں چاہت	✽
131	چھٹی چاہت	✽
131	ساتویں چاہت	✽
133	آٹھویں چاہت	✽
134	نویں چاہت	✽
134	دسویں چاہت	✽
135	گیارہویں چاہت	✽
136	بارہویں چاہت	✽
137	تیرہویں چاہت	✽
137	چودھویں چاہت	✽
137	پندرہویں چاہت	✽
138	سولہویں چاہت	✽



139	سترویں چاہت	✽
139	اٹھارویں چاہت	✽
139	انیسویں چاہت	✽
139	بیسویں چاہت	✽
141	<b>آداب رسول ﷺ</b>	
143	چاہت بن قیس کا واقعہ	✽
148	شہادت کے بعد کا واقعہ	✽
149	عبداللہ بن عباس کا واقعہ	✽
151	حضرت مدنی کا واقعہ	✽
152	قرآن کریم کا ادب	✽
153	حدیث کا ادب	✽
154	صوبہ نیمروز کا واقعہ	✽
157	علامہ اقبال کی التجاء	✽
157	<b>لباس رسول ﷺ</b>	
158	حیاء انسانی کی ابتداء	✽
159	مشرکین کا عمل	✽
159	لباس کی حدود	✽
160	تقویٰ کا لباس	✽
165	اللہ خوبصورتی کو پسند کرتا ہے	✽
166	نبی ﷺ کی شیروانی	✽
167	لباس کا پہلا اصول	✽

170	لباس کا دوسرا اصول	✽
171	لباس کا تیسرا اصول	✽
172	لباس کا چوتھا اصول	✽
176	<b>مقام رسول ﷺ</b>	
178	واضحیٰ اور والیل کا مطلب	✽
181	حبیب اللہ کا لقب	✽
183	امتوں کی شفاعت کا حال	✽
185	سنت کو زندہ کرنے کی ترغیب	✽
187	اعزاز نبی ﷺ کی سنت میں ہے	✽
191	<b>شان رسول ﷺ</b>	
192	محبت کیا چیز ہے	✽
194	محبت کا معیار اور اس کے ثمرات	✽
195	یہود کا اعتراض	✽
196	یہود کے دعوے	✽
198	محبت کا اصول	✽
199	ممنوع محبت	✽
200	علامہ رومی کی نصیحت	✽
204	<b>مقام مصطفیٰ ﷺ</b>	
205	نبی کریم ﷺ کے فرمان کا خلاصہ	✽
206	اعمال کا ایمان کے ساتھ رشتہ	✽
208	ایمان و عمل صالح لازم و ملزوم	✽

208	صراط مستقیم کا مفہوم	✽
209	کس طریقے سے صراط مستقیم پر چلا جاسکتا ہے	✽
217	عبداللہ بن مسعود کا واقعہ	✽
218	مجدد الف ثانی کا واقعہ	✽
219	زندگی کے سکون کا راستہ	✽
221	<b>شان مصطفیٰ..... اول</b>	
222	حدیث قدسی کا مفہوم	✽
223	ایمان کے لئے دو لازمی چیزیں	✽
224	شق صدر کتنی مرتبہ ہوا	✽
226	دواہم باتیں	✽
227	الم نشرح کی دوسری تفسیر	✽
228	حضرت انس کا واقعہ	✽
231	بوجھ ہلکا کرنے کا مطلب	✽
234	عطاء اللہ شاہ بخاری کا کلام عقیدت	✽
239	<b>شان مصطفیٰ..... ثانی</b>	
242	انشراح صدر اور شق صدر	✽
244	مسکرانے کی وجہ	✽
246	قیامت تک باقی رہنے والی شریعت	✽
249	سورج کے ساتھ تشبیہ	✽
251	<b>پیغام مصطفیٰ</b>	
252	غار حرا کی خلوت نشینی	✽

256	آپ ﷺ کے لئے تہجد کی فرضیت	✽
257	مکہ کے پہلوان کیساتھ مقابلہ	✽
260	شعب ابی طالب	✽
261	اسامہ کو سواری پر بٹھانے کا واقعہ	✽
261	حضرت سلمان فارسی کی آزادی کا واقعہ	✽
266	<b>معجزات مصطفیٰ ﷺ..... اول</b>	
268	ام جمیل کو نہ نظر آنے کا معجزہ	✽
269	ہجرت کے موقع کا معجزہ	✽
270	امام قرظی کا واقعہ	✽
271	دشمن سے بچاؤ کی کل پانچ آیتیں	✽
274	درخت کی گواہی کا معجزہ	✽
275	اذان کے کلمات خود جاری ہو گئے	✽
276	قریب المرگ کو شہادتین کی تلقین	✽
276	کھجوروں میں برکت کا معجزہ	✽
277	غزوہ خندق کا معجزہ	✽
279	حضرت جابرؓ کی دعوت کا معجزہ	✽
280	حضرت جابرؓ کی کھجوروں میں برکت کا معجزہ	✽
280	حضرت ابو ہریرہؓ کے توشہ دان کا معجزہ	✽
281	انگلی سے متعلق معجزات	✽
282	درخت بجدے میں گر گیا	✽
284	<b>معجزات مصطفیٰ ﷺ..... ثانی</b>	

285	آیت کا شان نزول	✽
287	میمون بن زید بن ابی عبسہ کا واقعہ	✽
288	قنادہ بن نعمان کا واقعہ	✽
288	انگلی سے روشنی نکلنے کا واقعہ	✽
291	ایک چرواہے کا واقعہ	✽
292	اسلام کی تلوار دفاع میں اٹھی	✽
293	زید بن شعثہ کا واقعہ	✽
294	حضرت زید بن دشنہ کا واقعہ	✽
296	حضرت انس کا واقعہ	✽
298	<b>رحمت والے نبی ﷺ</b>	
299	رحمت کا مفہوم	✽
301	کائنات کی روح	✽
302	انسانیت سکھانے والے نبی	✽
302	اللہ کی معرفت کرانے والے نبی	✽
303	فتح مکہ کو عام معافی کا اعلان	✽
304	ابوسفیان پر رحم و کرم کا مظاہرہ	✽
305	اہل طائف پر رحم و کرم کا مظاہرہ	✽
306	شامہ کے واقعہ میں رحم و کرم کا مظاہرہ	✽
307	اجتماعی و انفرادی سکون سنت میں ہے	✽
308	نبی ﷺ کے امت پر حقوق	✽
310	پانچ حقوق بجالاؤ	✽

312	<b>محبت والے نبی ﷺ</b>	
313	آیت کا شان نزول	✽
316	حلاوتِ ایمانی کے تین اسباب	✽
317	رکمی محبت کا ایک واقعہ	✽
319	اللہ والوں کی خدمت کیجئے	✽
322	حضرت جابرؓ کی دعوت اور ان کے بچوں کا واقعہ	✽
325	<b>گواہی والے نبی ﷺ</b>	
327	صحابہ کرامؓ کا اندازِ مخاطب	✽
328	سرکارِ دو عالم اللہ تعالیٰ کے عینی گواہ	✽
332	دوستوں کی تین اقسام	✽
336	روشنی کا چراغ	✽
337	حوضِ کوثر سے محروم لوگ	✽
340	<b>اخلاق والے نبی ﷺ</b>	
342	حروفِ مقطعات	✽
342	عبداللہ بن سلام کے تین سوالات	✽
344	کون سی مچھلی	✽
348	آپ ﷺ کے اخلاق کی بات	✽
349	آپ ﷺ کو دیوانا کیوں کہا گیا	✽
351	نہ ختم ہونے والا اجر	✽
352	سنت پر عمل کرنے کے فضائل	✽
352	خندہ پیشانی سے ملنے کی سنت	✽

353	آپ ﷺ نے کبھی ڈانٹا نہیں	✽
354	نبی ﷺ کی خوشبو کا ذکر	✽
355	قرب کا معیار	✽
357	<b>ذکر رسول ﷺ</b>	
359	اللہ کی سنت	✽
360	شرح صدر کیا ہوتا ہے	✽
360	حضرت موسیٰ کا شرح صدر مانگنا	✽
360	مانگنے اور عطا میں فرق	✽
361	نیکی کی قبولت کی علامت	✽
362	حضرت ابو ہریرہؓ کا سوال	✽
363	شق صدر چار مرتبہ ہوا	✽
365	نبی پاک ﷺ کا اللہ تعالیٰ سے سوال	✽
366	اللہ رب العزت کی طرف سے جواب	✽
368	نبی پاک ﷺ کی جماعت کی تعریف	✽
370	حضرت طلحہؓ کی قربانی	✽
373	<b>سیرت رسول ﷺ</b>	
375	یہ مچھلی کون سی ہے	✽
377	اخلاق حسنہ کیا ہیں	✽
379	قصر نبوت	✽
380	ہر کسی کی ذمہ داری	✽
381	نبی ﷺ کی شان	✽

382	میرے لئے میرا رب کافی ہے	✽
383	حضرت عیسیٰ نے آپ ﷺ کا تعارف کرایا	✽
383	حسان بن ثابت	✽
384	حذیفہ بن یمان کا قیمتی جملہ	✽
385	نظام انصاف کیا ہے	✽
386	پاکستان کا مطلب کیا	✽
387	یہود کی دعا	✽
388	<b>تکلیف کے بعد آسانیاں</b>	
390	قرب نبی کیسے ملے گا	
392	حضرت عمرؓ کا جواب	
393	پریشانی دور کرنے کا وظیفہ	
395	دعا کرنا عبادت ہے	
398	جہاد اکبر اور جہاد اصغر	



## پیش لفظ

فَحَمَلَهُ وَفَضَّلَهُ عَلَيَّ رَسُولَهُ الْكَرِيمِ  
اللہ تعالیٰ کا ہزار بار شکر ہے کہ اس نے اپنے خاص فضل و کرم سے دین کے ساتھ منسلک کیا  
ہوا ہے، اور دن رات اسی فکر، سوچ میں گزرتی ہے کہ کونسی اصلاح کی بات ہمارے لئے مفید  
ہے اور کرنی چاہیے، اسی سلسلے کی ایک کڑی یہ ہے کہ بندہ کے تمام بیانات اور خطبہ قلم بند ہو کر  
شائع ہو چکے ہیں اور نیٹ پر بھی آپ لوڈ کر دیئے گئے ہیں۔  
اس میں سب سے پہلے اپنی اصلاح مقصد ہے اور پھر اپنے تمام احباب پڑھنے سننے والوں  
کے لئے بھی ہے۔

بندہ اور دیگر بندہ کے اس شعبہ سے متعلق احباب نے بھرپور کوشش کی کہ اس میں کوئی غلطی  
نہ رہے، لیکن انسان کمزور ہے اور ہمیں اپنی کم علمی اور کم عملی کا اعتراف ہے اور اس میں بہتری  
کی کوشش جاری ہے اگر کوئی دوست دوران مطالعہ کوئی غلطی دیکھے تو ضرور بہ ضرور اطلاع  
کرے تاکہ آئندہ درست کی جاسکے اس پر بندہ ایسے شخص کے لئے دعا گو اور قدردان ہوگا۔  
گزارش ہے کہ بندہ کافی عرصہ سے جامع مسجد الرحمن، بلیو ایریا اسلام آباد میں امامت  
خطابت کے فرائض سرانجام دے رہا ہے، جو جمعہ میں بیان ہوتا ہے اس کو قلم بند کیا جاتا ہے،  
اسی ترتیب سے پہلے کئی مجموعے منظر عام پر آچکے ہیں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین  
اسی طرح اب ایک مجموعہ تین جلدوں پر مشتمل منظر عام پر لانے کی سعادت حاصل کی ہے  
جس کا موضوع سیرت رسول ﷺ ہے،

سیرت کے عنوان سے ہر پہلو پر گفتگو ہوتی رہی جو اسی کے قریب بیان قلم بند ہوئے۔ ان  
تمام بیانات کو ریکارڈنگ سے قلم بند کرنے کی کوشش مفتی مشکور الرحمن صاحب کی ہے، اور  
کتابت مفتی محمد عبداللہ صاحب کی ہے اور ترتیب عنوانات وغیرہ مفتی طلحہ نظامی صاحب کی ہے  
اور جمعہ کے بیانات مولانا طیب صاحب کے ہیں۔

ان بیانات کو جمع کرنے کا مقصد صرف اور صرف ایک ہی ہے کہ جناب نبی پاک ﷺ کی سیرت، اسوۂ حسنہ ہم تمام مسلمانوں کی زندگیوں میں عملی شکل میں آجائیں۔

اللہ تعالیٰ اس سعی کو اخلاص کے ساتھ سرانجام دینے کی توفیق نصیب فرمائے، اور تمام مذکورہ احباب، معاونین، جملہ اساتذہ، والدین کے لئے، میرے لئے اور میرے اہل خانہ اور اولاد کے لئے صدقہ جاریہ بنائے۔

جناب نبی پاک ﷺ کے مناقب، اوصاف کا کوئی بھی احاطہ نہیں کر سکتا، آپ ﷺ امام الانبیاء، خاتم الانبیاء، سید دو جہاں، شفیع المذنبین، شافی محشر، ساقی کوثر، برتر و بالا و قدر ہیں۔ جن پر درود و سلام، رحمت اور برکت فرشتے بھی اور اللہ تعالیٰ خود بھی نازل فرماتا ہے اور امر کے ساتھ حکم دے کر تمام مسلمانوں کو حکم دیا کہ تم بھی میرے نبی پاک ﷺ پر درود و سلام بھیجو۔ جس کی بہت فضیلت ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب پڑھنے، سننے اور کتاب کے وجود میں آنے کے لئے تمام معاونین کو اجر عظیم عطا فرمائے اور عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین

ترا عز لولاک تمکین بس است  
ثنائی تو طہ، یسین بس است  
چہ وصفت کند سعدی ناتمام  
علیک الصلوۃ اے نبی السلام

طالب دعا

بندہ محمد طیب

امام و خطیب: جامع مسجد الرحمن، بلیو ایریا، اسلام آباد

مدیر: جامعہ رحمانیہ

۸ رجب ۱۴۳۷ھ 16 اپریل 2016

فون نمبر: 0333-5599016

## عرض مرتب

الحمد لولیه و لصلوۃ والسلام علی نبیہ  
اللہ تعالیٰ کا بیکراں کرم اور لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم اور توفیق خاص  
سے درس و تدریس کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کے ساتھ بھی وابستگی کی نعمت دی ہے۔  
چنانچہ کئی کتب بندہ کی ترتیب جدید کے ساتھ منظر عام پر آچکی ہیں، انہیں کتب میں سے  
برادر مکرم مولانا محمد طیب صاحب کے بیانات کے مجموعے بھی ہیں، اس سے قبل چار مجموعے  
زیور طبع سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آچکے ہیں

- 1: خطباتِ عبدیت المعروف اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کی صفات
- 2: خطبات الحقوق المعروف اسلام میں حقوق العباد کی اہمیت
- 3: خطبات الفضاائل المعروف رحمت و برکت کے خزانے
- 4: خطبات توحید المعروف خطبات توحید باری تعالیٰ

اب پانچوں مجموعے بنام ”خطبات سیرت“ تین جلدوں پر مشتمل آپ کے ہاتھوں میں  
ہے۔ طلبہ، علماء اور عوام الناس کے لئے یکساں مفید ہے۔

اپنی طرف سے تصحیح کی خوب محنت کی ہے پھر بھی غلطی کا امکان ہے اور اگر کسی دوست کو کوئی  
غلطی نظر آئے تو لازماً اطلاع دے بندہ اس اطلاع پر شکر گزار ہوگا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس مجموعے کے ذریعہ ہم سب کو اسوء حسنہ پر عمل کرنے کی توفیق عطا  
فرمائے اور شرف قبولیت سے نوازے۔ آمین

محمد طلحہ نظامی

۸ رجب ۱۴۳۷ھ / 16 اپریل 2016

## استقامت رسول ﷺ

الْحَمْدُ لِلَّهِ . الْحَمْدُ لِلَّهِ وَ كَفَى وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ  
الرُّسُلِ وَ خَاتِمِ الْأَنْبِيَاءِ وَعَلَى آلِهِ وَ أَصْحَابِهِ الَّذِينَ أَوْفَوْا عَهْدَهُ  
الَّذِينَ هُمْ خُلَاصَةُ الْعَرَبِ الْعَرَبَاءِ وَ خَيْرِ الْخَلَائِقِ بَعْدَ الْأَنْبِيَاءِ  
أَمَّا بَعْدُ !

فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
﴿ فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا إِنَّهُ بِمَا  
تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ وَلَا تَرْكَبُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فْتَمَسَّكُمُ النَّارُ  
وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ أَوْلِيَاءَ ثُمَّ لَا تُنصَرُونَ ﴾ سورہ  
ہود: ۱۱۲، ۱۱۳

قال النبی ﷺ: " شَيَّبَتْنِي سُورَةُ هُودٍ وَ أَخَوَاتُهَا ". طبرانی  
کبیر بحوالہ الصحیحہ: ۹۵۵

صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ وَ صَدَقَ رَسُولُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيمُ وَ نَحْنُ عَلَى  
ذَلِكَ لِمَنْ الشَّاهِدِينَ وَ الشَّاكِرِينَ وَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ .

### آیت کا مفہوم:

سورۂ ہود کی ایک دو آیت کریمہ اور رسول اللہ ﷺ کا ایک ارشاد پاک تلاوت کیا ہے،  
جس کے اندر رسول اللہ ﷺ کو استقامت علی الدین بتایا گیا ہے، دین کے اوپر استقامت کے  
ساتھ عمل کرنا رسول اللہ ﷺ کو بتایا گیا ہے۔ فرمایا:

نبی پاک ﷺ کو خطاب ہے کہ جس طریقے سے ہم آپ پر احکام نازل کر رہے ہیں، اس

طریقے پر آپ استقامت کے ساتھ عمل کریں اور وہ لوگ بھی اسی ترتیب کے ساتھ استقامت سے عمل کریں جو آپ پر ایمان لائے ہیں، گزشتہ زندگی کے گناہوں پر توبہ کر چکے ہیں اور تم حد سے تجاوز نہ کرو، زیادتی نہ کرو، سب مسلمانوں کو خطاب ہے، اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہے اور تم لوگ ظالموں کی طرف اپنا جکاو بھی نہ کرو، ورنہ تمہیں آگ جلا دیگی، پھر اللہ کے علاوہ کوئی تمہارا مددگار نہیں ہوگا، کوئی تمہاری نصرت نہیں کی جائیگی۔

اور جو حدیث پاک تلاوت کی ہے اس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے سورہ ہود نے بوڑھا کر دیا، یعنی اس میں کچھ ایسے مضامین اور احکام اور سابقہ امتوں کے واقعات ہیں، ان احکام میں اوامر و نواہی اللہ پاک نے جو بتائے ہیں، اس نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے، اور ان لوگوں کے عمل نہ کرنے کی وجہ سے عذاب آیا۔

## استقامت کیا ہے؟

اب سمجھنا یہ ہے کہ استقامت چیز کیا ہے؟ علماء لغت نے لکھا ہے کہ استقامت کہتے ہیں بالکل سیدھا کھڑا ہونا، کسی طرف بھی آدمی جھکا ہوا نہ ہو۔ یہ استقامت ہے۔ اور اصطلاح شرع میں صراط مستقیم پر چلنے کا نام استقامت ہے۔ یعنی صحیح معنی میں صراط مستقیم پر چل رہا ہے، قرآن سنت کی ہدایت پر عمل کر رہا ہے، وہ استقامت والا ہے۔ اور اگر قرآن سنت کے علاوہ کسی اور چیز پر عمل ہے، تو استقامت پر نہیں ہے۔

## استقامت کی اقسام:

اب استقامت کی انواع سمجھنی چاہئے کس میں کتنی استقامت ہے؟ علماء تفسیر نے لکھا ہے استقامت کا لفظ جامع مانع ہے کہ پوری شریعت کو اس لفظ نے اپنے احاطے میں لیا ہے

استقامت علی العقیدہ

استقامت علی اخلاق حسنہ

استقامت علی ارکان الاسلام

استقامت علی معاشرت اسلامیہ

دین کے تمام شعبوں میں ایمان لانے والے کیلئے استقامت لازمی ہے، ورنہ اس کا دین

صحیح نہیں ہے، عقیدہ میں استقامت کہ اس میں شرک نہ آجائے۔

ارکان اسلام میں استقامت کہ جس طریقے سے ثبوت ہے ارکان اسلام کا اسی کے مطابق یہ شخص عبادات کو بجالا رہا ہے، استقامت والا ہے، ایک مرتبہ رات کو نیندا چھی ہوگی، صبح شوق آگیا کہ دو فرض کے بجائے چار فرض پڑھ لیتے ہیں، تو یہ دین داری نہیں، شریعت کی اتباع نہیں ہے، اپنی خواہش کی اتباع ہے، استقامت نہیں ہے، زیادہ تھکاوٹ ہوگی ہے، عشاء میں چار فرض کے بجائے دو پڑھ رہا ہے، وتروں کو چھوڑ رہا ہے کہ آج تھکاوٹ ہے، جس دن صحت صحیح ہوگی، زیادہ پڑھ لیں گے، یہ استقامت کے منافی ہے۔

حج میں رش زیادہ ہوتا ہے، وہ کہے ربیع الاول میں جا کر حج کر لیتے ہیں، عرفات کا چکر لگائیں گے منیٰ اور مزدلفہ میں بھی حج کے دنوں میں رش ہوتا ہے، جان بچانی فرض ہے، تو یہ استقامت علی الدین نہیں ہے، دین داری نہیں ہے، خواہش کی پیروی ہو رہی ہے۔

### ابوسفیانؓ کو نصیحت:

حضرت ابوسفیان ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دفعہ حاضر خدمت ہوئے، باتیں سنتے رہے، سمجھتے رہے، جب اپنے گھر جانے لگے، تو عرض کرنے لگے یا رسول اللہ!

”قُلْ لِي قَوْلًا لَا أَسْأَلُ بَعْدَكَ أَحَدًا“

میں اب جا رہا ہوں، کوئی جامع مانع آپ بات ارشاد فرمادیں اور وہ ایسی بات ہو کہ آپ کے دنیا سے چلے جانے کے بعد کسی سے پھر یہ سوال کرنے کی ضرورت ہی نہ پڑے، کوئی ایسی جامع مانع بات آپ ارشاد فرمادیں، جو مجھے دین داری اپنانے میں ہمیشہ یاد رہے اور آخرت میں مجھے سُرخ رو کر دے، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

”يَا أَبَا سُفْيَانَ! قُلْ آمَنْتُ بِاللَّهِ ثُمَّ اسْتَقِمَّ“ (رواہ مسلم عن

روایۃ بن ہشام: ۱۲۰)

آپ نے اعلان کر دیا ہے کہ آپ ایمان والے ہو، تو اب ایمانی تقاضوں پر استقامت کے ساتھ عمل کرو، ضرور کچھ نہ کچھ تو خواہش نفس بھی ستاتی ہے، کچھ ماحول ہے، کچھ عزیز واقارب ہیں، کچھ دوست ہیں، کچھ انسان کے اپنا نفس امارہ ہے، جو گناہوں کی طرف غیر

شرعی امور کی طرف لے جاتا ہے، تو ہر پہلو میں خیال کر لینا کہ دین کیا ہے؟ شریعت کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ کا طریقہ کیا ہے؟ اس پر عمل کرنا، خواہ کچھ بھی ہو جائے، پھر اللہ کی مدد بھی ساتھ ہوگی۔

### حضرت ابن عباس سے فرمایا:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما مشہور صحابی ہے، آپ کے چچا زاد بھائی ہیں، اور مفسر قرآن ہیں، اپنے شاگردوں کو یہ جملہ اکثر فرمایا کرتے تھے:

”عَلَيْكُمْ الْإِسْتِقَامَةُ وَاتَّبِعْ وَلَا تَبْتَدِعْ“

تمہارے اوپر لازم ہے کہ صحیح معنی میں شریعت کے اوپر عمل کرو، استقامت کے ساتھ اور بدعت نہ کرنا کہ اپنی مرضی کے مطابق دینداری اختیار کر لو، مطلب یہ ہے کہ قدم قدم پر رکاوٹیں ہیں، ان کو دور کر کے شریعت پر چلنا ہے۔

### دنیا قید خانہ ہے:

یہی فرمایا:

”الدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ“ (رواہ مسلم: ۲۹۵۶)

دنیا مؤمن کیلئے قید خانہ ہے، اور کافر کیلئے جنت ہے۔

جیل میں کمرے الگ بنے ہوئے ہیں، کٹاگری کے لحاظ سے (اللہ بچائے، جیل کوئی اچھی چیز نہیں ہے) لیکن کبھی دیکھ لینی چاہیے، الگ الگ کٹاگری بنی ہوئی ہیں کہ اس میں چور رکھنے ہیں، اس میں ڈاکو مجرم رکھنے ہیں، ایک گروہ کو دوسرے گروہ کے کمرے میں آنے کی اجازت نہیں ہے۔

سجن المؤمن ایک تو یہ ہے کہ پوری جیل سے باہر کیسے جائے، تو جا ہی نہیں سکتا، وہ جو اندر کمرے ہیں، اس میں بھی دوسرے کمرے میں نہیں جاسکتا ہے۔

سجن المؤمن فرمان رسول ہے کہ ہر جگہ دیکھ دیکھ کر چلنا ہے کہ میں مسلمان ہوں، دیندار

ہوں۔

## رونے کی وجہ؟

جب یہ آیت نازل ہوئی، تو رسول اللہ ﷺ اکثر رویا کرتے تھے، تو صحابہ نے پوچھا کہ حضرت آپ کیوں رورہے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا قرآن میں اللہ تعالیٰ نے جتنے مجھے حکم دیئے، ان احکام میں کوئی حکم اتنا سخت نہیں جتنا اس آیت میں سخت حکم دیا گیا ہے، اس خوف سے رورہا ہوں

”فَاسْتَقِمُّ كَمَا أُمِرْتُ“

مثلاً آپ کو حکم کیا گیا ہے، کہ آپ ﷺ استقامت پر رہیں خواہ سارا زمانہ مخالف ہو جائے یا موافق، بس نہ ہی کسی کی مالداری کی حرص اور نہ ہی کسی بہت بڑے بہادر کی شجاعت کا خوف اور نہ ہی کسی ملامت کرنے والے کی والے کی ملامت کا ڈر اور نہ کسی دھمکی دینے والے کی دھمکی سے ڈرنا ہے۔ فرمایا روتا اس لئے ہوں کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے جو مجھے حکم دیا ہے، اتنا سخت ایسا حکم پورے قرآن مجید میں مجھے نہیں دیا گیا ہے اور آپ تو ہیں ہی استقامت والے نبی، نبی تو معصوم ہوتا ہے۔

یہاں پر حکم اس طرح ہے:

﴿فَاسْتَقِمُّ كَمَا أُمِرْتُ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ﴾ ۱۱۲: ۵

جنہوں نے آپ پر ایمان لایا گزشتہ زندگی پر تائب ہو گئے، ان کو بھی یہ فرمادیں کہ استقامت علی الدین کا شیوہ اختیار کریں، تو روتا اس لئے ہوں کہ میرے امتی استقامت علی الدین پر کیسے رہیں گے اور یہاں آ کر حکم ہوا کہ حد سے تجاوز نہ کرنا، جو راستہ ہم نے دیا ہے، اس پر چلنا ہے، ادھر ادھر نہ جانا

﴿إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ﴾

اللہ تعالیٰ اعمال کو دیکھ رہا ہے، کس نیت سے بول رہے ہو؟ کیا کر رہے ہو؟ کتنا تقویٰ دین داری کتنا مجاہدہ ہے؟

﴿وَلَا تَرْكَبُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا﴾ ۱۱۳: ۵

ظالموں کی طرف ادنی جھکاؤ بھی نہ ہو، استقامت کے ساتھ رہو اور۔

۱۳۳۵۷۲



### وصف استقامت:

اللہ تعالیٰ نے پارہ پندرہ میں ایک مقام پر رسول اللہ ﷺ کو فرمایا کہ اے نبی! ہم نے آپ کے اندر یہ وصف رکھا ہے کہ آپ دین پر استقامت کے ساتھ رہیں، بلکہ ہم نے آپ کو عطاء کیا ہے، اگر ہم آپ کو یہ مقام عطاء نہ کرتے، تو خطرہ تھا کہ آپ ڈگ مگا جاتے، فرمایا

﴿وَلَوْلَا اَنْ تَبْتَنَّاكَ لَقَدْ كُنَّا تَرَكْنَا اِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيْلًا﴾ بنی

اسرائیل: ۷۴

اگر استقامت علی الدین کا وصف آپ سے چھوٹ گیا، تو پھر دنیا میں بھی ناراضگیاں ڈبل ہوں گی، اور آخرت میں ناراضگیاں ڈبل ہوں گی، انعامات جو نوازنے کے ڈبل ہیں، تو پھر ناراضگیاں بھی ڈبل ہوگی۔

اے ہمارے محبوب پیغمبر! اگر ہم آپ کو ثابت قدم نہ رکھتے، تو آپ معمولی سا صراط مستقیم سے بٹ جاتے، تو وہ ادنی جھکاؤ بھی دین سے دوری والا اس کی سزا یہ ہوتی، آپ کو جھکانے کی سزا دنیا میں بھی ڈبل آخرت میں بھی ڈبل، اگر آپ بالفرض صراط مستقیم سے ذرا بھی ہٹ گئے، تو اللہ کی ناراضگی کے مقابلہ میں آپ کا کوئی مددگار نہیں ہوگا۔

اصل بات یہ ہے کہ اس طرح کا خطاب جو آپ ﷺ کو ہوا ہے، آپ ﷺ تو معصوم ہیں، آپ سے تو صراط مستقیم سے ہٹنے کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا، اس طرح کی آیات سے امت کو سمجھانا مقصود ہوتا ہے، ہم نے آپ کو یہ مقام دیا ہے، ثابت قدم رہنے کا اور ثابت قدمی کی مثال رسول اللہ ﷺ جیسی کوئی نہیں پیش کر سکتا۔

دوستو! میں بار بار یہ عرض کرتا رہتا ہوں، رسول اللہ ﷺ کی سیرت میں سب کچھ ہے، ایک شخص ہے جو کہ مکہ میں لوگوں کو دعوت دے رہا ہے، رشتہ دار سب مخالف، زمانہ سارا مخالف، سردار سارے مخالف اور یہ اپنی بات پر ڈٹا ہوا ہے، اس جیسی کوئی مثال تو لیکر آئے، یہی استقامت ہوتی ہے۔ اقبال مرحوم کہتے ہیں

ہرز خوف ہوں لیکن نہ ہوں نہ ہوں دل کی رفیق  
یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

جن کا بول ان کے دل کی آواز کے مطابق ہوا کرتا ہے، وہ انبیاء ہوتے ہیں، یا ان کے ماننے والے صحابہ ہوتے ہیں، یا ان کے ماننے والے محدثین، فقہاء اور علماء ہوتے ہیں، یہ سیاسی نہیں ہوتے، جن کی پرورش جھوٹوں میں فراڈوں میں ہوئی ہو، یہ آج اس کے ہوتے ہیں، اور کل اُس کے ہوتے ہیں۔

ہزار خوف ہوں لیکن زباں ہو دل کی رفیق

یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

اس قلندر کو رب کی رضا چاہیے، حکومت کے ایوان نہیں چاہیے، اس قلندر کو اپنے رب کی اور اپنے پیغمبر کی شفاعت اور خوشنودی چاہیے، دنیا کا مال متاع نہیں چاہیے۔

### ابوعلی سری کا واقعہ:

حضرت ابوعلی سری ایک بہت بڑے بزرگ گذرے ہیں، یہ ایک اللہ والا شخص ہے، اللہ والا وہ ہوتا ہے جو اللہ اور اللہ کے رسول کی ہر بات کو مانتا ہے، کچھ لوگ نظر بندی کرتے ہیں اور نظر بندی کہتے ہیں تماشا دکھا دینا، ایسا بندہ اللہ والا نہیں ہوتا، اللہ والا وہ ہوتا ہے جو اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی باتوں کو دل سے تسلیم کرتا ہے اور ظاہری اعضاء سے عمل کر کے دکھاتا ہے، یہ اللہ والا ہوتا ہے۔ ایک مشہور مقولہ ہے ابوعلی سری کی بات کو بعد میں نقل کرتے ہیں مقولہ یہ ہے

”أَطْلُبُوا الْإِسْتِقَامَةَ وَالسُّنَّةَ وَالشَّرِيعَةَ وَلَا تَطْلُبُوا الْكِرَامَةَ“

اے اہل ایمان کی جماعت! دین داری کو تلاش کرو، تقویٰ کو تلاش کرو، سنت کو اختیار کرو، استقامت کو تلاش کرو، کرامات کو تلاش مت کرو، کرامات ظاہر ہوں گیں، تب یہ ہوگا، فلاں ہو گا، کرامات کا ظہور ہو جانا کوئی کمال کی بات نہیں ہے، دوستو کمال یہ ہے کہ کامل دینداری اختیار کی جائے، ہاں اس میں کوئی کرامت بھی ظاہر ہو جائے، تو کوئی بات نہیں ہے، اچھی بات ہے۔

ابوعلی سریؒ کو خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی اور خواب میں زیارت اونچے لوگوں کو ہوتی ہے، حدیث میں آتا ہے کہ جناب نبی پاک ﷺ کی زیارت جس شخص کو حاصل

ہو جائے، بس بعینہ حضور ﷺ کی زیارت ہوگی، شیطان رسول اللہ ﷺ کی شکل میں خواب میں نہیں آسکتا، حضرت خود ہی آتے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کا انعام ہے جس کو عطا کر دے، بعض حضرات نے تمام انبیاء کا یہ مقام لکھا ہے کہ خواب میں کسی بھی نبی کی زیارت ہو جائے، تو وہ نبی ہی ہے، شیطان کسی نبی کی شکل میں نہیں آسکتا، حضرت ابوعلی سری کو خواب میں زیارت ہوئی، تو ابوعلی سری نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ آپ کا یہ ارشاد ہے:

”شَيْبَتِي سُورَةُ هُودٍ“

کہ سورہ ہود نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا جی ہاں یہ میرا ارشاد ہے کہ مجھے سورہ ہود نے بوڑھا کر دیا ہے، کیونکہ اس سورہ میں انبیاء کی ان قوموں کا ذکر ہے کہ جن قوموں پر اللہ کا عذاب آیا ہے اور اس آیت کی وجہ سے جو اللہ نے مجھے حکم دیا ہے، کہ اے نبی استقامت کے ساتھ دین پر عمل کریں، جیسے آپ کو حکم کیا گیا ہے، یہ بہت سخت حکم تھا، پوری کتاب میں جتنے احکام آئے ہیں، ان میں سب سے زیادہ سخت یہی حکم ہے، تو اس سخت حکم کی وجہ سے میں بوڑھا ہو گیا ہوں۔

صحابہ کرامؓ میں جن میں ابو بکر صدیقؓ بھی تھے پوچھا حضرت آپ کی داڑھی کے بال سفید ہونا شروع ہو گئے ہیں، بظاہر تو ابھی سفید نہیں ہونے چاہئے تھے

”شَيْبَتِي سُورَةُ هُودٍ“

فرمایا مجھے سورہ ہود نے بوڑھا کر دیا، سورہ ہود میں حضرت نوحؑ سے لیکر حضرت موسیٰؑ تک ان قوموں کا ذکر ہے، جن سرکش قوموں نے اللہ اور اس کے رسول کی بغاوت کی تھی اور پھر اللہ کا عذاب نازل ہوا تھا، آپ ﷺ روتے تھے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میری امت پر بھی اسی طرح عذاب آجائے، یا اللہ یہ بھی پورے استقامت علی الدین والے نہیں ہیں، آپ جانتے ہیں

**دینداری کا معیار:**

دوستو! دینداری تب پتہ چلتی ہے، جب خلاف طبیعت بات سامنے آجائے، پھر انسان کا امتحان ہوتا ہے، پھر یہ اپنے پیغمبر کے حکم کو مد نظر رکھتا ہے، یا رسم و رواج کو مد نظر رکھتا ہے، میں نے بہت سارے ایسے دیندار دیکھے ہیں، جو صوم و صلوة کے باہند ہیں، لیکن شادی غمی کے موقع

پر شریعت کو بھول جاتے ہیں اور کئی مواقع میں ان کو شریعت بھول جاتی ہے، یہ کیسی دینداری ہے، دینداری کا پتہ تب چلتا ہے، جب کوئی خلاف طبع بات سامنے آجائے، دل نہیں مان رہا، جب دل پر آرے چلانے پڑتے ہیں، تب دل مانے گا اور دین پر عمل کرے گا، ہمیں تو بس اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی بات عزیز ہے، کوئی ناراض ہوتا ہے لاکھ ہو، خوش ہوتا ہے تو ہو، ہم نے اس بات کو لیکر چلنا ہے، ہم نے زندگی کی بیعت کی ہوئی ہے اسلام کے اوپر، بس اسلام میں جو بات ہے، اس پر عمل کرنے کا نام دینداری ہے۔

دوستو! جمعہ کی بات ہم نے سن لی اور بات ہو گئی اور حق ادا ہو گیا، میں بھی طالب علم ہوں، آپ بھی طالب علم ہیں، ہم سب کی یہ نیت ہو کہ ہم یہاں سیکھنے کے لئے آئے ہیں، میری پوری خواہش اور پوری دلی توجہ ترغیب اس تمام گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ آئے ہو، تو ایک چیز لیکر جاؤ۔

دوستو! لوگ ڈھول گانے والوں کی طرف جاتے ہیں، واپس آرہے ہوتے ہیں، وہ بھی گانا گارہے ہوتے ہیں، وہ میراثی اور ان کی ذریت جب واپس آرہے ہوتے ہیں، تو راستے میں انہیں یہ پتہ نہیں ہوتا کہ کوئی مولوی صاحب بیٹھے ہیں، وہ اپنا سبق یاد کر کے آرہے ہوتے ہیں، وہ جہنمیوں کا سبق ہے اور یہ اسلام اور جنتیوں کا سبق ہے، میں بھی طالب علم ہوں اور اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی رضا کی تلاش میں ہوں، آپ بھی طالب علم ہیں اور اسی نیت سے آئے ہیں کہ کوئی چیز لیکر جائیں اور اس کو اختیار کریں، یہ دن جارہے ہیں، بس جارہے ہیں

سب سے برا عالم دین:

اے اہل ایمان! ظالموں کی طرف ادنیٰ جھکاؤ بھی نہ کرنا، ورنہ جہنم کی آگ آپ کو جلا دے گی، قرآن کا استعارہ سمجھو، استعارے ہوتے ہیں آپ کی اردو انگلش میں بھی استعارے ہوتے ہیں، قرآن نے کہا ظالموں کی طرف ادنیٰ جھکاؤ بھی نہ کرنا، یعنی ظلم کرنا تو درکنار ظالموں کی جماعت کی طرف ادنیٰ جھکاؤ بھی نہ کرنا، ورنہ تمہیں آگ جلا دے گی، سوچ سوچ کر چلنا، ادنیٰ سا جھکاؤ بھی ہو گیا، تو برباد ہو جاؤ گے۔

امام غزالی نے لکھا ہے کہ سب سے برا عالم دین وہ ہے جو کسی ظالم شخص کو ملنے کے لئے جاتا ہے، اس کی حوصلہ افزائی کرتا ہے، عالم کو کسی ظالم سے نہیں ملنا چاہیے، بلکہ اگر ملنا ہو تو اس کو نصیحت کی غرض سے ملنا چاہیے، تاکہ وہ ظلم سے رک جائے، یہ دنیا دار لوگ بڑے چالاک ہوتے ہیں، اپنے ساتھ کچھ زلفوں والے کچھ پگڑیوں والے کچھ داڑھیوں والے ملا لیتے ہیں، کہ ہم بھی دیندار ہیں، پھر ان سے یہ لوگ اپنی مرضی کی باتیں کرواتے ہیں اور پھر بکے ہوئے لوگ ان کی مرضی کی باتیں کرتے ہیں، خالص اللہ والے کی بات میں اثر ہوتا ہے۔

اقبال کہتا ہے:

محبت کے لئے ڈھونڈ کوئی دل ٹوٹنے والا

یہ وہ ہے جسے رکھتے ہیں نازک آگینوں میں

اگر محبت کرنا چاہتے ہو، تو اس کے پاس جا کر اپنی محبت کی ڈوریاں باندھو، جو دل اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی خشیت میں رو رہا ہے، گڑگڑا رہا ہے، ٹوٹا ہوا ہے اور اس ٹوٹے ہوئے دل کے پاس جا کر رہو، وہاں اللہ رب العزت بستے ہیں، اللہ کے رسول ﷺ کی محبت کے چراغ روشن ہیں۔

اس کو بچانے کے لئے دین دار کے پاس رہو گے، تونچ کے رہے گا، حدیث پاک میں آتا ہے رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ اللہ کو تلاش کرنا چاہتے ہو تو اس غمزدہ دین دار کے پاس جاؤ جس کا دل ٹوٹا ہوا ہے، اللہ پاک فرماتا ہے کہ میں ٹوٹے ہوئے دلوں میں رہتا ہوں اور دوستو یہ ٹوٹا کب ہے

توبہ	میری	جام	شکن
جام	میرا	توبہ	شکن
سامنے	میرے	پڑے	ہیں
ٹوٹے	ہوئے	پیمانوں	کے ڈھیر

یہ بار بار توبہ ٹوٹی رہی شرابی کی، ادھر توبہ کرتا ہے، پھر شراب پی لیتا تھا، پھر اپنی بوتل اور برتن توڑ دیتا تھا کہ آئندہ نہیں پیوں گا اور پھر توبہ کرتا تھا، پھر توبہ توڑتا تھا، سامنے پیمانوں کے

ڈھر لگ گئے، پھر وہ افسوس کے ساتھ شراب کی ٹوٹی ہوئی ٹھیکروں کو دیکھنے لگا، تو کہنے لگا اے بندے تو کب تک اپنی توبہ کو توڑتا رہے گا؟۔ آج اپنی جان کو دل کو توڑ دے، اس کے بعد شراب کی بوتل کو دیکھنا بھی نہیں ہے، پھر توبہ پکی ہوگئی۔

جب دینداری ہوتی ہے، تب دل ٹوٹتا ہے اور دل ٹوٹتا ہے استغفار سے ریگ مار مارنے سے، تھوڑا بہت زنگ اتر جاتا ہے، جب بالکل زنگ آلود ہو جائے، تو پھر توڑنا پڑتا ہے، دوبارہ بھٹی سے وہ لوہا جب نکلے گا، خواہ یہ کچرا چن کر اسٹیل مل میں جائے، اس کا زنگ خراب ہو کر ادھر گر جائے گا، خالص لوہا باہر آ جاتا ہے، جس دل کو تھوڑا زنگ لگ جائے، تو یہ استغفار ذکر اذکار کے ساتھ اتر جاتا ہے اور جب یہ دل گناہ کر کے سیاہ ہو جائے، تو اس پر دین کی بات اثر ہی نہیں کرتی اور دینداری کی طرف یہ آتا ہی نہیں، تاویل کرنے لگ جاتا ہے، سارا دل گناہوں میں سیاہ ہو گیا ہے، اس دل کو پورا جلانا پڑے گا، توڑنا پڑے گا، جب یہ دل افسوس کے مارے ٹوٹے گا، پھر آہ و بکا کرے گا، اپنے معبود حقیقی کو راضی کرے گا، پھر اللہ پاک کی طرف سے فیصلہ ہو جائے گا۔ اعلان ہو جائے گا، کیا اعلان ہوگا؟

فرمایا

﴿يَأْتِيهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ أَرْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكَ رَاضِيَةً مَّرْضِيَةً﴾

الفجر: ۲۷..۲۸

ہماری بات ماننے والے نفس! آج اپنے رب کے پاس چل، پہلے تو رحمن کے علاوہ شیطان کی راہوں کی طرف جا رہا تھا، جب دل کو توڑ ڈالا، آج ہماری مرضیات کے مطابق اس کو صیقل کر ڈال، آہ و بکا کی حد کر دی، اپنے رب کے پاس جا، ادھر تیری رضا خوشنودی کے بلاوے آرہے ہیں، وہ رب تجھ سے راضی اور تجھے وہ انعامات عطا کرے گا کہ تو بھی خوش ہو جائے گا۔

جب سچے دل سے انسان توبہ کرتا ہے، تو پھر اس کو یہ اندازہ نہیں ہوتا کہ کون سن رہا ہے اور کون نہیں سن رہا؟ اور کوئی سن رہا ہے، تو شرم آرہی ہے، ندامت ہوئی ہے۔

دوستو! گناہ کرنے سے لوگ شرماتے ہیں کہ کسی دوست کو والد کو بھائی کو استاد کو پتہ نہ چل

جائے، ارے بھائی ان کو پتہ چل گیا، تو کیا ہو جائے گا؟ وہ تو خود گناہوں میں ڈوبے ہوئے ہیں، اللہ سے ڈرو اور شرم، حیا اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے کرو جس سے فائدہ ہوگا۔  
اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح معنوں میں شریعت کی مطابق زندگی گزارنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

﴿.....وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.....﴾

## عبادت رسول ﷺ

الْحَمْدُ لِلَّهِ . الْحَمْدُ لِلَّهِ وَ كَفَى وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ  
الرُّسُلِ وَ خَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ وَعَلَى آلِهِ وَ أَصْحَابِهِ الَّذِينَ أَوْفَوْا عَهْدَهُ  
الَّذِينَ هُمْ خُلَاصَةُ الْعَرَبِ الْعَرَبَاءِ وَ خَيْرِ الْخَلَائِقِ بَعْدَ الْأَنْبِيَاءِ .  
فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ﴿﴾  
أَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفِي النَّهَارِ وَ زُلْفَا مِنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبَنَّ  
السَّيِّئَاتِ ذَلِكَ ذِكْرِي لِلذَّاكِرِينَ ، وَاصْبِرْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَضِيعُ  
أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ﴿﴾ هود: ۱۱۳، ۱۱۵

قال النبي ﷺ: "صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي". (رواه  
البخاری)

صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ وَ صَدَقَ رَسُولُهُ النَّبِيُّ الْأُمِّيُّ الْكَرِيمُ ، وَنَحْنُ  
عَلَى ذَلِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِينَ وَالشَّاكِرِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ  
الْعَالَمِينَ .

### آیت وحدیث کا مفہوم:

سورۂ احزاب کی ایک آیت کریمہ اور نبی پاک ﷺ کا ایک ارشاد مبارک تلاوت کیا ہے،  
جس کے اندر رسول اللہ ﷺ کی عبادت کا ذکر ہے، فرمایا  
اے نبی! آپ نماز کو قائم رکھیں، دن کے حصوں میں اور رات کے حصوں میں، بلاشبہ  
نیکیاں گناہوں کو مٹادیتی ہیں اور یہ نصیحت ہے نصیحت حاصل کرنے والوں کے لئے۔ اور آپ  
صبر کے ساتھ رہیں، بلاشبہ اللہ تعالیٰ نیک لوگوں کا اجر ضائع نہیں کرتے۔



اس طرح آپ لوگ نماز پڑھو جیسے میں نماز پڑھتا ہوں۔  
یعنی وقت کے اندر اور خشوع، خضوع کے ساتھ پڑھو۔

### تمام نمازوں کا احاطہ:

علماء تفسیر نے صحابہ کرامؓ اور تابعین کے اقوال نقل کئے ہیں کہ اس میں پانچوں نمازوں اور تہجد کی نماز کا ذکر ہے:

طرفی النہار..... میں دن کی نمازیں ہو گئیں۔

زلفا من اللیل..... میں رات کی نمازیں ہیں مغرب، عشاء اور تہجد کی نماز۔

ساری نمازوں کو احاطہ میں لیا ہے اس آیت کریمہ نے اور یہ سورت مکی ہے، ہجرت سے قبل نازل ہوئی ہے اور نماز کی فرضیت بھی مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ معراج کے سفر میں تو دونوں کی مناسبت اپنے لحاظ سے واضح ہے کہ سورۃ کی آیت بھی مکی ہے اور نماز بھی مکہ میں فرض ہوئی اور سب نمازوں کا ذکر اس کے اندر آ گیا ہے۔

### تہجد کی نماز:

البتہ اتنی بات ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر شروع میں تہجد کی نماز فرض تھی اور بعد میں اس فرضیت کو ہٹا دیا گیا، لیکن سنت مؤکدہ رہی ہے، تاکید رہی ہے، تہجد کی نماز پڑھنے کی۔ بعض محدثین کا رجحان یہ ہے کہ عوام کے لئے تہجد کی نماز نفل اور سنت ہے اور صلحاء اور علماء، فقہاء، محدثین، مفسرین کے لئے تہجد کی نماز سنت ہے، اس کا اہتمام کرنا افضل ہے۔

اور رسول اللہ ﷺ پر جب شروع میں تہجد کی نماز فرض ہوئی، تو آپ کے ساتھ مکہ میں اس وقت تھوڑے سے مسلمان تھے، ان کے لئے بھی یہی حکم تھا کہ تم بھی تہجد پڑھا کرو اور وہ مکی زندگی کا واقعہ ہے، جو رات کو رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کی تہجد کی نماز کی تلاوت سنی تھی، پھر آپ نے ان کو بلایا کہ ابو بکر آپ بہت آہستہ تلاوت کرتے ہو تہجد کی نماز میں، عرض کیا حضرت جس کو سنانا چاہتا ہوں وہ سن رہا ہے۔ پھر حضرت عمر کو بلایا اور فرمایا تہجد کی نماز میں تلاوت بہت اونچی کرتے ہو، عرض کیا حضرت شیطان کو بھگاتا ہوں کہ

جہاں تک آواز جائے گی، شیطان دور بھاگ جائے گا، تو آپ نے فرمایا کہ ابو بکر تھوڑی سی آواز کو بلند کرو اور عمر سے فرمایا تھوڑی سی آواز کو پست کرو، ایسی تلاوت ہو کہ آپ خود سن سکو، کسی کو تکلیف نہ ہو۔

تہجد کی نماز میں تھوڑی اونچی آواز کے ساتھ تلاوت زیادہ مفید ہے اور اس کے سنت ہونے کی ایک اور دلیل بھی ہے، رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ بڑی خوش بخت ہے وہ خاتون جو تہجد کے لئے اٹھے اور شوہر پر پانی کا چھڑکاؤ کرے اور کہے اٹھو تہجد کے لئے اور بڑا خوش بخت ہے وہ شخص جو تہجد کے لئے اٹھا اور پانی کا چھڑکاؤ کیا اپنی بیوی پر، اٹھو تہجد کی نماز ادا کرو۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نفل کچھ اونچے درجے کی عبادت ہے اور اسی پر تمام اولیاء اللہ اور صلحاء کا عمل رہا ہے، بعض نے تو آخر دم تک رسول اللہ ﷺ کے لئے واجب ہی لکھا ہے، لیکن بعض نے فرمایا تخفیف آگئی تھی، لیکن آپ سے تہجد کی نماز چھوڑنا ثابت نہیں ہے، آخری جو مرض کے ایام تھے، ان میں تہجد نہیں پڑھی الگ بات ہے، اس میں تو فرض کی بھی بیٹھ کر پڑھنے وغیرہ کی گنجائش ہوتی ہے۔

### نماز کی اہمیت:

یاد رکھو دوستو! آپ نے یہ بات سنی ہوئی ہے کہ نماز ایمان کے بعد پہلا فریضہ ہے اور اس سے ایمان کی تکمیل ہوتی ہے، اس کے بعد دیگر ارکان ہیں اور یہی وہ رکن ہے کہ جس کا حساب سب سے پہلے ہوگا، نماز کو دن میں بھی ادا کرنا ہے، رات کو بھی ادا کرنا ہے، اور ایک مہینہ نہیں، ایک ہفتہ نہیں، ایک سال نہیں، پوری زندگی ادا کرنا ہے، دیگر فرائض سے مختلف ہے، مثلاً رمضان کے ایک مہینے میں روزے رکھنے ہیں، زکوٰۃ بھی سال میں ایک دفعہ صاحب حیثیت نے ادا کرنی ہے، حج کے دن بھی مقرر ہیں اور نماز رخصت کی دور دور تک کوئی گنجائش نہیں ہے، الا یہ کہ بالکل بے ہوشی ہو جائے۔

### نماز برائیوں سے روکتی ہے:

تو علماء نے لکھا ہے جو شخص نماز کا صحیح معنی میں پابند ہے، یہ حقوق اللہ میں سے ایمان کے

بعد سب سے اعلیٰ حق ہے، اللہ کا جو بندوں کے اوپر ہے، جب اللہ کے ساتھ بندہ اپنے حق کو صحیح معنی میں ادا کرنے لگ جائے پھر اس بندے سے حقوق العباد بھی ضائع نہیں ہوں گے، یہ اللہ کا مقرب بندہ بن جاتا ہے، نیک بندہ بن جاتا ہے، اللہ کا دوست بن جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی کو محبوب بنا لیں، تو اس سے پھر کوئی زیادتی کوئی غلطی کوئی ظلم نہیں ہونے دیتے اور قرآن نے دلیل دی ہے

﴿إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ﴾ عنکبوت: ۴۵

کہ نماز بے حیائی سے گناہوں سے برائی سے چھوٹے گناہوں سے بڑے گناہوں سے روکتی ہے باز رکھتی ہے، دور رکھتی ہے

﴿إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ﴾

کہ نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں، مٹا دیتی ہیں، یہ آیت کریمہ نماز کے بعد آئی ہے اور حسنات کا لفظ جمع آیا ہے اور نمازوں کا ذکر آیا ہے، نمازیں جمع ہے۔ ان الحسنات نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتیں ہیں نیکیاں جمع ہیں یعنی ایک آدھ نماز سے بندہ اللہ کا مقرب نہیں بنتا، سب نمازیں ادا کرے گا، پابندی سے ادا کرے گا، جب سب نیکیاں کرنے والا بنے، تو پھر گناہ مٹیں گے۔

﴿إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ﴾

دن کو تو آسانی ہوگی پڑھ لیں رات کو تھکاوٹ ہوگی چھوڑ دی اور صبح کی نماز بھی چھوڑ دی، تو اس نے مجاہدہ کیا اس کی تو نیند ہی پوری نہ ہوئی، اس نے ریاضت کیا کی ہے، مشقت کیا اٹھائی ہے، اللہ کے لئے اور اللہ کے رسول کے لئے اور اپنے نفع کے لئے آخرت کے لحاظ سے وقت مل گیا، تو پڑھ لی اور اگر مصروفیت ہے، یا گاہک آگیا، تو جنون آگیا، یہ مسلمان تاجر کی بات کر رہا ہوں، گاہک دوکان میں آگیا، بس جنون آگیا ہے، سبحان اللہ کیا ہو گیا ہے، نماز کیا ہوتی ہے، یہ تو سب کچھ بھلا سکتا ہے، نیند آگئی نماز چلی گئی اور صبح کی نماز کو تو پتہ ہی نہیں مسجدوں میں جا کر اندازہ کر لو، کتنے نمازیں ادا کرنے والے ہیں۔

اقم اقیمو عربی زبان کا لفظ ہے، اس کا معنی ہوتا ہے مداومت، ہمیشگی۔ ایک دن یا دو دن یا

تبلیغی جماعت کے ساتھ سہ روزہ لگاؤ، تو تہجد کی نمازیں بھی ہو رہی ہیں، اشراق بھی ہو رہے ہیں، چاشت بھی ہو رہے ہیں، اور ہر نماز جماعت کے ساتھ ہو رہی ہے، جب گھر آ گیا، تو پھر

ہر چہ خوانندہ ایم فراموش کردہ ایم

الا حدیث یار کہ تکرار می کنیم

جو کچھ پڑھا لکھا سمجھا تھا، وہ ادھر ہی چھوڑ کر گھر میں آ گئے، تو اپنے پرانے یار کی داستان اور باتیں دہرا رہے ہیں، یہ کوئی نیکی نہیں ہے۔

فرمایا جناب نبی پاک ﷺ نے

”أَحَبُّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللَّهِ أَدْوَمُهَا وَإِنْ قَلَّ“ متفق علیہ

نقلی نماز کے لئے یہ بات کہی ہے کہ ہر روز کرو، اگرچہ تھوڑی کرو، یہ بات ہمیں زیادہ پسند ہے، لیکن ایک دن تو بہت زیادہ کر لی اور پھر اس کے بعد سب کچھ کو چھوڑ دیا، یہ پسند نہیں ہے۔

**تین تفسیریں:**

علماء تفاسیر نے اس کی اور تفسیریں بھی لکھی ہیں:

(۱)..... ایک یہ کہ اگر اعمال نامے میں کچھ گناہ ہیں، تو ان کو یہ نماز کی پابندی دور کر دیتی ہے، مٹا دیتی ہے، اگر ان گناہوں پر یہ نادم ہے اور ان گناہوں کو گناہ سمجھتا ہے اور نماز کی پابندی کر رہا ہے، تو اس کے وہ گناہ معاف ہو جائیں گے۔

(۲)..... دوسرے یہ کہ یہ اونچے لوگوں کا مقام ہے کہ اس شخص کی نماز اس درجے کی بنے کہ اس کو ادنیٰ گناہ سے بھی نفرت ہو جائے، اس شخص کی نماز اس مقام کی ہو کہ اس سے گناہ ہوتے ہی نہیں ہیں۔

نماز نمازی کو بے حیائی اور گناہوں سے روکتی ہے، اگر اس کو روک دیا گناہوں سے جھوٹ سے دھوکے سے، بد نظری سے، ہر طرح کے گناہوں سے، جب اس نمازی کو نماز نے روک دیا پھر تو اس کی نماز ہے کہ جو اللہ اور اللہ کے رسول کو نماز مطلوب ہے اور اگر ابھی گناہوں سے نماز روک نہیں رہی ہے اور یہ نماز پڑھ رہا ہے، تو یہ نیکی اس کے جو تھوڑے بہت گناہ ہو رہے ہیں، تو یہ معاف کر رہی ہے اور کوشش کرتا رہے۔ یہ بھی فائدہ ہے کہ فرض ذمہ سے ساقط ہو رہا ہے۔

## ہر چیز محنت مانگتی ہے:

دیکھو ہر کام ایک دن میں نہیں ہو سکتا، یہ مقام بھی ایک دن میں نہیں ملتا، دیکھتے نہیں ہو، لوگ کلاسیں پاس کرتے ہیں، ڈگریاں حاصل کرتے ہیں، پھر آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں، پھر پہلے تو کلرک تھا، جب ریٹائر ہوا تو ڈی جی تھا، محنت کی ہے، آج ہی نماز کے لئے آئے ہیں، پہلے ہی دن میں آدمی جنید بغدادی نہیں بنتا، اس میں مجاہدہ ہوگا، پابندی ہوگی، کچھ مشکلات اور تکالیف آئیں گی، ذرہ سی دفتر میں اوپر نیچے ریل پیل کی پریشانی ہوئی، تو دعائیں اور ختم شروع ہو جاتے ہیں اور آیت کریمہ۔ ایسے ایسے ذکر لوگ بتاتے ہیں کہ ہمیں بھی نہیں پتہ ہوتا کہ یہ صلوٰۃ الحاجت ہے، پریشانیاں دور ہوتی ہیں، تھوڑی مشکل دنیاوی آئی کیسے دعاؤں میں لگ گئے، اچھی بات ہے اور ان رکاوٹوں کو ختم کرنے میں لگ گئے، یہ جنت دیکھ اس قدر سستی نہیں، اس میں بھی کوئی ریاضت ہوگی، ایک دن میں مقام نہیں ملے گا

## گناہ کی معافی:

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کسی شخص سے غلطی ہو جائے، گناہ ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ نے جو دل رکھا ہے، انسان کے اندر کوئی اور اس کو نہ بتائے، یہ خود مفتی ہے، بتا دیتا ہے، اس نے غلطی کی ہے، جس سے غلطی ہو جائے، فوراً اس کے بعد فرمایا، وضو کرو اور دو رکعت نفل پڑھ کر اللہ سے توبہ کر لو، اللہ معاف کر دیتے ہیں، جیسے کپڑوں پر میل ہو اور اسے جلدی دھولیا جائے، تو داغ اتر جاتا ہے، لیکن مہینہ دو مہینے وہ داغ لگا رہے، اب مشکل سے اترے گا، اب بارہ نمبر کے ریگ مار سے رگڑنا پڑے گا، پھر اور قسم کی توبہ ہوگی، اگر گناہ کا پکا داغ لگ گیا، تو فرمایا گناہ ہو گیا، تو وضو کرو اور دو رکعت نفل پڑھو اور عجیب ارشاد فرمایا اپنے دل سے کسی اور کے ساتھ باتیں نہ کرو، جس کے سامنے سر بسجود ہو، پھر اسی کا لحاظ کرو، اس کے بعد اپنے گناہ کی معافی چاہو، اللہ پاک معاف کر دے گا۔

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ بمع صحابہ کرامؓ ایک جماعت میں تھے، تو آپ نے ایک صحابی کو فرمایا مجھے دیکھتے رہو، میں کیسے وضو بنا رہا ہوں؟ ”ہلکذا امرنی جبرائیل“ مجھے جبرائیل نے پورا

وضو کرنا سکھلایا ہے، جیسے میں وضو کر رہا ہوں، مجھے دیکھتے رہو، آپ نے وضو مکمل کر لیا اور پھر اس کے بعد فرمایا، اب ہم ظہر کی نماز پڑھیں گے، پھر ایمان والا عصر کی نماز پڑھے گا، ظہر اور عصر کے درمیان جتنے گناہ ہوں گے، اللہ معاف کر دے گا اور مغرب اور عشاء جب پڑھے گا، تو ان کے درمیان جتنے گناہ ہوں گے، اللہ معاف کر دے گا، پھر صبح کی نماز جب جماعت کے ساتھ پڑھے گا، تو رات کے سارے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

گناہ تو معاف ہیں اب دیکھو یہ تو آرڈر پر عمل ہو رہا ہے، آرڈر پر عمل تقرب کا سبب نہیں بنتا، استحباب تقرب کا سبب بنتا ہے، جیسے استحباب مستحب باب استفعال ہے اور اس کا مادہ ہے ”حب“ یعنی محبت یعنی اللہ کی محبت کو حاصل کرنے کے لئے مستحب کو بجالاؤ، محبوب بن جاؤ گے، اپنے معبود کے، تو عشاء اور فجر کی نماز باجماعت ادا ہوگی، تو گناہ معاف ہیں، تہجد کے لئے قیام کیا، تو مقرب الی اللہ ہو گیا، اللہ کا نیک بندہ ہو گیا اور پھر اس کے بعد صبح کی نماز ادا کی، اب درمیان میں جو گناہ ہوئے، معاف ہو گئے۔

## آمین کی برابری کا ثواب:

پھر جب یہ فرمایا صحابہ کرام کو کہ سورۃ ہود کی اس آیت کی تفسیر یہ ہے جو میں نے بتائی ہے

﴿إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ﴾

یہ نیکیاں انسان کے گناہوں کو مٹا دیتی ہیں، بس یہ نصیحت ہے نصیحت حاصل کرنے والوں کے لئے، جن کے مقدر میں ہدایت ہے، وہ نصیحت حاصل کر لیں، یہ پورا واقعہ اور منظر دکھا کر آپ نے فرمایا سورۃ ہود کی اس آیت کی یہ تفسیر ہے، نماز کے پابند بن جاؤ، گناہ معاف ہو جائیں گے۔

حدیث میں رسول پاک ﷺ کا فرمان ہے کہ نماز باجماعت ادا کرو، جب امام کہے گا ”ولا لضا لین آمین“ تو تم بھی ”آمین“ کہو، اگر تمہاری آمین فرشتوں کی آمین کے ساتھ برابر ہوگی، تو تمہارے سب گناہ معاف ہو گئے، یہ غور کرنے کی بات ہے، آمین کی برابری کی بات ہے، توجہ سے امام کی قرأت سن رہا ہے، جیسے امام سکتہ کرے گا ”ولا لضا لین“ کے بعد، تو یہ آمین کہے، فرشتے تو غافل نہیں ہوتے، انسان غافل ہو جاتا ہے، تو آمین برابر ہو جائے گی۔

اس پر غور کی بات ہے، یہ حدیث آپ نے سنی ہے، غور کرنے کی بات اور ہے کہ فرشتوں کی آمین کے ساتھ آمین برابر ہوگئی، تو گناہ معاف ہوں گے، دوستو آمین کب برابر ہوگی بیڈ روم پر سوتے ہوئے کیا آمین برابر ہوگی؟ اپنے کاروبار کو سلجھاتے ہوئے کیا آمین برابر ہوگی؟ اپنے دفتروں میں میٹنگوں سے کیا آمین برابر ہوگئی؟ جب اللہ اکبر کی صدا بلند ہوگئی، اس ایمان والے کو اب اور کوئی چیز اچھی ہی نہیں لگتی، نماز کی ادائیگی کے لئے اب یہ مسجد آگیا، ان نے نماز باجماعت ادا کی، اب اس کی آسن برابر ہوگئی، فرشتوں کی آمین کے ساتھ۔

### دو نمازوں کا خصوصی اہتمام:

قرآن مجید کی آیت ہے، اس کی تشریح میں رسول پاک ﷺ کا فرمان ہے، فرشتے صبح کو اور عصر کو حاضری کے لئے آتے ہیں اور جو رات کے فرشتے ہیں، وہ صبح کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھتے ہیں اور دن والے فرشتے بھی صبح کی نماز میں آجاتے ہیں، اب یہ فرشتے جو رات والے ہیں، یہ بھی صبح کی نماز میں ہوتے ہیں اور نمازیوں کی حاضری لگاتے ہیں اور چلے جاتے ہیں، اپنا دفتر لیکر اور دن والے فرشتے بھی صبح کی نماز کی حاضری لگاتے ہیں، پس ڈبل حاضری ہو جائے گی رات والے فرشتے بھی حاضری لگا رہے ہیں، دن والے بھی لگا رہے ہیں، رات والے بھی یہ بھی یہی بات ہے رات والے آئے ہیں دن والے جائیں گے، عصر کی نماز میں دن والے فرشتے حاضری لگا کر جا رہے ہیں، رات والے آتے ہیں، وہ بھی حاضری لگا رہے ہیں۔

تشریح جناب نبی پاک ﷺ نے فرمادی کہ یہ مشکل نماز ہے، اس میں دوہرا اجر ہے، ابھی دفتر سے چھٹی نہیں ہوتی، پہلے ہی چلے جاتے ہیں، بیوی گھر پر ہی ہوتی ہے، دفتر کا وقت پورا کیا کرو، اس غلام کو دوہرا اجر ملے گا، جو اللہ کا حق بھی ادا کر رہا ہو اور اپنے آقا کا بھی حق ادا کر رہا ہو، فرمایا

﴿ اَقِمِ الصَّلَاةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ إِلَى غَسَقِ اللَّيْلِ وَقُرْآنَ الْفَجْرِ  
إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ  
عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا ﴾

اسرائیل: ۷۸، ۷۹

نماز کی مداومت کرنا ہے اے اہل ایمان! جب سورج ڈھل رہا ہو، تو اس نماز کا خیال کرنا اسے مکروہ نہ ہونے دینا، یہ عصر کی نماز ہے، حضرت سلیمانؑ جہاد کی تربیت میں مصروف تھے، عصر کے بعد سورج غروب ہونے لگا۔ دعا کی اے رب تیری راہ میں مصروف تھا عصر قضا ہونے لگی ہے، درخواست یہ ہے کہ سلمان تیرے پیغمبر نے کوئی نماز مکروہ نہیں پڑھی، سورج کو واپس لائیں، تاکہ نماز کی صحیح ادائیگی ہو جائے، سورج واپس آ گیا۔

تاجدارِ دو عالم ﷺ جب مصروفِ عمل ہوئے ایک غزوے میں سورج غروب کی طرف جا رہا تھا، سورج کو آرڈر ہوا، اے سورج جس کے آرڈر سے تو چل رہا ہے، میں محمد بھی اس کے آرڈر سے چلتا ہوں، لیکن مصروفیت ایسی ہے اجازت لے لو، اپنے چلانے والے سے کہ کائنات کا سب سے بڑا امام جہادی ٹریننگ میں مصروف ہے اور عصر کی نماز قضا نہ ہونے پائے سورج رک گیا۔

قرآن کی تلاوت فجر کی نماز میں ذرا جھوم کر سننا، رات کو سو گئے، تو صبح کی تلاوت جھوم کر سنو گے، جب امام صاحب بھی نہیں سوئیں گے اور مقتدی بھی نہیں سوئیں گے، یہ تو پھر نیند کا جھومنا ہوگا۔

صبح کی نماز کی تلاوت کا خیال رکھنا، کہ صبح کی نماز کی تلاوت کے وقت تو ہماری حاضری کا وقت ہوتا ہے، ہم بھی آسمان دنیا پر جلوہ افروز ہوتے ہیں، اوہم حضرت بلالؓ کے پاؤں کی آواز جنت کا منظر بنا دیتے ہیں، صبح ہماری حاضری کا وقت ہوتا ہے، اس کا خیال رکھنا فرشتے تو حاضری کے لئے ہیں ہی۔

وقرآن الفجر حدیث میں آتا ہے اللہ تعالیٰ ہر روز ثلث لیل آسمان دنیا پر جلوہ افروز ہوتے ہیں، اب کون ہمیں چاہنے والا ہے، اور کون ہے جو کو بستر سے پیار ہے، پتہ چل جائے گا، پھر خود اللہ تعالیٰ منظر دیکھتے ہیں، اور آگے فرمایا

﴿وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدُ بِهِ نَافِلَةً لَكَ﴾ بنی اسرائیل: ۷۹

اور رات کی تنہائی میں نصف اللیل میں اے نبی تہجد کے لئے اٹھ جایا کرو، لیکن میرے اور



تیرے محبت کے کچھ رمز ایسے ہیں کہ تو تہجد میں اٹھ جایا کر قیام میں اس لاریب کتاب کی تلاوت کیا کر، میری محبت کے معرفت کے مراحل طے کر لیا کر، پھر قوی امید رکھ لینا اپنے و اتا سے پھر قوی امید رکھنا اعمال بجالا کر اپنے آقا سے کہ تجھے عرش کے قریب مقام محمود عطا کر دوں گا یہ اتنا مقام تہجد والے کو ملا۔

### اللہ کے ولی کی بات:

ایک بزرگ شبانہ ہیں، بڑے اللہ کے ولی ہیں، اللہ کے ولیوں کے تذکرے سے ایمان تازہ ہوتا، یہ تذکرہ ایک اللہ کے ولی کا ہے، جو کہ برحق جماعت ہے اور علامہ رومی کیا کہتا ہے

تازہ خواہی داشتن گردانہ سیز را

خواہ باز خواہی قصہ اے بازیہ را

اگر اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ محبت کی یہ ادا تازہ رکھنا چاہتے ہو، پھر اللہ کے نیک بندوں کا اپنی مجلسوں میں تذکرہ کر لیا کرو، انبیاء کا، صحابہ کا، اولیاء کا، فقہاء کا، علماء کا تذکرہ اپنی مجالس میں کیا کرو، تو اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی محبت کے چراغ تمہارے دلوں میں روشنی کریں گے، ان کو پٹرول ملتا رہے گا، ان نیک لوگوں کی کہانیوں کو ان کی تہجد کی اداؤں کو، ان کی اللہ کے ساتھ مناجات کو یاد کر لیا کرو تیرے دل کو پٹرول ملے گا یہ علامہ رومی کی بات ہے اور اقبال نے تو بڑے دکھ سے بات کہی ہے

نہ اٹھا پھر کوئی رومی عجم کے لالہ زاروں سے

وہی آب و گل ویراں وہی تبریز ہے ساقی

وہ تبریز سے اٹھا، سمرقند سے دیگر فقہاء اٹھے، بخارا سے امام بخاری اٹھا، فارس سے علامہ رومی آیا، علامہ سعدی آیا، سب لوگ فارس سے آئے، یہ وہی مٹی ہے، وہی پانی ہے، یہ وہی علاقے کے لوگ ہیں، اس وقت رومی پیدا ہوا، اب کیوں پیدا نہیں ہوتا؟ تو اللہ کے نیک بندوں کی بات کر رہا تھا کہ تذکرہ کرنے سے بندہ نیک ہو جاتا ہے، ایک تو جھوٹ ہوتا ہے، کچھ لوگوں نے تو جھوٹ بنا کر جھوٹ کی جلدیں لکھ دیں، اللہ کے ولیوں کی پہچان یہ ہے کہ جن کے ظاہری طور پر تمام اعمال سنت رسول ﷺ کے مطابق ہوں نماز باجماعت ہو خوش اخلاق

ہوں سخی ہوں گناہوں سے بچتا ہو، عورتوں سے اجتناب کرتا ہو، مجبوراً پردے میں بات کرتا ہو یہ اللہ کا ولی ہوتا ہے۔

اور ڈارھی مونڈھی ہوئی ہو، تازہ تازہ مونچھیں، کس کے زلفیں اتنی بڑی بڑی لوگ کہتے ہیں خاموش خاموش پہنچا ہوا ہے، جہنم میں پہنچا ہوا ہے، میرے پیغمبر کی اداؤں کو اپنایا نہیں، وہ شیطان کے گھر میں پہنچا ہے، رحمن کے گھر میں پہنچنے کے لئے تو نبی کی ادا کیں چاہئیں۔

تو میں بتا رہا تھا علامہ شبانہ ایک بزرگ گذرے ہیں، خواب میں دیکھتے ہیں کہ فرشتوں کو آڈر ہو رہا ہے، جنت سجاؤ کوئی مہمان آرہا ہے، جنت سمجھ گئی کوئی مہمان آرہا، ایک خاتون آرہی ہے، استقبال ہو رہا ہے، فرشتے ترانہ گارہے ہیں فرمایا

﴿سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ﴾ زمر: ۸۳

اے اللہ کے برگزیدہ بندو ہم نورانی مخلوق فرشتے سلام عرض کرتے ہیں، قبول کر لو ہم تمہاری نوکری میں لگے ہوئے تھے، جنت کو سجا رہے تھے نہروں سے خوشبوؤں سے باغات کو سجا رہے تھے کہ اللہ کا مہمان آرہا ہے، سلام قبول کر لو، پوچھا کون مہمان آرہا ہے؟ کہا یہ خاتون آرہی ہے، جنت اس کے لئے سجائی گئی کہا یہ تو میری بہن ہے، کہا ٹہر جاو، کیا نیکی کی ہے کہ اتنا منظر تیرا جنت میں کہا اور تو کوئی نیکی نہیں، بس رات کو آخری حصے میں اٹھ کر اللہ کے سامنے کھڑی ہو جاتی تھی، شوہر سو جاتا تھا، بچے سو جاتے، پھر اس وقت اللہ کو یاد کرتی تھی، بس یہی نیکی اللہ کو پسند آئی۔

دوستو! یہ وہ زرخیز مائیں تھیں، جن کی گود سے جنید پیدا ہوا، جن کی گود سے شیخ عبدالقادر جیلانی پیدا ہوا، جن کی گود سے علامہ رومی پیدا ہوا، یہ وہ زرخیز مائیں ہیں، جنہوں نے وہ باغ پیدا کئے، علامہ رومی جیسے پھول پیدا کئے کہ رہتی دنیا ان پھولوں سے معطر ہوتی رہے گی، یہ ان زرخیز ماؤں کی گودیاں ہیں، اور ایک شیطان ماؤں کی گودیاں ہیں کہ بنجر گودیاں ہیں کہ شیخ سعدی بھی کہتا ہے کہ

رب کی رحمت بھی بر سے تو بنجر زمین سے خار نکلتے ہیں، کانٹے نکلتے ہیں، سرکش نکلتے ہیں، متکبر نکلتے ہیں، مدارس کو گرانے والے نکلتے ہیں، وہ اس لئے کہ ان کی ماؤں کی گودیں بنجر تھیں،

زر خیز زمین سے پھول نکلتے ہیں۔

### بد بخت کی علامات:

ذوالنون مصریٰ ایک بزرگ گزرے ہیں، کہتے ہیں نیک بخت آدمی کی تین علامتیں ہیں سبق آسان ہے یاد کر لو

- (۱)..... عمر بڑھتی گئی حرص کم ہوتی گئی نیک بختی کی علامت ہے۔
- (۲)..... مال بڑھتا گیا سخاوت بڑھتی گئی نیک بختی کی علامت ہے۔
- (۳)..... عزت بڑھتی گئی تواضع بڑھتی گئی نیک بختی کی علامت ہے۔

شاعر کہتا ہے

تکبر عز ازیل را خوار کرد  
 بزندان لعنت گرفتار کرد  
 تکبر مکن زینہارے سپر  
 کہ روزے زدش در آئی بسر

ترجمہ غور سے سننا کہ متکبر کو نکالا جا رہا ہے، وہ نہیں نکلتا، ابلیس جنت سے نکلتا نہیں تھا، وہ نکالا گیا، ہم نے ابلیس کو بیڑیاں نہیں لگائیں، ابلیس کو ہم نے ایک اور طرح کی سزا دی ہے، متکبر کو ہر ایک بندے کی زبان پر لعنت جاری کر دی کہ کرتے رہو، ابلیس لعنت سن سن کر اور موٹا ہوتا جائے گا، اس لئے کہ اس کی غذا یہ ہے بیڑیاں کیوں پہناتے ہو اپنے گھروں میں بیٹھ کر لعنت کرتے رہو۔

بزرگوں کے اقوال میں ایک بات ملی، حدیث کے مفہوم سے ملتی جلتی ہے کہ اللہ پاک نے عمریں تقسیم کیں ہیں، رزق تقسیم کیے ہیں، قوت کمزوری یہ تقسیم کیا ہے، علم تقسیم نہیں کیا ہے، جو اللہ سے محبت کرے، اس کو علم عطا کرتا ہے، پھر یہ علم پھیلا دیا ہے، حاصل کرو، اب جس کو محبت ہے، اللہ سے وہ حاصل کرے اور پھر اگلا مقام حاصل کرے رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا سورہ مزمل میں

﴿إِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ أَشَدُّ وَطْئًا وَأَقْوَمُ قِيْلًا﴾ مزمل: ۶

اے نبی! ہمیں معلوم ہے رات کے آخری حصے میں اٹھنا بڑا مشکل ہے، لیکن جب اٹھ جایا کرو، تو ہم بڑے جلدی ملتے ہیں۔

ایک اور مقام پر فرمایا

﴿إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّةٍ وَعُيُونُ آخِذِينَ مَا آتَاهُمْ رَبُّهُمْ إِنَّهُمْ كَانُوا قَبْلَ ذَلِكَ مُحْسِنِينَ كَانُوا قَلِيلًا مِنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ﴾ ذاریات: ۱۵، ۱۶، ۱۷

ہم نے اپنے ساتھ محبت کرنے والوں کے لئے بڑے انعامات مقرر کر رکھے ہیں، نہریں ہیں، باغات ہیں، ان سے کوئی نکالے گا نہیں، غور کریں میں ان بادشاہوں کے ایوانوں کو کیا کروں، چھین لیتے ہیں لوگ چھین رہے ہیں، وہ ایوان حاصل کرو، کوئی پوچھے گا بھی نہیں، کیسے نیک بنے، یہ اللہ کے نیک بندے ہیں، راتوں کو ان کو نیند کم آتی ہے، رات کو اللہ کے سامنے قیام کرتے نظر آتے ہیں

﴿تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَ طَمَعًا

وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ﴾ سجدہ: ۱۶

ان کو بستروں سے الگ ہوتی ہے، اللہ کے سامنے قیام میں ان کو سکون ملتا ہے اور رات کو قیام میں عبادت میں گزارتے ہیں اور صبح کے وقت استغفار کی تسبیح میں مصروف ہوتے ہیں کہ اے رب جس طرح آپ کی چاہت ہے اس طریقہ سے ہم آپ کو یاد نہ کر سکے ہماری یاد میں کمزوریاں ہیں معاف فرما۔

عطا رومی رازی و غزالی ہو

کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہ سحر گاہی

اللہ تعالیٰ ہمیں دین کی سمجھ اور عمل کی توفیق نصیب فرمائے۔

﴿.....وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.....﴾

## عظمتِ رسول ﷺ

الْحَمْدُ لِلَّهِ . الْحَمْدُ لِلَّهِ وَ كَفَى وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ  
الرُّسُلِ وَ خَاتِمِ الْأَنْبِيَاءِ وَعَلَى آلِهِ وَ أَصْحَابِهِ الَّذِينَ أَوْفَوْا عَهْدَهُ  
الَّذِينَ هُمْ خُلَاصَةُ الْعَرَبِ الْعَرَبَاءِ وَ خَيْرِ الْخَلَائِقِ بَعْدَ الْأَنْبِيَاءِ  
أَمَّا بَعْدُ!

فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ  
الرَّحِيمِ ﴿وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَ  
حِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقًا لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنَنَّ بِهِ  
وَلتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا  
قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ﴾ ال عمران: ۸۱

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "أَنَا نَبِيُّ وَآدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّينِ" . جامع  
ترمذی جلد دوم: ۱۵۷۵

صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ وَ صَدَقَ رَسُولُهُ النَّبِيُّ الْأُمِّيُّ الْكَرِيمُ ، وَنَحْنُ  
عَلَىٰ ذَٰلِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِينَ وَالشَّاكِرِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ  
الْعَالَمِينَ .

تمہید:

تیسرے پارے کی ایک آیت کریمہ اور جناب نبی پاک ﷺ کا ایک فرمان تلاوت کیا  
ہے، جس کے اندر مقام رسول ﷺ کا ذکر ہے، اللہ رب العزت نے عالم ارواح میں دو طرح  
کے اجتماع سے دو باتیں روحوں کے سامنے بیان فرمائیں اور روحوں سے عہد لیا، ایک عہد عالم

ارواح میں اللہ رب العزت نے اپنی ربوبیت کا لیا، جس کا ذکر سورہ اعراف نوے پارے میں ہے اور ایک عالم ارواح میں انبیاء کی ارواح مقدسہ کو جمع کر کے عہد لیا ہے، وہ عہد نبی پاک ﷺ کی رسالت کا عہد ہے، جب اپنی ربوبیت کا عہد لیا، تو ارواح کا اجتماع عام تھا، سب لوگوں کی روحوں کو جمع کیا گیا اور جب اللہ رب العزت نے نبی کریم ﷺ کی رسالت کا عہد لیا، اس وقت اجتماع خاص بلایا اور وہ اجتماع خاص انبیاء کی ارواح مقدسہ ہیں اور ان ارواح مقدسہ سے رسول اکرم ﷺ پر ایمان لانے کا عہد لیا اور آپ کی نصرت کا عہد لیا اور اس کا ذکر ہے تیسرے پارے کی اس آیت کریمہ میں، جو خطبے میں تلاوت کی ہے۔

### آیت کا مفہوم:

آیت کا مفہوم یہ ہے کہ میں تمہیں دنیا میں اپنے اپنے دور میں نبی بنا کر بھیجوں گا اور تمہارے اوپر آسمانی کتابیں بھی نازل کروں گا اور تمہیں حکمت، فراست اور قوت گویائی کا ملکہ بھی عطا کروں گا۔ پھر تم سب کے بعد نبی آخر الزمان ﷺ کو بھیجوں گا یہ آخری رسول نبی پاک ﷺ تصدیق کریں گے تمہاری نبوت کی، تمہاری کتابوں کی، تمہاری شریعتوں کی، تمہاری امتوں کی، تمہاری تبلیغ کی، تمہاری تمام خوبیوں کی تصدیق کریں گے۔ تم سے یہ عہد لینا ہے کہ تم ضرور بہ ضرورت نبی آخر الزمان ﷺ پر ایمان لاؤ اور پھر اس کی مدد کا عہد کرو۔

پھر فرمایا کہ تم عہد دو کہ نبی آخر الزمان ﷺ پر ایمان لاؤ گے؟ ان کی مدد کرو گے؟ سب انبیاء نے اقرار کیا کہ ہم ضرور کریں گے، ایمان تو اسی وقت لانا ہے اور نصرت کیسی کرنی ہے کہ ہر نبی اپنے امتیوں کو جیسے دوسرے کام اپنے لحاظ سے سمجھائے گئے، ایمانیات کو رسالت کو عقائد کو اعمال کو ایسے ہر نبی اپنی امت کو یہ سمجھا کر جائے کہ ایک نبی آخر الزمان ﷺ آنے والے ہیں تمہیں اللہ رب العزت وہ دور نصیب کرے تو ضرور اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا، چنانچہ آپ ﷺ کی خوبیاں آپ کے فضائل اور آپ کے بارے میں بشارتیں یہ تورات میں بھی، زبور میں بھی اور انجیل میں بھی تھیں اور دیگر صحائف جو اللہ رب العزت نے دیگر انبیاء پر نازل کئے، تقریباً سب میں رسول اللہ ﷺ کی علامتوں کا اور بشارتوں کا ذکر تھا آسمانی چار بڑی کتابیں ہیں، تورات اور زبور اور انجیل اور قرآن مجید جو چار برگزیدہ پیغمبروں پر

نازل ہوئیں ہیں اور سوچھوٹی کتابیں آسمانوں سے نازل ہوئی ہیں، جو چھوٹی کتاب حضرت ابراہیمؑ پر، حضرت شعیبؑ پر اور دیگر انبیاء پر جو چھوٹی کتابیں نازل ہوئی ہیں، وہ سو ہیں۔ تو اللہ رب العزت نے سب انبیاء کی روحوں کو جمع کیا اور ان روحوں سے یہ عہد لیا نبی آخر الزماں ﷺ کا اعلان کر رہا ہوں تمہارے بعد آئے گا۔

### حدیث کا مفہوم:

جو حدیث تلاوت کی گئی، اس میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا

”أَنَا نَبِيٌّ وَآدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّينِ“

جب حضرت آدم کو اللہ رب العزت بنا رہے تھے میں اس وقت بھی نبی تھا۔

### عہد انبیاء:

حدیث میں جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم پیدا بھی نہیں ہوا تھا، یہی وجہ ہے کہ آپ کو اللہ رب العزت نے امام الانبیاء بنایا خاتم النبیین بنایا، سید دو جہاں بنایا، آخر میں آنے سے مقام کم نہیں ہوتا۔ ایک ہے ترتیب مکتوبی اور دوسری ہے ترتیب نزولی۔ یہ اللہ رب العزت ہاں دو طریقے ہیں۔ قرآن مجید کی ترتیب مکتوبی ہے، ترتیب نزولی جیسے جیسے جس جس جگہ میں جس جس بات کی ضرورت پیش آئی جس مسئلے کی ضرورت پیش آئی جس قصے اور واقعہ کی ضرورت پیش آئی وہ تھوڑا تھوڑا کر کے قرآن نازل ہوتا رہا ہے یہ ہے ترتیب نزولی، ایک ترتیب مکتوبی دنیاوی ہے ایک ہے وہ ترتیب قرآن کی جو لوح محفوظ میں ہے وہ سارا لکھا ہوا ہے۔ ایک ہے تھوڑا تھوڑا نازل ہونا ضرورت کے لحاظ سے جو رسول اکرم ﷺ کے قلب اطہر پر نازل ہوا ہے یہ ترتیب نزولی ہے۔

پھر ایک ترتیب مکتوبی ہے جو نبی ﷺ نے لکھوائی ہے کہ پہلے بسم اللہ لکھو پھر سورۃ فاتحہ لکھو، پھر بسم اللہ لکھو، پھر سورۃ بقرہ لکھو، یہ ترتیب بھی مکتوبی ہے اس میں جو آخری سورت ”قل اعوذ برب الفلق“ اور ”قل اعوذ برب الناس“ آپ نے لکھوائیں ہیں، یہ قرآن مجید کی ترتیب مکتوبی ہے۔

﴿ الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيْتُ

لَكُمْ الْإِسْلَامَ دِينًا ۝ المائدہ: ۳

یہ آخری آیت ہے، لیکن آپ ﷺ نے آخر میں سورۃ فلق اور سورۃ ناس کو لکھوایا، تو نزولی ترتیب میں جو آیت سب سے آخر میں نازل ہوئی، وہ پورے قرآن میں سب سے زیادہ مقدس ہے، عظمت والی ہے۔

اللہ رب العزت نے کتنے انبیاء مبعوث فرمائے ہیں وہ پہلے سے اللہ کو معلوم ہے اور پھر ایک وہ ترتیب ہے کب کس کس نبی کو کس کس قوم کے لئے نازل کرنا ہے، بھیجنا ہے، پیدا کرنا ہے، مبعوث کرنا ہے، یہ ترتیب نزولی ہے، تو جب ترتیب مکتوبی ہوئی تمام انبیاء کی روحوں کو نبوت عطا کی گئی، انبیاء کی ارواح مقدسہ سے یہ عہد لیا کہ نبی آخر الزماں ﷺ یہ آنے کے اعتبار سے سب سے آخر میں ہیں، لیکن مقام و مرتبہ کے لحاظ سے سب سے اونچے ہیں، لہذا تم سب ان پر ایمان لاؤ اور ان کی نصرت کا عہد کرو، یہ اجتماع خاص تھا انبیاء کی روحوں کا اور وہ اجتماع عام ہے جس میں اللہ رب العزت نے تمام روحوں کو جمع کیا اور اپنی ربوبیت کا عہد لیا اور لوگوں نے اقرار کیا۔

علماء نے لکھا ہے کہ سیرۃ النبی کا نفرنس جو سب سے پہلی منعقد ہوئی، وہ اللہ رب العزت نے کی، نبی کی شان بیان کرنے والے اللہ رب العزت ہیں اور اس شان اور مقام کو سننے والے انبیاء ہیں اور پھر سب انبیاء نے عہد دیا، ہم ایمان بھی لائے ہیں اس نبی آخر الزماں پر اور نصرت کا بھی عہد کرتے ہیں۔

**عہد الست:**

جو اجتماع ہے، یعنی عام روحوں کو جمع کیا ہے، اس میں اپنی ربوبیت کا عہد لیا، نوے پارے میں سورۃ اعراف میں ذکر ہے۔ فرمایا:

﴿ وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ

عَلَىٰ أَنفُسِهِمُ السُّبْحَانَ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَىٰ شَهِدْنَا أَن تَكُونُوا إنا كنا

عن هذا غافلين ﴿ اعراف: ۱۷۲



اور آپ کے رب نے جب تمام انسانیت کی ارواح کو جمع کیا، اور تمام ارواح کے اجتماع پر اپنی ربوبیت کا عہد لیا، کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ تمام روحوں یہ اقرار کرنے لگیں، عرض کرنے لگیں، کیوں نہیں یا رب العالمین، آپ ہی ہمارے رب ہیں، آگے اللہ رب العزت نے فرمایا کہ میں یہ عہد اس لئے لے رہا ہوں، بعد میں تم دنیا میں جا کر کہیں عہد سے منحرف نہ ہو جاؤ، پھر نہ جاؤ۔ پھر اس عہد کی یاد دہانی کے لئے انبیاء کو بھیجوں گا، اپنی کتابوں کو نازل کروں گا اور انبیاء اپنے اپنے دور میں اپنے اپنے انداز سے میری اس عالم ارواح والی روحوں سے عہد کی یاد دہانی کرواتے رہیں گے۔

### تمام مخلوقات کے نبی:

یہی وجہ ہے کہ اللہ رب العزت نے رسول اللہ ﷺ پر آیت نازل فرمائی اور اللہ رب العزت نے فرمایا اے نبی آپ اعلان کر دیجئے کہ میں صرف خاص بستی کا اور کسی خاص مخلوق کا نبی نہیں ہوں، تمام عالم کے لئے آپ کو بھیجا ہے، تمام مخلوق کے لئے آپ کو نبی بنا کر بھیجا ہے اور قیامت تک کے لئے نبی بنا کر بھیجا ہے۔ بات سمجھنی ہے، تمام اقوام کے لئے تمام عالم کے لئے نبی بنا کر بھیجا ہے، تمام مخلوق کیلئے نبی بنا کر بھیجا ہے اور قیامت تک کے لئے آپ کو نبی بنا کر بھیجا ہے، آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

﴿ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ

النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ﴾ احزاب: ۴۰

بانیسویں پارے کی آیت کریمہ ہے کہ انبیاء میں سب سے آخری نبی حضرت محمد ﷺ ہیں، خاتم النبیین ہیں، اللہ کے رسول ہیں، اور اللہ کے علم میں ہے، سب کچھ اور سب کے لئے آپ کو نبی بنا کر بھیجا فرمایا

﴿ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ

جَمِيعًا ﴾ اعراف: ۱۵۸

اے میرے محبوب! فرما دیجئے کہ تمام انسانیت کے لئے مجھے آخری نبی بنا کر بھیجا گیا ہے، تمام اقوام کے لئے، میدان حشر کے بعد جنت تک کے لئے، تمام انبیاء آئے اپنا اپنا مشن ادا

کر کے اپنے اپنے دور میں چلے گئے، اور آپ کو تمام عالم کے لئے نبی بنا کر بھیجا ہے، یہی وجہ ہے دوستو کہ اونٹ بھی شکایت کر رہے ہیں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تمام عالم کے لئے جو بھیجا ہے، ہر نیاں شکایت کر رہی ہیں۔ مشہور واقعہ عرض کر چکا ہوں کئی دفعہ کہ جب ایک صحابی ہرنی کو پکڑ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے، تو وہ رونے لگی اور اپنی زبان سے یہ شکایت کی کہ میرے بچے بھوکے ہیں، میں یہ عہد کرتی ہوں کہ بچوں کو دودھ پلا کر واپس آ جاؤں گی۔ اے میرے نبی! اس عہد کو آپ کا صحابی نہیں مانتا، یہ سمجھتا ہے کہ میں جھوٹ بولتی ہوں، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ چھوڑ دو، اس صحابی نے چھوڑ دیا اور وہ دودھ پلا کر بچوں کو ساتھ لا رہی ہے، پوچھا رسول اللہ ﷺ نے کہ آپ نے آنا تھا بچوں کو کیوں لائی ہو؟۔ کہا جب آپ کا ذکر کیا، تو یہ بھی بے تاب ہو گئے آپ کے دیدار کے لئے، فرمایا اس صحابی نے یہ عجیب چیز ہے، اس نے تو میرے ایمان میں اور اضافہ کیا، تو آپ رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں تمام عالم کے لئے چنانچہ اس صحابی نے رسول پاک ﷺ کے فرمانے سے پھر ہرنی کو چھوڑ دیا۔

ایک صحابی کے باغ میں آپ تشریف لے گئے، تو خاموش اونٹ کھڑا تھا، آپ کو دیکھ کر اپنی زبان سے کچھ گنگنانے لگا، تو آپ نے پوچھا اس کا مالک کہاں ہے؟ بتایا گیا حضرت یہ ہے۔ فرمایا کہ اس نے شکایت کی ہے کہ تم کام زیادہ لیتے ہو اور کھانا اس کو پورا نہیں دیتے ہو، ایسا نہ کرو، اسی کو قرآن مجید نے کہا

﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ﴾ انبیاء: ۱۰۷

﴿وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَأَنْفَضُوْا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ

عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ﴾ ال عمران: ۱۵۹

غزوہ احد میں جن صحابہ کرام کو آپ نے جبل الرماد پر کھڑا کیا تھا، وہ پچاس صحابہ جن سے خطا اجتہادی ہو گئی، فتح کے آثار دیکھنے کے بعد وہ نیچے اتر آئے اس جبل رماد سے، رسول اللہ ﷺ ناراض ہو گئے، بلانا بند کر دیا، اللہ رب العزت نے یہ آیت نازل کر دی کہ اے نبی! آپ کی شان یہ ہے ہم نے تمام عالم کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ﴾

تمام عالم کے لئے آپ کو رحمت بنا کر بھیجا ہے اور آپ نے اپنی رحمت کا کرشمہ یوں دکھایا ہے کہ کوڑا کرکٹ ڈالنے والی راستے میں کانٹے بچھانے والی وہ خاتون جب بیمار ہوگئی تو آپ اپنی صفت رحمۃ للعالمین کا مظہر بنتے ہوئے وہ کانٹے بچھانے والی خاتون کے گھر تشریف لے گئے، متعجب ہوگئی وہ خاتون کہ میرا کردار کیا اور اس ہستی کا کردار کیا اور پھر مسلمان ہوگئی۔

﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ﴾

آپ اپنی صفت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان صحابہ کو معاف کر دیں، ہم نے آپ کا دل سخت نہیں بنایا، ہم نے آپ کا دل غرور والا نہیں بنایا، ہم نے آپ کو جابر نہیں بنایا، ہم نے آپ کو سرکش نہیں بنایا، رحمت بنا کر بھیجا ہے ناراض نہ ہوں۔ جن سے خطا ہوگئی ہے، ان کو معاف کر دے اور ان کی غلطی کی معافی مجھ سے بھی مانگیں اور آئندہ اپنے تبلیغی اور جہادی کاموں میں صحابہ کو بھی شریک مشورہ رکھیں ان کے دل ٹوٹیں نہیں اور یہ پریشان نہ ہوں، آپ کے قریب جڑتے رہیں یہ رحمت ہے۔

اللہ کی رضا مندی کا معیار:

میں یہ بتا رہا تھا کہ رسول اکرم ﷺ کو ہر عالم کیلئے بھیجا ہے اور قیامت تک کے لئے اور ہمیشہ کے لئے بھیجا ہے کوئی نبی آپ کے بعد نہیں آئے گا، خاتم النبیین بنا کر بھیجا ہے اور آپ کی زندگی میں اللہ نے آپ کی سنتوں میں آپ کے اقوال و افعال میں اپنی رضا معلق کر دی، میں راضی ہوں گا تب جب تم سے میرا محبوب راضی ہے، تو اگر میرا محبوب تم سے راضی نہیں ہے، قرآن نے اعلان کر دیا، جس کو نہ کوئی مٹا سکے، نہ کوئی بٹا سکے فرمایا

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ

ذُنُوبَكُمْ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾ ال عمران: ۳۱

انے نبی! اعلان کر دیں جیسے اگر تم اللہ کو چاہنے والے ہو، اللہ کو اپنا معبود اور محبوب سمجھتے ہو، اللہ سے اپنی محبت کے دعوے کرنے والو یہ دعویٰ قبول نہیں ہوگا محبت الہیہ کا دعویٰ اس وقت تک قبول نہیں ہوگا، جب تک کہ میرے محبوب کی پیروی نہ کرنے لگ جاو، رسول اکرم ﷺ کی پیروی میں اللہ رب العزت نے اپنی رضا رکھ دی۔ اسی کو اقبال کہتا ہے:

محمد کی غلامی دین حق کی شرط اول ہے  
 اگر ہو اس میں خامی تو سب کچھ نامکمل ہے  
 اس سفر میں رسول اکرم ﷺ کی پیروی کی، سفر میں کہ جب جتنا کوئی آگے بڑھتا جائے گا  
 اتنا رسول کا دنیا میں بھی قریب ہوتا جائے گا۔ آخرت میں، میدان حشر میں، حوض کوثر میں بھی  
 اتنا قریب ہوتا جائے گا۔

### نبی ﷺ اپنے امتی کو پہچان لیں گے:

صحابہ کرامؓ کے سامنے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے قیامت میں فخر ہوگا اپنی امت کی  
 کثرت سے اور میں پہچان لوں گا اپنے امتیوں کو میدان حشر میں صحابہ کرامؓ نے عرض کیا اے  
 اللہ کے رسول! اتنا بڑا اجتماع ہوگا، نفسا نفسی کا عالم ہوگا، آدم سے لیکر آپ تک تمام کائنات  
 میدان حشر میں کھڑی ہوگی، آپ کیسے اپنے امتیوں کو پہچانیں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا  
 میں اپنے امتیوں کے چہرے کی چمک سے پہچان لوں گا، جو پانچ وقت نماز باجماعت ادا کرتے  
 ہیں، وضو بناتے ہیں، ان کے چہرے میدان حشر میں چمکیں گے۔

### محمد کی غلامی سند ہے آزاد ہونے کی:

اور مکہ والے بچیوں کو زندہ قتل کرتے تھے، قافلے لوٹتے تھے، عورتوں کو وراثت میں حصہ  
 نہیں دیتے تھے، نبی آخر الزمان ﷺ کا بابرکت نزول ہوا، بعثت ہوئی تو عورتوں کو بھی مقام مل  
 گیا۔

محمد کی غلامی سند ہے آزاد ہونے کی  
 خدا کے دامن توحید میں آباد ہونے کی۔

اقبال کہتا ہے:

نہ جب تک کٹ مروں خواجہ بیثرب کی عزت پر  
 خدا شاہد ہے کہ میرا ایمان کامل ہو نہیں سکتا  
 یعنی رسول اکرم ﷺ کی سنت پر عمل کرنا آسان ہے، دوستو لیکن آپ کی عزت کی خاطر

جان قربان کرنا مشکل ہے، نبی کے عاشق صادق ایسے گذرے ہیں کہ نبی کے گستاخوں کو داخل نار کر کے خود شہادت کا جام پی گئے۔

نبی اکرم ﷺ کی کامل پیروی کرو، زندگیوں میں برکت آئے گی، رزق میں برکت آئے گی، دل میں سکون آئے گا اور سنت پر عمل کرنے سے جو دل میں نور آتا ہے، اس نور کا بڑا وزن ہوتا ہے، دوستو شریعت کی وجہ سے جتنا جتنا مشکل سے مشکل دور سے گذرنا پڑے، تو یہ گذرنا آسان ہوتا ہے کہ ایمان میں وہ کیفیت بن چکی ہو، اتباع رسول ﷺ کی

### سنت کا پیروی کا فائدہ:

اور سنت کی پیروی میں فائدہ یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کو معاف فرمادے گا، پھر دوستو سوچو ہمارا ایمان ہے، رسول اکرم ﷺ جیسا انسان تو کوئی ہو ہی نہیں سکتا، کوئی نبی بھی آپ کے مقام کو نہیں پہنچ سکتا، یہ سب کا ایمان ہے، اگر اس طرح کا ایمان نہیں ہے، تو مسلمان نہیں، نبی آخر الزماں ﷺ جو ہمارے نبی ہیں، حضرت محمد بن عبد اللہ ﷺ ان جیسا کوئی بھی نہیں ہو سکتا، اللہ رب العزت نے فرمایا کہ یہ آخری نبی میں نے ان کو اتنا اعزاز مقام عطا کیا ہے کہ پہلے انبیاء کو نہیں دیا یعنی ظاہری اعتبار سے بھی آپ ﷺ کو پوری دنیا سے حسین، جمیل، عفو، درگذر، شفقت اور تبسم والا بنایا ہے۔

صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں جا کر بیٹھتے تھے، ہر صحابی یہ محسوس کرتا تھا کہ کامل توجہ حضور ﷺ کی طرف ہے، ایسا دیکھنے کا انداز تھا اور کوئی صحابی جو عرصہ سے آپ کے پاس بیٹھتا ہے اور ایک دیہات سے آ کر آج ہی بیٹھا ہے، آپ اس سے بھی ایسے ہی ملتے تھے، جیسے پرانی واقفیت ہے، یہ آپ ﷺ کے تمام احوال ہیں، نہ ظاہر کے لحاظ سے آپ سے کوئی اونچا ہے اور نہ علم ربانی کے اعتبار سے عالم ارواح کے اعتبار سے، روحانیات کے اعتبار سے، نبوت کے لحاظ سے میدان حشر میں شفاعت کبریٰ کے لحاظ سے آپ ﷺ سے کوئی اونچا ہے، تو پھر ہمیں اپنے اونچے نبی کی سنتوں پر عمل کرنا چاہیے یا نبی کے دشمنوں کے طریقے اختیار کرنا چاہیے؟ مجھے جواب دو اس کا،

بتاؤ ہمیں اس مبارک اونچی ہستی کے طریقے کو اپنانا چاہیے یا اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ

کے دشمنوں کے طریقے پر عمل کرنا چاہیے؟ اونچا بتائیں۔

اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے طریقوں پر کہ آپ سے بہتر کوئی حسین نہیں ہے، آپ سے اونچا کوئی شفیق نہیں ہے، آپ سے زیادہ کوئی سخی نہیں ہے، آپ سے زیادہ کوئی مہربان نہیں ہے، آپ سے اونچا کوئی نبی نہیں ہے، تو پھر ایسی اونچی ہستی کی پیروی کرنے میں اللہ نے سب کچھ رکھا، کن کی پیروی میں گھومتے ہیں، سب جہالت ہی جہالت ہے، تاریکی ہی تاریکی ہے، دکھ ہی دکھ ہے۔

### حضرت عائشہؓ کا سورج:

دوستو! اس راستے کے علاوہ باقی سب راستوں میں دکھ ہی دکھ ہیں، ان میں آگ ہے، اس طریقے میں نور ہے، پھر فرق آج محسوس کر لو، آگ اچھی ہوتی ہے یا نور اچھا ہوتا ہے؟ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں صحیح محبت والی خاتون ہیں ازواج مطہرات میں سے ہیں رسول اللہ ﷺ کی شان بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں

لَنَا شَمْسٌ وَلَا فَاقِ شَمْسٌ  
شَمْسِي خَيْرٌ مِنْ شَمْسِ السَّمَاءِ  
فَإِنَّ الشَّمْسَ تَطْلُعُ بَعْدَ الْفَجْرِ  
وَشَمْسِي طَالِعٌ بَعْدَ الْعِشَاءِ

صدیقہ بنت صدیق اکبرؓ اپنے محبوب شوہر محمد عربیؐ کی منقبت بیان کرتی ہیں، فرماتی ہیں ایک اللہ نے مجھے سورج دیا ہے، ایک اللہ نے آسمان والوں کو سورج دیا ہے، وہ سورج جو آسمانوں میں جلتا ہے، میرے سورج کے اشارے سے وہ رک بھی جاتا ہے، ایک اللہ رب العزت نے مجھے سورج عطا کیا، ایک آسمانوں کو سورج عطا کیا، میرا سورج آسمان والے سورج سے کہیں زیادہ بہتر ہے، اس سورج کو اس سورج کے اشارے پہ رکنا بھی ہوا ہے، معراج کا واقعہ نقل کر رہا ہوں، جب مشرکین مکہ نے سوال کئے، آپ ﷺ نے فرمایا وہ قافلہ سورج کے غروب ہونے سے پہلے مکہ میں پہنچ جائے گا، وہ قافلہ دیر کرنے لگا، سورج غروب ہونے کے قریب ہو گیا، اللہ کے رسول نے سورج کو اشارہ کیا، رک جانا عہد کیا ہوا ہے، اے

سورج رک جا، میں بھی اسی ہستی کے حکم پر چل رہا ہوں اور تو بھی اسی اللہ رب العزت کے حکم پر چل رہا ہے، لیکن اب مناظرے اور مقابلے کی بات آگئی، حق اور باطل کی بات آگئی، اے سورج رک جا، غروب اس وقت ہونا جب مشرکین مکہ کا قافلہ مکہ پہنچ جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ سورج رک گیا اور جب مشرکین کا قافلہ پہنچ گیا تو اس کے بعد سورج غروب ہوا۔

لَنَا شَمْسٌ وَلَا فِاقِ شَمْسٌ

شَمْسِي خَيْرٌ مِنْ شَمْسِ السَّمَاءِ

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ اللہ نے جو مجھے سورج عطا کیا ہے، وہ آسمانی سورج سے کہیں بہتر ہے، اس لئے کہ میرے سورج کو دیکھتے رہو، سو سالہ ہزار سالہ زندگی میسر ہو جائے اور میرے سورج کو دیکھتے رہو، آنکھیں اور دل سیر نہیں ہوں گے، اکتائے گا نہیں، شوق دیکھتے دیکھتے پورا نہیں ہوگا آسمانی سورج کو دیکھتے ہوئے آنکھیں چندھیا جائیں گیں تھک جائیں گیں۔

اس لئے کہ وہ سورج تو صبح کے بعد طلوع ہوتا ہے اور میرا سورج ہر وقت طلوع ہے۔ یہ سورج رات کو بھی روشنی دیتا ہے، حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ رات کے دوران مجھے سوئی کی ضرورت پیش آگئی، سوئی ڈھونڈ رہی تھی، بجلیاں نہیں تھیں دوستو، اس وقت چراغ مسجد نبوی کو سن نو ہجری کو نصیب ہوا، اور رسول اللہ ﷺ نے اس موقع پر خوشی کا اظہار فرمایا کہ اللہ نے ہم پر اتنے احسانات کئے اور اتنے کرم کئے کہ آج ہماری مسجد کو چراغ نصیب فرمایا، چراغ نہیں تھا گھر میں اور خاتم النبیین کے گھر میں، امام الانبیاء کے گھر میں، سید دو جہاں کے گھر میں جس کے لئے دنیا بنائی گئی، اس کے گھر میں چراغ نہیں ہے، امی عائشہ صدیقہ سوئی ڈھونڈ رہی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے پوچھا اے عائشہ کیا کرتی ہو عرض کرنے لگیں اے اللہ کے رسول سوئی ڈھونڈتی ہوں، سوئی نہیں مل رہی، آپ نے چہرہ انور سے چادر کو اٹھا دیا، فرمایا عائشہ دیکھ لو سوئی کہاں ہے؟ حضرت عائشہ صدیقہ کا سوئی مل گئی۔

اللہ پاک ہمیں صدق دل سے رسول اللہ ﷺ کی کامل پیروی کی توفیق نصیب فرمائے۔

﴿.....وَأَخِرُ دَعْوَانَا أَنْ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.....﴾

## پیغام رسول

الْحَمْدُ لِلَّهِ . الْحَمْدُ لِلَّهِ وَ كَفَى وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ  
الرُّسُلِ وَ خَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ وَعَلَى آلِهِ وَ أَصْحَابِهِ الَّذِينَ أَوْفَوْا عَهْدَهُ  
الَّذِينَ هُمْ خُلَاصَةُ الْعَرَبِ الْعَرَبَاءِ وَ خَيْرِ الْخَلَائِقِ بَعْدَ الْأَنْبِيَاءِ  
. أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ  
الرَّحِيمِ ﴿قُلْ لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا تَلَوْتُهُ عَلَيْكُمْ وَلَا أَدْرَأْتُكُمْ بِهِ فَقَدْ

لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ﴾ يونس: ۱۶

قال النبي ﷺ: " بُعِثْتُ لِأَتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ "

صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ وَصَدَقَ رَسُولُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيمُ وَنَحْنُ عَلَى  
ذَلِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِينَ وَالشَّاكِرِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ .

موسم بہار:

گیارہویں پارے ایک آیت کریمہ اور رسول اللہ ﷺ کا ایک فرمان تلاوت کیا ہے، جس  
کے اندر رسول پاک ﷺ کا دنیا میں آنے کا مقصد ذکر ہوا ہے، آپ دنیا میں تشریف لائے  
ربیع الاول کے مہینہ میں، مہینے کے لحاظ سے تو سب مورخین متفق ہیں، تاریخ ولادت کے  
بارے میں اختلاف ہے، بعض نے نو، بعض نے سات، بعض نے بارہ اور بعض نے کچھ  
اور اقوال نقل کئے ہیں۔

ربیع الاول کے مہینے میں ہی آپ ﷺ دنیا سے رخصت ہوئے، اس وقت ہر چیز لکھی  
جا رہی تھی، تو آپ ﷺ کا سن وفات بارہ ربیع الاول لکھی ہے، عجیب بات ہے جب  
دنیا میں تشریف لائے، تو بھی ربیع الاول تھا، جب دنیا سے پردہ کر گئے، تب بھی ربیع الاول



تھا، مقصد یہ ہے کہ امت کو یہ درس دیا جا رہا ہے کہ میں تمہیں موسم بہار میں چھوڑ کر جا رہا ہوں، اس موسم بہار کو نہ بدلنا، شریعت کے ساتھ مضبوطی سے رہنا، تو مسلمانوں کا ہر دن موسم بہار ہے، ہر مہینہ اور ہر صدی ہی موسم بہار ہے اور اگر نورانی شریعت سے دور ہو گئے، تو بہار دور ہو جائے گا۔

ربیع الاول میں ہی تشریف آوری ہوئی اور ربیع الاول ہی میں اس دنیا سے رخصتی ہوئی، یہ سبق دیا کہ میں پیارا موسم دنیا کے لئے بن کر آیا ہوں، جو دنیا وحشی بن چکی تھی، قتل و قتال کی عادی بن چکی تھی، سو دان کی رگوں میں پھر رہا تھا اور طرح طرح کے خرافات، دہشت و وحشت ان میں رائج تھے، ایسے برے احوال میں میں موسم بہار لے کر آیا ہوں کہ ان تعلیمات کو اپناؤ گے، تو موسم بہار میں مریض کو بھی سکون آنے لگتا ہے، خوشی محسوس کرتا ہے پھولوں کو دیکھ کر، میری شریعت کا ہر پہلو ہی پھول ہے، ہر پیغام ہی خوشبو ہے، ہر حکم میں ہی راحت سکون ہے، تو وحشت دور ہو جائے گی، بہار ہی بہار آ جائے گی۔

اس دل میں جس نے مانا، اس قبیلے نے جس نے مانا، اس شہر میں جس نے مانا، اس پورے خطے میں جس نے میری شریعت کو مانا بس بہار بہار ہی ہمیشہ اس کے لئے ہوگی، دنیا میں اور پھر آخرت میں ایسی موسم بہار ملنی والی ہے، وہ بالکل حقیقی موسم بہار ہے، اس جنت کے موسم بہار میں کبھی خزاں نہیں ہے۔ یعنی نیک بندہ جب جنت میں جائے گا تو جنت میں ہمیشہ موسم بہار ہی رہے گا۔

بعثت کا مقصد رسول پاک ﷺ کا بیان کیا اللہ رب العزت نے، عموماً خطباء و اعظین مبلغین یا صحافی بھی کسی حد تک ربیع الاول کے مہینے میں رسول اکرم ﷺ کا تذکرہ کرتے ہیں اور تذکرے سے ایمان میں رونق محسوس ہوتی ہے، تازگی محسوس ہوتی ہے، نیک لوگوں کے تذکرے سے دل میں بیداری پیدا ہوتی ہے، ہمت اور صلاحیت آ جاتی ہے، پھر جن اولیاء کو جن نیکوں کو محدثین کو جن صحابہ کو یہ نیکی جس ہستی سے ملی ہے، جب اس ہستی کا تذکرہ ہو کیسے نہ ایمان میں رونق آئے؟ ربیع الاول کے مہینے میں کچھ تھوڑا سا اہتمام سے لوگ تذکرہ کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کا، ویسے تو کوئی بیان کوئی مجلس کوئی نشست جو اسلامی ہو جو بیان جو وعظ جو

نشست ہو اس وقت تک ادھوری ہی سمجھی جاتی ہے، جب نبی پاک ﷺ کا تذکرہ نہ ہو، تو شریعت کی ہر بات میں تذکرہ لازمی ہوتا ہے، پورے سال آپ کا تذکرہ ہوتا رہتا ہے۔ وہ نبی جو خاتم النبیین ہے وہی نبی ہے، جس نے ہمیشہ رہنا ہے، اس کائنات میں اس شریعت نے ہمیشہ رہنا ہے اور اسی کے وہ جانثار ہیں جن کے تذکرے ہمیشہ رہنے ہیں، تو کیوں نہ ہر مجلس میں تذکرہ ہو کہ شریعت کی کوئی بات مکمل ہی نہیں ہو سکتی ہے رسول اللہ ﷺ کے تذکرے کے بغیر، شریعت نام ہے دو چیزوں کا فرمان الہی اور فرمان رسول ﷺ یعنی قرآن و حدیث۔

حدیث رسول ﷺ کے کلام اور فرمان کو کہتے ہیں، اہل ایمان رسول اللہ ﷺ کا تذکرہ سن کر، خواہ آپ کی زندگی کے کسی گوشے کو بیان کر دیا جائے، آپ ﷺ کی جسم کی ساخت کو ہی بیان کر دیا جائے، وہ اہل ایمان جو حقیقی محبت ہیں، ان کے ایمانوں میں رونق آئے گی کہ آپ ﷺ کے دیکھنے کا انداز یہ تھا، آپ ﷺ کے چلنے کا انداز یہ تھا، آپ ﷺ کے پکڑنے کا انداز یہ تھا، آپ ﷺ کے جبے کا انداز یہ تھا، اپنے ساتھیوں سے گفتگو کا انداز یہ تھا، بیٹھنے کا انداز یہ تھا، کھانے کا انداز یہ تھا، نماز کا انداز یہ تھا، بیان کا انداز یہ تھا، جس پہلو کو بیان کرو آپ ﷺ کی جس ادا کو بھی بیان کیا جائے، اسی میں ہی روشنی ہے، اسی ہی میں نور ہے اور اسی ہی میں ایمان والے کے ایمان میں تازگی آئے گی۔ کہا:

أَعِدْ ذِكْرَ مُحَمَّدٍ لَنَا فَإِنْ ذَكَرَهُ  
هُوَ الْمِسْكُ مَا كَرَّرْتَهُ يَتَضَوُّعُ

اپنی مجلسوں میں اپنے حلقوں میں شافعی محشر کا تذکرہ کیا کرو کہ اپنی مسجدوں میں اپنے حلقوں میں جب ہمارے نبی ﷺ شافعی کا تذکرہ کرو گے تو خوشبو مہکے گی جیسے کہ مشک کی خوشبو جب صرف ڈبیا کا ڈھکن کھولا جائے تو پوری مجلس کو معطر کر دے۔ نبی پاک ﷺ کا تذکرہ اپنے حلقوں میں کر لیا کرو تو اپنے دلوں میں خوشبو اپنی مجلسوں میں راحتیں محسوس کرو گے۔

انسانوں کے لئے اللہ رب العزت نے سب سے قیمتی خوشبو ہرن کے نافی میں رکھ دی ہے، اگر صرف اس کو کھول ہی دیا جائے، سنگھایا نہ جائے، تو اہل مجلس مسرور ہو جاتے ہیں،

میرے نبی کے ہر اداوں میں ہر فرمان میں ہر حرکت سکون میں ہم نے ایسی مہک رکھ دی ہے کہ اپنے تو اپنے کافر بھی دیکھ کر سن کر مسرور ہو جاتے ہیں۔

**بہار میں تذکرہ بہار:**

رسول اللہ ﷺ کا تذکرہ ربیع الاول میں اہتمام سے ہوتا ہے، یہ محسن ہے انسانوں کا اور اللہ رب العزت نے محسن کا لقب دیا ہے، رسول اللہ ﷺ کو فرمایا

﴿لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ

أَنْفُسِهِمْ﴾ آل عمران: ۱۶۴

کہ اللہ رب العزت نے احسان کیا لوگوں پر، انہیں میں سے اپنا امام الانبیاء بھیجا، احسان بیان کیا اللہ رب العزت نے اور پھر اس کی ایک ایک چیز کو محفوظ کر لیا، نبی بنا دیا اور نبوت کے بعد پہلے تو یہ حکم دیا کہ اپنے گھر سے تبلیغ شروع کر، سب سے پہلی تبلیغ اپنی بیوی سے ہوئی اور اس نے ایمان لایا، تسلی بھی دینے لگی، پھر نوکر سے، پھر بچوں سے، بھر زمانے نے مانی بات، پھر کہا اپنے رشتہ داروں کو سمجھاؤ، یہ دونوں کام بڑے مشکل ہیں۔

دوستو! یہ اونچا انسان کر سکتا ہے، سب سے پہلے گھر سے تبلیغ انسان کی بیوی کو ہر عیب کا پتہ ہوتا ہے، پہلے اپنے آپ کو عیبوں سے پاک کرنا ہوگا، پھر بیوی کو تبلیغ کی جائے گی اور یہ بیوی تو وہ ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی امانت و دیانت مشہور ہوئی، تو اپنے غلام میسرہ کو کہا کہ اس شریف مکہ کے پاس جاؤ، اگر مضاربت کے طور پر میرا مال لے کر کاروبار کرنا چاہتا ہے، تو میں مال دیتی ہوں، اللہ کا نظام تھا میسرہ غلام گیا، آپ نے کہا ٹھیک ہے، تجارت میں تو مجھے خوشی ہے، یہ ساتھ گیا جہاں جہاں سے گزر ہوا، پھر بادل نے سایہ گیا، میسرہ نے واپس آ کر کہا اپنے آقا کو مخدومہ کو کہا عجیب انسان ہے۔ عظیم انسان ہے۔

**آئندہ شام نہ لائیے گا!**

جب ابوطالب کے ساتھ آپ کا سفر ہوا شام کا، آپ کے چچا بھی تاجر تھے، راہب عیسائی نے کہا تھا اس شخص کو آئندہ شام نہ لانا۔ (سیرت مصطفیٰ جلد اول: ۱۰۱)

دوستو! ابھی چالیس سال عمر نہیں ہے، بہت تھوڑی عمر ہے، پندرہ یا بیس سال اپنے بھتیجے کو ساتھ نہ لانا، کہا کیوں؟ مجھے بہت محبوب ہے، اپنا بھتیجا ویسے بھتیجے چاچوں کو عزیز ہوتے ہیں، لیکن اس کے سر سے اس کے ابا کا سایہ اٹھ گیا ہے، اس لئے یہ یتیم ہے، مجھے بہت عزیز ہے، پیارا ہے، میں تو ساتھ لاؤں گا، اس راہب نے ابو طالب کو کہا کہ اس کے پیشانی سے مہر ختم نبوت کی جھلک ہے، کہیں شام کے عیسائی اس کی پیشانی کو جانچ کر قتل نہ کر دیں، جو سلیم الفطرت مخلوق تھی، دل سیدھا تھا، تعصب سے پاک ہے، اس کے دیدار ہی سے ہدایت ملتی ہی گئی، دل تعصب سے اگر پاک ہے، اس کے دیدار سے ہی ہدایت ملتی گئی، چالیس سال بعد نبوت ملی، اس سے پہلے اہل نظر کو نبی کی جھلک محسوس ہونے لگی، اب نبوت مل گئی، شروع میں بیوی سے بات ہوتی ہے تبلیغ کی اور پھر رشتہ داروں میں تبلیغ کی۔

دوستو! اگر کوئی سنت تبلیغ کرنا چاہتا ہے، وہ یہ ہے دوسروں کو بتانا آسان ہوتا ہے، اپنے گھر میں بتانا مشکل ہے، ورنہ نمونہ بننا پڑے گا، اس سنت پر چل کر عمل کرنا پڑے گا، پھر کوئی مشکل نہیں، پھر ہر ادا ہی تبلیغ ہے، ہر حرکت و سکون ہی تبلیغ ہے، گھر میں آنا جانا ہی تبلیغ ہو جائے گا، جب صحیح محمدی بن جاؤ گے۔

### کوہ صفا کی چوٹی پر:

اب حکم ہوا پیغمبر کوہ صفا کی چوٹی پر چڑھ کر ہماری دعوت توحید کا اعلان عام کر دو، رسول اللہ ﷺ نے حکم کی اتباع کی اور صبح اشراق کے وقت دستور کے مطابق اپنی چادر لہرائی، تمام اہل عرب جمع ہو گئے اور آپ کی تعریف تو پورے حجاز میں گونج رہی تھی، یہ کیسا عجیب انسان ہے، جمع ہو گئے، آپ ﷺ نے ان کو مثال کے طور پر سمجھایا کہ ادھر سے کوئی حملہ آورا رہا ہے، میں بتاؤں تو مان جاؤ گے؟ کہا ضرور مان جائیں گے، آپ ﷺ کی زبان سے کبھی جھوٹ سنا نہیں، آپ ﷺ نے پھر اعلان کیا، فرمایا

يَا أَيُّهَا النَّاسُ هَلْ وَجَدْتُمْ مَوْنِي صَادِقًا أَوْ كَاذِبًا لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمْرًا.

زندگی کا اکثر حصہ آپ کی اس دھرتی پر گزار چکا ہوں، یعنی چالیس سال سے زائد عمر تمہارے درمیان گزار بیٹھا ہوں، جو گیارہ اور سترہ سال کی عمر کے بچوں سے نسوانیت بھی پناہ

مانگتی ہے کہ ان کے ہر حرکت سکون سے جنت کی حوروں کی جھلک آتی ہے، قیامت میں جنت کے مناظر میں لبالب بھرے ہوئے گلاس لانے والے ولذات مخلدون دس اور سترہ سال عمر کے لڑکے آئیں گے، یعنی بچپن بھی تم میں گزارا ہے، لڑکپن بھی تم میں گزارا ہے اور جوانی بھی تم میں گذاری ہے۔ (سیرت مصطفیٰ: ۱۷۷)

گیارہواں اور سترہ سال کی عمر جو سوانیت نامی حور ہوتی ہے وہ بھی گزار بیٹھا ہوں اکیس سال سے چالیس سال تک شباب ہوتا ہے، وہ بھی گزار بیٹھا ہوں، مجھے وفادار پایا ہے یا بے وفا پایا ہے؟ مجھے امانت دار پایا ہے یا خیانت دار پایا ہے؟ مجھے ایسا نوجوان پایا جس کی نگاہ نیچی دیکھ کر عرب کی دوشیزگی بھی حیا کرتی تھی، مجھے ایسا جوان پایا ہے یا پھر ایسا جوان پایا ہے کہ بوڑھی عورتوں کو بھی پیچھے سے نوجوان دیکھتے رہتے ہیں؟ کیا تم نے مجھے وفادار پایا ہے حیا دار پایا ہے دلدار پایا ہے صادق و امین پایا ہے کہ نہیں؟

یہ اعلان کیا رسول پاک ﷺ نے، دوستو یہ عام اعلان نہیں ہے، غور کرو، کوئی نہیں یہ اعلان کر سکتا ہے، نہ کوئی بادشاہ نہ کوئی عوام کا فرد نہ کوئی مالدار نہ کوئی غریب نہ کوئی آقا نہ کوئی غلام نہ کوئی مرد نہ کوئی عورت یہ اعلان کر سکتی ہے، جس چالیس اپنی زندگی کو ہتھیلی پر رکھ کر پیش کر دیا، اپنے شہر والوں کے سامنے پھر اعلان اگر کسی نے کیا، تو پھر وہ ابو بکر عمر ہوگا، وہ اعلان پھر وہی کر سکتے ہیں کہ وہ سچے عاشق تھے، بتاؤں گا، ان کا اعلان کیا تھا، مشرکین نے جواب دیا

جَوْبُنَاكَ مِرَادًا مَا وَجَدْنَاكَ إِلَّا صَادِقًا

اے آمنہ کے لال! ہم نے آپ کو بار بار آزمایا، ایک بار نہیں، بار بار آزمایا، مجلسوں میں دیکھ کر آزمایا، کاروبار میں بھیج کر آزمایا، جوانی کے ایام میں سفر کرتے ہوئے، غار حرا میں جاتے ہوئے آزمایا، لوگ پہاڑوں کا سفر کرتے ہیں، تم نے آزمایا ہے میری خوبصورت جوانی کو آزمایا میں تو تین میل دور جایا کرتا تھا، غار حرا میں جا کر تنہائی میں بیٹھ کر اپنے محسن حقیقی کو یاد کرتا تھا، کبھی تم نے مجھے آزمایا، اپنے دادا کے گھر میں کبھی مجھ کو آزمایا میرے چچا کے گھر سب کہنے لگے ہم نے آپ کو سچا ہی سچا پایا، کوئی عیب کی بات نہیں آپ میں، ہر لحاظ سے کوئی عیب کی بات نہیں، یہ بہت اونچی بات اور مقام اس میں ہے

جب چیلنج کے طور پر اپنے آپ کو پیش کر دیا کہ میرے اندر کوئی غلط بات ہے، تو بتاؤ  
 ابراہیمی نظر پیدا بڑی مشکل سے ہوتی ہے  
 ہوس چھپ چھپ کے پہلو میں بنا لیتی ہے تصویریں  
 ہوس کبھی نوکری کی شکل میں۔ کبھی ہوس رسم و رواج کی شکل میں۔ کبھی ہوس اپنے نفسانی  
 خواہشات کی شکل میں حملہ آور ہوتی ہے اور انسان متقی والے درجے سے نیچے چلا جاتا ہے

یہ وہ مسلمان ہے جسے دیکھ کر شرمائے یہود:

ہم دیکھتے ہیں آج اس ربیع الاول کے مہینے میں آپ کا تذکرہ سن کر اپنے وجود کو کون  
 بدلتا ہے؟ پھر تو بات ہوئی ناعشق کی، پھر تو بات ہوئی محبت کی، صرف تذکرے کی کیا بات ہے،  
 رسول کی تعریف مشرکین مکہ نے کی، دوستو چالیس سالہ دور میں رسول اللہ ﷺ کی تعریف کی  
 ہے، تعریف کر دینا کافی نہیں ہے، بات کو مان کر جانوں کے نذرانے پیش کر دینا کمال  
 ہوتا ہے، تعریف کرنا کیا بات ہوئی، رسول کی ولادت پر ابو جہل اور ابو لہب نے گھی کے چراغ  
 جلانے تھے، لیکن جب بات ماننے کی باری آئی، تو پھر مقابلے میں کھڑے ہو گئے، پیغمبر کی  
 تعریف بحیثیت اتباع مقصود ہوتی ہے، اگر تذکرہ ہو اتباع کی نیت سے ہو، یہ مقصود شریعت ہے  
 تذکرہ محض تذکرہ ہو، یہ کوئی کمال نہیں ہے، جب اتباع کا جذبہ ہی نہیں، جب رسول پاک  
 ﷺ کی سنت پر عمل کرنے کا ارادہ ہی نہیں ہے، وہ کیا عاشق ہے، کیا محبت ہے، کیا مسلمان  
 ہے، کیا امتی ہے، کیسے رسول اللہ ﷺ کے سامنے حوض کوثر میں سامنے پیش ہوگا؟ کس شکل  
 میں جائے گا؟ کن اداوں میں جائے گا؟

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہو ہنود

یہ وہ مسلمان ہے جسے دیکھ کر شرمائے یہود

کیا مشکلیں ہیں اپنے پیغمبر کی اداوں کو اپنانے میں کوئی افسر بھی تمہیں نوکری سے فارغ  
 نہیں کرے گا، بہت سارے تمہارے افسر بھی تمہارے دفتروں میں بہت لوگ کمپنیوں  
 میں تمہارے اداروں میں رسول اللہ ﷺ کی سنت کی بہاریں لے کر بیٹھے ہیں، انہیں کوئی  
 مجبوری نہیں، تو تمہیں اپنے پیغمبر کی اداوں کو اپنانے میں کیا مجبوری ہے، عشق

سچا پیدا کرو پھر بات بنے گی، تعریف تو مشرکین مکہ نے بھی کی تھی

بات ماننا اصل ہے:

دوستو کیا کیا کمال ملا بات مان لینے میں تو کوئی عدالت کی خوشبو لے کر جاتا ہے کوئی صداقت کی خوشبو لے کر جاتا ہے، کوئی اسد اللہ کا لقب پاتا ہے، کوئی سید الشہداء کا لقب لے کر جاتا، کوئی ذوالنورین کا لقب لے کر جاتا ہے، بات مانتے تو لقب ملتے بات نہیں مانی تو رسوا ہو گے سبحان اللہ آپ سے اونچا کوئی خطیب نہیں ہے، آپ سے اونچا کوئی جوامع الکلم نہیں ہے، آپ سے اونچا کوئی فصاحت و بلاغت کا مایہ ناز شخص نہیں ہے، آپ پر کلام کون سا آ رہا ہے، جو فصاحب بلاغت کے بہت اونچے مقام پر ہے، آپ نے یہ موضوع بنایا لوگوں کو متوجہ کیا اب اعلان فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ قُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ تَفْلِحُونَ﴾

جب سچا مان رہے ہو، تو بات یہ ہے جو منوانا چاہ رہا ہوں اللہ وحدہ لا شریک ذات کو رب مانو، مجھے اس کا سچا رسول مانو، دنیا میں بھی کامیا بیاں تمہارے قدم چومیں گی، آخرت میں جنت تمہارے لئے سچی ہوئی ہے، مجھے اللہ نے معلم بنا کر بھیجا ہے، تعلیم دینے والا پیغمبر بنا کر بھیجا ہے، جو میری تعلیم کے زیور کو دل کی کتاب میں لکھتا جائے گا، وہ دنیا آخرت کی کامیابیوں کو سمیٹتا جائے گا، وہ چراغ جلانے والے

تَبَّأ لَكَ يَا مُحَمَّدُ (نَعُوذُ بِاللَّهِ) الْهَذَا جَمَعْتَنَا

ہلاک ہو جاؤ، آپ نے اس لئے ہمیں جمع کیا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا ہلاک نہیں آ بادی کا پیغام دینے آیا ہوں، رب کی صفت جلال کو جوش آیا اسی مقام پر آیت نازل فرمائی:

﴿تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ﴾

میرے پیغمبر کو گالیاں دینے والو! ہلاکت کی بددعا دینے والو! تم ہلاک ہو جاؤ برباد ہو جاؤ، تمہاری بیوی جو کانٹے اٹھا کر لاتی ہے، میرے پیغمبر کے راستے میں بچھاتی ہے، وہ اسی رسی سے تباہ ہو جائے گی، اسی سورت تبت یدا کے اندر واقع بیان کر دیا ہلاک ہو گئے اور اسی طرح ہلاک ہو گئے۔

## ہمیں تو دیکھنا یہ ہے تو ظالم کہاں تک ہے

اور جن کو صداقت سمجھ میں آگئی تھی، وہ دو چار تھے، آپ ﷺ پر ایمان لانے والے چند تھے پورا مکہ حکومت مشرکین کے قبضے میں ہے، سرداری ان کے قبضہ میں ہے، چوہدراہٹ ان کے قبضے میں ہے، ظلم ان کے قبضے میں، بربریت ان کے قبضے میں، جبریت ان کے قبضے میں، ہر کچھ ان کے قبضے میں تھا، ابو جہل ابولہب ہے، شیبہ ہے، سب کچھ ان کے پاس ہے، محمد ﷺ کے نام لینے والے تین چار تھے، کمزور تھے اور وہ کمزور بھی ایسے کوئی غلام تھا، کوئی دور سے آیا ہوا مسافر تھا، وہ سارے ظلم کرتے رہے، لیکن رسول اللہ ﷺ کے ادنیٰ صحابی کو ایمان سے نہیں پھیر سکے، احدا حد کے نعرے گونجتے رہے، امیہ بن خلف کا غلام تھا حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جب رسول اللہ ﷺ کی بات سمجھ میں آئی، تو کہنے لگا

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

وہ مارنے لگا اور کیا ظلم کیا ان مارنے والوں نے کبھی ریت پر لٹاتے ہیں، کبھی پتھر سینے پر رکھتے ہیں، کبھی رسی سے باندھ کر گھسیٹتے ہیں، نشان پڑ جاتے ہیں، جوان تھا، حبشہ سے آیا تھا، اس کی زبان میں لکنت تو تھی، لیکن اس زبان نے جو بولنا تھا، اس بول میں کوئی لکنت نہ تھی احد اللہ احد، محمد رسول اللہ اللہ احد محمد رسول اللہ یہی ترانہ تھا گاتا تھا۔

ستمگر تجھ سے امید کرم ہوگی جسے ہوگی

ہمیں تو دیکھنا یہ ہے تو ظالم کہاں تک ہے

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت زبیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، عمار یا سر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کئی صحابہ جو مسلمان ہوتے جاتے تھے، یہ ظلم کے ذریعے سے مارنے کی پوری کوشش کرتے ہیں اور ان کو طاقت خدائی آرہی ہے، کیونکہ مارا جا رہا ہے، خدا کے نام پر خدا کے پیغمبر کے نام پر اب نصرت آرہی ہے۔ اور یہ حیران ہو رہے ہیں کہ ہم ان کو اتنا مارتے ہیں، یہ کلمہ طیبہ پڑھتے جا رہے ہیں، آپ ﷺ جب سجدے میں تھے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آکر چھڑایا فرمایا



﴿ اتَّقَتُّلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ قَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ ﴾

مومن: ۲۸. تفسیر اشرف الحواشی شیخ محمد عبدہ الفلاح

اوظالموں تم ایسے شخص کو تکلیف دیتے ہو، قتل کرنا چاہتے ہو، جو یہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہی ہے پھر اس کے پاس دلائل ہے، دلائل سے بات کرو، جب دلائل نہ ہو، تو پھر یہ لوگ اس طریقہ سے ہٹ دھرمی سے ظلم کرتے ہیں اور پھر ایک مرتبہ ان لوگوں نے کسی طریقہ سے اونٹ کی او جڑی منگوا کر رسول اللہ ﷺ سجدے کی حالت میں تھے پھینک دی، تو ہین کرنے کے لئے اور اس طرح کی تو ہین سے کوئی چراغ کو بجھایا نہیں جاسکتا، یہ جتنا یوں کرتے گئے، اللہ پاک اس سراج منیر کو اور چمکا تا گیا، ایسا کبھی نہیں ہوا، بڑے بڑے ظالم و جا بر آئے، حق صداقت کے صداؤں کو ختم نہیں کر سکے، یہ آواز گونجتی رہی، اب تکلیف دے دے کر بے بس ہو گئے، یہ تو باز نہیں آتے۔

### دبانے کا مشورہ:

تو مشورہ ہوا اب کیا کریں؟ اس آواز کو کیسے دبائیں؟ کوئی کہتا ہے ساحر کی مشہوری کر دو، یہ جادو گر ہے، تاکہ اس کی باتوں کو کوئی نہ سنے، کوئی کہنے لگے مشورہ دینے والے کہ اس کو کاہن کہو، کاہن اور ساحر عجیب بات ہے، اس زمانے میں بھی بدنام شعبہ تھا، اسلام تو اب آ رہا ہے، ایک دن ہوا ہے تبلیغ ہوئی فاران کی چوٹی پر اور یہ کہہ رہے ہیں اس کو لقب دو ساحر کا، کاہن کا، غور کی بات جو اس وقت کے کافروں کی نظر اور مشرکین کی نظر اور عقیدے میں بھی کاہن اور جادو گر برا ہوتا تھا اور پھر مسلمان کسی جادو گر کے پاس جائے کاہن کے پاس جائے کتنی بری بات ہوگی، ان کو کافر بھی برا سمجھتے ہیں کہ مسلم ان کے پاس جا کر کیا کرتا ہے، فرمایا کاہن کے پاس گیا اور اس سے کوئی بات پوچھی، مانی نہیں، چالیس دن تک اسکی عبادت قبول نہیں گی، حدیث ہے رسول اللہ ﷺ کی ولید بن مغیرہ بوڑھا بندہ تھا، مشرکین کا کہنے لگا تم لوگ بڑے سردار ہو بڑے ملکوں کے سفر کئے ہیں، سب دنیا کو دیکھا ہے ساحروں کو دیکھا ہے کاہنوں کو دیکھا ہے، مجنونوں کو دیکھا ہے، مجھے بتاؤ اس جیسا نورانی چہرے والا کوئی ساحر کاہن دیکھا ہے اتنا نورانی چہرہ

کاہنوں کا جادو گروں کا نہیں ہوتا ہے، ان کا چہرہ تو منحوس ہوتا ہے، کوئی نہیں مانے گا، جب تم کہو گے یہ کاہن ہے، ساحر تو پھر اور مشورے ہونے لگے کسی نے کیا خوب کہا ہے

تیرے چہرے یہ فداشس و قمر  
 تیری زلفوں پہ تصدیق شام و سحر  
 تیرے رخسار پر ٹھہرے کس کی نظر  
 تیری باقی اداوں کا کیا کہنا  
 و العصر تیرے زمانے کی قسم  
 و الضحیٰ تیرے چمکتے چہرے کی قسم  
 و الیل اذا بجی تیری زلفوں کی قسم  
 المدثر تیری کملی کی قسم  
 طہ یاسین تیرے ناموں کی قسم  
 و التین تیرے کھانوں کی قسم  
 الم نشرح تیرے سینے کی قسم  
 و البلد تیرے وطن کی قسم  
 تیرے رہنے کی جگہ کے کیا کہنے  
 تیرے چہرے پہ فداشس و قمر  
 تیرے زلفوں پر تصدیق شام و سحر

کیسے باتیں کرتے ہو، ولید بن مغیرہ مشرکین کی مجلس شوریٰ کا بڑا ہے، وہ کہنے لگا اس کو دیکھ کر کوئی بھی ساحر اور مجنون نہیں کہے گا یہ جو کلام پڑھتا ہے کیا وہ ساحر کا کلام ہے اس کے کلام میں اتنی مٹھاس ہے، اتنی چاشنی و رونق ہے، اتنا سرور ہے کہ دیر تک انسان کے دل میں رہتا ہے، جو ایک دفعہ اس کی مجلس میں بیٹھ جائے وہ اس کا ہو کر رہتا ہے، ساحر سے تو تھوری سی دوستی عارضی سی ہوتی ہے۔

## قتل کا پروگرام:

پھر قتل کرنے کا پروگرام بنایا، اللہ رب العزت نے تو بلند کرنا تھا، ایک سکیم کے تحت رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ میں تشریف لائے اور جتنے لوگوں نے ایمان لایا اور رسول اللہ ﷺ کی بات مانی اور مارکھا کر ایمان پر فخر کرتے تھے کہ ہمیں اس لئے مارا گیا ہے کہ ہم ایمان والے ہیں، ہم نے رسول اللہ ﷺ پر ایمان لایا ہے، آپ ﷺ کی صداقت کو مانا ہے۔

آپ ﷺ کی سنت کو مانا ہے، آپ ﷺ کے فرمان کو مانا ہے، اس لئے مارا جاتا ہے کوئی

بات نہیں

﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ﴾

پوری کائنات کے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے، سلیم الفطرت اور غیر متعصب شخص کی ہدایت کے لئے رسول اللہ ﷺ کی ایک ملاقات ہی کافی تھی۔

علماء نے لکھا ہے کہ بغیر تعصب کے نبی کی مجلس میں آجائے، وہ قسمیں کھا کر کہتا تھا نہیں ہے یہ جھوٹے شخص کا چہرہ، یہ سچے نبی کا چہرہ ہے، عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ طیبہ کا مقیم ہے، دیکھ کر کہنے لگا یہ کسی جھوٹے شخص کا چہرہ نہیں ہے، یہ پیغمبر ﷺ محسن انسانیت ہے، اور پوری امت کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے خصوصاً اس اشرف المخلوقات کے لئے آپ ﷺ کا مقام یہ ہے کہ اشارہ کیا چاند کو چاند دو ٹکڑے ہو گیا کوئی اور اشارہ کر کے دیکھائے چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھائے، خواہ کتنا بڑا سیاست دان کیوں نہ ہو، پوری دنیا کا بادشاہ کیوں نہ ہو، اشارہ کر کے دیکھیں چاند اپنی منزل سے ذرا سی بھی نہیں ہٹے گا اس پیغمبر کے فرمان میں اتنی طاقت تھی کہ سیارے نے اپنے دو ٹکڑے کر کے حق ادا کر کے پوری دنیا کو دکھا دیا یعنی کہ اس پیغمبر کی اتباع ہمارے لئے بھی فرض ہے، وہ اصل مخلوق جس میں سے میں نے یہ آخری پیغمبر بھیجا کیا اس کا فرمان تمہارے لئے نہیں ہے۔

ایک غزوے میں تاخیر ہوئی عصر کی نماز میں، حکم فرمایا سورج رک جائے، ہم اس رب کی اتباع میں تھے، جہاد میں مصروف تھے، جس رب کے حکم سے تو چلتا ہے، طلوع ہوتا ہے، ہر روز غروب ہوتا ہے، اسی کے حکم سے رک جاؤ، میں نے اور میرے جاٹھاروں نے نماز پڑھنی

ہے، رک گیا سورج۔

دوستو! یہ وہ پیغمبر ہے اشرف المخلوق کے لئے یہ اپنے پیغمبر کی کتنی قدر کر رہے ہیں، اپنے دلوں کو جنجوڑ و دلوں کے دروازے کھولو، ان کی کھڑکیاں اور روشن دانوں کو کھولو اور اپنے دلوں کے زائے میں ڈھونڈو کہ رسول اللہ ﷺ کی حکم کی اتباع ہے تو اچھی بات ہے ورنہ فکر کرو۔

### حضرت ابو ہریرہؓ کی تھیلی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر خدمت ہوئے، ایک تھیلی سی ساتھ تھی، فرمایا کیا ہے ابو ہریرہ؟ فرمایا کمزور سا آدمی ہوں، چند کھجوریں ہیں، جب زیادہ بھوک لگ جائے، تو ایک کھجور چباتا ہوں، میں بے ہوش ہو جاؤں، تو سارے لوگ جمع ہو جاتے ہیں، ابو ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو مرگی ہو گئی ہے، مرگی نہیں ہوتی، سبق پڑھ کر بے ہوش ہو جاتا ہوں، پھر سارے لوگ جمع ہو جاتے ہیں، طالب علموں کا سبق ضائع ہو جاتا ہے، مجھے کوئی اٹھاتا ہے، کوئی پانی پلاتا ہے، کھجوریں تھیلی میں رکھی ہوئی ہیں، جب بھوک لگ جائے تو کھا لیتا ہوں، تو سنبھال کر رکھتا ہوں کمزور ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا تھیلی کھجوروں کی ادھر لاؤ ابو ہریرہ میں برکت کی دعا کرتا ہوں، اس کو پھر سنبھال کر رکھنا ان شاء اللہ کبھی ختم نہیں ہونگیں۔ یہ تھیلی کبھی ختم نہیں ہوئی، سب کو کھلاتے اور کہتے تھے ابو ہریرہ کو نبی خاتم النبیین ﷺ کی دعا ہے یہ کبھی ختم نہیں ہوں گی۔ کھاؤ کھاؤ صدقہ دیتے تھے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں نہیں ختم ہوئیں دور ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں نہیں ختم ہوئی دور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں نہیں ختم ہوئی تھیلی دور عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں جب ظالم لوگوں نے حملہ کیا تو ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی جان کا بھی نہیں پتہ چلا وہ تھیلی کہیں گم ہو گئی دیکھو ہمارے پیغمبر ﷺ کی دعا کی برکت۔ (رواہ الترمذی، کتاب المناقب، ابی ہریرہ: ۳۷۷۴)

غزوہ احد میں جب رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو فرمایا اس پہاڑ کو دیکھا ہے، میں اس سے محبت کرتا ہوں، یہ ہم سے محبت کرتا ہے، یہ پہاڑوں نے بات مانی تھی، پھر کیسے جاٹا تھے رسول اللہ ﷺ کے، جب لوگوں نے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتایا کہ آگ لگ گئی ہے اور ادھر آ رہی ہے غار سے نکل کر آ رہی ہے، فرمایا میری

یہ چادر لے جاؤ آگ کو اس چادر کے ذریعہ غار میں واپس کر دو آگ نے بات مانی۔  
جب زلزلہ آیا تو حضرت عمر فاروقؓ نے زور دے عصا زمین مارا یا پاؤں زمین پر مارا اور  
پھر زمین کو خطاب کیا کہ رک جا کیا تیرے اوپر عمر انصاف والا حکمران نہیں ہے اسی طرح کے  
کئی واقعات ہیں یہ سب سنت پر عمل کرنے کی برکت ہے۔

میری بات کو غور سے سننا بیچ الاول کا حق ادا کر کے جانا آج مسجد میں اللہ سے عہد کر کے  
جانا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی ہر سنت کے لئے جان قربان کرنے کے لئے ہر وقت  
حاضر ہیں کوئی دنیاوی رکاوٹ نہیں ہو سکتی۔ دنیا سب اس کے قبضہ میں ہے۔

قرآن ہمارے سامنے ہے، حدیث ہمارے سامنے ہے، جو پیغمبر کی بات کو مانے گا وہ  
کامیاب ہے اور تم پیغمبر ﷺ کی بات کو نہ مانتے ہوئے ہر روز صبح اٹھ کر ڈاڑھیوں پر شیو کر کے  
پیغمبر کی سنت کی توہین کر کے آتے ہو، ٹائیاں لگا کر پیغمبر کی لباس کی توہین کر کے آتے  
ہو، مسلمانو غور کرو، جب صحیح مسلم بنو گے تو دنیا کے انسان نہیں دنیا کی ہر چیز تمہاری غلامی کرے  
گی۔

﴿.....وَأَخِرُ دَعْوَانَا أَنْ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.....﴾

## اخلاقِ رسول ﷺ

الْحَمْدُ لِلَّهِ . الْحَمْدُ لِلَّهِ وَ كَفَى وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ  
الرُّسُلِ وَ خَاتِمِ الْأَنْبِيَاءِ وَعَلَى آلِهِ وَ أَصْحَابِهِ الَّذِينَ أَوْفَوْا عَهْدَهُ  
الَّذِينَ هُمْ خُلَاصَةُ الْعَرَبِ الْعَرَبَاءِ وَ خَيْرِ الْخَلَائِقِ بَعْدَ الْأَنْبِيَاءِ  
أَمَّا بَعْدُ .

فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
﴿وَإِنَّكَ لَعَلَى خُلُقٍ عَظِيمٍ﴾ قلم: ۴

”وَعَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ  
رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ ! إِنِّي سَمِعْتُ عَنْ خُلُقِ رَسُولِ  
اللَّهِ ﷺ قَالَتْ أَلَسْتَ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ ؟ قُلْتُ بَلَى ، قَالَ فَإِنَّهُ خُلِقَ  
النَّبِيِّ ﷺ“ . سنن دارمی کتاب الصلوة: ۱۴۷۵

صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ وَصَدَقَ رَسُولُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيمُ وَنَحْنُ عَلَى  
ذَلِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِينَ وَالشَّاكِرِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ .

آیت کا مفہوم:

انیسویں پارے، سورۃ القلم کی ایک آیت کریمہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا  
کا ایک مقولہ نقل کیا ہے، جس میں رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کا ذکر ہے۔ قرآن پاک نے  
تاکید کے ساتھ یہ فرمایا کہ اے نبی! آپ اونچے اخلاق پر ہیں، عظیم اخلاق پر ہیں۔

حدیث کا مفہوم:

اور جو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمان نقل کیا ہے، حضرت سعد بن ہشام رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کہتے کہ میں نے ایک دفعہ پوچھا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہ رسول پاک ﷺ کے خلاق بتائیں، تو ام المومنین نے جواب میں فرمایا تم قرآن مجید کی تلاوت نہیں کرتے ہو؟ تو سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کرتا ہوں، تو فرمایا ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کے اخلاق قرآن ہیں۔ جو کچھ اس میں ہے، وہ سب کچھ رسول اللہ ﷺ کے اخلاق ہیں۔

## تین اقوال:

اس حدیث کی شرح میں محدثین نے تین قول نقل کئے ہیں:

(۱)..... پہلا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ جن باتوں سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتے ہیں، ان کو رسول اللہ ﷺ بجالاتے ہیں، اور جن سے منع کیا ہے، اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں، ان سے آپ ﷺ اجتناب کرتے ہیں۔ یہ اخلاق ہیں اور اصل عمدہ وصف تو یہ ہے، جس میں اللہ تعالیٰ کی رضا ہو، جو کام کرنے کے ہیں، ان کو بجالایا جائے اور جو رکنے کے ہیں، رکا جائے۔

(۲)..... محدثین نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فرمان کا دوسرا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ اللہ رب العزت نے اپنے عمدہ اخلاق میں سے رسول اللہ ﷺ کو اخلاق اور قرآن اللہ کی کتاب ہے اللہ کا کلام ہے اس میں اللہ تعالیٰ کی خوبیاں اور اوصاف بیان ہوئے، اللہ مہربان ہے، غفور درگزر کرنے والا ہے، اللہ سخی ہے، اللہ شفیق ہے، اللہ حلیم ہے، یہ اللہ کی صفات ہیں، اللہ نے اپنی بعض صفات نبی اکرم ﷺ کو عطا کی ہیں، جو ایک انسان کو عطا کی جاسکتی ہیں۔

جو صفات صفات ذاتیہ ہیں، جو خالق کے ساتھ ہی مختص ہیں، وہ تو اللہ کی اپنی ہی ذاتی صفات ہیں، خالق ہونا رازق ہونا مالک ہونا داتا ہونا، لیکن اخلاق حسنہ جو اللہ کی صفات غیر ذاتیہ ہیں مثلاً عمدہ اخلاق ہیں، ان میں سے رسول اللہ ﷺ کو اخلاق عطا کئے۔

(۳)..... تیسرا مطلب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فرمان کا کہ اللہ پاک نے اپنی کتاب ساری ہی نبی پاک ﷺ پر نازل کی ہے، آپ ﷺ ہی وحی کے مخاطب اول ہیں، لیکن

خاص انداز میں قرآن نے جہاں نبی ﷺ کی خوبیاں بیان کی ہیں نبی ﷺ کے مناقب اللہ تعالیٰ نے بیان کئے ہیں، یہ مطلب ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان کا کہ اللہ نے جو قرآن پاک میں رسول پاک ﷺ کو مخصوص انداز میں خطاب کر کے کچھ اوصاف بیان کئے، مثلاً منزل، مدثر، طہ، یسین، شاہد، مبشر، نذیر وغیرہ یہ اخلاق ہیں رسول اللہ ﷺ کے۔

میرے رب نے مجھے سکھلایا:

ایک حدیث ہے رسول اللہ ﷺ کی آپ نے فرمایا:

”أَدَّبَنِي رَبِّي فَأَحْسَنَ تَأْدِيبِي“

۱. الفوائد الموضوعية في الاحاديث الموضوعية رقم

الحدیث: ۲۷

۲. رواه ابن السمعاني في ادب الاملاء والاستملاء: ۱

میرے رب نے مجھے علم دیا ہے اور پھر مجھے خوب اچھی تربیت دی ہے۔ یعنی علم نبوت، علم وحی، علم قرآن، آسمانی علوم دیئے اور بڑے ادب سکھائے ہیں اللہ رب العزت نے۔

علماء سیر نے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے زمانہ حیات میں کسی کو تھپڑ تک نہیں مارا۔

یہ بھی لکھتے ہیں کہ ہماری تحقیقی یہ بات ہے اور پوری زندگی میں جو بے ادبی کا لفظ فحش بات

ہو یعنی گالی کا لفظ تو بہت بڑی بات ہے، بے ادبی کا لفظ کبھی پوری زندگی میں اپنے دشمنوں کو بھی

نہیں کہا ہے اور سامنے آ کر پتھر مارنے والوں کو معاف کیا، کسی نے یہ کیا کہ یہ سرداری

چاہتا ہے، مدینہ کے یہودیوں نے کہا یہ العیاذ باللہ شادیوں کا بڑا شوقین ہے، لیکن کسی کو آپ

ﷺ نے نازیبا الفاظ سے جواب نہیں دیا، بلکہ فرمایا بس یہ ایسے لوگ ہیں کہ ہمیں پہچان

نہیں سکے، یہ اخلاق تو دشمنوں کے ساتھ تھے اور پھر دودھ نکال لینا جانوروں کا کئی دفعہ آپ

نے اونٹنی کو چارا ڈالا ہے، کپڑوں کو سیلائی کر لیتے، جوتا سلانی کر لیتے، کئی دفعہ کوئی کپڑا خراب

ہوا خود دھولیا یہ سب اخلاق ہیں، بازار سے کوئی چیز ضرورت ہوئی باہر کوئی نظر نہ

آیا، خود جا کر بازار سے سامان لے کر آئے۔



## اسے اتنا ملا جتنا اس کا ظرف تھا:

اور جس شخص کو جتنی صلاحیت تھی، رسول اللہ ﷺ کے اوصاف کو اخذ کرنے کی، وہ اخذ کرتا گیا وہ بھی پھر اتنا اونچا ہوتا گیا، قرآن پاک نے جو لفظ استعمال کیا ہے۔

﴿وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ﴾

آپ اچھے اخلاق والے ہیں، یہ تعبیر رسول کے شان کے اعتبار سے صفت مشبہ کے صیغے سے بیان فرمائی آپ اچھے اخلاق والے ہیں، یہ صفت مشبہ ہے، جس کے مقابلے میں کوئی صفت نہیں ہوتی، لیکن جب کسی کے وصف میں صفت مشبہ بیان ہو جائے، وہ فاعیل کا وزن ہے، یعنی اس سے اونچی کوئی صفات نہیں ہے، لہذا ان اونچائیوں پر کون جائے گا؟ اور مقابلہ کر سکتا ہے ان اوصاف کو حاصل کر سکتا ہے، اللہ تعالیٰ نے نبی پاک ﷺ کو اوصاف دیئے، مثلاً خاتم النبیین ﷺ ہونا ہے، آپ کے اوپر کتاب نازل ہونا ہے، اللہ تعالیٰ نے نبی پاک ﷺ کو بہت اونچے اخلاق سے نوازا

کہ جیڑے آندے گئے نیڑے باندھے گئے

سینے لا کے محمد ﷺ رگیندا گیا

کہ جیسے جیسے وہ آئے اور آپ کے قریب طلب کے ساتھ وہ آئے، وہ اتنا رنگ لے کر جاتے رہے، جتنا ان کے پاس ظرف تھا، اس محسن اعظم کی طرف سے عطا میں کمی نہیں تھی، یا اس کے خزانے میں کوئی کمی نہیں ہوئی، وہ جھولی والوں کی جھولی میں کمی تھی، اس محسن اعظم کے عطا میں اس پیغمبر ﷺ کے علمی خزانے میں، عمدہ اخلاق میں کوئی کمی نہیں تھی۔ یہ تو دینے کے لئے آیا تھا، لیکن جس نے جتنا لے لیا، جتنی جھولی تھی اس کو اتنا مل گیا۔

## خصوصیات مصطفیٰ ﷺ:

آپ ﷺ نے فرمایا میں تو پڑھا لکھا نہیں ہوں، چالیس سال ہو گئے پڑھا لکھا نہیں، لیکن عمدہ اخلاق ہیں کہ آپ کو اللہ پاک نے عرب کا خطہ عطا کیا، عرب کا معنی فصاحت و بلاغت والے لوگ، پھر اہل لغت نے لکھا ہے کہ آپ کو قریش میں سے بنایا، اس کا معنی ہوتا ہے پختہ

ہونا، پھر بنو ہاشم ہاشم کا معنی ہے تقسیم کرنے والا، جس کا چولہا کبھی نہ بجھے، ایسا سخی اس کو ہاشم کہتے ہیں اور پھر دادا کو عبدالمطلب دیکھو نام کتنا اچھا یہ مشرکین مکہ تھے، نام کتنا توحید والا دادا کا اور آپ کے دادے کی کئی اولاد ہے، عبدمناف ہے، کوئی عبدالات ہے، کوئی عبدالعزی ہے، لیکن آپ ﷺ کو جس میں سے پیدا کیا، ان کا نام ہے عبداللہ، توحید والا نام ہے اور دادا مکہ کا متولی ہے، صرف اس خطے کا اور پوتے کو اللہ نے پوری دنیا کا والی، آقا، سردار بنا کر بھیج دیا۔

### امانت رکھنے والی:

اور آپ ﷺ کو خاندان دیا آمنہ بنو زہرہ، زہرہ کہتے ہیں تروتازگی باغات کو، خوش خرم کو اور پھر قبیلہ بنو زہرہ کی عورتیں بھی بہت تھی، کسی کا نام کیسا تھا، کسی کا نام کیسا تھا، اس زمانے میں لوگوں کے عجیب نام ہوتے تھے، جن کا کوئی مطلب نہیں ہوتا، جیسے آج کل بعض لوگوں کے نام ہوتے ہیں، اب زیادہ پڑھا لکھا ہونے کی وجہ سے عجیب نام رکھتے ہیں، پتہ نہیں چلتا ہے کہ مذکر نام ہے، یا مونث کا نام ہے، قبیلہ بنو زہرہ کی عورتیں بہت تھی، دوستو کسی کا نام کیا تھا، کسی کا نام کیا تھا، لیکن آپ کی امی کا نام آمنہ تھا، امانت رکھنے والی، ابراہیم علیہ السلام کے دو بیٹے ایک اسحاق علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ایک اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں، اسحاق علیہ الصلوٰۃ والسلام میں سے نبی آتے رہے، حضرت اسماعیل کی اکتالیس پشتوں کے بعد عبدالمطلب کے گھر میں وہ امانت سامنے رکھ دی گئی، جو اکتالیس پشتوں سے سنبھالی ہوئی تھی، آمنہ نامی سے آپ کو پیدا کیا، امانت رکھنے والی، امانت سنبھال کر امن دینے والی۔

### الہامی نام:

اور آپ کا نام دادا نے الہامی طور پر محمد (ﷺ) رکھ دیا، اللہ پاک نے احمد رکھا ہے، عجیب بات لکھی علماء نے دوستو کہ عموماً جب نعمتیں خوب مل جائیں، تو انسان خوش ہو کر کہتا ہے یا رب تیری تعریف الحمد للہ سب کائنات بن گئی، سج گئی، نہریں آگئیں، دریا آگئے، چاند آ گیا، سورج آ گیا، سب کچھ آ گیا، جنت سج گئی، جہنم بن گئی، کائنات کا تمام نظام بن گیا، فرشتے

آگے، جن آگے، آدم سے لے کر عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تک انبیاء آگے، سب نعمتیں آگئی، اب محمد ﷺ الحمد للہ آخر میں تشریف لائے تعریف ہوتی ہے، کہ وہ شخص اب آگیا، محمد کا مادہ حمد ہے۔ اور احمد کا مادہ بھی حمد ہے، دوستور رسول اللہ ﷺ کے اخلاق جیسے ہمیں حکم ہے کہ دینی تعلیم حاصل کرو، اچھا عقیدہ بناؤ، اعمال بناؤ، اخلاق بناؤ، اچھی تربیت حاصل کرو، کسی نیک بندے کے پاس جاؤ، یہ سنت ہے اللہ رب العزت کی، نبی نے تربیت دی صحابہ کو اور صحابہ پھر تابعین علیٰ ہذا القیاس

نہ کتابوں سے نہ وعظوں سے نہ زر سے پیدا  
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

### تعلیم والا نبی:

توبات یہ ہے کہ ہمارے لئے یہ حکم ہے کہ پڑھنا لکھنا ہے، دین کی تعلیم حاصل کرنی ہے، اچھے اخلاق حاصل کرنے پڑھائی کے بغیر نہیں ہو سکتے اور ان کی یہ صفت ہے کہ میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں، دوسری صفت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا میں تلوار والا پیغمبر بنا کر بھیجا گیا ہوں، جہاد والا نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں، معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں، میری صفت ہے، تعلیم دینا تو پھر لوگ آتے گئے، تعلیم حاصل کرتے گئے، اسی سے پھر اخلاق بنتے ہیں، تربیت ہوتی ہے، لیکن سوچنے کی بات یہ ہے کہ چالیس سال رسول اللہ ﷺ اس دور میں رہے جو دور کفر و شرک ظلم و بدعت کی تاریکیوں کا ڈھوبا ہوا دور تھا، پھر ایک شخص چالیس سال میں عمدہ اخلاق والا یہ خاص اللہ رب العزت کا کرم نہیں تو اور کیا ہو سکتا ہے کہ لوگ امانت دیانت کی حیا کی سب مثالیں دینے لگے کہ عبدالمطلب کے پوتے کو تو دیکھو، لڑکیاں اس سے حیا سیکھتی ہیں، چالیس سال کی عمر میں کچھ بھی نہیں لکھنا پڑھنا سیکھا اور اللہ پاک نے رسول اللہ ﷺ کو فرمایا:

﴿وَمَا كُنْتَ تَتْلُوا مِنْ قَبْلِهِ مِنْ كِتَابٍ وَلَا تَخُطُّهُ بِيَمِينِكَ إِذَا

لَارْتَابَ الْمُبْطِلُونَ﴾ العنکبوت: ۲۸

اے نبی! ہم نے آپ کو آج تک کسی کے پاس شرف تلمذ کے لئے نہیں بٹھایا اور آپ

ظاہری طور پر پڑھنا لکھنا نہیں جانتے تھے، اسی لئے چالیس سال تک آپ کو کسی سے لکھنا پڑھنا نہیں سکھایا، اس لئے کہ جب آپ ہماری تبلیغ کی بات لوگوں کے سامنے کرو گے، تو وہ کہیں گے کہ یہ ان سے پہلے پڑھا لکھا ہے، تب باتیں کر رہا ہے

﴿إِذَا لَارْتَابَ الْمُبْطِلُونَ﴾

باطل لوگ باتیں کرنے نہ لگ جائیں اور جب جبریل نے سینا دیا، تو علم سیکھنے کا ملکہ پیدا کر دیا، غار حرا میں بات

### امانت و دیانت کا اعلیٰ معیار:

دوستو کہ عمدہ اخلاق رسول اللہ ﷺ کو اللہ پاک نے عطا فرمائے اونچے اخلاق عظیم اخلاق اور انہی کو سورۃ القلم میں ذکر کیا

﴿وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ﴾

اونچے اخلاق یہ ہیں مشرک لوگ پیغمبر کو کوئی کہتا ہے ساحر، کوئی کہتا ہے مجنون، کوئی کہتا ہے کاہن، کوئی کہتا ہے متشدد، کوئی کہتا ہے مجنون، کوئی کہتا ہے کہ سخت لہجے میں تبلیغ کرنے والے، ان کو یہ بتا دو کہ کبھی مجنون اونچے اخلاق والا ہوتا ہے، کل تو تم ان کو امانت دیانت کے بادشاہ کہہ رہے تھے، جس کو شرافت حیا کا پیکر کہہ رہے تھے، کیا وہ مجنون ہو سکتا ہے، مجنون تو دیواروں کے ساتھ سرمارتے ہیں، یہ تو امانت دیانت کے اعلیٰ معیار ہیں

﴿وَإِنَّكَ لَهٗٓ أَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اس فرمان کے آخری تشریح کی آج بات کریں گے کہ جو رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں مخصوص انداز میں کچھ خوبیاں دی، ترتیب کے ساتھ ایسے تو ہر آیت ہی رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی ہے، آپ ہی مخاطب ہیں، سارے دین کا مدار ہی حدیث و قرآن ہے، لیکن خاص آیات والفاظ جو آپ ﷺ کی شناخت کرواتے ہیں، آپ ﷺ کے اوصاف بیان کرنے والی ہیں۔

## نبی کی شناخت بزبان قرآن:

آج میں پہلے پارے سے پانچویں پارے تک کا ایک ظاہری خاکہ پیش کروں گا، سب سے پہلے اللہ پاک نے پہلے پارے میں فرمایا:

﴿وَلَمَّا جَاءَهُمْ رَسُولٌ مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيقٌ مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ كِتَابَ اللَّهِ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ كَانْتَهُم لَا يَعْلَمُونَ﴾

ہم نے انسانیت کو اخلاق کی بلندیاں عطا کرنے کے لئے آخری پیغمبر بھیجا، یہ پیغمبر کسی اور خالق کا نہیں ہے، یہ اسی خالق کا پیغمبر ہے، جس نے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیغمبر بنایا، جس نے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام، یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام، عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیغمبر بنایا، یہ بھی اسی خالق کا پیغمبر ہے

اور یہ آپ کے اوپر اترنے والی کتابوں کو تورات انجیل کو اور جو صفحے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اترے ان کی تصدیق کرنے والا پیغمبر ہے، لیکن یہودیوں کی ایک جماعت الگ ہو کر بیٹھ گئی اور اپنی کتاب تورات کی وہ خوشخبری ماننے کے لئے تیار نہیں ہوئی، یہ رسول پاک ﷺ کی خصوصی بات ہوئی، پھر دوسرے مقام پر فرمایا یہودی لوگ مدینہ طیبہ میں جب رسول اللہ ﷺ کے پاس آتے۔

یہ یاد رکھنا کہ انصار مدینہ جو عرب تھے، ان میں سے بعض نے منافقت کی ہے اور بعض یہودیوں نے دھوکہ کیا ہے، یہ انکا شیوہ ہے، اپنے پیغمبر کے ساتھ بھی یہی کیا تھا

﴿فَاذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هُنَا قَاعِدُونَ﴾ المائدہ: ۲۴

ہم اسی رب کی بات بتاتے ہیں، جس پر ایمان لایا ہوا ہے، تمہیں تو ہمارا احسان مند ہو جانا چاہئے، یہودی آئے، منافق آئے، ایک لفظ گول مول کر کے کہتے تھے، جو بے ادبی تھی رسول اللہ ﷺ کی راعینا یا محمد راعینا یا محمد ہم دیر سے آتے ہیں، ہمارا خیال کرو، وہ بات جو نصیحت کی ہو رہی تھی، وہ دھرا دیں، یہ اس کا معنی صحیح ہے، دوسرا معنی اس کا یہ تھا العیاذ باللہ ہمارے چرواہے بکریوں کو چرانے والے یہ بات اللہ پاک کو پسند نہیں آئی، فرمایا کوئی مسلم

ہمارے پیغمبر کی مجلس میں آ کر راعنا کا لفظ استعمال نہیں کر سکتا، انظرنا کہے گا، پہلے پارے کی آیت فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا انظُرْنَا وَاسْمَعُوا

﴿البقرة: ۱۰۴﴾

اے اہل ایمان ہمارے پیغمبر کی مجلس میں آ کر بات کو دوبارہ دہرانے کے لئے راعنا کا لفظ نہ کہنا، اگر پیغمبر کے دہن اطہر سے وحی کے موتیوں اور پھولوں کو دوبارہ سننا چاہتے ہو، ان نبی کے منہ سے نکلنے والے خوشبودار الفاظ کا دوبارہ سننے کا شرف حاصل کرنا ہے۔

﴿قُولُوا انظُرْنَا﴾ یہ کہو کہ اے نبی ﷺ ہمارا خیال کریں، راعینا نہ کہو، ورنہ ہم ناراض ہو جائیں گے، ایمان والے نہیں رہو گے، لفظ ہی ختم کر دیا ہے، جس کا رب ادب کرے، فرشتہ سلام کرے سبحان اللہ..... جس کو عرش پر بلایا جائے، تم کون ہوتے ہو، میرے پیغمبر کی شان میں بے ادبی کرنے والے، اپنی بدنامی کو پوری دنیا میں مشہور کرنے کے لئے خاکے شائع کرتے ہیں، تاکہ ہر کوئی دنیا کے کونے میں رہنے والا بھی ہمیں بدنام ہے کہ ہم تو ہیں ہی بدنام میں بات کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے وہ لفظ ہی بولنے سے منع کر دیا، جس سے بدنامی اور بے ادبی کا اندیشہ تھا، وہ لفظ ہی نکال دیا، اور آگے اللہ پاک نے رسول اللہ ﷺ کو فرمایا آپ کو ہم نے نرم بنا دیا بات کرنے میں لیکن یہود و نصاریٰ سے زیادہ قربت ٹھیک نہیں ہے ظاہری تعلق ہو کوئی حرج نہیں، کوئی تجارت لین دین قرضہ وغیرہ، لیکن قریبی بنانا ٹھیک نہیں ہے، جنہوں نے اپنے پیغمبر کے ساتھ وفا نہیں کی، تو ہمارے ساتھ وفا کیسے کریں گے، سامری نے دھوکہ دیا، تو پچھڑے کی عبادت کرنے لگے، آپ کے ساتھ کیا وفا کریں گے فرمایا:

﴿وَلَنْ تَرْضَىٰ عَنْكَ الْيَهُودُ وَلَا النَّصْرَىٰ حَتَّىٰ تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ

قُلْ إِنْ هَدَىٰ اللَّهُ هُوَ الْهُدَىٰ وَلَئِنْ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُمْ بَعْدَ

الَّذِي جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ مِنَ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ

﴿البقرة: ۱۲۰﴾

اے میرے محبوب پیغمبران یہود و نصاریٰ کے ساتھ ذرہ بھی خوش فہمیوں میں مبتلا نہ ہونا،

کبھی آپ ان کو خوش نہیں کر سکو گے یہود و نصاریٰ یہاں تک کہ آپ بھی ان کے مذہب کو مان لیں، تو پھر یہ خوش ہو جائیں گے اور آپ تبلیغ کے فکر میں وعظ نصیحت کے شوق میں اپنے پیغمبرانہ شان میں بار بار یہ فکر کرتے ہو کہ وہ ہدایت پر آجائیں، یہ تو میرے قبضے میں ہے، جس کو ہدایت دے دوں آپ کے قبضے میں ہے تبلیغ کرنا تلاوت کر کے سنانا آپ کا کام ہے، لیکن ایک تشبیہ کی بات بھی سن لیجئے

﴿وَالَّذِينَ اتَّبَعَتْ أَهْوَاءَهُمْ بَعْدَ الَّذِي جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ﴾

﴿البقرة: ۱۲۰﴾

اگر ہماری وحی کے نزول کے بعد بھی آپ پر جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آنے کے بعد بھی قرآن کے نزول کے بعد بھی یہود و نصاریٰ کی بات کو ماننے لگ جائیں گے، تو پھر سن لیجئے

﴿مَا لَكَ مِنَ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ﴾ ﴿البقرة: ۱۲۰﴾

تو پھر آپ کے لئے کوئی دوست اور مددگار نہیں ہوگا۔

دوستو قرآن مجید کی یہ پہلے پارے کی آیت ہے، نبی پاک ﷺ کو یہ فرمایا جا رہا ہے کہ ان کے ساتھ ایسا معاملہ نہیں کرنا، جس سے ہم ناراض ہو جائیں، دین اپنا ہی مقدم رکھنا ہے، دوستو یہ نبی سے تصور ہی نہیں کیا جا سکتا کہ دین کو چھوڑ کر کوئی اور راہ اختیار کر لیں گے، اصل میں ہمیں سمجھایا جا رہا ہے یہود و نصاریٰ سے دوستی لگاؤ گے رب کہہ رہا ہے میری مدد نہیں رہے گی، پھر ڈھونڈتے رہو گے یہی حال ہے ہمارا دوستو پہلے پارے کی آیت جب رسول اللہ ﷺ تشریف نہیں لائے تھے، حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے بہت مختلف طریقوں سے آزمایا، پیغمبر بنایا، اپنا خلیل بنانا ہے، بہت آزمائش میں، لیکن چار بہت بڑی آزمائشیں تھیں، جن میں سے پہلی آتش نمرود، دوسری وادی غیر ذی زرع میں اپنی اولاد کو اور بیوی کو چھوڑ کر آجانا، تیسری اتنے عرصے کے بعد بیٹا ملا، خواب میں بتا دیا کہ ذبح کر رہے ہو، تو یہ تیسری آزمائش ہے اور چوتھی آزمائش فرمایا ہمارے گھر کو بناؤ، حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیت اللہ بنا دیا بیت اللہ شریف بن گیا، اللہ نے لقب دیا، خلیل

اللہ اب دعا مانگ رہے ہیں

﴿رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَ  
يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ  
الْحَكِيمُ﴾ البقرة: ۱۲۹

اے میرے رب بہت سارے امتحانات لئے آپ نے مجھ سے آپ نے خود ہی فرما دیا ہے کہ امتحانوں میں پاس ہو گئے ہو، اے میرے رب میں دعا مانگتا ہوں یا رب العالمین وہ ایک ہیرا مانگتا ہوں، وہ ایک دریتیم پیغمبر مانگتا ہوں، جو تیرے خزانے میں بھی ایک ہی ہے، اس آخری پیغمبر کو میری نسل سے بھیجنا جب سے دنیا بنی ہے، اسی کے انتظار میں بیٹھی ہے اور آپ کے پاس وہ دریتیم ایک ہی ہے، اب بیت اللہ بن گیا ہے، ظاہری تعمیر تو بیت اللہ کی تیرا خلیل کر کے جا رہا ہے، مزدوری کے فرائض اس کا بیٹا سرانجام دے کر جا رہا ہے، لیکن اس کی روحانی تعبیر کے لئے اپنا آخری پیغمبر خاتم النبیین محمد بن عبد اللہ ﷺ کو میری اولاد میں سے بھیج، یہ دعا ہوگی، جب رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کی، مدینہ طیبہ میں آپ تشریف لائے، قیام پذیر ہو گئے، وہ سراج منیر جو طلوع تو ہوا عبدالمطلب کے گھر، لیکن بعد میں اس کی رہائش مدینہ طیبہ میں بنا دی

دیار شرب میں گھومتا ہوں  
نبی کی دلہیز چومتا ہوں  
شراب عشق پی کے جھومتا ہوں  
رہے سلامت پلانے والا  
دمکتا رہے تیرے روضے کا منظر  
سلامت رہے تیرے روضے کی جالی  
ہمیں بھی عطا ہو وہ شوق ابو ذرؓ  
ہمیں بھی عطا ہو وہ جذبہ بلالؓ

مدینہ طیبہ میں سراج منیر آ گیا اور آخری نبی ہے، دوستو آخری کتاب ہے، آخری امت



ہے، یہ آخری نبی ہے، کبھی غور کیا، آپ نے یہ قیامت تک کا نبی ہے، قیامت کے بعد بھی نبی ہے، میدان حشر میں بھی نبی ہے، یہ آخری نبی ہے، نہ ختم ہونے والا نبی ہے، ظاہری طور پر تو دنیا سے پردہ ہو گیا، وفات ہو گئی، لیکن آپ ﷺ کے فیوض برکات اسی طرح جاری ہیں، کیونکہ یہ نبی ایسا ہے، جو ختم ہونے والا نہیں ہے، ہمیشہ کے لئے ہے، تو اس کی تعلیمات اس کے فیوض ہمیشہ کے لئے ہیں، برکات انوارات اس کی تجلیاں اور اس کے علاقے میں ایک خاص قسم کی متانت سکون و قاروہ آج تک موجود ہے، اس لئے کہ اس نبی کی شان ہے کہ اس کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا قیامت تک اسی کی برکات رہیں گی، ابھی تک دنیا میں کسی پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقبرہ ایسا نہیں ہے، کیوں کہ وہ وقتی آئے تھے اور دنیا سے چلے گئے، ان کی نبوت بھی وقتی تھی، سبحان اللہ تاجدار دو عالم ﷺ اس کی نبوت دائمی تھی، اس کے کرشمے بھی دائمی کر دیئے، وہ کوئی بد بخت ہو جو اب بھی فیوض برکات حاصل نہ کر سکے۔

کئی نیک بخت تو اب بھی حاصل کر رہے ہیں، اللہ ہم سب کو کامل نیک بنائے، اپنا سچا محبت بنائے، جیسا اللہ کو پسند ہے ہمیں ایسا بنا دے، اسی میں سب کچھ ہے، دنیا بھی ہے، لیکن دیکھو یہاں بہت سارے لوگوں کا یہاں ذہن بنتا ہے، پھر ٹوٹ جاتا ہے، جسے روضہ رسول پر حاضری دی حاجی کی آنکھیں برسنے لگیں، اپنے آپ کو یہ حاجی نادم کرنے لگا اور پاکستان سے آنے والے عبداللہ تو کس نبی کے روضے کے قریب سلام پیش کر رہا ہے، تو نے اپنے نبی جیسی سنت تو چہرے پر سجائی نہیں، اسی وقت نظام بدل جاتا ہے، یہ انوار برکات ہیں کہ نہیں میں نے بہت سارے حاجیوں کو دیکھا ہے، دوستو داڑھی منڈوانے والے حاجیوں کو دیکھا ہے، جب ورضہ رسول پر جا کر سلام پیش کرتے ہیں ندامت کی وجہ سے ان کے جسم کا ہر حصہ روتا ہے اور پکا فیصلہ کر کے باہر آتے ہیں کہ اے پیغمبر سلام پیش کرنے کے بعد آج تیرے ساتھ تیرے رب کے ساتھ عہد کر لیا ہے، اب یہود و نصاریٰ والی وضع نہیں ہوگی، اپنے پیغمبر والی وضع ہوگی کئی حاجیوں کو دیکھا ہے قسمت والا وہ ہے جو پہلے آ جائے، اللہ پاک نے سب انوار و برکات اپنے نبی کی سنت میں رکھے ہیں، دین میں پیغمبر کی ہر ادا میں رکھے ہیں، اللہ نے سب نعمتیں پیغمبر کی ہر ادا میں رکھ دی ہیں، جس کو چاہنے جو نعمت وہ پیغمبر کی ادا اپنالیں وہ نعمت ہم عطا کر دیں گے

تو میں بتا رہا تھا مدینہ طیبہ میں آپ تشریف لائے ہیں آپ کا قبلہ وہ بیت المقدس سترہ مہینے تک رہا، پھر قرآن پاک نے فرمایا:

﴿قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً

تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ البقرة: ۱۴۴

اے نبی ہم دیکھ رہے ہیں آپ کا چہرہ میرے عرش کی طرف اٹھا ہوا رہتا تھا کہ کب میرا معبود میرا قبلہ ابراہیم والا قبلہ بنا دے گا، میں نے آج سے آپ کا قبلہ بیت اللہ کعبہ مکرمہ بنا دیا ہے کبھی اس حکم کو منسوخ نہیں کروں گا ترضاہا جس قبلے کو آپ مانگ رہے۔ تو آپ مجھ سے خوش ہو جائیں گے آج میں نے وہ قبلہ آپ کو دے دیا ہے آپ راضی ہو جائیں

﴿فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ البقرة: ۱۴۴

آڈر ہو گیا ہے مسجد حرام کی طرف بیت اللہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو، صحابہ کرام اب خوش ہو گئے، ظہر کی نماز پڑھنے والا وہ صحابی جس نے مسجد نبوی میں نماز پڑھی، کائنات کے امام کے پیچھے کہنے لگا اپنی بستی میں عصر کی نماز ہو رہی تھی، اے مسلمانوں اپنے آخری پیغمبر کے پیروکارو میں مدینہ میں مسجد نبوی میں ظہر کی نماز ادا کر کے آیا ہوں، مسلمانوں کا قبلہ بیت اللہ ہو چکا ہے، وہ امام صاحب دو رکعت عصر کی پڑھا چکا تھا اس نے مڑ کر دو رکعت بیت اللہ کی طرف پڑھا دی، کہ پیغمبر کا ادا نقل کرنے والا صحابی پیغمبر کی ادا نقل کرنے والا مخبر صادق وہ کہہ رہا ہے کہ بیت اللہ قبلہ ہو گیا ہے، اب رب ہماری نمازیوں ہی قبول کرے گا، تو دو رکعت بیت المقدس کی طرف دو رکعت بیت اللہ کی طرف پڑھا کر نماز مکمل کر دی، اسی وجہ سے وہ مسجد قبلتین کے نام سے مشہور ہے، حاجیوں نے یہ مسجد دیکھی ہے، آج بھی دو محراب بنے ہوئے ہیں، بڑا پیارا محراب ہے، کبھی غور کیا ہے کہ یہ یادگاریں کیوں رکھی گئی ہیں کہ پیغمبر کے فرمان میں ادا میں امتی کے لئے خیر و برکت ہے، کہ وہ بیت المقدس کی طرف نماز مکمل کرتا تو حکم عدولی ہو جاتی، مسلمانوں ہم بھی مسلمان ہیں فرمایا

﴿فَإِذَا سَلَكَ عِبَادِي عَنِي فَإِنِّي قَرِيبٌ﴾

مہاجرین یہ بے بس بے سروسامان مدینہ میں آ کر تیرے حکم کی اتباع میں مقیم ہو چکے ہیں،

اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب کوئی مشکل آجائے فوراً مجھے پکار لیا کرو، میں تو شہ رگ کے قریب رہتا ہوں، حضرت عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا شعر

ابوبکر و عمر عثمان حیدر پھول ہیں ان کے

اور انکے پھول صحراء میں بھی مرجایا نہیں کرتے

کتی مشکلیں آئیں، ادھر حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آگ میں ڈالا گیا، ادھر آپ کے امتی حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گرم ریت میں ڈالا گیا کیسی کیسی مشکلیں آئیں جنگل میں جا رہا ہے ایک صحابی رسول ﷺ کے سامنے سے شیر آیا اور وہ آواز نکالنے لگا۔

دوستو یہ صحابی رسول ہے، امتی ہے، اپنے پیغمبر ﷺ کا کہنے لگا ”یا اسد نحن غلام محمد“ اے شیر غصے کی آوازیں نہ نکالو، وہ شیر بھی اپنی زبان حال سے یہ کہنے لگا میں بھی اسی کے توسط سے زندہ ہوں، تم میرے اوپر سوار ہو جاؤ، یہ جنگل میں گم تھا شیر نے اس کو کھانا چاہا، تو اس نے کہا ”یا اسدانا غلام محمد“ میں نبی آخر الزماں ﷺ کا امتی ہوں، وہ کہنے لگا میں بھی تو اس کا غلام ہوں دم سے اشارہ کیا میرے اوپر سوار ہو جاؤ آبادی کے قریب چھوڑ کر اشارہ کیا اتر جاؤ وہ سامنے آبادی ہے سبحان اللہ.....

ابوبکر عمر عثمان حیدر پھول ہیں ان کے

انکے پھول صحراء میں بھی مرجھایا نہیں کرتے ہیں

صحابہ سب کے سب پروردہ دامان احمد ہیں

جو مومن ہو وہ کسی کو بھی جھٹلایا نہیں کرتے

اللہ پاک ہمیں سچی دین کے ساتھ عقیدت اور عمل کی صلاحیت نصیب فرمائے۔

﴿.....وَأَخِرُ دَعْوَانَا أَنْ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.....﴾

## اطاعت رسول ﷺ

الْحَمْدُ لِلَّهِ . الْحَمْدُ لِلَّهِ وَ كَفَى وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ  
الرُّسُلِ وَ خَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ وَعَلَى آلِهِ وَ أَصْحَابِهِ الَّذِينَ أَوْفَوْا عَهْدَهُ  
الَّذِينَ هُمْ خُلَاصَةُ الْعَرَبِ الْعَرَبَاءِ وَ خَيْرِ الْخَلَائِقِ بَعْدَ  
الْأَنْبِيَاءِ . أَمَّا بَعْدُ

فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ  
مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ  
تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ  
تَأْوِيلًا﴾ نساء: ۵۹

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ"  
"الطبرانی المعجم الاوسط جلد چهارم: ۱۸۱

صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ وَصَدَقَ رَسُولُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيمُ وَنَحْنُ عَلَى  
ذَلِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِينَ وَالشَّاكِرِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.

آیت کا مفہوم:

پانچوے پارے کی ایک آیت کریمہ اور رسول اللہ ﷺ کا ایک ارشاد پاک تلاوت کیا ہے،  
جس کے اندر اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی ہے کہ اے ایمان والو اللہ تعالیٰ کی اطاعت  
کرو اور اللہ کے رسول کی اطاعت کرو اور اولی الامر کی اطاعت کرو اور کسی معاملے میں جھگڑا  
ہو جائے تو اللہ اور رسول یعنی قرآن و حدیث سے اس جھگڑے کا حل چاہو، اگر تم اللہ اور

آخرت پر ایمان رکھتے ہو یہ طریقہ تمہارے لئے بہت بہتر ہے دوسرے طریقوں کے مقابلے میں۔

### حدیث کا مفہوم:

جو حدیث آپ کے سامنے تلاوت کی ہے، رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ مخلوق کی اطاعت اس وقت تک صحیح ہے، جب تک مخلوق خلاف شرع حکم نہ کریں، اگر مخلوق میں سے کوئی شخص خلاف شرع حکم کرتا ہے، تو وہ بات اس کی نہیں مانی جائے گی۔ یہ اس حدیث کا مفہوم ہے۔

### آیت کا شان نزول:

یہ آیت کریمہ جس کا ترجمہ گزرا ہے، اس آیت کا شان نزول کچھ اس طرح ہے کہ مدینہ طیبہ میں ایک جھگڑا ہو گیا تھا، ایک منافق تھا اور دوسرا یہودی تھا، پہلے تو مشورہ کرنے لگے کس کے پاس فیصلہ لے کر جائیں؟ کون ہمارے جھگڑے کا فیصلہ کرے، منافق کی مرضی یہ تھی کہ عبد اللہ بن ابی، یا کسی اور کے پاس لے کر جائیں، جو بظاہر مسلمان تھا، لیکن اندر سے مسلمان نہیں تھا، اس کو منافق کہتے ہیں، ہاں جو یہودی تھا اس کا کہنا یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جاتے ہیں، بیشک میں نے ایمان تو نہیں لایا، ہمارے جھگڑے کا صحیح انصاف کے ساتھ فیصلہ رسول اللہ ﷺ کریں گے، چنانچہ یہ آپ کے پاس آگئے اور اپنا قصہ بیان کیا کہ یہ ہمارا جھگڑا ہے اور آپ فیصلہ فرمادیں، آپ نے دونوں کی بات سن کر یہودی کے حق میں فیصلہ کر دیا کہ اس چیز کا حقدار یہودی ہے، یہ خاموش ہو گئے اور فیصلہ سن کر باہر آ گئے۔

یہ جو منافق تھا کہنے لگا کہ فیصلہ صحیح نہیں ہوا معلوم ہوتا ہے کہ آپ مصروف تھے، یا جو بھی بات تھی، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس چلتے ہیں، اس یہودی نے کہا چلو ٹھیک ہے چلتے ہیں جب ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور قصہ سارا بتایا اور یہ بھی بتایا کہ حضرت رسول پاک ﷺ نے یوں فیصلہ فرمایا ہے، تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میرا بھی فیصلہ وہی ہے، جو نبی پاک ﷺ نے کیا ہے۔

یہ باہر آئے، تو منافق کہنے لگا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جاتے ہیں، فیصلہ صحیح نہیں ہوا، یہودی نے کہا چلو، چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے اور پورا قصہ سنایا اور یہ بھی بتایا کہ آپ ﷺ نے یہودی کے حق میں فیصلہ کیا ہے، پھر ہم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے، تو انہوں نے بھی آپ ﷺ کے فیصلے کو قبول کیا یہودی کہنے لگا یہ شخص مجھے بار بار کہتا ہے، چلو حضرت عمرؓ کے پاس جاتے ہیں، ان سے بھی فیصلہ کراتے ہیں، تو اب آپ کے پاس آئے ہیں، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ٹھیر جاؤ میں آتا ہوں، فیصلہ کرتا ہوں وہ اندر گئے اور تلوار لے آئے اور اس منافق بشر نامی جو شخص تھا، اس کی گردن کاٹ دی اور اعلان کیا جو رسول اللہ ﷺ کے فیصلے پر راضی نہیں ہے اور پھر عمر کے پاس آتا ہے، تو عمر کے پاس یہی فیصلہ ہے۔

مدینہ طیبہ میں ایک شورش مچ گیا، کیونکہ یہ شخص جو منافق تھا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں قتل ہو گیا، بظاہر مسلمانوں کی جماعت میں شمار ہوتا تھا، یہ سارا منافقین کا جو ٹولا تھا، یہ پروگنڈا کرنے میں مصروف عمل ہو گیا کہ یہ مسلمان اپنے مسلمانوں کو مارتے ہیں، حضرت عمر فاروق نے گویا ایک مسلمان کو قتل کیا ہے، آپ ﷺ تک بات پہنچی، آپ بھی خاموش رہے، اس وقت تک ابھی منافقین کا تعین نہیں ہوا تھا کہ کون منافق ہے؟ کون نہیں ہے؟

یہ آیت نازل ہوگئی۔

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾

نساء: ۶۵

آپ کے رب کی قسم! اگر لوگ آپ کے پاس اپنا جھگڑا لیکر آئیں اور آپ ان کے بارے میں فیصلہ کر دیں اگر ذرہ برابر بھی ان کے دلوں میں کجی ہے کہ نبی کا فیصلہ صحیح نہیں ہے، تو پھر وہ مسلمان نہیں ان کے بارے میں جو فیصلہ عمر نے کیا ہے، وہ صحیح کیا ہے، تاہم نازل ہوگئی۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ

مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ  
تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ  
تَأْوِيلًا ﴿نساء: ۵۹﴾

### اولی الامر کی مراد:

اولی الامر سے مراد علماء فقہاء ہیں اور بعض حضرات نے لکھا ہے حکام بھی ہیں، حکام اگر مباح امور کا حکم صادر کرتے ہیں، جس میں شریعت نے خاموشی اختیار کی ہے، شریعت نے اس پر ناجائز ہونے کا فیصلہ نہیں کیا، ایسے مباح امور میں حکمران کوئی فیصلہ کرتے ہیں، تو اہل ایمان کو وہ فیصلہ ماننا واجب ہے۔

ہاں جن امور میں شریعت نے اٹل فیصلہ کیا ہوا ہے، اس میں کسی کی تشریح یا کسی کے اجتہاد کی کوئی ضرورت نہیں ہے، وہ حکم بالکل صاف ہے، ان صاف احکام کے بارے میں اگر حکومت ان احکام کے خلاف کوئی فیصلہ کرے، تو پھر حکام کی بات کو نہیں مانا جائے گا۔

مثلاً ارکان اسلام ہیں یا ناجائز امور ہیں، جن سے بچنا ضروری ہے، تو ایسی باتیں جن کے کرنے کا شریعت نے اٹل فیصلہ کیا ہے، یا جن سے رکنے کا فیصلہ واضح دیا ہے، اگر حکومت شریعت کے ایسے احکام کے خلاف فیصلہ کرنے لگے، تو پھر حکومت کی بات کو نہیں مانا جائے گا۔

لیکن مباح امور میں مثلاً کوئی بڑا شہر ہے، اس میں حکومت روڈ زیادہ بنا رہی ہے، کسی شہر میں ایک بنا رہی ہے، کسی شہر میں بلدیاتی دفتر ایک بنا رہی ہے، کسی میں دو بنا رہی ہے، کسی میں ڈاکخانوں کے دفتر دس بنا رہی ہے، کسی میں ایک، یہ مباح امور ہیں، کوئی گناہ کی بات نہیں ہے اور حکومت کی اطاعت واجب ہے۔

### تین طبقات:

لیکن اگر خلاف شرع کوئی حکم دے دیں تو اہل ایمان کی ذمہ داری ہے کہ ایمانی نکتہ نظر سے کہ اس حاکم کی بات کونہ مانیں، اب نہ ماننے میں تین طبقات ہیں:

(۱)..... ایک اونچے وزراء کا، وزراء اور امراء اس حکومت کے خلاف عملاً ہاتھ سے روکنے

کی ترتیب کریں گے۔

- (۲)..... علماء اور فقہا حکومت کے منکر کام کو وعظ و نصیحت کے ساتھ روکیں۔
- (۳)..... اور عوام کی ذمہ داری یہ ہے کہ اس پر عمل نہ کریں اور دل میں اس کو برا سمجھیں، جو حکم دیا ہے حکومت نے یہ برا حکم دیا ہے۔

### ولید بن عقبہ کا واقعہ:

حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے بنو مصطلق قوم کی طرف زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے بھیجا، جب وہ بنو مصطلق قبیلے کے پاس پہنچے، تو ان عرب قبائل کا جو دستور تھا کہ وہ اپنے مہمان کا اسلحہ کے ساتھ استقبال کرتے تھے، باہر نکل کر اسلحہ کی شان و شوکت کے ساتھ استقبال کرتے تھے، جب ولید بن عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ یہ تو اسلحہ کے ساتھ باہر آرہے ہیں، مجھے مارنا چاہتے ہیں، یہ واپس مدینہ آگئے، عرض کی حضرت کی خدمت میں کہ ایسا ہوا ہے، مجھے مارنا چاہتے ہیں، وہ زکوٰۃ نہیں دینا چاہتے تھے، آپ نے فرمایا کوئی ایسی بات انہوں نے کہی ہے، آپ قریب پہنچے ہو، نہیں حضرت وہ اسلحہ لیکر باہر آرہے تھے اور میں ڈر گیا اور میں سمجھ گیا کہ یہ مجھے مارنا چاہتے ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا تحقیق کر لیتے ہیں ایسی بات کی، تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اکٹھے ہوئے کہ ہمارے نبی کے حکم کی قدر نہیں کی بنو مصطلق نے، ہم ان کے خلاف جہاد کریں گے، آپ ﷺ نے فرمایا نہیں تحقیق کرتے ہیں، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ نے تحقیق کے لئے بھیجا، تو انہوں نے کہا ہم بھی حیران تھے کہ وہ صحابی رسول آرہے تھے اور اچانک انہوں نے اپنا گھوڑا واپس دوڑا لیا، ہم تو اعزاز کے طور پر ان کا استقبال کرنے کے لئے باہر نکلے تھے، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بنو مصطلق سے یہ بات کہی کہ جناب نبی پاک ﷺ نے بھی یہی سمجھا تھا، ولید بن عقبہ سے بے سمجھی ہو گئی ہے، اس پر جو چند صحابہ نے یہ کہہ دیا تھا کہ ہمارے نبی کی بات کو نہیں مانا گیا ہے، ہم جہاد کریں گے اور نبی پاک ﷺ نے فرمایا آپ ٹھہرو ہم تحقیق کریں گے، اس پر یہ آیت نازل ہوگی۔

﴿وَاعْلَمُوا أَنَّ فِيكُمْ رَسُولَ اللَّهِ لَوْ يُطِيعُكُمْ فِي كَثِيرٍ مِنَ الْأَمْرِ



لَعْنَتُمْ ﴿حجرات: ۷﴾

کہ اے اہل ایمان! تمہارے درمیان اللہ کا رسول موجود ہے، اپنی بات منوانے میں اصرار نہ کیا کرو۔ ورنہ تمہیں مشکل ہوگی۔

﴿وَلَكِنَّ اللَّهَ حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيمَانَ وَزَيَّنَ فِي قُلُوبِكُمْ وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ أُولَئِكَ هُمُ الرَّاشِدُونَ فَضَّلَ مِنَ اللَّهِ وَنِعْمَهُ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ﴾ ﴿حجرات: ۷﴾

ہمارے درمیان اللہ کا پیغمبر موجود ہے، جیسے آپ فرمائیں، اس کے حکم ماننے میں مصروف رہو اور آگے اصرار نہ کرو کہ ہم ایسا کریں گے، تمہارے اصرار پر فیصلہ ہو جاتا، تو غلطی ہو جاتی اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں میں نبی کی محبت کو ڈال دیا ہے، ایمان ڈالا ہے، تمہارے دلوں کو مزین کیا ہے، کفر فسوق نافرمانی کو تم سے دور کیا ہے، تم رہبر جماعت ہو، اللہ کے فضل سے اور اللہ حکمت والا ہے۔

تو پھر اس کے بعد حضرت خالد بن ولید کی اس بات کی تفتیش کے بعد ان سے زکوٰۃ وصول کی گئی۔

رسول ﷺ کی اطاعت کا حکم:

اور فرمایا کہ ہم نے پیغمبر بھیجا ہے، اس لئے کہ اس کی اطاعت کرو، فرمایا:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاؤُكَ فَاسْتَعْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا﴾ ﴿نساء: ۶۴﴾

ہم نے روئے زمین پر کوئی پیغمبر بھی ایسا نہیں بھیجا، مگر اس لئے کہ لوگ پیغمبر کی بات مانیں اور عمل کریں اور جب تم سے کوئی غلطی ہو جائے، نبی کے پاس آ جاؤ، تو یا استغفار کی درخواست کرو، نبی پاک ﷺ آپ کیلئے توبہ استغفار کریں گے، اللہ پاک معاف کریں گے۔

## عقل کافی نہیں:

ابو منصور صباح ایک عالم شخص گزرے ہیں، انہوں نے اپنی کتاب میں حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ کی بات لکھی ہے، اذ جاءک کہ کسی مومن سے غلطی ہو جائے، ہم نے پیغمبر کو اس لئے بھیجا ہے، اسکی بات کو مانو، کامیابی ملے گی اور پیغمبر کی سنت کے بغیر کوئی شخص نیک نہیں ہو سکتا ہے، اگر ہماری بات شریعت دین اسلام پیغمبر کے بغیر عقل سے نہیں سمجھی جاسکتی اگر بغیر پیغمبر کے سمجھی جاسکتی ہوتی تو نہ ہم پیغمبر بھیجتے، نہ کتاب نازل کرتے، لیکن عقل ناقص ہے، اس کی دوڑ ناقص ہے، جہاں اس کی دوڑ ختم ہو جاتی ہے، وہاں سے وحی آ کر کام کرتی ہے، جب کسی کو کچھ سمجھ نہیں آتا، وہاں وحی انسان کی ترجمانی کرتی ہے، ہدایت دیتی ہے کہ اس کے مطابق عمل کرو، آسان بات ہے۔

ایک کافر بیمار ہو گیا، بڑے ماہر ڈاکٹر سے علاج کرایا، فوت ہو گیا، علاج کارگر ثابت نہیں ہوا، تو کافر یہاں مایوس ہو جائے گا، ڈاکٹر نے صحیح علاج نہیں کیا، یوں نہیں ہوا، اس نے دوائی صحیح نہیں دی، تشخیص صحیح نہیں کی اور کوئی مسلمان بیمار ہو گیا، علاج کیلئے ڈاکٹر کے پاس گئے، شفاء نہیں ہوئی، فوت ہو گیا، تو ایمان والے شخص کے پاس مایوسی نہیں ہے، وہ یہی کہے گا دوائی استعمال کرنا بھی اللہ کا حکم اور اللہ کے رسول ﷺ کی سنت ہے، پس اللہ تعالیٰ نے اس بندے کی وفات یوں لکھی تھی اور ہر کسی نے مر ہی جاتا ہے، اسی طرح وفات لکھی تھی، بس اللہ تعالیٰ اس کی آخرت اچھی کر دے اور ہمیں بھی آخرت کی فکر نصیب کر دے ادھر کافر کے پاس صرف عقل ہے اور عقل صرف اتنا بتاتی ہے کہ بیمار کو ڈاکٹر کے پاس لے جاؤ، وہ شفاء دے دے گا، جب شفاء نہیں ہوئی، تو ڈاکٹر سے ناراض ہو گئے، کیونکہ عقل کے مطابق کام ہو رہا ہے اور یہاں عقل ختم ہوئی، وحی نے جو رہبری کی ہے، اس کے مطابق پھر کام ہو رہا ہے کہ اللہ کا فیصلہ ہے کوئی موت کو ٹال نہیں سکتا، بڑے بڑے بادشاہ تھے، وہ بھی تو گزر گئے۔

## حضرت عقبہ کا واقعہ:

حضرت عقبہ رحمۃ اللہ ایک بزرگ گزرے ہیں، وہ کہتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کے روضے

کے پاس بیٹھا تھا، سلام پیش کر رہا تھا، ایک دہاتی آیا قریب آ کر بیٹھ گیا  
”الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ

عَلَيْكَ يَا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ!“

سلام پیش کرنے کے بعد پھر کہتا ہے

نَفْسِي الْفِدَاءُ لِقَبْرِ أَنْتَ سَاكِنُهُ  
وَفِيهِ الْعَفَاكُ وَفِيهِ الْجُودُ وَالْكَرَمُ  
يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ فِي الْقَاعِ أَعْظَمُهُ  
فَطَابَ بِطَيْبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْأَنْكُمُ

فضائل حج: شیخ الحدیث مولانا زکریا

ترجمہ: میرا نفس قربان اے قبر میں آرام کرنے والے اس سے معافی اور سخاوت اور کرم  
ملتا ہے، اے بہترین شخص جس کا جسم اس مٹی میں آرام کر رہا ہے۔  
آپ کے جسم اعجاز کی وجہ سے اس مٹی کو خوشی اور مقام نصیب ہو گیا۔

وہ بدودہاتوں سے آنے والا ان پڑھ عرض کرنے لگا اے اللہ کے محبوب سلام آپ پر  
میں گناہ گار ہوں آپ کے روضے کے پاس حاضری دے رہا ہوں، اللہ رب العزت سے  
میرے گناہوں کی سفارش کر دے، استغفار کر دے، اسلئے کہ پانچوے پارے میں آپ پر  
نازل ہونے والی ایک قرآن کی ایک آیت میں نے پڑھی ہے کہ جب کسی امتی سے گناہ ہو  
جائے، وہ نبی کے پاس آ جائے، پھر وہ نبی سے اپنے گناہوں کی معافی کی درخواست کرے  
پھر اس کے بعد نبی ﷺ اللہ تعالیٰ سے معافی اور استغفار کریں تو اللہ فرماتے ہیں۔

﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاؤُكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمْ

الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا﴾ (سورۃ نساء پ ۵، آیت ۶۳)

اشعار پڑھ کر چلا گیا دنیا میں بڑے بڑے شخص زریز میں آرام کر رہے ہیں، غزوہ احد میں  
پیغمبر کا چچا بھی اپنے تازہ لہو کے ساتھ آرام کر رہا ہے، غزوہ موتہ میں نبی کا چچا زاد بھائی جعفر  
بھی آرام کر رہا ہے، اپنے خونوں اور دنیا میں امام الانبیاء کے علاوہ بھی زریز میں آرام کر رہے

ہیں، لیکن میں قربان اپنے اس پیغمبر پر کہ آپ جیسا کوئی جسد نہیں دیکھا کہ اتنا مبارک ہو اور اتنی برکتوں والی یہ زمین ہے جو میرے نبی کے جسم کے ساتھ لگ رہی ہے، سب کو خوشبو ملتی ہے اور یہاں جو آجاتے ہیں اسکو معافیاں مل جاتی ہیں۔

یہ اٹھ کر چلا گیا اشعار پڑھ کر عتبہ سو گئے، خواب میں زیارت ہوگی رسول اللہ ﷺ کی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عتبہ جاؤ، اس دہاتی کو تلاش کرو اور بتاؤ آپ کے پیغمبر نے رب سے سفارش کی ہے، سفارش قبول ہوگی ہے، اللہ نے معاف کر دیا۔ پھر عتبہ نے اس دیہاتی کو تلاش کر کے یہ خوشخبری سنائی۔

### تیرا نو کرتو بے ادب، مگر تو پڑھا لکھا !!

علماء نے ایک عجیب بات لکھی ہے اور سادی سی بات ہے، کوئی سمجھنا چاہے، تو اس کے لیے بڑی آسان ہے، عبرت کے واسطے کہ ایک شخص ہوتا ہے بادشاہ، آقا، آفر ہے، آپ کی زبان میں بولو، ڈی جی ہے، ڈاریکٹر ہے، اس کے ماتحت کوئی نوکر ہوتے ہیں، نائب قاصد چڑا سی ہوتے ہیں، چوکیدار ہوتے ہیں، ایک ڈی جی صاحب کہنے لگے اپنے قاصد کو کہ جاؤ دس کلو گوشت لے آؤ، عثمانیہ سے مزہ دار روسٹ بروسٹ بنا کر، یہ نائب قاصد جو ہے یہ کہنے لگا ایک ڈی جی صاحب ہے اور تو کوئی آج نہیں ہے، حضرت صاحب دس کلو گوشت کو کیا کریں گے، میری سمجھ میں بات نہیں آرہی ہے، دس کلو ضائع ہو جائے گا، کیا اس قاصد نے اچھی بات کی ہے نہیں بلکہ اس نے بے ادبی کی ہے، تمہیں کیا پتہ ہے کہ ہو سکتا ہے کوئی مہمان آرہے ہوں؟ تمہیں ایک حکم ملا ہے، یہ نوکر ہے، مخلوق نہیں، یہ ڈی جی بھی حکومت کا ملازم ہے، یہ قاصد بھی حکومت کا ملازم ہے، نائب قاصد کو فارم پر کرتے ہوئے یہ بتایا تھا کہ اپنے آفر کی بات کو مانتا ہے جب وہ آگے سے حکم عدولی کرتا ہے دس کلو گوشت کی کیا ضرورت ہے میری سمجھ میں نہیں آرہی بات، کوئی شریف ڈی جی ہوا تو تبدیل کریگا کوئی سخت ہوا تو بالکل اسکو فارغ کر دیگا، حالانکہ یہ غلام نہیں ہے، نوکر ہے، ملازم ہے، ایک ہی خالق کے دونوں بندے ہیں اللہ اور اللہ کے رسول حکم دے رہے ہیں یہ کام کرو اور آگے مخلوق عبد ہے وہ معبود ہے، یہ بندہ میرا ہے، پھر یہ کہے کہ مجھے تو یہ سمجھ نہیں آرہی ہے کہ اللہ نے عورتوں کو پردے کا حکم دیا یہ

سمجھ نہیں آرہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چور کے ہاتھ کاٹنے کا کیوں حکم دے دیا ارے وہ نوکر نائب قاصد وجہ پوچھتا ہے، تو بے ادب ہوتا ہے اور تو مخلوق ہو کر خالق کے حکم پر اعتراض کرے، تو پڑھا لکھا ہوتا ہے اور سمجھدار ہوتا ہے، کتنی بے عقلی کی بات ہے، یہی وجہ ہے کہ حکمتوں کو تلاش کرنے سے شریعت نے منع کیا ہے، حکمتیں تلاش نہ کرو، اللہ کا حکم مانو، اللہ کے رسول کا حکم مانو، اس میں کوئی حکمت سمجھ میں آتی ہے یا نہیں آتی اور آگے پھر فرمایا

﴿وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا﴾ نساء: ۶۹

کہ جس نے اللہ اور اللہ کے رسول کی بات کو مانا، وہ انعام یافتہ جماعتوں میں سے ہو جائے گا، حکمتوں کے پیچھے نہیں آیا، انعام یافتہ لوگوں میں سے ہو گیا۔

### ایک بزرگ کا واقعہ:

دیکھو دوستو! دنیا مرکب ہے مصیبت اور راحت سے، خواہ کوئی مسلمان ہے، خواہ کوئی کافر ہے، خواہ کسی درجے کا کافر ہو، یہ نہیں ہو سکتا اسکے اوپر کوئی پریشانی نہ ہو، مصیبت نہ ہو، آپ کے سامنے ہے سب دنیا تو دنیا میں انسان کیلئے مصیبت راحت دونوں ہیں، ایک بزرگ نے اللہ اور اللہ کے رسول کی بات ماننے میں تہیہ کر لیا کہ حکم کے خلاف نہیں کرے گا، وہ علاقہ ہی ایسا تھا سارے بے دین، ملنگ مرانی قسم کے لوگ تھے، وہ ایک بزرگ ان کو اچھا نہیں لگتا تھا، وہ منع کرتا ہوگا، اس کو انہوں نے مارنا شروع کر دیا، تو یہ اشعار پڑھ رہا ہے، علامہ رومی ان کو نقل کر رہا ہے۔ کہتا ہے

بجز عشق تو کشد ماوریم  
بغیر ما کہ خدا نما شناست

اے میرے معبود! تیری بات کو ماننے میں تیرے پیغمبر کے اداؤں کو اپنانے میں اس فقیر کو مار جا رہا ہے اور یہ فقیر مار کھانے پر خوش ہے، بس میرا دل یہ چاہتا ہے کہ میں مار کھا رہا ہوں اور تو رب میری مار کو خود کچھ اور تو اعلان کر دے کے میں راضی ہوں، رب تو اعلان کر دے کہ اس

فقیر کو مار رہے ہیں، میرے حکم برداری میں مار رہے ہیں، تو میں اس مار کھانے والے پر راضی ہوں، تو یہ فقیر اے میرے رب تیرے حکم پر مار کھانے پر راضی ہے اور اس نے وہی بات کہی دوستو جو بیئر معونہ کے ستر قراء نے کہی تھی جب رسول اللہ ﷺ سے دھوکہ کے ساتھ بیئر معونہ والوں نے ستر قراء اپنی تربیت کیلئے قبیلہ ذکوان اور بیئر معونہ والے لے گئے، جی ہمارے ستر قبیلے ہیں، ایک ایک قاری ہمارے الگ الگ قبیلے کو سبق دے گا، دھوکہ سے جب نبی پاک ﷺ سے ستر قراء کو لیکر اپنی بستی میں آگئے اور ان کو کنواں میں ڈال کر قتل کرنے لگے، تو پھر ان مقتول صحابہ نے کچھ جملے بولے کہنے لگے

بَلِّغُوا عَنَّا قَوْمَنَا  
إِنَّا قَدْ لَقِينَا رَبَّنَا  
رَضِيَ عَنَّا وَارْضَانَا

شہید ہو رہے ہیں، تلواروں سے ذبح کئے جا رہے ہیں اور ان بات ماننے والوں کے انداز دیکھو، بول کیا رہے ہیں، یہ نہیں کہہ رہے ہیں ہم نہ آتے تو اچھا ہوتا، بچ جاتے، کہنے لگے اے ہمارے رب ہمارے قریب والے فرشتو ہماری یہ شہادت والی داستان ہمارے پیغمبر کو بتا دینا ہماری یہ مظلومیت والی داستان ہماری قوم کو بتا دینا کہ ہم نے بیئر معونہ پر اپنے رب سے ملاقات کی اور یہ ملاقات اتنی کامیاب ثابت ہوئی وہ ہم سے راضی ہو گیا ہے ہم ان سے راضی ہو گئے، شہادت حاصل کر رہے ہیں۔

دوستو کامیابی بات ماننے میں ہیں، انہوں نے اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی بات کو مانا ہے اور اس میں پریشانی آجائے، میں نے بتایا کوئی شخص بھی دنیا میں پریشانی سے بچ نہیں سکتا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح معنوں میں شریعت کی مطابق زندگی گزارنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

﴿.....وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.....﴾

## دعائے رسول ﷺ

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ  
الْأَنْبِيَاءِ ، وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ الَّذِينَ أُوفُوا عَهْدَهُ ، الَّذِينَ هُمْ  
خُلَاصَةُ الْعَرَبِ الْعَرَبَاءِ ، وَخَيْرُ الْخَلَائِقِ بَعْدَ الْأَنْبِيَاءِ . أَمَا بَعْدُ !  
فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
﴿قَالَ رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ  
الْخٰسِرِينَ﴾ اعراف: ۲۳

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : "اللَّهُمَّ ارْحَمِ أُمَّتِي وَاغْفِرْ أُمَّتِي". تنبيه

الغافلين: ۵۵۰

صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ وَصَدَقَ رَسُولُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيمُ وَنَحْنُ عَلَى  
ذَلِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِينَ وَالشَّاكِرِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.

### آیت وحدیث کا مفہوم:

آٹھواں پارہ سورۂ اعراف کی ایک آیت کریمہ اور ایک فرمان رسول ﷺ کا تلاوت  
کرنے کی سعادت حاصل کی ہے، جس کے اندر اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام  
کی دعا کا ذکر کیا ہے، اور جو حدیث تلاوت کی ہے، اس کے اندر رسول ﷺ کی  
دعا کا ذکر ہے۔

آج ہماری گذارشات کا موضوع انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی دعائیں ہیں کہ سب انبیاء  
نے دعائیں مانگی اور رسول اکرم ﷺ نے بھی دعا مانگی ہے، تو ہر پیغمبر نے کیا دعا مانگی ہے؟  
اور ہمارے نبی پاک ﷺ نے اللہ سے کیا مانگا ہے؟ یہ آج کا موضوع ہے۔

حضرت رسول پاک ﷺ کا ایک فرمان ہے کہ ہر نبی کو اللہ تعالیٰ نے ایک خاص دعا عطا کی ہے، وہ جب چاہتے اپنے رب سے وہ دعا مانگ لے دنیا میں، میں نے اس خاص دعا کو بچا کر سنبھال کر رکھا ہوا ہے، آخرت میں میدان حشر میں میں اپنے رب سے اپنی امت کے لئے وہ دعا استعمال کروں گا، اپنی امت کی مغفرت کرواؤں گا۔

### حضرت آدم علیہ السلام کی دعا:

جو آیت آپ کے سامنے تلاوت کی ہے، یہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا ہے، جب اللہ تعالیٰ تھوڑے سے ناراض ہو گئے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو خاص درخت کے پاس جانے سے منع کیا تھا کہ جنت میں اس درخت کے قریب نہ جانا، شیطان کے وسوسے سے حضرت آدم قریب چلے گئے، پھر اتار دیئے گئے، پھر میدان عرفات میں اجتماع ہوا، دونوں بزرگوں کا حضرت آدم اور ان کی اہلیہ حضرت حوا علیہما الصلوٰۃ کا، اللہ تعالیٰ نے یہ دعائیہ جملے القاء کئے کہ اس طریقے سے مجھ سے مانگو، تو میں غلطی کو معاف کر دوں گا۔ وہ یہ دعا ہے:

﴿ قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ

الْخٰسِرِيْنَ ﴾ اعراف: ۲۳

مفہوم یہ ہے کہ اے ہمارے رب! ہم نے اپنے اوپر زیادتی کی ہے، اس غلطی کا اقرار کر رہے ہیں، معترف ہیں، خطا ہو گئی ہے، آپ معاف کر دیں اور اگر آپ نے معاف نہ کیا، تو ہم ہمیشہ کے لئے خسارے والے ہو جائیں گے۔

اللہ رب العزت نے معاف کر دیا، علمائے تفسیر نے لکھا ہے کہ سب سے پہلا انسان ہے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور سب سے پہلا پیغمبر بھی ہے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام، عموماً پیغمبر سے خطا اجتہادی بھی نہیں ہوتی، لیکن یہاں پر اللہ تعالیٰ نے پہلے انسان پہلے پیغمبر سے ایک خطا کرا دی، پھر دعا بھی سکھا دی، پھر فرمایا یوں مانگو ہم معاف کر دیں گے، اس سے امت کو سبق سکھانا مقصود ہے کہ آپ کے ابوالبشر حضرت آدم سے جب غلطی ہوگی جائے اور اس نے ہم سے صدق دل سے معافی چاہی، ہم نے معاف کر دیا، آپ لوگوں سے غلطی ہوگی اور جب صدق دل سے معافی چاہو گے، تو معاف کر دیں گے۔



## حضرت نوح علیہ السلام کی دعا:

اس کے بعد تشریحی پیغمبر حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا میں تشریف لائے اور آپ کی خصوصیات میں سے یہ خصوصیت ہے، حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آدم ثانی کا لقب ملا ہے، طوفان نوح آیا، سب کچھ تباہ ہو گیا، صرف چراسی آدمی بچے، وہ بھی پھر فوت ہو گئے، یکے بعد دیگرے، آخر میں حضرت نوح کے تین بیٹے بچے، پھر ان سے دوبارہ نسل انسانی دنیا میں پھیلی، تو اس وجہ سے ان کو آدم ثانی کہا جاتا ہے۔

دوسری خصوصیت یہ صاحب شریعت پیغمبر ہیں، ان کے دور میں شرک و بدعت زور پکڑ چکی تھی، جس پر آپ نے قوم کو سمجھایا ہے، شرک سے دور ہو جاؤ، بدعت اور رسم سے دور ہو جاؤ۔ تیسری خصوصیت حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سب سے زیادہ تبلیغ کی عمر کو قرآن کریم نے بیان کیا ہے، ساڑھے نو سو سال اب جب قوم نہ مانی، تو بددعا کی نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ رب العزت نے فرمایا کہ

﴿وَأَصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحِينَا وَلَا تَخَاطِبُنِي فِي الدِّينِ

ظَلَمُوا﴾ ہود: ۳۷

ہماری نگرانی میں آپ کشتی بنائیے، ہم فرشتے کے ذریعے ہدایت کرتے جائیں گے، آپ کشتی بنائیں اور ان لوگوں سے بات نہ کریں، جو ظالم ہیں کہ آپ کا مذاق بناتے ہیں، کہ پانی تو ہے ہی نہیں، کشتی پہاڑوں پر کیسے چلے گی، ان سے کنارہ کش رہو، ہماری ہدایت کے مطابق کشتی بناتے رہو، کشتی بن گئی، پانی ابھلنا شروع ہو گیا، جو بیٹا نافرمان تھا، وہ پانی میں غرق ہونے والا نظر آنے لگا، تو اس پیغمبر نے بھی اپنی وہ خاص دعا مانگنا شروع کر دی فرمایا:

﴿وَنَادَى نُوحٌ رَبَّهُ فَقَالَ رَبِّ إِنَّ ابْنِي مِنْ أَهْلِي وَإِنَّ

وَعَدَكَ الْحَقُّ وَأَنْتَ أَحْكَمُ الْحَكَمِينَ قَالَ يُنُوحُ إِنَّهُ لَيْسَ

مِنْ أَهْلِكَ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ فَلَا تَسْئَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ

عِلْمٌ إِنَّنِي آعِظُكَ أَنْ تَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ﴾ ہود: ۴۵، ۴۶

آدم ثانی حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام صاحب شریعت پیغمبر اللہ رب العزت سے

التجاء کر رہا ہے، اے میرے رب یہ میرا بیٹا ہے، میرے اہل میں سے ہے، اس دعا کو میری اس التجاء کو میری اس چیخ پکار کو قبول کر لیں۔ آپ حاکموں کے حاکم ہیں، آپ اس طوفان کو آرڈر کر دیں کہ میرے بیٹے کو بچالیں۔

اللہ رب العزت نے جواب میں اپنے پیغمبر کو دیا

﴿ قَالَ يَا نُوحُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ ﴾

میرا وعدہ ہے آپ کی اہل کو بچانے کا تھا، یہ آپ کی اہل نہیں، آپ کی اہل وہ ہے جو آپ کی بات کو مانیں گے، یہ آپ کی اہل نہیں ہے،

﴿ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ فَلَا تَسْتَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ مِنْ عِلْمٍ ﴾

اب تو مانگ لی ہے دعا اب بتانے کے بعد دوبارہ نہ مانگنا غور و فکر کرو دوستو! پیغمبر کو کہا جا رہا ہے کہ آپ کا بیٹا سلا تو آپ کا ہے، لیکن منشور کے لحاظ سے آپ کی اہل نہیں ہے، اب تک بتایا نہیں تھا، آپ نے بیٹے کے لئے دعا مانگ لی ہے، اب بتانے کے بعد دعا نہ مانگنا، اپنے بیٹے کی

﴿ إِنِّي أَعْظُكَ أَنْ تَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ ﴾

پھر آخری فیصلہ میرا یہ ہوگا کہ اگر دوبارہ دعا مانگ لی، تو آپ سے نبوت واپس لے لوں گا، یہ دعا حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا:

اب دیکھئے حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد جلیل القدر پیغمبر حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور اللہ کے خلیل ہیں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ رہے ہیں۔ فرمایا:

﴿ رَبِّ هَبْ لِي حُكْمًا وَالْحَقِّنِي بِالصَّالِحِينَ وَاجْعَلْ لِي

لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْآخِرِينَ وَاجْعَلْنِي مِنْ وَرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيمِ وَ

اغْفِرْ لِأَبِي إِنَّهُ كَانَ مِنَ الضَّالِّينَ وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ يَوْمَ

لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ إِلَّا مَنْ آتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ

﴿ الشعراء: ۸۳ تا ۸۹ ﴾

اللہ تعالیٰ کا خلیل دعا مانگ رہا ہے۔ اے رب! آپ نے مجھے نیک لوگوں کے ساتھ ہمیشہ رکھنا نیک لوگوں کی معیت ہمیشہ مجھے دینا اور میرے بعد والے لوگوں کی زبانوں پر اپنے ابراہیم کا ذکر خیر جاری کر دینا۔

اور اجتماع والے دن اپنے خلیل کو رسوانہ کرنا، میدان حشر والے دن اپنے پیغمبر خلیل کو رسوانہ کرنا، وہ تو اتنا ہولناک دن ہوگا کہ نہ اولاد کام آئے گی، نہ مال متاع تو نگری کام آئے گی، بس اس دن تو نیک اور فرمانبردار اور تابعداری اطاعت کرنے والادل کام آئے گا۔ یہ اللہ کا خلیل دعا مانگ رہا ہے۔

ایک مقام پر حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا مانگی فرمایا:

﴿رَبَّنَا إِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِي وَمَا نُعْلِنُ وَمَا يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ

مِنْ شَيْءٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ﴾ ابراہیم: ۳۸

اے میرے معبود میں کون کون سی اپنی باتیں آپ کے سامنے ذکر کروں، آپ اعلانیہ کو بھی جاننے والے ہیں، پوشیدہ کو بھی جاننے والے زمین آسمان میں کوئی چیز آپ سے پوشیدہ نہیں ہے، اپنی بیوی کو اپنی بیٹے کو وادی غیر ذی زرع میں چھوڑ کر جا رہا ہوں،

﴿زَبَّ اجْعَلْ هَذَا الْبَلَدَ آمِنًا وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَنْ نَعْبُدَ

الْأَصْنَامَ﴾ ابراہیم: ۳۵

اس شہر میں جس میں میں اپنی بیوی کو اور اپنے بیٹے کو چھوڑ کر جا رہا ہوں، ان کی حفاظت کرنا اور انہیں شرک سے دور رکھنا، یہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا ہو رہی ہے کہ آخرت کی رسوائی سے یارب العلمین بچانا، یہ دادے کا مقام یہ ہے اللہ کے خلیل کا مقام یہ ہے، بیت اللہ تعمیر کر کے دعا کر رہا ہے کہ آخری پیغمبر کو میری نسل میں سے مبعوث کرنا اور میرے اہل و عیال کا خیال کرنا اور مجھے آخرت کی رسوائی سے بچانا، یہ اللہ کے خلیل کی دعا ہے دادا کی دعا ہے۔

اب پوتے کا مقام سنو قرآن کہتا ہے اور سورۃ تحریم میں اللہ رب العزت نے اپنے

پیغمبر کو مقام دیا

﴿يَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ نُورُهُمْ يَسْعَىٰ بَيْنَ  
أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا آتِنَا نُورَنَا وَاجْعَلْنَا  
﴿تحریم: ۸﴾

رب العزت نے فیصلہ کر رکھا ہے، اپنے آخری پیغمبر امام الانبیاء کو قیامت کے دن رسوا نہیں کروں گا اور آپ کے ماننے والوں کو بھی رسوا نہ نہیں کرے گا اور آپ کے ماننے والوں کو بھی یہ اعزاز اللہ رب العزت عطا کرے گا کہ ان کو بھی میدان حشر میں رسوائی سے بچائے گا۔

نبی کی امت کے سامنے نبی کے ماننے والوں کے سامنے نور ہوگا دائیں نور ہوگا بائیں نور ہوگا، سامنے نور ہوگا اور بشارتیں سنائی جا رہی ہوں گی،

﴿بُشْرَىٰ لَكُمْ الْيَوْمَ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ﴾

تو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا کہ اے اللہ مجھے آخرت کی رسوائی سے بچانا یہ دادا کا مقام ہے اور پوتے کا مقام اللہ رب العزت خود فرما رہے ہیں اے میرے محبوب پیغمبر آخرت کی رسوائی سے بچاؤں گا، میں نے پہلے ہی فیصلہ کر دیا ہے کہ آخرت کی رسوائی آپ کے لئے نہیں ہو سکتی ہے اور آپ کے ماننے والوں کے لئے بھی نہیں ہوگی۔

دوستو آپ کو تو آپ کے نبی کی برکت سے آخرت کی رسوائی سے بچا لیا گیا ہے، تو سنت پر کتنا اعزاز ہوگا، آپ کے چلن میں کتنا مقام ہوگا، جب جتنا قریب جاؤ گے، اتنا رسوائی سے دنیا میں بچو گے، آخرت میں بچو گے۔ تو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا ہوئی۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کی دعا:

حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات جلیل القدر پیغمبر اور آپ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شجرہ نسب میں سے ہیں، جب بیٹا گم ہوا، تو اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ رہے ہیں

﴿قَالَ إِنَّمَا أَشْكُوا بَثِّي وَخُزْنِي إِلَى اللَّهِ وَأَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا  
تَعْلَمُونَ﴾

جب بیٹوں کے کردار سے دکھ پہنچا پیغمبر وقت کو تو بتا رہا ہے پیغمبر اپنے بیٹوں کو، او میرے بیٹو تم نے مجھے دکھ تو پہنچایا ہے، لیکن دکھ کا ازالہ تمہارے پاس نہیں ہے، میرے مقدر میں یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فراق لکھا تھا، اور یہ دکھ یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر آنا تھا، وہ دکھ تو تمہارے واسطے سے آ گیا ہے، لیکن دکھ کا ازالہ تم سے نہیں ہوتا، وہ میدان حشر کا مالک کائنات کا خالق سب سے بڑے منصف کی عدالت میں درخواست دائر کر دی ہے، میرے گمشدہ بیٹے کو میرے ساتھ ملاقات کا انتظام کر دے گا۔

اب بیٹا مل گیا اور دکھ دینے والے بیٹے معافی کے لئے آ گئے، کبھی تو غم میں آ کر اپنا دکھ بیان کر رہا ہے یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام، جب سے بیٹے معافی کے لئے آئے تو بول رہا ہے ﴿اَسْتَغْفِرُكُمْ رَبِّي﴾ یوسف: ۹۸

عنقریب اپنے رب سے معافی چاہوں گا حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا استعمال ہوگی۔ بیٹوں نے یارب غلطی ہوئی بس میری اولاد ہے معاف کر دیجئے تاکہ ان کی آخرت درست ہو جائے۔

### حضرت یوسف علیہ السلام کی دعا:

اب یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا آ گئی..... سب سے خوبصورت پیغمبر ہے اور پورے قرآن پاک میں حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خاص خصوصیت یہ ہے من الابداء الی انتہاء سورۃ یوسف میں یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کا واقعہ بتفصیل ایک ہی صورت میں اور ایک ہی جگہ پر بیان کیا ہے اور کسی پیغمبر کا ایک ہی جگہ پر واقعہ بیان نہیں ہوا، کئی ساتھیوں نے کئی دفعہ مجھے یہ بات کہی ہے کہ سورۃ یوسف کے موضوع پر بیان ہو، ان شاء اللہ جو سلسلہ ہم نے سیرۃ کا شروع کیا ہے، اس کے بعد حضرات انبیاء علیہم السلام کی ترتیب شروع کریں گے، یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بیٹا یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام مل گیا، پیغمبر بن گیا، بادشاہ بنا دیا گیا، پہلے وزیر خزانہ بنے، پھر اس کے بعد بادشاہ بن گئے، سب کچھ ہو گیا اب دعا مانگ رہا ہے بادشاہ مصر

﴿رَبِّ قَدْ اَتَيْتَنِي مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِي مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ﴾

أَنْتَ وَلِيَّ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَأَلْحِقْنِي  
بِالصَّالِحِينَ ﴿يوسف: ۱۰۱﴾

اے رب! آپ نے مجھے بادشاہت عطا کی، اور علم نبوت عطا کیا ہے، اور علم نبوت میں سے مجھے خاص خوابوں کی تعبیر کا علم دیا، اب یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام (کائنات کا سب سے زیادہ حسین) بوڑھا ہو چکا ہے، دنیا میں بھی میرے رب آخرت میں بھی آپ کی ہی دوستی ہی چاہئے اور آخرت میں مجھے بادشاہوں کے زمرے میں نہ اٹھانا وزیر خزانہ کے زمرے میں نہ اٹھانا مجھے فقیروں اور درویشوں نیک صلحاء کی جماعت میں میرا حشر کرنا، اس میں مجھے اٹھانا۔

### حضرت صالح علیہ السلام کی دعا:

مزید حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قوم بڑی مضبوط ملی، پہاڑوں کو تراش رہے ہیں، سب کام کر رہے ہیں، نیک کام نہیں کر رہے، پیغمبر سمجھا رہا ہے، دعا نہیں کر رہا، دل دکھایا ہوا ہے پیغمبر کا، لیکن سمجھا رہا ہے

﴿يَا قَوْمِ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ إِنَّ رَبِّي رَحِيمٌ  
وَدُوْدٌ﴾ ہود: ۹۰

اے میری قوم! اپنی زندگی میں بہت بڑے گناہ کئے ہیں، اب صدق دل سے اپنے معبود کے سامنے ہر بسجود ہو جاؤ، اس کی طرف میلان کرو، توبہ و استغفار کرو، میرے رب کی شان یہ ہے کہ اس کی مہربانی اس کی ہمدردی اس کی شفقت بہت زیادہ وسیع ہو رہی ہے، جو چیز مانگو گے، معاف کر دے گا، یہ سمجھا رہا ہے۔

### حضرت ہود علیہ السلام کی دعا:

تو حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب قوم نے ستایا، تو قوم کو استغفار کا درس دیا،  
﴿وَيَقَوْمِ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ  
مِدْرَارًا وَيَزِدْكُمْ قُوَّةً إِلَى قُوَّتِكُمْ﴾ ہود: ۵۲

پہاڑوں کو تراش کر کے مصر کے سفر کر کے اپنے خزانوں کو بھرتے ہیں، اتنی مشکلات میں اپنے جانوں کو مار بیٹھے ہو، میرے رب تو نے اعلان کیا ہوا ہے صدق دل سے استغفار کرو، تمہارے ملک میں گندم کے ڈھیر لگا دوں گا، امریکہ سے منگوانے کی ضرورت نہیں پڑے گی، آسان کام ہمارے ملک کے لوگ نہیں کرتے اور جا کر نبی کے دشمنوں کی منتیں کرتے ہیں کہ گندم دے دو، قرآن کہہ رہا ہے

اے قوم! کائنات کے خالق سے صدق دل سے معافی چاہو، تو وہ موسلا دار بارش برسائے گا، غلات اموال کے ڈھیر لگا دے گا، اولاد بھی خوب عطا کرے گا، کفر تمہارے جوانوں کی شان شوکت کو دیکھ کر دور بھاگے گا۔

### حضرت یونس علیہ السلام کی دعا:

اب بات آگئی حضرت یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی، اللہ نے پیغمبر بنا کر بھیجا، نینوا بستی میں، بس خیال آیا کہ بات نہیں مان رہے اور اللہ نے بتایا ہوا ہے، عذاب آئے گا، ادھر کشتی میں بیٹھے سمندر میں گئے، مچھلی نے اپنے اندر لیا، لمبا واقعہ ہے، اب دعا ہو رہی ہے

﴿وَذَا النُّونِ إِذْ ذَهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ أَنْ لَنْ نَقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادَىٰ

فِي الظُّلُمَاتِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ

الظَّالِمِينَ﴾ الانبیاء: ۸۷

اے میرے پیغمبر! ذرہ مچھلی والے پیغمبر کی داستان اپنی امت کو بتادیں، جب تھوڑا سا اپنی قوم سے ناراض ہو کر جدا ہوا، ہمارا بھی فیصلہ نہیں تھا جدا ہونے کا، اس کو مچھلی نے پیٹ میں لیا، اب یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام مچھلی کے پیٹ میں پہنچ گئے اور ہم نے آڈر دیا مچھلی کو یہ ہمارا پیغمبر ہے، امانت ہے، اس کو دل کے پاس رکھنا، معدے میں نہ لے کر جانا، اب مچھلی کے پیٹ میں تسبیح ہو رہی ہے۔

﴿أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ﴾

حضرت یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام سمندر کی گہرائی میں مچھلی کے پیٹ میں اللہ رب العزت کو یو یاد کر رہے ہیں اے میرے خدا تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے، سب عیبوں سے تو پاک

ہے، اگر یونس کو آپ معاف نہیں کریں گے، تو یونس کل قیامت کے دن تیرے نافرمانوں میں شمار ہوگا۔

اللہ رب العزت کو یہ ادا پسند آگئی، یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ دعا پسند آگئی فرمایا:

﴿فَاسْتَجِبْنَا لَهُ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ﴾

سمندر کی گہرائی میں مچھلی کے پیٹ میں یونس نے ہمیں پکارا، ہم نے یونس کی پکار کو سنا، قبول کیا، اس کو ہمیشہ کے لئے غموں سے نجات دے دی۔

او مسلمانو! یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سمندر کی گہرائی میں اور مچھلی کے پیٹ میں جیسے یاد کیا، تو رب نے سن لیا، ایک حدیث میں رسول پاک ﷺ نے فرمایا اگر کوئی شخص انہی جملوں سے اللہ تعالیٰ کو پکارے، جن جملوں سے حضرت یونس نے پکارا تھا، تو اللہ تعالیٰ اس کی مشکل کو بھی حل کر دے گا، جیسے یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مچھلی کے پیٹ میں مدد کی، ایسے ہی میرے امتی یہ آیت کریمہ پڑھ کر رب العزت سے مانگیں، اللہ تعالیٰ اس کی نصرت کرے گا۔

### حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا:

اب زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات ہوگی، مریم پیدا ہوئی، کفالت کے لئے قرعہ میں زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام آیا اب دعا ہو رہی ہے

﴿كَلَّمَآ دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ  
يَمْرُؤُا أَنَّىٰ لَكَ هَٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُ  
مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ قَالَ رَبِّ هَبْ  
لِي مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ﴾

عمران: ۳۸، ۳۷

حضرت مریم بیت المقدس کے قریب ایک حجرے میں آرام کر رہی ہیں، خالو حضرت زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کی کفالت کر رہے ہیں، حجرے میں داخل ہوتے ہیں، حضرت زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام تو بے موسم پھل ان کے پاس موجود ہیں، زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا مریم یہ پھل کہاں سے آئے، ابھی تو شام میں انجیر کا موسم نہیں ہے، انجور کا موسم



نہیں ہے، ابھی ان کا موسم نہیں، کہاں سے آئے ہیں۔

مریم نے کیا جواب دیا جو موسموں میں پھل عطا کرتا ہے داتا وہ بغیر موسموں کے پھل عطا کر سکتا ہے، میرے معبود نے فرشتوں کے ذریعے سے میرے حجرے میں بغیر موسموں کے پھل دے دیئے، ادھر زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پچاسی سال کی عمر میں بات سمجھ میں آگئی، کہا ہنا لک دعا زکریا ربہ

اب وہیں پر زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام دعائیں مانگنے میں مشغول ہو گئے، اے میرے معبود جب تو مریم کو بغیر موسم کے پھل دے سکتا ہے، تو زکریا بوڑھے کو پچاسی سال کی عمر میں بیٹا دے سکتا ہے

﴿وَذَكَرِيَّا إِذْ نَادَى رَبَّهُ رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَأَنْتَ

خَيْرُ الْوَارِثِينَ﴾ الانبیاء: ۸۹

اے رب! مجھے وارث کے بغیر نہ چھوڑنا، مجھے بیٹا وارث عطا کر دے، دعا قبول ہوگئی،

﴿فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَوَهَبْنَا لَهُ يَحْيَىٰ﴾

دعا قبول ہوگئی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا:

حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات آگئی، جلیل القدر پیغمبر ہیں، جب سخت مشکل

آگئی، دعا مانگ رہے ہیں، نویں پارے کی آیت ہے، فرمایا

﴿رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلاَخِي وَادْخُلْنَا فِي رَحْمَتِكَ أَنْتَ أَرْحَمُ

الرَّاحِمِينَ﴾

جلیل القدر پیغمبر اللہ کا کلیم دعا کر رہا ہے، اے میرے رب مجھے اور میرے بھائی ہارون

کو اپنی رحمت میں داخل کر دے، اس لئے کہ تو رحم الراحمین ہے، بنی اسرائیل کے لئے مانگی

جارہی ہے، دعا قبول ہوگئی قرآن نے دعا کو ذکر کیا اور فرمایا:

﴿قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي وَاحْلُلْ عُقْدَةً

مِنْ لِسَانِي يَفْقَهُوا قَوْلِي وَاجْعَلْ لِي وَزِيرًا مِّنْ أَهْلِي هَارُونَ أَخِي

اشْدُدْ بِهٖ اَزْرِيْ وَاَشْرِكْهُ فِيْ اَمْرِيْ كَيْ نُسَبِّحَكَ  
كَثِيْرًا وَّنَذْكُرَكَ كَثِيْرًا اِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِيْرًا ﴿طه: ۲۵﴾ تا

۳۵

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام دعا مانگ رہے ہیں، اے رب مجھے قوت گویائی میں وہ فصاحت و بلاغت کا ملکہ عطا کر جو کہ میں بولتا جاؤں، تیزے بندوں کے دلوں میں بات اترتی جائے پھر ایک اور التجا ہے کہ میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر بنا دے، جو میری کمر مضبوط کرے گا اچھا وزیر ہو، تو کمر کو مضبوط کرتا ہے، ہم دونوں مل کر تیری تسبیح کریں گے، تیری تبلیغ کریں گے کسی پر ظلم نہیں کریں گے، تبلیغ کریں گے۔

### حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا:

اب عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات آگئی بس اب بات ختم کریں گے آپ نے کچھ زندگیوں کے ساتھ فیصلہ کر کے اٹھنا ہے، لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کچھ باتیں کہنا شروع کیں، موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم پر بیڑے! نجیر یہ چیزیں اترتی تھی، تو آپ پیغمبر ہو، آپ بھی دعا کریں اور دسترخوان اترے ایک بات تو یہ کہ گوشت کے ساتھ بیٹھا قرآن سے ثابت ہے، من بیڑ کو کہتے، سلوی اس آئس کریم کو کہتے ہیں جو چھوٹے چھوٹے پودے تھے، گوشت کے ساتھ بیٹھا کھانے کے لئے اچھا فالودا تیار ہوتا رہا، جہاد کی نیت سے ہو، تو اس سنت پر عمل کرنا چاہئے

اے عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ دعا کریں جیسے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف من سلوی نازل ہوا ایسے ہمارے اوپر بھی نازل ہو۔

اللّٰهُمَّ رَبَّنَا اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِّنَ السَّمَاءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِاَوْلٰئِنَا  
وَآخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ وَاَرْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ  
الرَّزٰقِيْنَ ﴿مائده: ۱۱۴﴾

دوستو! عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا استعمال ہوگئی، اے رب دسترخوان مانگتا ہوں دسترخوان عطا کر، لبالب کھانوں سے بھرا ہو اور دسترخوان عطا کر، ایسا سجا ہوا کھانوں سے

دسترخوان کسی کا بھی نہ ہو اور آپ بہترین رزق دینے والے ہیں اللہ پاک نے دعا قبول کی لیکن عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کہا ہم نازل کر رہے ہیں، اگر انہوں نے دسترخوان نازل ہونے کے بعد بھی مجھے کما حقہ نہ مانا، تو بہت سخت عذاب دوں گا۔ فرمایا

﴿ قَالَ اللَّهُ إِنِّي مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ فَمَنْ يَكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَإِنِّي أُعَذِّبُهُ

عَذَابًا لَا أُعَذِّبُهُ أَحَدًا مِنَ الْعَالَمِينَ ﴾ مائدہ: ۱۱۵

## نبی آخر الزمان کی دعائیں:

اب اپنے نبی پاک ﷺ کی دعا سنو! تہجد میں مصروف ہیں امام الانبیاء تاجدار دو عالم ﷺ

اور یہ آیت پڑھتے جا رہے ہیں

﴿إِن تُعَذِّبُهُمْ فَإِنَّهُمْ عَبَادُكَ وَإِن تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ

الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ مائدہ: ۱۱۸

پوری رات دوستو کائنات کا سب سے بڑا انسان پوری رات اسی آیت کو دہرا رہا ہے، حجرے عائشہ میں پوری رات اس آیت پر تلاوت ہوتے ہوئے گزر گئی، اے میرے رب میری امت کو ان کے گناہوں کی وجہ سے عذاب دینا چاہے، تو تجھ سے کوئی پوچھنے والا نہیں، دے سکتا ہے، لیکن اپنے رحم کرم کے صدقے میری امت کو معاف کرنا دے، تو تیری شان کے زیادہ قریب ہے۔

آپ ﷺ بار بار یہ دعا مانگتے رہے:

”اللَّهُمَّ ارْحَمْ أُمَّتِي..... اللَّهُمَّ ارْحَمْ أُمَّتِي“

”اللَّهُمَّ اغْفِرْ أُمَّتِي اللَّهُمَّ اغْفِرْ أُمَّتِي“

الكتاب تنبيه الغافلين باحاديث سير الانبياء والمرسلين للشمس

قندی جلد اول: ۵۵۰

رات گزر گئی، پنڈلیاں سوج گئیں، امی کو ترس آ گیا، وفادار خاتون کو اپنے شوہر پر ترس آتا ہے، آج کل کی بازاری ہوتی، تو کہتی اچھا ہے کہ صبح بیمار ہوگا، تو کچھ کرنا نہیں پڑے گا، وفادار نیک بیوی پسند کرو

دوستوں سب پیغمبروں کی دعا آپ نے سنی، اور آپ کے پیغمبروں کے ہمارے پیغمبر ﷺ مشفق کائنات ﷺ نے دعا اپنی امت کے لئے مانگی میدان عرفات میں آپ ﷺ خطبہ دینے کے بعد جبل رحمت پر اونٹنی پر سوار ہو کر پہنچ گئے دعا ہو رہی ہے

”لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ الْوَاحِدُ أَنْتَ الصَّمَدُ اللَّهُمَّ ارْحَمْ أُمَّتِي اللَّهُمَّ  
اغْفِرْ أُمَّتِي“

کائنات کے سب سے بڑے انسان نے ہجرت کے بعد ایک حج کیا اور اس حج میں اپنی بیبیوں کے لئے نہیں، اپنے صحابہ کے لئے حسین اور فاطمہ و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے لئے نہیں، اپنی امت کی مغفرت مانگ رہے ہیں۔

یہ حجۃ الوداع ہے، میدان عرفات جبل رحمت ہے، اونٹنی پر کائنات کا سراج منیر سوار ہے اور دعا ہو رہی ہے، اے میرے رب میری امت پر رحم کر میری امت کی مغفرت کر مغرب تک دعا ہوتی رہی مزدلفہ میں تھوڑا سا آرام کر کے پھر اٹھ گئے

”اللَّهُمَّ ارْحَمْ أُمَّتِي..... اللَّهُمَّ ارْحَمْ أُمَّتِي“

”اللَّهُمَّ اغْفِرْ أُمَّتِي اللَّهُمَّ اغْفِرْ أُمَّتِي“

جب صبح منیٰ کی طرف روانہ ہوئے، تو حضرت مسکرارہے ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! آپ مسکرا کیوں رہے ہیں؟ فرمایا میدان عرفات میں اللہ پاک نے جبرائیل امین کو بھیجا میری دعا کے بعد کہ اے محبوب آپ کے گناہگار امتیوں کی مغفرت کر دی ہے، لیکن ظالم کی مغفرت نہیں ہوئی، ابھی مزدلفہ کی رات میں جہاں کھلے آسمان تلے رات رہنا ہے دوستو کیا وہاں خیمے اور دریاں بچھاتے ہو؟ وہاں رسول پاک ﷺ نے کون سی دری بچھائی تھی؟

وہ تو خود دوزانو بیٹھ کر امت کی مغفرت کے لئے دعائیں مانگتے رہے، صبح جب مسکراتے ہوئے دیکھا لوگوں نے پوچھا تو فرمایا میری امت کے ظالموں کی مغفرت نہیں ہوئی تھی، اللہ پاک نے ابھی جبرائیل کو بھیجا ہے کہ اے میرے محبوب زیادہ نہ رو تیری امت کے ظالموں کو بھی معاف کر دیا ہے۔

دوستو ہر پیغمبر نے دعا کی ہے، ہمارے پیغمبر ﷺ نے کیا دعا کی ہے اور ہم نے اپنے پیغمبر کی کتنی قدر کی ہے؟ یہ سوچ کر جاؤ غزوہ بدر ہے اور ساری رات رسول اللہ ﷺ سجدے میں ہیں اور دعا کیا ہے

”اللهم انجزني ما وعدتني اللهم آت ما وعدتني اللهم ان تهلك هذه الامة من اهل الاسلام لاتعبد في الارض“ رواه

مسلم: ۱۷۶۳

اے اللہ پندرہ سالہ محنت کر کے یہ باغ کے بوٹے تیار کئے ہیں، ان کو پھل آور ہونے دینا، انہیں ہلاک نہ کرنا اگر یہ ہلاک ہوئے تو روئے زمین پر تیرا نام صحیح لینے والا کوئی نہیں رہے گا۔

﴿وَلَتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ

وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ أُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ ال عمران ۱۰۴

اے میرے رب! تیرا سالہ میری محنت مکی ہے، دو سالہ میری محنت مدنی ہے، آج میں دو ہجری میں بدر آیا ہوں، یہ اپنے باغ کے چھوٹے بوٹے لگائے ہیں، ان بوٹوں کو ہلاک نہ کرنا اگر یہ ہلاک ہو گئے، تو رہتی دنیا میں تیرا صحیح نام لینے والا کوئی نہیں ہوگا۔

اقبال کی بات کر کے بات کو ختم کر دیتے ہیں، کہتا ہے

اک وسعت افلاک میں تکبیر مسلسل

اور ایک خاک کی آغوش میں تسبیح مناجات

ایں مذہب مردانِ خداما و خداست

ایں مذہب ملا حمادات جمالست

وہ میدان جہاد میں سجدے میں جو دعائے

مانگتے ہیں انہیں معرفت کے درجے ملتے ہیں

اللہ تعالیٰ ہمیں سچی عقیدت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نصیب فرمائے اور اسوۂ حسنہ پر عمل

کرنے کی سعادت نصیب فرمائے۔

﴿.....وَأَخِيرُ دَعْوَانَا أَنْ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.....﴾

## سخاوت رسول ﷺ

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ  
الْأَنْبِيَاءِ ، وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ الَّذِينَ أَوْفُوا عَهْدَهُ ، الَّذِينَ هُمْ  
خُلَاصَةُ الْعَرَبِ الْعَرَبَاءِ ، وَخَيْرُ الْخَلَائِقِ بَعْدَ الْأَنْبِيَاءِ . أَمَّا بَعْدُ !

فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
﴿وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ  
الْبَسِطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَّحْسُورًا﴾ (سورة بنی اسرائیل ۲۹)

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "مَا مِنْ يَوْمٍ يَصْبِحُ الْعِبَادُ فِيهِ إِلَّا مَلَكَانِ يَنْزِلَانِ  
فَيَقُولُ أَحَدُهُمَا لِلَّهِمَّ اعْطِ مَنْفَقًا خَلَقًا وَيَقُولُ الْآخَرُ اللَّهُمَّ اعْطِ

مَمْسُكًا تَلْفًا (بخاری جلد ۲۲ ، حدیث ۱۳۶۲)

صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ وَصَدَقَ رَسُولُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيمُ وَنَحْنُ عَلَى  
ذَلِكَ لِمَنِ الشَّاهِدِينَ وَالشَّاكِرِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ .

تمہید:

پندرہواں پارے کی ایک آیت کریمہ اور رسول اللہ ﷺ کا ایک ارشاد گرامی تلاوت کیا  
ہے، جس کے اندر رسول اللہ ﷺ کی سخاوت کا ذکر ہے۔ اللہ رب العزت کو اور اللہ کے رسول  
ﷺ کو یہ بہت پسند ہے کہ بندہ سخی ہو، اللہ اور رسول ﷺ ایسے بندے کو پسند کرتے ہیں جو سخی  
ہوتا ہے۔

اسی موضوع پر رسول پاک ﷺ کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو دو وصف  
عطا کرتا ہے، ایک اچھے اخلاق کا وصف، اور دوسرا سخاوت کا وصف عطا کرتا ہے۔

## آیت کا پیش منظر:

جو آیت آپ کے سامنے تلاوت کی، اس میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک واقعہ پیش آیا تھا، جس پر یہ آیت نازل ہوئی، مدینہ طیبہ میں جب آپ ﷺ قیام پذیر تھے، اس وقت ایک لڑکا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا حضرت! میری ماں سلام عرض کرتی ہے اور درخواست کر رہی ہے کہ گھر کے حالات بہت خراب ہیں، میرے کپڑے بالکل نہیں ہیں، میں بے حجاب ہوتی ہوں، اگر اٹھتی ہوں، تو آپ ﷺ کوئی کپڑے عنایت فرمادیتے۔

آپ ﷺ نے اس لڑکے کو فرمایا کہ کپڑا تو کوئی گھر میں زائد نہیں ہے، آپ جاؤ امی کو میرا سلام کہو اور بتاؤ کہ میں دعا کرتا ہوں، حالات اچھے ہو جائیں گے، اللہ کوئی بہتر سبب بنا دیں گے، وہ لڑکا چلا گیا۔

امی نے جب بات سنی تو اپنے لڑکے سے کہا پھر چلے جاؤ حضرت نے جو کرتا زیب تن فرمایا ہے اسی کی درخواست کرو، وہی دے دیں، کہ ہمیں بہت مجبوری ہے، یہ لڑکا پھر آ گیا اور وہی بات پھر دہرائی کہ امی یوں کہہ رہی ہے۔

آپ ﷺ نے اپنا جبہ مبارک اتار کر اس لڑکے کو دیدیا، اب نماز کا وقت قریب آیا، حضرت بلالؓ نے اذان دی اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین انتظار میں بیٹھے ہیں کہ حضرت تھوڑی دیر بعد تشریف لائیں گے، لیکن آپ ﷺ جماعت میں نہ آسکے، معمول سے زیادہ کچھ دیر ہوگئی، تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین حضرت بلالؓ ہی کو کہا کرتے تھے، آپ جاؤ، درخواست کرو، حضرت بلالؓ کا معمول یہ تھا کہ دروازے کے باہر سے گزرتے ہوئے یوں اونچی آواز میں کہتے تھے ”الصلوة الصلوة“ کہ حضرت اگر آرام میں ہیں، یا وضو بنا رہے ہیں، تو یوں اطلاع ہو جائے گی، اس کے باوجود بھی حضرت باہر تشریف نہیں لائے اور صحابہ کرام پریشان ہو گئے کہ کیا بات ہے؟ کیا وجہ ہوئی کہ جب حضرت گھر میں ہیں اور پھر نماز کے لئے تشریف نہیں لارہے ہیں، اور طبیعت بھی ٹھیک ہے، پہلے ملاقات بھی ہوئی ہے اس پر دوبارہ بھیجا حضرت بلالؓ کو، حضرت دروازے پر تشریف لائے اور فرمایا کہ عذر یہ ہے کہ میرے پاس قمیص نہیں ہے پہننے کے لئے، صرف تہبند ہے، تو اس لئے

مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے نہیں آسکتا، تو پھر حضرت بلالؓ نے آ کر اطلاع دی، ایک شخص دوڑتا ہوا چادر یا کرتہ لے آیا، حضرت کو دی اور حضرت نے نماز پڑھائی، جیسے ہی نماز سے فارغ ہوئے، وہ جو خاص کیفیت طاری ہوتی تھی، وحی کے آنے کی، وہ شروع ہو گئی، تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی

﴿وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ

الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَّحْسُورًا﴾ (سورۃ بنی اسرائیل ۲۹)

اب آپ اتنا زیادہ انفاق فی سبیل اللہ نہ کیا کریں، کہ اپنی ضرورت کے وقت مشکل پیش آئے، لوگ نماز کے لئے بلا تے رہے اور آپ باہر ہی نہ جاسکیں اور ایسا بخل بھی نہ کریں، کہ جب ضرورت سے زیادہ کوئی چیز ہو اور سائل آئے تو اس کو نہ دیا جائے۔

اگر صاحب حیثیت ہے، تو جو اپنی ضرورت ہو، تو چیز نہ دو اور جب اپنی ضرورت سامنے آئے گی، تو حسرت کے ساتھ بیٹھ جائیں گے، تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی، اتنا زیادہ نہ دے دیں کہ پھر خود کو تکلیف ہو۔

## عزیمت پر عمل:

رسول اللہ ﷺ کا یہ معمول تھا کہ کبھی سائل کو آپ نے رد نہیں فرمایا، اور یہ سائل کو رد نہ کرنا یا سائل کو کچھ نہ دینا یا ویسے واپس کر دینا عذر نہ کرنا یہ درجات ہیں کہیں رخصت ہے کہیں عزیمت ہے اب رخصت تو یہ ہے کہ اپنے پاس ضرورت سے زائد ہے صاحب حیثیت ہے سال کے بعد زکوٰۃ نکالتا ہے صاحب نصاب ہے سائل کو تھوڑا سادے دیا یا پورا مال دے دیا یہ عزیمت ہے:

﴿وَيَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنْفِقُونَ قُلِ الْعَفْوَ﴾ سورۃ البقرۃ: ۲۱۹

یعنی جو ضرورت سے زائد ہے اس کو اللہ کے راستے میں دے دیں، یعنی سارا مال دے دیں، اس کو عزیمت کہتے ہیں، ضرورت کتنا ہوتا ہے بس اس دن کا خرچہ رکھ لے، باقی سب کچھ دے دے، اللہ کے نام پر اس کو عزیمت کہتے ہیں، عام مسلمانوں کو اس سے منع کیا گیا ہے کہ بعد میں پریشان نہ ہو۔



آپ سے پوچھتے ہیں اے نبی! یہ آپ کی پیاری جماعت آپ فرمادیجئے العفو..... جو ضرورت سے زائد ہے اس کو اللہ کے راستے میں دے دو یہ ہے عزیمت اس پر پھر ابو بکرؓ اترے گا، پھر عبدالرحمن بن عوفؓ اترے گا، کبھی یہ کہ شاہانہ لباس میں ملبوس ہے اور کبھی یہ گودڑی میں ہے عبدالرحمن عزیمت یہ ہے کہ ضرورت سے زیادہ چیز اس کو اللہ کے راستے میں دے دینا

**رخصت ہر عمل:**

رخصت یہ ہے کہ اپنی ضرورت سے زائد مال بھی رکھیں، صاحب نصاب ہو جانے پر، ظاہر ہے صاحب نصاب تب ہو گا جب سال گزر جائے، پھر زکوٰۃ دینی ہے، بعض صحابہ کرامؓ نے اس پر بھی عمل کیا۔

### سیرت النبی ﷺ کا ایک عجیب پہلو:

ایک عجیب بات ہے رسول اللہ ﷺ پر زکوٰۃ ایک سال بھی نہیں فرض ہوئی، یہ کیا بات ہے۔ مسئلہ یہ ہے جو صاحب نصاب ہو، جس کے پاس پورا سال پیسہ جمع رہے، تو زکوٰۃ نکالی جائے گی، کائنات کے اس عظیم پیکر نے ایک سال بھی زکوٰۃ نہیں نکالی، بس ہر روز ہی اللہ کے راستے میں دیا جا رہا ہے، اپنے پاس جمع نہیں کیا۔

### حضرت عباسؓ اور خالد بن ولیدؓ کا واقعہ:

رسول اللہ ﷺ نے صدقہ کا حکم دیا تو آپ سے کہا گیا کہ ابن جمیل خالد بن ولید اور عباس بن عبدالمطلب زکوٰۃ نہیں دیتے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابن جمیل انکار نہیں کرتا ہے مگر یہ کہ وہ فقیر تھا اس کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے مالدار بنا دیا (وہ ناشکری کرتا ہے) لیکن خالد تم اس پر ظلم کرتے ہو، اس نے اپنی زرہیں اور سامان جنگ اللہ کی راہ میں وقف کر دیا اور عباس بن عبدالمطلب میرے چچا ہیں ان کی زکوٰۃ ان پر صدقہ ہے اور اتنا ہی اور بھی۔ (بخاری جلد اول: ۱۴۱۱)

ایک دفعہ حضرت عباسؓ نے شکایت لگائی خالد بن ولیدؓ کی کہ میں زکوٰۃ وصول کرنے گیا،

تو خالد نے صحیح بات بھی نہیں کی، اور زکوٰۃ بھی نہیں دی ہے، اور خالد وہ ہے جس کو رسول اللہ ﷺ نے لقب دیا ہے سیف اللہ کا، یعنی اللہ کی تلوار، آپ نے کہا چچا جی بیٹھو خالد خالد ہوتا ہے، عباس عباس ہوتا ہے، عباس نصاب کو جمع کرتا ہے، پھر صاحب نصاب ہوتا ہے، اس پر زکوٰۃ بنتی ہے، زکوٰۃ نکالتا ہے، خالد بن ولید وہ شخص کہ جس نے اپنے گھر کا سارا سامان اللہ اور اللہ کے رسول کے لئے وقف کیا ہے، اس کے گھر میں تلوار یا جو کچھ ہے، اس نے تو ہمیں بیت المال میں لکھ کر دیا ہے اللہ اور اللہ کے رسول کے لئے وقف ہے، وہ کہتا ہے کہ میرا ہے ہی نہیں، تو جس کا مال نہ ہو، وہ صاحب نصاب نہیں ہوتا، تو زکوٰۃ بھی نہیں ہوتی، تو آپ ناراض نہ ہوں، حضرت عباسؓ کو اموال ظاہرہ کی زکوٰۃ وصولی کے لئے مقرر کیا تھا۔

### حضرت ابوذر غفاریؓ کا واقعہ:

حضرت ابوذر غفاریؓ حضرت عثمانؓ کے دور میں ڈنڈا لے کر کھڑے ہو گئے تھے کہ یہ کیا بات ہے کہ حضرت عثمانؓ مسجد کی تعمیر کرتے ہیں خوبصورت مسجد بناتے ہیں پیسہ کیوں جمع کیا ہے؟ ہم نے اپنے پیغمبر ﷺ کا یہ زمانہ دیکھا ہے، ہم نے پیسہ بھی جمع نہیں کیا حضرت عثمانؓ نے پیسہ کیوں جمع کیا ہے؟ پیسہ جمع ہوا ہے تو آج قیمتی ستون مسجد نبوی میں لگا رہے ہیں

﴿وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يَنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ

اللَّهِ لَا فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ﴾ سورة التوبة ۳۴

یہ آیت پڑھ رہے ہیں، مدینہ میں ڈنڈا لے کر کھڑے ہیں، یہ درویش صحابی تھے، عزیمت پر عمل کرنے کو یہ لازم قرار دے رہے تھے، جبکہ مال جمع کرنا جائز ہے، جب ہی تو اس پر سالانہ زکوٰۃ فرض ہوتی ہے، مال جمع ہوتا ہے، تب ہی تو صاحب نصاب پر زکوٰۃ فرض ہوتی ہے اور یہ رخصت ہے اس طرح کرنا جائز ہے، ان کے اس طرح کے اصرار کی وجہ سے ان کو حضرت عثمانؓ نے جلا وطن کر دیا تھا اور پھر یہ کہتے تھے کہ کوئی بات نہیں، ہمیں رسول اللہ ﷺ کی وہ دعا یاد ہے، آپ سے میں نے ایک دفعہ درخواست کی تھی کہ حضرت جی! سب کو آپ گورنر بنا رہے ہیں، ابوذر کو کیوں نہیں بناتے؟ فقیر فقیر ہوتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا اے ابوذر! ایک نصیحت یاد رکھنا، کبھی بھی حکومتی عہدہ طلب نہ کرنا، ٹھیک ہے حضرت جی کبھی بھی نہیں کروں گا، پھر آپ

ﷺ نے غزوہ تبوک کے موقع پر فرمایا جب یہ اکیلے پیچھے سے آرہے تھے، فرمایا  
 يَا اَبَا ذَرٍّ! تُقِيمُ وَفَرْدًا تَمُوتُ فَرْدًا رَحِمَ اللّٰهِ اَبَا ذَرٍّ يَمْشِي  
 وَحَدَهُ وَيَمُوتُ وَحَدَهُ وَيَبْعَثُ وَحَدَهُ، (رواہ ابن اسحاق فی  
 المغازی کما فی مختصرها السیرة النبویة لابن هشام جلد  
 دوم: ۲۵۴) (ومن طریقة الحاکم المستدرک جلد  
 سوم: ۵۱)

اے ابو ذر کبھی حکومتی عہدہ طلب نہ کرنا، لیکن ایک دور ایسا آئے کہ تو اکیلا زندگی بسر کرے  
 گا اور اکیلا ہی مرے گا اور اکیلا ہی میدان حشر میں اٹھے گا۔  
 جناب امیر المؤمنین ذوالنورینؑ نے حضرت ابو ذر غفاریؓ کو جلاوطن کر دیا تھا، تو ابو ذر بولا  
 کرتے تھے رسول اللہ ﷺ نے مسجد نبوی میں بیٹھ کر یہ دعادی تھی ابو ذر اکیلا زندگی گزارے  
 گا، اکیلا گزار رہا ہوں زندگی، اپنے محسن کی دعا کے بدولت اور اکیلے ہی مرا، آپ کی بیوی  
 راستے میں ہی کھڑی ہوگئی کوئی قافلہ یہاں سے گزرے گا اور اس قافلے کو درخواست کروں گی  
 کہ نبی کا ایک صحابی صبح کے وقت اللہ سے جا ملا ہے، اس کے کفن اور دفن کا انتظام کر لو، چنانچہ وہ  
 بیوہ خاتون راستے میں کھڑی ہوگئی اور ادھر صحابہ کا وفد آ رہا ہے اور وہ وفد یہ یہ کہنے لگا کہ اس  
 راستے میں تو ہمارے آنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا، اتفاق سے ہم اس راستے سے آئے، کفن دفن  
 کا انتظام کیا جنازہ پڑھایا اور قافلہ چلا گیا۔ (مسند احمد جلد نہم: ۱۵۶۸)

### استحقاق کے پیچھے مت پڑو:

ہمیں استاذ محترم شیخ الاسلام مفتی تقی عثمانی صاحب نے سبق میں ایک واقعہ سنایا کہ میں  
 اور والد محترم حضرت مفتی اعظم پاکستان مفتی شفیع صاحب صدر سے کراچی والی بس میں سوار  
 ہوئے، کورنگی جا رہے تھے، تو بس میں کوئی مانگنے والا آیا، میں نیا نیا مولوی بنا تھا، حضرت والد  
 صاحب نے مجھے کہا کچھ کھلے پیسے ہیں، تو دے دو، میں نے کہا ابو جی یہ لوگ مستحق نہیں ہوتے  
 ، یہ پیشہ ور مانگنے والے ہوتے ہیں، ان کے پاس بہت کچھ ہوتا ہے، اباجی نے جو جملہ مجھے اس  
 وقت فرمایا آج تک دل پہ لکھا ہوا ہے، کہا بیٹے تقی! جو کچھ رب نے تجھے اور مجھے دیا ہے، ہم

سب اس کے اہل ہیں کہ فقیروں کو دینے کے لئے تو یہ سوچتا ہے یہ مستحق نہیں ہے؟ یہ مستحق ہے، ہمارے اوپر جو رب نے نعمتیں کی ہیں، ہم ان سب نعمتوں کے مستحق ہیں بس اللہ کے نام پر مانگ رہا ہے، اللہ کے نام پر دے دو، صدقات واجبہ نہ دو، زکوٰۃ نہ دو، لیکن

ان فی أموالکم حقاً سواء الزکوٰۃ (سنن دارمی جلد

اول: ۱۵۸۱)

کہ زکوٰۃ کے علاوہ بھی آپ کے مال میں حق ہوتا ہے، تو دنیا چاہے اس کے فوائد ہیں۔

### سخاوت رسول ﷺ کے واقعات:

(۱)..... تو حضرت رسول اکرم ﷺ کی سخاوت کی بات ہے آج کی گزارشات میں کہ آپ سائل کو کبھی رد نہیں کرتے تھے، ایک سائل آیا کہ حضرت بہت مشکل حالات ہیں، کچھ عنایت فرمادیجئے، آپ نے فرمایا کہ ہمارے بھی حالات اسی طرح کے ہیں، ایک ساتھی کو کہا کہ فلاں شخص کو کہو کہ میرے نام پر نصف وسق گندم اس کو دیدے میرے نام پر قرض لکھ لو، وسق ساٹھ کلو کا ہوتا ہے، وہ تولے کر چلا گیا، وہ قرض خواہ کچھ دنوں کے بعد یاد ہانی کے لئے آ گیا، کہ حضرت آپ نے فلاں صاحب کو قرض دلایا تھا، اور آپ کے نام پر لکھا ہوا ہے کہا کتنا تھا کہا نصف وسق تھا، اس وقت مال آیا ہوا تھا، آپ نے اپنے وزیر خزانہ کو یہ کہا کہ پورا وسق دے دو، دوست آدھا وسق تو تیرا قرض ہے اور آدھا ہماری طرف سے انعام ہے تو یہ سخاوت ہوتی ہے۔

(۲)..... ایک دیہاتی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آ کر سوال کرنے لگا، کہتا ہے ہمیں کچھ دو، آپ بادشاہ ہو، یہ اتنے بیت المال میں اونٹ ہیں، اتنے آپ کے خادم، اتنے غلام ہیں، ہم نے بادشاہوں کے محل دیکھے ہیں، ان کے پانچ خادم ہوتے ہیں، آپ اتنے بڑے بادشاہ ہو، آپ کے سینکڑوں خادم ہیں، لوٹا ایک اٹھاتا ہے، دس بھاگ کر جاتے ہیں، جائے نماز بچھانی ہوتی ہے، دس بھاگ کر جاتے ہیں، آپ باہر جاتے ہیں، تو سینکڑوں آپ کے ساتھ جاتے ہیں، آپ عجیب بادشاہ آپ کے پاس اتنا کچھ ہے، ہمیں کچھ دو۔ ضرورت ہمیں اونٹ کی ہے حضرت خاموش ہو گئے، یہ ہوتی ہے اخلاق کی بات اس کی سختی

پر آپ خاموش ہو گئے اور خاموش ہونے کے بعد پھر اپنے ساتھیوں کو عمدہ قسم کا اونٹ لانے کو کہا اور فرمایا اس کو دے دو، لے جائے، اب جب وہ خود راستے میں سوچے گا، تو پھر خود ہی سرنگوں ہو کر آ جائے گا۔

(۳)..... ایک واقعہ لکھا ہے اصحابہ سیر نے کہ رسول اللہ ﷺ بیت المال کی بکریوں کو اونٹوں اور دیگر اموال کا معائنہ کرنے عوالی میں تشریف لے گئے، وہ بیت المال کی ایک باڑھی مدینہ کے باہر وہاں ایک شخص آ گیا کہنے لگا حضرت مدد فرما دیجئے بھوکا ہوں، آپ نے فرمایا یہ ہماری بکریاں نظر آ رہی ہیں، یہ بیت المال کی بکریاں ہیں، جتنی لے جاسکتے ہو، لے جاؤ، سب تمہاری ہیں، عجیب بات ہے یہ شخص بہت سی بکریاں لے کر چلا گیا، بہت کچھ دینا پڑتا ہے، دل ایسے نہیں جیتے جاتے اور بڑے بڑے قلم دانوں نے دانشوروں اور سیر لکھنے والوں نے آخر میں نتیجہ لکھا ہے، وہ پڑھنے کا قابل ہوتا ہے، جو کہتے ہیں اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے، وہ غلط کہتے ہیں اسلام محمد عربی ﷺ کے اخلاق سے پھیلا ہے، یہ اخلاق ہیں اور یوں دل لیا جاسکتا ہے اور دیا جاتا ہے تو جب وہ لے کر چلا گیا، اپنی قوم کو جمع کیا، کہا ادھر آؤ سب بات سنو یہ جو مدینہ میں رسول ﷺ ہے اس پر ایمان لاؤ بھوک سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، جاؤ ایمان لاؤ، وہ بہت اچھے اعلیٰ انسان ہیں، ان سے بہتر کوئی انسان کا خیال کرنے والا میں نے نہیں دیکھا۔

(۴)..... حضرت عائشہ آپ ﷺ کو چا پی کر رہی ہیں، تو پھر پیٹ پر ملنے لگیں تو پیٹ نیچے نیچے کمر کے ساتھ لگ رہا ہے تو پھر رونے لگی عرض کرنے لگیں حضرت آپ کے لئے کوئی کمی تو نہیں ہے اللہ جب اتنے خزانے دیتا ہے تھوڑا سا اپنی ضرورت کے لئے رکھ لیا کریں کہا عائشہ یاد رکھو.....

﴿ اِذْ نَادَى رَبَّهُ اِنِّىْ مَسْنِيْ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّ عَذَابٍ ﴾ سورة

ص: ۶۱

اے میرے پیغمبر اپنے ماننے والوں کو ہمارے سابقہ پیغمبر کی بھی بات سنا دو جب صبر کی اس نے حد کردی اور ہماری طرف سے بیماری کے یہ فیصلے ہوئے کہ قوم نے اپنے علاقوں سے

نکالا باہر ڈھیر پر پھینک دیا راحت نامی بیوی خدمت میں لگی ہوئی راحت نامی بیوی راحت پہنچا رہی ہے اور جب بیماری کا اثر سارے وجود پر محیط ہو گیا تو اللہ کا یہ پیغمبر ہم سے دعا مانگنے لگا کہ اے رب آج تک پورا بدن متاثر نہیں تھا میں صبر کر رہا تھا کیونکہ زبان تیرے ذکر میں جاری تھی اب زبان پر بھی بیماری غالب آگئی ہے ذکر صحیح نہیں ہو رہا تیرے نام کا۔

﴿ رَبِّ اِنِّیْ مَسْنِیَ الشَّیْطَانُ بِنُصْبٍ وَعَذَابٍ ﴾ سورۃ ص: ۶۱

اب تکلیف قابل برداشت نہیں ہے، شفا مانگتا ہوں، اللہ نے فرمایا اب شفا کے لئے کہیں دور جانے کی ضرورت نہیں، کیونکہ شفا قبضے میں ہے اللہ پاک کے، کسی دور ماہر ڈاکٹر کے پاس جانے کی ضرورت نہیں ہے، اب دعا کی رب العالمین کی رحمت بھی چل گئی کہا

﴿ اُرْكُزْ بِرِجْلِکَ هَذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَ شَرَابٌ ﴾

او میرے ایوب میں تجھے دنیا میں آزار ہا تھا کہ لوگوں کو سبق ملے رب امتحان کیسے لیتا ہے اور اللہ والے رب کے پرچے امتحان کے کیسے حل کرتے ہیں

کسی دور حکیم خانے میں جانے کی ضرورت نہیں..... جدھر بیٹھے ہو ادھر ایڑی رگڑ لو چشمہ جاری کر دوں گا ہذا منتسل بارد و شراب اس سے نہاؤ بھی اور اس کو پیو بھی یہ آپ کی شفا کا پیغام لے کر آیا ہے جب ایڑھی رگڑی پانی جاری ہوا۔

اور ادھر سے بارش شروع ہو گئی سونے کے سکے اوپر برسنے لگے اب جمع کرنا شروع کر دیا اللہ پاک نے جبریل کو بھیجا کہ ایوب کو کہو مال جمع کرتے ہو دنیا جمع کرتے ہو حضرت ایوبؑ بھی اللہ کا پیغمبر ہے جواب کہا

﴿ اَللّٰهُمَّ لَا غِنٰی عَنِّ فَضْلِکَ ﴾

اے رب ایوب فقیر ہے اور آپ کے غنا سے بے نیاز نہیں ہے آپ کا فضل جب نازل ہو رہا ہے میں اس کو ٹھکراؤ کیوں بے نیاز نہیں ہوں فقیر ہوں وہ باغات بھی واپس آگئے وہ اولاد بھی واپس آگئی سب کچھ مل گیا اللہ پاک نے کیا فرمایا:

﴿ اِنَّا وَجَدْنَاهُ صَابِرًا نِّعْمَ الْعَبْدُ اِنَّهٗ اَوْابٌ ﴾

میں نے بڑا الما آزمایا اپنے پیغمبر ایوب کو لیکن میں نے اس کو صابر پایا بڑا قیمتی انسان

پایا نہ اواب..... جب بیماری میں تھا تب بھی مجھے پکارتا تھا اور جب میں نے باغات میلوں تک دے دیئے تب بھی مجھے پکار رہا ہے تو اصل بندہ تو یہ ہوتا ہے کہ نعمت ہو یا مصیبت ہو تو اللہ کو پکارے۔

### صبر کی انتہاء:

تو حضرت عائشہؓ نے جب کہا حضرت پیٹ بالکل کمر کے ساتھ لگ گیا ہے تو اس میں کچھ آپ اپنے لئے رکھ لیا کریں تو فرمایا صبر میں سب مقام ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور میرے بھائیوں نے اس سے بھی زیادہ صبر کیا ہے یہ کوئی صبر نہیں۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ بعض دفعہ بوریوں میں بھر کر اشرفیاں آگئی ہیں اور شام نہیں ہوتی کہ وہ بوریاں تقسیم ہو جاتی تھیں، اور تقسیم کس طرح ہوتی ایک ہمارے پاس لوے کا شکول تھا ایک شکول ہمارے حکمرانوں کے پاس ہے ہاں یہ شکول اندر سب کچھ آ اور وہ شکول انڈھیلنے کا بھر بھر کر اشرفیاں دی جا رہی ہیں تین اشرفیاں رہ گئی ساری رات نیند نہیں آئی بار بار اٹھتے ہیں امی فرماتی ہیں کہ حضرت کی نیند دو وجہوں سے نہیں ہوا کرتی کئی دن ایسا ہوا کہ زیادہ بھوک کی وجہ سے حضرت کو رات کو نیند نہیں آرہی تھی شکوہ نہیں کیا اور کبھی کوئی مال تقسیم کرنا تھا جو کچھ اپنے پاس ہے اور اس کی بے چینی کی وجہ سے نیند نہیں آتی ہے تو پھر جب صبح یہ تقسیم کر دی تو سکون آیا چین آیا۔

حضرت عائشہؓ کا بھی یہی عمل تھا حضرت امیر معاویہؓ نے ایک بوری اشرفیوں کی بھیجی ہے اشرفیاں سونے کا سکہ ہوتا ہے امی اس کو تقسیم کرنا شروع ہو گئیں سب تقسیم کر دیا شام ہو گئی تو خادمہ سے کہا میرا تو روزہ تھا افطاری کے لئے کوئی سامان لاؤ خادمہ نے کہا مخدومہ کچھ بھی نہیں رکھا ہے وہ تو سارا تقسیم ہو گیا ہے پانی یا سرکہ پڑا ہے کہا خشک روٹی پر سرکہ لگا کر لے آؤ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے

نِعْمَ الْإِدَامُ الْخَلِّ (ابو داؤد، جلد سوم: ۴۲۷)

سب سے بہتر سالن سرکہ ہے کہاں لاکھوں اشرفیاں اور وہ تقسیم ہو گئیں روزہ افطار ہو رہا ہے سرکہ سے۔

## نبی کی فقیری اختیاری تھی اضطراری نہیں؟

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مقام پر فرمایا کہ ایک چیز ہے مالداروں اور ایک ہے فقیری ایک ہے مال کا ہونا ایک ہے فقیری مجھے فقیری پسند ہے فقیروں میں رہنا پسند ہے فقیروں کے ساتھ یارب میرا حشر کرنا یہ مجھے پسند ہے اور دوستو فقیری رسول اللہ ﷺ کی اختیاری تھی اضطراری اور مجبوری والی فقیری نہیں تھی خزانے تو آئے لیکن اپنے پاس نہیں رکھے سب تقسیم کر دیئے یہ فقیری اختیار کی گئی ہے اضطراری نہیں تھی ورنہ تو ایک مقام رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اور آپ نے وہ حدیث سنی ہے شام کے سفر سے واپس آ رہے تھے وہ لمبا مارگلہ پہاڑ کی طرح احد پہاڑ ہے آپ نے فرمایا یہ دیکھا احد پہاڑ یہ ہم سے محبت کرتا ہے ہم اس سے محبت کرتے ہیں فرمایا آپ ﷺ نے احد پہاڑ محبت کرتا وجہ کیا ہے یہ معجزہ رسول اللہ ﷺ کا ایک مرتبہ تنگدستی کا عالم تھا آپ سلام پیش کرنے کے لئے پیدل چلتے تھے اپنے چچا کے مزار شریف پر سلام پیش کرنے کے لئے جاتے سامنے ایک جگہ میں آرام کرتے تھے اب اس جگہ مسجد بنی ہوئی ہے جس کا نام مسجد استراحت ہے آج بھی ہے تو تنگدستی تھی سلام پیش کرنے کے لئے گئے وہاں ایک بوٹے کے ساتھ بیٹھ گئے غزوہ احد والے مقام میں اور جبل احد نے سلام پیش کیا کہا

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

کلام کرنے لگا ہم خوش قسمت ہیں کہ آپ ہم پر جلوہ افروز ہیں ایک درخواست کی کہ آپ کے کچھ تنگی کے حالات ہیں مجھے اجازت ہو تو میں سونے کا بن جاتا ہوں آپ نے فرمایا نہیں ہے اجازت اس سے پہلے پہاڑ کو جبرائیل کے ذریعے سے اللہ رب العزت کہلوا چکے تھے دوستو وہ ظاہری طور پر تو سونا نہیں ہے کہا مجھے فقیری پسند ہے مال داری کے مقابلے میں مجھے فقیری سے پیار ہے یہ جملہ ہے رسول اللہ ﷺ کا فقیروں سے پیار ہے فقیروں میں بیٹھنے کا دل چاہتا ہے فقیروں کے ساتھ میرا حشر ہوا قبال کہتا ہے

تمنا درد دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی

نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں



تمنا درد دل کی ہو تو قال اللہ و قال الرسول درویش طلبا ان کو محبت سے دیکھا کر کہ ان کی زبانوں میں نبی کا کلام جاری ہوتا ہے اور ان کے دل دماغ میں قرآن کی آیات گومتی ہیں کبھی رات کو درس اور مدرسے کا چکر لگایا کرو جب طلبا سو رہے ہوں تو طلبا خوابوں میں بھی یا ایھا المزل قم الیل الا قلیلا اور کوئی طالب علم یس والقرآن الحکیم پڑھ رہا ہوتا ہے سو کر بھی اللہ کی کتاب کو خواب میں دیکھ رہے ہیں۔

تمنا گرد درد دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی

نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

یہ مقام اللہ اور اللہ کے رسول کے مہمانوں کی خدمت میں ملتا ہے کسی عام کو نہیں ملتا

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو

ید بیضاء لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں سے ارادت ہو تو دیکھ ان کو ید بیضاء لئے بیٹھے ہیں اپنے

آستینوں میں تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا مجھے فقیری پسند ہے مالداروں کے مقابلے میں حضرت

سلمان فارسیؓ کو مدائن کا گورنر بنایا حضرت شعیبؓ کا علاقہ ہے اس قوم کے لوگ چوری سے

باز نہیں آتے یہ مسجد میں بیان کرتے رہے وعظ نصیحت کرتے نیکی کے فضائل بتاتے رہے لیکن

چور باز نہیں آئے یہ فضائل سے ان کو بات سمجھ میں نہیں آتی ہے ڈنڈے سے بات سمجھ میں آتی

ہے کہا اچھا اتنے دن ہو گئے ہیں پھر بھی باز نہیں آتے ہیں شام کو عشا کی نماز پڑھا کر جب

فارغ ہوئے خادم کو کہا کاغذ قلم لاؤ لکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم من غلام

محمد سلمان..... اے حشرات الارض، شیرو، بھیڑیوں جنگل کے درندوں آج رات

کو مدائن کے شہر میں عشاء کے بعد جو گلی چوکوں میں پھرتا نظر آئے اس کو چیر پھاڑ کر کھا ڈالو

سلمان کی طرف سے اجازت ہے یہ غلام محمد ہے پس اس کے آرڈر پر عمل کرو باہر دیوار کے

ساتھ کیل پر میرا رقعہ لگا دو اور کوئی دروازہ مدائن کا بند نہ ہو اور ادھر نماز میں کھڑے ہو گئے

نماز پڑھ رہا ہے چند لمحے گزرے ادھر سے شیر آواز کستا ہوا آ رہا ہے چیتا بھی

آواز کستا ہوا آ رہا ہے بھیڑیا بھی آوازے کستا ہوا آ رہا ہے اور چوکیداری کے لئے شہر کی گلی

میں شیرٹانگ کے اوپر ٹانگ رکھ کر بیٹھ گیا ایک فرد بھی مدائن علاقے کا باہر نہیں نکلا وزیر ہے دوستو اس کا اللہ کے ساتھ کنکیشن بڑا پکا ہے اور صبح کو کہا کہ باز آؤ گے یا پکی پکی پولیس لگا دوں یہ مدائن والے بد قسمت وہی لوگ ہیں جو حضرت شعیبؑ کی قوم ہے یہ ناپ تول میں کمی کرتے تھے اب بھی یہ چوری اور دھوکے سے باز نہیں آتے حضرت مولانا تقی عثمانی دامت برکاتہم نے لکھا ہے اپنے سفر نامہ جہان دیدہ میں کہ جن بستیوں پر عذاب آیا جس گناہ کی وجہ سے عذاب آیا ان علاقوں میں یورپ نے جو سیر گا ہیں بنائی ہیں اسی کام کو ترجیح دی ہے جس گناہ کی وجہ سے عذاب آیا تھا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح سمجھ اور عمل کی توفیق نصیب فرمائے۔

﴿.....وَأٰخِرُ دَعْوَانَا اِنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.....﴾

## موضوع چاہت رسول ﷺ

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ  
الْأَنْبِيَاءِ ، وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ الَّذِينَ أَوْفُوا عَهْدَهُ ، الَّذِينَ هُمْ  
خُلَاصَةُ الْعَرَبِ الْعَرَبَاءِ ، وَخَيْرُ الْخَلَائِقِ بَعْدَ الْأَنْبِيَاءِ . أَمَّا بَعْدُ !  
فَاعْرُذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
﴿فَاقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ الْقَيِّمِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لَا مَرَدَّ لَهُ مِنَ  
اللَّهِ يَوْمَئِذٍ يَصَّدَّعُونَ﴾ الروم: ۴۳

وعن عليؑ قال : سألت النبي ﷺ عن طريقى ، قال النبي  
ﷺ المعرفة رأس مالى ، والعقل أصل دينى ، والحب  
اساسى ، والشوق مركبى ، والحزن رفيقى ..... الى  
اخر الحديث (قال القاضى عياض فى كتابه "الشفاء فى  
التصريف بحقوق المصطفى" ص ۱۲۶)

صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ وَصَدَقَ رَسُولُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيمُ وَنَحْنُ عَلَى  
ذَلِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِينَ وَالشَّاكِرِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ .

تمہید:

اکیسویں پارے کی ایک آیت کریمہ اور رسول اللہ ﷺ کا ایک ارشاد گرامی تلاوت کرنے  
کی سعادت حاصل کی ہے، جس کا مفہوم یہ ہے کہ آپ دین قیم پر استقامت کے ساتھ  
رہیں، اس دن سے پہلے جب وہ آجائے گا، تو کوئی رد نہیں کر سکے گا، واپس نہیں کر سکے  
گا اور یومئذ یصدعون لوگ اس دن سب الگ الگ منتشر ہوں گے، اس دن سے پہلے پہلے

دین کو استقامت کے ساتھ اپنا ضروری ہے۔

اول مخاطب رسول ﷺ ہیں اور پھر ثانیاً سب امت ہیں، تو سب کو یہ حکم ہے کہ اس دین شریعت صراط مستقیم کو آخری دین پورے طریقے سے اپنانا، یہ اپنی کامیابی کے لئے ضروری ہے، حالت نزع سے پہلے پہلے، یا قیامت کے وقوع سے پہلے پہلے، جب کسی شخص کی حالت نزع ہو جائے، تو اس کی قیامت تو ہوگئی ہے۔

ایک حدیث میں جناب نبی پاک ﷺ کا فرمانا ہے:

”مَنْ مَاتَ فَقَدْ قَامَتْ قِيَامَتُهُ“

جو شخص فوت ہو گیا، اس کی قیامت ہوگئی ہے، یا اس دن سے پہلے پہلے سب نظام درہم برہم ہو جائے گا، اس کو کوئی واپس نہیں کر سکتا ہے، اس سے پہلے دین پر استقامت کے ساتھ عمل کرنے والے بن جاؤ۔

حدیث کا مفہوم:

حضرت علیؑ نے ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ حضرت آپ کی پسندیدہ چیزیں کیا ہیں؟ آپ کی چاہت کیا ہے؟ تو اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، جس میں قریبائیں چیزوں کا ذکر ہے اور آج کی گزارشات کا موضوع بھی چاہت رسول ﷺ ہے کہ ہمارے پیغمبر ﷺ کے امتیوں کی کیا چاہت ہے گویا کہ کامیاب امتی وہ جو اپنی چاہت وہ بنائے جو نبی پاک ﷺ کی چاہت ہے۔ (کتاب ذکر الموت للإمام الغزالی الجزء الثالث)

معرفت کی تفصیل:

توسب سے پہلے فرمایا کہ

”الْمَعْرِفَةُ رَأْسُ مَالِي“ المقصد الحسنۃ فیما اشتر علی

اللسنة رقم الحدیث: ۱۱۳۳، حدیث مرفوع

(رواه الديلمی عن انس مرفوعاً ولفظه ”اذا مات احدكم فقد

قامت قیامته“

معرفت میرا راس المال ہے، معرفت کسی کی ذات کو پہنچانے کا نام ہے اور اس کے تمام خدو خال ظاہر و باطن کو سمجھنا یہ علم ہوتا ہے اور ایک عارف جو ہوتا ہے عابد پہلا درجہ ہے، پھر اس کے بعد اور درجات ہیں، پھر آخری درجہ عارف کا ہوتا ہے، پھر آخری درجہ عاشق یا محبت کا ہوتا ہے اور اس سے پہلا درجہ عابد کا ہوتا ہے، جس عابد نے اپنے اللہ کو پہچان لیا، وہ کامیاب ہے اور صوفیاء نے لکھا ہے کہ عارف کو اللہ کے علاوہ تعلقات سے کوئی علاقہ نہیں ہے، اس کا تعلق ایک ہی ذات سے ہوتا ہے، دیگر تعلقات کے ساتھ اس کو کوئی خاص دل چسپی نہیں ہوتی ہے۔

بھری مجلس میں رہ کر نہ ہو آشناء کسی سے

یہ ایک اجتماع میں بیٹھا ہوا ہے، لیکن وہ اپنے دل کو اللہ کے ساتھ لگا کر بیٹھا ہے، محبت کو شکوے کے ساتھ کوئی غرض نہیں، جب کوئی سچا محبت ہو کسی محبوب کا اور وہ محبوب اللہ رب العزت اور اس کا رسول ہے اور یہ محبت اللہ کا نیک بندہ ہے، تو اس کو شکوہ نہیں ہوتا، اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے جو حکم ہو، یہ اس پر راضی ہوتا ہے اور جو کوئی مسائل مصائب آگئے، اس کی تقدیر پر راضی ہے، یہ محبت کو شکوہ کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی، نہ اس کی عادت ہوتی ہے، نہ اس کو شکوہ کے ساتھ تعلق ہے۔

شکوہ وہ شخص کرتا ہے جس کا ایمان بہت کم درجے کا ہے، تب شکوہ کر رہا ہے، کہا یہ ایمان کے اس شعبے پر پہنچے گا، تو پھر اس کو تلوار کی ضرب میں بھی اللہ کی معرفت نظر آئے گی اور یہ عارف اللہ کا سچا نیک بندہ ابتلاء ربانی کو دیکھ کر صابر ہوتا ہے کہ کہیں حکم پر عمل ہو رہا ہے، اللہ کی طرف سے مصیبت آگئی، اب ہم صبر کر رہے ہیں، اس حکم پر عمل ہو رہا ہے، اللہ کی طرف سے نعمتیں آگئی ہیں، تو اس پر اللہ کا شکر ادا کر رہے ہیں اور بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے وعدہ صدق و فادیکھ کر یہ خوش خرم ہوتا ہے، یہ عارف و عیدیں دیکھ کر غمگین ہوتا ہے کہ یہ گناہ ہو گیا، تو یہ سزا ہے، یہ غلطی ہوگئی، تو یہ سزا ہے۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ ستر مقبول نمازیں تین سکوں کے بدلے میں دینی پڑیں گی، وہاں پتہ تو نہیں ہوگا، تو کبھی تو یہ عارف موعید کو دیکھ کر غمگین ہوتا ہے، کہ یارب! کہی حساب کتاب نہ ہو جائے، پھر تو ہلاک ہو جاؤں گا۔

## عارف کی تین قسمیں:

حضرت ذوالنون مصریؒ نے عارف کی تین قسمیں بیان کی ہیں:

- (۱)..... معرفتِ توحید جو ہر مومن کو حاصل رہتی ہے۔
- (۲)..... معرفتِ حجت، بیان یہ حکماء علماء کو ملتی ہے۔
- (۳)..... معرفتِ صفات باری تعالیٰ یہ اولیاء اللہ کو نصیب ہوتی ہے۔

(بحوالہ تذکرہ اولیاء ص: ۱۱۵)

## پہلی چاہت:

اور رسول پاک ﷺ کی پہلی چاہت

المعرفة راس مالی

معرفت میرا راس المال ہے، ہر بندے کے پاس کچھ راس المال ہوتا ہے، پھر کاروبار کرتا ہے، تو میرا راس المال اپنے رب کو پہچاننا ہے اور جب رب کو پہچان لیا، پھر سب کچھ رب کی مرضی کے مطابق ہوگا، سب کچھ ہو گیا، تو فرمایا عارف کی تین علامتیں ہیں:

۱..... عارف کی زندگی پر تقویٰ غالب ہوگا، ہر پہلو میں وہ اللہ سے ڈرنے والا ہوگا، اس موقع پر اللہ کے رسول ﷺ کی کیا سنت ہے؟ حکم کیا ہے؟ ہمیں کیا کرنا ہے؟ یہ عارف کی پہلی علامت ہے۔

۲..... اس کا ظاہر اور باطن یکساں ہوگا، اگر اندر شریعت ہے، تو باہر بھی شریعت ہوگی، اور باہر شریعت ہے، تو اندر بھی ہوگی، تو اس کا ظاہر اور باطن مخالف نہیں ہوگا۔

۳..... تھوڑی سی نازک صفت ہے، اکثر عارف اتنی کر کے آخر میں ناکام ہو جاتے ہیں، وہ کیا؟ اللہ رب العزت کی نعمتوں کی فراوانی جب آجائے، گناہوں میں مبتلا نہ ہو، یہ عارف کی صفت ہے، جب خوب نعمتیں مل گئی، مال دولت مل گیا، اولاد مل گئی، عہدہ مل گیا، صحت مل گئی، رزق مل گیا، یہ سب کچھ جب مل گیا، تو کہیں گمراہ نہ ہو جائے، تو عارف کی صفت یہ ہوگی کہ وہ اللہ رب العزت کی نعمتوں کی فراوانی کے باوجود وہ گناہ کی طرف نہیں جائے گا، ان نعمتوں کو

مال دولت کو اللہ کے راستے میں خرچ کرے گا۔

## دوسری چاہت:

دوسری چاہت ہے:

”الْعَقْلُ أَضَلُّ دِينِي“

عقل اصل دین ہے، یعنی میرا عقل دین کے تابع ہے، میں عقل سے سوچ کر اللہ کی قدرت کو، اللہ کی نشانیوں کو دیکھ کر اللہ کے قریب جاتا ہوں، نہ یہ ہے کہ اپنے عقل کے گھوڑے کو دوڑا کر اسلام پر اعتراض و اشکال کرتا ہوں، چنانچہ قرآن پاک نے معرفت والے لوگوں کی بات ساتویں پارے میں کی، فرمایا:

﴿وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنزِلَ إِلَى الرَّسُولِ تَرَىٰ أَعْيُنُهُمْ تَفِيضُ مِنَ

الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوا مِنَ الْحَقِّ﴾ المائدہ: ۸۳

کہ جب یہ نیک بندے اللہ کی آیات کو سنتے ہیں، تو آپ دیکھا کریں ان کی آنکھیں آنسو برساتی ہیں کہ ان کو آیات کے سننے سے حق سمجھ میں آ جاتا ہے، تو حق کی پہچان ہو جاتی ہے، تو حق کو سمجھ کر خوشی سے آنکھوں سے آنسو آ جاتے ہیں، یہ اللہ کے نیک بندوں کی علامت ہے۔

فرمایا:

﴿وَلَقَدْ تَرَكْنَا مِنْهَا آيَةً بَيِّنَةً لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ﴾ العنکبوت: ۳۵

ہماری دی ہوئی عقل سے ہماری نشانیوں سے ہمیں پہچانتا ہے، یہ عقل والا ہے اور جو عقل سے کچھ اور پہچانتا ہے، معترض بن کر مخالف بن جاتا ہے، تو اس کی عقل غالب ہے، کامیاب شخص وہ ہے جس نے اپنی عقل کو تابع کیا ہو اور شریعت کو مقدم کیا ہو، بعض دفعہ عقل نہیں سمجھ سکتی اور سب سے آسان مثال جو علماء نے دی ہے، عقل ناقص ہے، عورتوں کی ناقص ہے، وہ اور لحاظ سے ہے، عام انسانوں کی ناقص ہے کہ عقل میں بعض دفعہ بات سمجھ میں نہیں آتی، مثال علماء نے دی ہے کہ وضوء ٹوٹ گیا ہے، ہوا خارج ہوگئی، پہلے منہ دھونا ہے، اب کہنیوں سمیت بازو دھونے ہیں، مسح کرنا ہے، ٹخنوں سمیت پاؤں دھونے ہیں، منہ صاف

ستھرا ہے اور اعضاء صاف ستھرے ہیں، یہ عقل میں بات نہ آنے والی ہے، عقل سے سمجھو، تو کوئی جاہل صوفی یہ تشریح کرتا رہے گا کہ جدھر سے ہوا خارج ہوئی، لہذا استنجاء ہی کرو اور کچھ تو صاف ستھرا ہے، عقل تو پھر یہ کہے گی کہ یہ عقل کو دین کے تابع کرے، سمجھ میں آئے کوئی حقیقت کوئی حکمت یا نہ آئے، بس شریعت کا حکم ہے، عقل تابع ہے۔

## تیسری چاہت:

اور تیسری ہے:

”وَالْحُبُّ اَسَاسِيٌّ“

محبت میری بنیاد ہے اور محبت اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ ہماری اور رسول کی اللہ کے ساتھ جو فیصلہ ہو جائے، محبوب سے محبت کو گلہ نہیں ہوتا اور حکم کو بجالانے میں ہچکچاہٹ محسوس نہیں ہوتی، وہ پھر محبت کیا ہے کہ محبوب کی طرف سے کوئی حکم آئے اور پھر وہ نہ مانے تو پھر محبت میں نقص ہے، پھر محبت نہیں، آوارگی ہے، اپنی خواہش کے مطابق اس کی محبت ہے جو محبوب سے بات آتی ہے، اس پر عمل نہیں ہے اور رسول پاک ﷺ نے دعا مانگی فرمایا:

”اللَّهُمَّ ارْزُقْنِي حُبَّكَ ، وَحُبَّ مَنْ يَنْفَعُنِي حُبَّهُ عِنْدَكَ اللَّهُمَّ

مَا رَزَقْتَنِي مِمَّا أَحَبُّ فَاجْعَلْهُ قُوَّةً لِي فِيمَا تَحِبُّ اللَّهُمَّ وَمَا

زَوَيْتَ عَنِّي مِمَّا أَحَبُّ فَاجْعَلْهُ فِرَاقًا لِي ، فِيمَا تَحِبُّ“ (جامع

ترمذی جلد سوم: ۱۲۲۵)

اے میرے داتا! مجھے اپنی محبت عطا کر اور وہ اعمال کرنے کی سعادت عطا کر جن اعمال کے کرنے سے تیری قربت ملے۔

اور جب سچی محبت ہوگی، تو سب سے مشکل کام تو پھر گردن کٹانا ہے، پھر کیسے ہوا جو سچے محبت تھے، اسلام کے شجرہ طیبہ کو پانی کی ضرورت پڑھی، اس شجرہ طیبہ کو پانی دیا اور جہاں شجرہ طیبہ کو پسینے کی ضرورت پڑھی کہ وہ اس پسینے سے پھل آور ہوگا، اس کی شاخیں ہری بھری ہوں گی، تو اس جماعت نے پسینہ دیا، پتھر اٹھا اٹھا کر مسجد نبوی کی تعمیر ہو رہی ہے، بدام مار مار کر خندق کھودی جا رہی ہے، سفر کر کے تبوک میں پہنچا جا رہا ہے اور جہاں گویا کہ کہا ہے کہ اب



خون دے دو، تو پھر خون پیش کیا گیا، کسی مریض کو خون نہیں دینا، کسی میدان میں بہا دینا ہے، یہ ہمیں مطلوب ہے، یہ پیش کیا جا رہا ہے، بس یہ محبوب کی طرف سے جو فیصلہ آ رہا ہے، محبت اس کو پورا کر رہا ہے اور قرآن پاک نے اہل ایمان کی محبت کا ذکر کیا ہے اور اس کے مقابلہ میں دوسروں کو فرمایا

﴿يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا

لِلَّهِ﴾ البقرة: ۱۶۵

یہ مشرکین مکہ اپنے معبودوں سے اس درجے کی محبت کیا کرتے ہیں، جیسی محبت اہل ایمان کو اللہ سے کرنی چاہئے، لیکن میرے پیغمبر کے جاں نثار تو ان سے بھی زیادہ اللہ سے محبت کرنے والے ہیں۔

اور ایک مقام پر اللہ پاک نے فرمایا، ہماری باتوں کو مان کر چلا کرو، ورنہ

﴿فَسَيَأْتِي اللَّهَ بِقَوْمٍ يُحِبُّونَهُمْ وَيُحِبُّونَهُ﴾

میں اور کوئی قوم لے کر آؤں گا، وہ مجھ سے محبت کرے گی اور میں ان سے محبت کروں گا اور تم مجھ سے محبت نہیں کرتے ہو، ختم کر دوں گا۔

**چوتھی چاہت:**

اور میری چوتھی چاہت:

”وَالشُّوقُ مَرَكِبَتِي“

شوق میری سواری ہے، دین کے ساتھ شوق، شریعت کے ساتھ شوق، اس کے احکام پر شوق اور جب جبرائیل کچھ دن نہ آئے، تو صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ حضرت کی طبیعت صحیح نہیں ہوتی، ملاقات جبرائیل سے دین کے لئے ہے، تو فرمایا الشوق مرکبتی..... شوق میری سواری ہے دیکھو نا آپ کو مسجد کے ساتھ شوق ہو تو پہنچ گئے شوق کسی اور منزل کا ہوگا تو سوار ہو کر اس منزل کو جاتے ہیں دین کیساتھ شوق ہوگا تو دین کے مراحل طے کریں گے اور ایک دعا ہے رسول اللہ ﷺ کے شوق کے بارے میں فرمایا:

اللهم انى اسئلك لذة من نظراالى وجهك والشوق الى

لقائک (سنن نسائی جلد اول: ۱۳۱۰)

اے میرے معبود میری نظروں کی ایک لذت ہے وہ تیرا دیدار کرنا اور میرا شوق آپ سے ملاقات کرنا میری نگاہوں کی چاہت یہ ہے آپ کو دیکھتا رہوں اور میرا شوق یہ ہے لقاء کے مراحل طے کرتا جاؤں یہ شوق اس کو ہوگا جو نیک ہوگا اس کا غیب پر ایمان ہے اور یہ جب اعمال صالحہ بجالارہا ہے تو اس کا شوق بڑھتا جاتا ہے پھر اللہ کے دیدار کا شوق ہوگا یہی وجہ ہے کہ نیک بندہ موت کا منتظر رہتا ہے اور جو برا ہے وہ موت سے ڈرتا رہتا ہے نیک کو پتہ ہے مرنے کے بعد میرا شوق پورا ہونا ہے اور بد کو پتہ ہے کہ میں نے کیا اعمال کئے ہیں۔

اللهم بعلمک الغیب و قدرتک علی الخلق احینى ما علمت

الحياة خیر الی و توفینى اذا علمت الوفاة خیر الی.....

پانچویں چاہت:

رسول اللہ ﷺ کی پانچویں چاہت ہے:

ذکر اللہ انسی.....

اللہ کی یاد میرا انس ہے، اس میں میرا دل لگا رہتا ہے، اصل میں انس انیس کہتے ہیں جب بندہ بے چین ہو، تو ذکر اللہ سے بے چینی دور ہو جاتی ہے، جس چیز سے بے چینی دور ہو جاتی ہے، وہ انیس ہوتا ہے، تو یہاں پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی یاد میرا انس ہے دوستو! جس کو یہ انیس مل گیا، وہ کبھی تنہا نہیں ہے، ذرہ سا اس کو وقت مل جائے گا، وہ فوراً اللہ کو یاد کرے گا، وہ کبھی اکیلا نہیں ہے، اس کے ساتھ اس کا اصل دوست ہے اور قرآن پاک نے امر کے ساتھ حکم فرمایا ہے:

﴿یا ایہا الذین امنوا اذکروا اللہ ذکرا کثیرا و سبحوه بکرة

وأصیلا﴾ الاحزاب: ۴۱، ۴۲

اے اہل ایمان! اللہ کو خوب یاد کیا کرو، ہفتے میں ایک بار نہیں، مہینے میں نہیں، اپنے محسن کو یاد کیا کرو، تو اللہ کے ساتھ رشتہ قائم رہتا ہے، دل کو روح کو غذا ملتی رہتی ہے، میں کہتا ہوں جو لوگ مسافر بن کر اسلام آباد آتے ہیں، وہ راستے کا سفر قیمتی بنا سکتے ہیں، میں نے کئی لوگوں

کو دیکھا ہے، گاڑی بھی چلا رہے اور منہ ان کا ہلتا جا رہا ہے، وہ اللہ کی یاد میں ہے، یہ صبح شام آپکا آدھا آدھا گھنٹہ آنے جانے کا نکتا ہے، اس میں سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر پڑھا کریں، یہ بہت قیمتی سرمایہ ہے۔

ایک صحابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں سبق لینے کے لئے آتا تھا، کئی دن ٹھہرتا تھا، ایک دن آیا اور کئی دن سبق، درس اور علم سیکھا، تو جب جانے لگا تو کہنے لگا، حضرت! بہت کچھ آپ سے ملتا ہے، فرمان نہ بھی ہو، تو آپ کا دیدار ملتا ہے، لیکن میں اب جا رہا ہوں، مختصر سی قیمتی نصیحت فرمادیں، آپ ﷺ نے فرمایا، بہت اچھا سوال کیا، آپ سائل کی حوصلہ افزائی بھی فرماتے تھے، جواب میں ارشاد فرمایا

”لا يزال لسانك رطبا من ذكر الله.....“ (جامع ترمذی

جلد اول: ۱۳۲۷)

اے سائل! مختصر سی بات یہ ہے کہ کبھی بھی اپنی زبان کو اللہ کی یاد سے غافل نہ کرنا، اپنی زبان کو اللہ کی یاد سے تر رکھنا، رطب اس کھجور کو کہتے ہیں جو پیلی ہو اور آدھی پکی ہو، یہ سب سے عمدہ کھجور ہوتی ہے طاقت کے اعتبار سے، حکمت بھی سمجھ لو، مختصر سا وظیفہ یہ ہے کہ اللہ کی یاد سے اپنی زبان ہمیشہ تر رکھنا، تصوف والے نے ایک عجیب بات لکھی، آج سے آپ لوگ بھی چیک کر لینا دو سو مرتبہ لا الہ الا اللہ پڑھ لیا جائے، تو اس سے جو تھوک لعاب پیدا ہوتا ہے، لعاب کا ذائقہ عام لعاب کے ذائقے سے عمدہ اور اعلیٰ ہوتا ہے، جب آپ اس کو نگلیں گے، تو اس میں بھی خاص نور ہوگا، آج سے چیک کر لینا، کوئی پیسہ خرچ نہیں ہوتا، پیسہ اس سے ملتا ہے۔

ایک حدیث ہے فرمایا کہ جنت کا میدان بالکل صاف ستھرا ہے، پھل آور درخت آپ کا ذکر ہیں، اس کی نہریں آپ کی تسبیح ہے، جنتی نہریں بنا لو، جتنے درخت اور پھل بنا لو، جتنے محل بنا لو۔

شیخ الحدیث زکریا نے واقعہ لکھا ہے یہ کہ حضرت سلیمان کا تخت جا رہا تھا، ایک با بے نے کہا، وہ ہل چلا رہا تھا، تخت ہواؤں میں اڑھتا جا رہا ہے، اے آل داود! تمہیں کتنا ہب نے

نوازا ہے، سبحان اللہ، ہوانے یہ بات پہنچادی، سلیمانؑ نے تخت کو کہا اتر جاؤ، اتر جاؤ، یہ ہوائی جہاز اترنے میں ایرپورٹ کا محتاج نہیں ہے اور پھر ڈیزل کے ختم ہونے کی بھی کوئی پریشانی نہیں، تخت اتر گیا کہا، بابے کو بلاؤ، بابا ڈر رہا ہے، بادشاہوں کا بلاوا بھی خطرے سے خالی نہیں ہوتا، یہ بلاوا کوئی اور بلاوا ہے، یہ اللہ کا نبی ہے اور نیکی بجالاتی تھی، حضرت سلمان علیہ السلام نے فرمایا کہ اے باباجی ایک سبحان اللہ کے مقابلہ میں ہزاروں تخت سلیمانی کم ہیں ایک دفعہ جہادی دستے میں مصروف تھے، عصر کی نماز میں سورج پیلا ہو رہا تھا کہ اچھا اترے دعا کی سورج رک گیا اور نماز پڑھی، سو جانور بڑے اللہ رب العزت کے نام پر صدقہ کئے، کیونکہ نماز میں تھوڑی سی تاخیر ہوئی تھی، اللہ رب العزت کی رحمت بھی مچل گئی، کہا مانگو، اب کیا مانگتے ہو، اب یہ بادشاہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ رہا ہے

﴿رب ہب لی ملکا لا ینبغی لأحد من بعدی﴾ ص: ۳۵

اے میرے رب! جب آپ کی رحمت سلیمان کی طرف متوجہ ہے، تو سلیمان سائل ہے پہلے تو سلیمان کی آخرت سنو اردے اور پھر سلیمان کو ایسی بادشاہت عطا کر کہ رہتی دنیا تک ایسی حکومت کسی کو بھی نہ ملے۔ اللہ نے فرمایا عطا کر دی ہے، یہ سلیمانؑ کی بادشاہت ہے، بابا کو بلایا کہا کیا کہا تھا کہا حضرت جی! کچھ نہیں کہا تھا، بولو کوئی بات نہیں، جو بات بھی کہی، تو کہا میں نے کہا سبحان اللہ! اللہ نے آل داود کو کتنا نوازا ہے، کہا باباجی آپ نے جو سبحان اللہ کہا ہزاروں سلطنتیں سلیمان کی اس کے مقابلے میں کمزور ہیں، یہ قیمتی ادا ہے، اللہ کو بہت پسند ہے سلیمان کا تخت کیا ہے، آج ہے کل نہیں، سبحان اللہ آخرت میں جنت میں درخت لگا رہا ہے اور باغ لگا رہا ہے۔

اور عربی شاعر کہتا ہے

فاذا مرضنا تداوینا بذاکرکم

نترک الذکر احياناً فنتکسر

اے رب! ہم جب بیمار ہو جاتے ہیں ظاہری یا باطنی تو تیری یاد سے اپنی بیماری کو شفا پہنچاتے ہیں اور جب کبھی آپ کی یاد چھوٹ جائے، تو اٹلے بل گر جاتے ہیں، جب

اللہ کی یاد سے کچھ کمزوری ہو جائے، تو پھر نقصان ہوتا ہے۔

## چھٹی چاہت:

اوز فرمایا

والشفقة کنزی

اعتماد میرا خزانہ ہے اللہ رب العزت پر بھروسہ کرنا، بھروسے کے بعد مراحل طے ہوتے،

حکم ہوا

﴿فَاذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ﴾

بس جب حکم ہو گیا، اللہ پر اعتماد کرتے ہوئے حکم بجالائے، حضرت موسیٰ کی امی کو جب الہامی شکل میں اللہ پاک نے فرمایا کہ اس کو صندوق میں بند کر کے اس کو دریا میں ڈال دو، موسیٰ کی امی نبیہ نہیں، لیکن نیک خاتون ہے، فرمایا:

﴿فَاِذَا خِفتْ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِي وَلَا تَحْزَنِيْ

اِنَّا رَاٰدُوْهُ اِلَيْكَ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ﴾ القصص: ۷

جب فرعونی درندوں سے اے ام موسیٰ! تجھے خطرہ لگے، تو اس کو صندوق میں بند کر کے دریا کے حوالے کر دینا اور یقین رکھنا اعتماد رکھنا آپ کی گودی میں آپ کے بیٹے کو واپس لاؤں گا اور اس کو پیغمبر بنا دوں گا، دیکھو پھر کیسا ہوا۔

تو فرمایا

الشفقة کنزی

اعتماد میرا خزانہ ہے

## ساتویں چاہت:

والحزن رفیقی

غم میرا دوست ہے، دوست وہ ہوتا ہے جو ہمیشہ ساتھ ہو اور اسی غم میں ہی صبر کے ساتھ مقامات ملتے ہیں، غم مظلوم کو آتا ہے اور مظلوم بننا اور مظلوم ہونا یہ اللہ کے نیک لوگوں کے

اوصاف ہیں ظالم بننا فرعون ہامان قارون نمرود ان لوگوں کے اوصاف ہیں اور مظلوم ہونا پھر غمگین ہو جانا یہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے اوصاف ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ نَحْنُ أَوْلِيُّكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهَى أَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدْعُونَ نَزَّلْنَا مِنْ غَفُورٍ رَحِيمٍ﴾ فصلت: ۳۰، ۳۱

اللہ کی طرف سے اعلان ہو رہا ہے اے میرے بندو! غم نہ کرنا مصائب تو ہم اپنے بندوں پر لایا کرتے ہیں جس کو امام الانبیاء بنانا ہوتا ہے، اس کے پیدائش سے پہلے اس کے والد کا سایہ اٹھا لیتے ہیں اور امام الانبیاء کے پیدائش کے کچھ سال بعد ان کی امی کا بھی سایہ اٹھا لیتے ہیں اور جب وہ شباب پر آئے، تو اہل علاقہ ان کو وطن سے نکلنے پر مجبور کر دیتے ہیں اور جب دوسرے علاقے میں آباد ہو، تو دشمنوں نے مارنے کی کوئی کسر نہ چھوڑی، غزوہ احد میں اپنے دانت شہید کرائے، اپنے چچا کے ٹکڑے کرائے، اللہ پاک فرماتا ہے، مصائب تو آئیں گے، لیکن غم نہ کرنا، حزن نہ کرنا، پریشان نہ ہونا، سب نعمتیں تمہارے لئے ہیں، لیکن ظالم نہ بننا مظلوم بن کر رہنا مظلوموں کے ساتھ اللہ کی مدد و نصرت اور پیار ہوتا ہے اور ظالم کے ساتھ اللہ کا غضب ہوتا ہے فرمایا:

غم کی جاگیر وراثت میں ملی ہے مجھ کو

میں اپنی جاگیر میں رہتا ہوں نوابوں کی طرح

میں غمگین ضرور ہوں، جب دیکھتا ہوں ابو بکرؓ بھی ایک موقع پر غمگین ہے، مظلوم ضرور ہوں، دیکھتا ہوں ایک موقع پر جعفر طیارؓ کی لاش بھی تڑپ رہی ہے، موتہ میں غمگین ضرور ہوں، مظلوم ضرور ہوں، احد کی وادی میں کئی ساتھی شہید دیکھتا ہوں، مظلوموں کے ساتھ غم کی جاگیر وراثت میں ملی ہے، میں اپنی جاگیر میں رہتا ہوں نوابوں کی طرح، ظالم تو نہیں ہوں کہ آخرت

میں اللہ تعالیٰ پوچھے گا کیا ظلم کر کے آیا ہے؟ اب حساب دے، پتہ نہیں دنیا کے جج کیسے حساب لیں گے، اصل اس حساب کے لئے تیار رہنا چاہئے، وہ حساب بڑا سخت حساب ہے، اس سے کوئی نہیں بچ سکے گا۔

### آٹھویں چاہت:

#### العلم سلاحی

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا علم میرا اسلحہ ہے اور اسی علم کی روشنی سے رسول اللہ ﷺ نے جہالت کی تاریکیوں کو ختم کیا ہے اور یہ علم ہی سب گمراہوں کو ہدایت دیتا ہے، مستشرقین نے یہ نہیں سوچا کہ مکہ سے کافر رسول اللہ ﷺ پر حملہ کرنے کے لئے مدینہ میں آئے تھے، کہا اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے، وہ ہستی تو تلوار سے بچنے کے لئے فرمایا اے پیغمبر مکہ کو چھوڑ دے اور مدینہ میں امن سے رہے، لیکن مدینہ میں آ کر بھی حملہ آور ہونے لگے، پھر تو کچھ دفاع کرنا ضروری ہے، رسول اللہ ﷺ کی طرف سے دفاع نہ ہوتا، تو پھر بزدلی ہوتی اور پیغمبر بزدل نہیں ہوتا، کسی مستشرق نے کیا کہا ہے کہ اسلام تلوار کے ذریعے سے پھیلا ہے، دوستو اسلام نے تلوار مجبوراً چلائی ہے، جب دشمن اپنے گھر میں بھی بسیرا نہیں کرنے دیتا، تو اسلام نے تلوار چلائی۔

فرمایا:

﴿والذین اتوا العلم درجات﴾ المجادلہ: ۱۱

جو علم حاصل کرے اس کے درجات اونچے ہیں اور میرے وارث وہ ہیں جو علم دین حاصل کریں، بس جس نے جتنا علم دین حاصل کر لیا، اس نے اتنی وراثت حاصل کر لی، تو جس کو وراثت حاصل کرنے کا زیادہ شوق ہے، وہ زیادہ قریبی رشتہ دار ہوگا، بیٹے کو زیادہ وراثت ملتی ہے، وہ قریبی رشتہ دار ہوتا ہے، یہاں عجیب نظام ہے کہ آپ جتنا علم دین حاصل کریں، رسول اللہ ﷺ کے اتنے قریبی رشتہ دار بنیں گے، خود آپ کے پاس ہے، یہ میدان بھی گھوڑا بھی جتنا دوڑا سکتا ہے، اتنا ہی قریبی رشتہ دار بن جائے گا۔

## نویں چاہت:

آگے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے

”والصبر ردائی“

صبر میری چادر ہے، عربوں کے ہاں اس وقت لباس ہی چادروں کا تھا، ایک نچی چادر اور ایک اوپر کی اس کو اوڑھ کر کانٹوں سے سلانی کرتے تھے، کبھی یوں ہی اوڑھ لیتے تھے، لباس کو کوئی نہیں اتار کر پھینکتا تھا، کہا صبر میری چادر ہے، جو ہمیشہ میرے ساتھ ہے۔

اور فرمایا:

﴿انما یوفی الصابرون اجرهم بغير حساب﴾ الزمر: ۱۰

بغیر حساب کے اللہ پاک صبر کرنے والوں کو خوب دیتا ہے اور بغیر حساب کے دیتا ہے، روزہ بھی صبر ہے، اس لئے فرمایا اس کا بدلہ میں خاص عطاء کروں گا۔

دوستو! گناہوں سے بچنے پر بھی صبر ہے، نیکیوں کو بجالانے پر بھی صبر ہے اور مصیبت کوئی آجائے اس پر کوئی گلہ شکوہ نہ ہو صبر ہو اور اللہ تعالیٰ سے اس کا حل مانگے یا اللہ! میں بڑا کمزور ہوں، مصیبت اور پریشانی یہ بھی نعمت ہے، اس کو میں برداشت نہیں کر سکتا ہوں، مجھے راحت والی نعمت عطاء کر، صبر کے ساتھ، پھر ثواب ہے

## دسویں چاہت:

والرضاء غنیمتی

اور اللہ کی فیصلوں پر راضی رہنا خوش رہنا یہ میرا مال غنیمت ہے۔

اور دوستو جو خالص رزق حلال ہیں:

۱..... مال غنیمت

۲..... ہدیہ (کوئی چیز ہدیہ میں آجائے)

۳..... وراثت بعض حضرات کے صحیح معنوں میں کاروبار مال کو عمدہ مال

قرار دیا ہے، سچ بولے مناسب نفع رکھے، ایک نیک بندے کا ذکر کیا کسی نے کہ اس کو ایک



چیز ضرورت نہیں تھی لیکن کوئی بندہ بیچ رہا تھا، وہ مسکین نظر آیا، اس لئے اس سے چیزی لی، اس کا بھلا ہو جائے کہ یہ کاروبار کر رہا ہے، اس کے خریدنے پر بھی ثواب ہے اور اس کے بیچنے پر بھی ثواب ہے۔

ایک حدیث رسول ﷺ کی جب مدینہ جاؤ، تو مدینہ والوں سے کوئی چیز ضرور لیا کرو، اس سے ان کا بھلا ہو جائے گا، خریدنے پر ثواب ہو گیا اور سنت پر عمل کرنے پر ثواب مل گیا۔  
حضرت علیؓ جب اپنے موڑ میں ہوتے تھے پھر گن گناتے تھے کہتے ہیں

رَضِينَا قِسْمَةَ الْجِبَارِ فِينَا

لِنَاعِلِمٍ وَلِلْأَعْدَاءِ مَالٍ

فَإِنِ الْمَالُ يَفْنَى عَنِ قَرِيبٍ

وَإِنِ الْعِلْمُ بِبَاقٍ لَا تَنْزَالُ

ہم اپنے معبود کی تقسیم پر راضی ہیں، ہمیں تو نبی کا غلام بنایا، علم نبوت عطا کیا، ہمارے دشمنوں کو مال دولت سے نوازا، کل ہم دور فاروقی میں کسریٰ کے ایوانوں پر اپنے گھوڑے دوڑا کر جب پہنچ جائیں گے، تو یہ سیم زر بھی ہمارے قدموں میں آئے گا

یہ اللہ کے فیصلے پر راضی رہنا کوئی پریشانی آجائے، بیماری آجائے، غم آجائے، کچھ مصیبت آجائے، تو اس کو دور کرنے کی کوشش کرنی ہے، اللہ کا فیصلہ ہے، دور ہونے کا تو دور ہو جائے گا، صبر کے ساتھ رہو گے، تو ساتھ ثواب ملتا رہے گا، اور کیسا ثواب

انما يوفى الصابرون اجرهم بغير حساب

گیارہویں چاہت:

والعجز فخرى

عاجزی انکساری میرا فخر ہے، جناب نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

من تواضع لله رفعه الله (مسند شہاب: ۳۳۵)

جس نے عاجزی کی، ہم اس کو بلند کرتے ہیں، کیسا بلند کرتے ہیں، کہ یتیم کو امام الانبیاء بناتے ہیں، ایسا بلند کرتے ہیں حضرت ابو ہریرہؓ جو بھوک سے بے ہوش پڑے ہیں، ان کو یمن کا

گورنر بنا دیتے ہیں، تو تواضع کرنے والوں کو یوں مقام دیتے ہیں۔

تاریخ اسلام میں خیر القرون کے جو بادشاہ گزرے ہیں، وہ جب دنیا سے جاتے تھے تو پوری قوم جنازہ پڑھتی تھی، کوئی شخص باشندہ جنازے سے رہ جاتا تھا، تو پریشان ہوتا تھا کہ میں اپنے بادشاہ کا جنازہ کیوں نہ پڑھ سکا، کہ یہ اتنا اچھا بادشاہ تھا، ہمارے بادشاہوں کی عجیب داستان ہے، وہ کدھر پکڑے جاتے ہیں، جیل میں چلے جاتے ہیں، پھانسی ہو جاتے ہیں، واہ تاریخ اسلام کے یہ بھی بادشاہ ہیں، وہ کارنامے اس طرح کرے نا، پھر ضیاء الحق مرحوم کی طرح پورا علاقہ جنازہ گاہ بن جائے گا، اس دور کے لحاظ سے ضیاء الحق صاحب کی تعریف کر رہا ہوں، اس دور میں عمر فاروقؓ نہ ہم باشندے جنید بغدادی، پھر ایسے ہی حکمران اللہ تعالیٰ ہماری قسمت بدلے دعا کرو، سب دل سے ہماری قسمت بدلے اور ہمیں اچھا حکمران دے

بارہویں چاہت:

والزهد خرقتی

دنیا سے بے رغبتی زہد یہ میرا پیشہ ہے، حرفت جیسا ہنر ہوتا ہے، مجھے پیسے سے دلی شوق نہیں ہے، حضرت یوسفؑ کو کنویں میں ڈال دیا، قافلے نے پکڑ لیا، وہ قافلہ والے بھی ایسے ہی انھوں نے بیچنے کی کوشش کی، ادھر ان کو کہا خریدو، انھوں نے اپنا بھائی بیچتے وقت لفظ یہ استعمال کیا

وکانوا فیہ من الزاہدین (یوسف: ۲۰)

یہ دلچسپی نہیں رکھنے والے تھے، یوسف کی خریداری میں، وہ اس لئے نہیں بنے، وہ حیران تھے کہ چند درہموں میں یہ چاند کیسے خریدیں گے، کیسے یہ چند درہموں میں مل رہا ہے، یہ کوئی دھوکہ کی بات ہے، بعض نے اس آیت کی تفسیر یوسفؑ کے بھائیوں سے کی ہے کہ انہوں نے بھائی کو فروخت کرتے وقت زیادہ رقم کی لالچ نہیں کی تھی، بس یہ چاہتے تھے کہ یہ کسی نہ کسی طریقہ سے دور ہو جائے، تاجروں غور کرو، تجارت میں دھوکہ نہیں کرنا چاہیے، پھر پینتمبرانہ سنت پر عمل ہوگا۔

## تیرہویں چاہت:

والیقین قوتی

اور یقین یہ میری روزی ہے اللہ کے ہر حکم پر میرا یقین ہے ہمارے لئے بھی یہی حکم ہے کہ جو نہیں دیکھا اس پر بھی یقین ہے آخرت برحق ہے جنت برحق ہے دوزخ برحق ہے حساب کتاب برحق ہے وبالآخرة ہم یوقنون اللہ نے نیک لوگوں کی تعریف کی انکا پورا یقین ہے آخرت پر اور یقین کب پورا ہوتا ہے حضرت علیؓ کا عجیب مقولہ ہے دوستو کہا مجھ کو اپنے رب پر ایسا ایمان ہے مجھے اپنے رب پر ایسا یقین ہے کہ جب میں اپنے رب کو دیکھ لوں گا تو یقین میں اضافہ نہیں ہوگا اس درجہ کا یقین ہو جائے تو فرمایا یقین یہ میری روزی ہے۔

## چودھویں چاہت:

فرمایا:

والصدق شفیع

فرمایا سچ میرا دوست ہے اور قرآن نے اعلان کیا ہے فرمایا:

﴿يا ايها الذين امنوا اتقوا الله وكونوا مع الصادقين﴾ التوبہ: ۱۱۹

اے اہل ایمان اللہ سے ڈرتے رہو اور اللہ سے ڈرنے کا طریقہ کار یہ ہے کہ اللہ سے ڈرنے کا ملکہ تب ملے گا جب سچے لوگوں کی معیت اختیار کرو گے اور ایک حدیث میں جناب نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے مومن کبھی جھوٹ نہیں بولتا کامل ایمان والا شخص کبھی جھوٹ نہیں بولتا اور جو جتنا جھوٹ بولتا ہے ایمان کے درجے اس کے اتنے کم ہیں وہ نفاق کے درجوں کی طرف جا رہا ہے۔

## پندرہویں چاہت:

فرمایا:

والجہاد خلقی

جہاد کے ساتھ میری اصل پیدائش ہے کہ جب کفر دندناتا ہوا ہمارے علاقوں میں آ جائے تو پھر مجھے بھی آرڈر ہے، کیا آرڈر ہے:

﴿وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ  
تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ﴾ الانفال ۶۰

اے نبی! تیاری میں رہا کرو، دشمن کا کوئی پتہ نہیں، دشمن کو کبھی غافل نہ سمجھنا، اپنی تیاری میں رہنا، اسلحہ ضرورت کے مطابق ضروری ہے، اسلحہ اور جہادی ٹریننگ کے ذریعے سے دشمن اپنے ایوانوں میں ڈرتا رہے گا، تمہارا دشمن تمہارے رب کا دشمن اپنے ایوانوں میں ڈرتا رہے گا، جہادی تیاری میں مصروف رہنا، آپ بھی دیکھ لو، کتنی بڑی طاقت ہے اور ایک مجاہد سے ڈرتے ہیں، ڈرنے کی کیا بات ہے، جہادی تربیت کے برکت سے دشمن ڈرتا رہتا ہے، جہادی تربیت کہ اپنا اسلحہ بنا کر اپنے گھر تجربہ کرو، یہ بھی کوئی کمال ہے، دشمن تمہارے سر پر حملہ کر رہا ہے، یہ اسلحہ اور یہ بم بنائے ہیں، یہ کس کو مارنے کے لئے بنائے ہیں

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ وَمَا أُوثِّمُوا  
جَهَنَّمَ وِبِئْسَ الْمَصِيرُ﴾ التحريم: ۹

اے نبی! ہم نے آپ کو تو شفیق بنایا، لیکن میرے اور تمہارے دشمن تمہیں رہنے نہیں دیتے اور اس جگہ پر شفقت نہ کرنا، ان پر سختی کرنا اور انہیں قتل کرنا کہ جہنم میں پہنچانا، اس لئے یہ تمہیں قتل کرنے کے لئے آئے ہیں نبی، کا قاتل اور نبی کے ہاتھوں سے مقتول یہ سب سے زیادہ برا ہے۔

سوٹھویں چاہت:

فرمایا

والطاعت حسبی

بندگی میری عادت ہے، اللہ اور اللہ کے رسول کی بات کو ماننا یہ مقام مل جائے، یہ میری

عادت ہے یہ میرا سرمایہ ہے۔

### سترویں چاہت:

فرمایا

وَقُرَّةٌ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ

اور آنکھوں کی ٹھنڈک میری نماز میں ہے۔

### اٹھارویں چاہت:

فرمایا

الطيب

اور ایک حدیث میں فرمایا، خوشبو مجھے پسند ہے اور خوشبو بھی ایسی نہیں کہ جو لگا کر آؤ تو دوسروں کو تکلیف ہو، رسول اللہ ﷺ نے خوشبو لگائی ہے، اصل عود اور مشک لگائی ہے اور گلاب کی خوشبو تو آپ کی اپنی ذاتی خوشبو تھی،

### انیسویں چاہت:

والمرة الصالحة

نیک بیوی مجھے پسند ہے۔

### بیسویں چاہت:

اور ایک رسول اللہ ﷺ کی چاہت اور بھی تھی فرمایا

اللهم اعز الاسلام بعمر بن الخطاب خاصة. (ابن ماجہ جلد

اول: ۱۰۵) (المعجم الكبير للطبرانی: ۱۰۳۱۴)

غلاف کعبہ کو پکڑ کر تاجدارِ دو عالم ﷺ دعا مانگ رہے ہیں اے رب تیرے پیغمبر کی چاہت یہ ہے کہ اسلام کی دولت کو عزت عطا فرما عمر بن الخطاب کو اسلام کے ساتھ متعلق کر دے۔ مزید معارف القرآن میں مفتی صاحب نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ نے دو بندوں کے لئے اسلام کی دعا کی تھی عمرو بن ہشام اور عمر بن خطاب میں سے کسی کو اسلام کی دولت عطا فرما۔ جلد نمبر ۶،

اللہ پاک ہمیں دین کی سچی محبت اور عمل کی توفیق نصیب فرمائے۔  
﴿.....وَأَخِرُ دَعْوَانَا أَنْ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.....﴾

## آداب رسول ﷺ

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ  
الْأَنْبِيَاءِ، وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ الَّذِينَ أَوْفُوا عَهْدَهُ، الَّذِينَ هُمْ  
خُلَاصَةُ الْعَرَبِ الْعَرَبَاءِ، وَخَيْرُ الْخَلَائِقِ بَعْدَ الْأَنْبِيَاءِ. أَمَّا بَعْدُ!  
فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ﴿  
لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا قَدْ  
يَعْلَمُ اللَّهُ الَّذِينَ يَتَسَلَّلُونَ مِنْكُمْ لِوَاذٍ فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ  
عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ  
أَلِيمٌ﴾ النور: ۲۳

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: يَا ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ لَا تَجْزِعْنِي أَنْتَ فِي الْجَنَّةِ“  
(بخاری جلد دوم: ۸۲۴)

انل لست من اهل النار ولكن من اهل الجنة  
ولكنك (مسند احمد جلد پنجم: ۲۹۸۹)  
فقال بل هو من اهل الجنة

صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ وَصَدَقَ رَسُولُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيمُ وَنَحْنُ عَلَى  
ذَلِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِينَ وَالشَّاكِرِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.

تمہید:

اٹھارویں پارے کی ایک آیت کریمہ اور رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی تلاوت کیا ہے،  
جس کے اندر رسول اکرم ﷺ کی مجلس کے آداب بیان کئے ہیں اور آداب میں سے خصوصاً  
آپ ﷺ کے سامنے گفتگو اور بولنے کا طریقہ بتایا گیا ہے۔

## آیت کا مفہوم:

اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ رسول پاک ﷺ کے بلائے کو عام آدمی کی طرح نہ سمجھا کرو۔

﴿ لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا قَدْ

يَعْلَمُ اللَّهُ الَّذِينَ يَتَسَلَّلُونَ مِنْكُمْ لِوَاذٍ ﴾

اور جو لوگ رسول پاک ﷺ کی مجلس میں بیٹھ کر پھر جازت کے بغیر چلے جاتے ہیں، کھسک جاتے ہیں، اللہ ان کو جانتا ہے:

﴿ فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ

يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴾

وہ لوگ جو رسول اللہ ﷺ کے آداب کا خیال نہیں رکھتے، وہ اس بات سے ڈریں کہ کہیں ان پر کوئی مصیبت یا عذاب یا پریشانی نہ آجائے۔

## حدیث کا مفہوم:

جو حدیث آپ کے سامنے تلاوت کی، اس کا ایک خاص پس منظر ہے، آپ نے ایک صحابی ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ فرمایا کہ آپ نہ گھبراؤ پریشان ہو جاؤ، آپ جنتی ہو۔

## آیت کی تین تفاسیر:

یہ جو آیت تلاوت کی ہے ﴿ لَا تَجْعَلُوا ..... ﴾ اس کی تین تفاسیر ہیں:

(۱)..... پہلی تفسیر کے مطابق میں نے ترجمہ کیا ہے کہ نبی کسی شخص کو بلائے رسول اکرم ﷺ کسی شخص کو بلائے تو اس بلائے کو اہمیت دو فوراً اتباع کرو حاضر مجلس ہو جاؤ، آپ ﷺ کے بلائے کو عام شخص کے بلائے کے برابر نہ سمجھو، جیسے کوئی دوست بلا لیتا ہے تو ٹھیک ہے، چلے جائیں گے، ایسے ہی رسول اللہ ﷺ نے بلایا، چلا جاؤں گا، ابھی کچھ مصروف ہوں، کام ختم کر کے چلا جاؤں گا، عام شخص کا بلانا نہ سمجھو، فوراً اتباع کرو، اس کی ایک تفسیر یہ ہے۔

(۲)..... دوسری تفسیر یہ ہے کہ تم جب رسول اللہ ﷺ کو بلائے ہو، تو عام شخص کی طرح نہ



بلانا، آداب کا، القاب کا، صفات کا لحاظ رکھ کے، پھر رسول اللہ ﷺ کو بلائیں۔  
 (۳)..... تیسری تفسیر کہ نبی پاک ﷺ کی دعا کو عام شخص کی دعا نہ سمجھنا، اگر کسی بات پر کسی شخص سے رسول اللہ ﷺ ناراض ہو جائیں اور اس کے خلاف بدعاء کر دیں، تو یہ عام شخص کی بدعاناہ سمجھنا، فوراً قبول ہو جائے گی، لہذا اس طرح کی صورت سے بچ کر رہنا، کوئی ایسا جملہ کوئی ایسی حرکت رسول اللہ ﷺ کے ادب کے خلاف نہ کرنا، کہی ایسا نہ ہو کہ رسول اللہ ﷺ بدعاء کر دیں۔

### ثابت بن قیس کا واقعہ:

اور ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشہور صحابی ہیں، یہ اپنے گھر میں بیٹھ کر رونے لگے، آپ ﷺ نے ایک دو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ ثابت حاضر نہیں ہو رہے تو ساتھیوں نے کہا حضرت وہ بیمار تو نہیں ہے، معلوم نہیں وہ کیوں نہیں آ رہے، آپ نے فرمایا اس کو بلاؤ، ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ گئے اور ثابت کو آپ ﷺ کا حکم نامہ سنایا کہ حضرت یاد فرما رہے ہیں، ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلدی سے حاضر خدمت ہوئے، آپ ﷺ نے پوچھا ثابت کیا بات ہے؟ آپ حاضر نہیں ہو رہے ہونماز میں مجلس میں؟ کیا وجہ ہے؟ عرض کیا حضرت میری آواز قدرۃ اونچی ہے، آیت نازل ہوئی ہے کہ نبی کے سامنے ادب سے اور دے الفاظ سے بولو، میں یہ سمجھتا ہوں کہ مجھ سے کئی دفعہ اونچی آواز سے گفتگو ہوئی ہے، میری آواز اونچی ہے، تو کہیں میں جہنمی ہو گیا ہوں اور قرآن نے بتایا کہ اعمال سارے ضائع ہو جائیں گے، اسی پریشانی کی وجہ سے حاضر خدمت نہیں ہو رہا ہوں۔

آپ نے فرمایا:

”یا ثابت بن قیس! لاتحزن“

اے قیس کے بیٹے پریشان نہ ہو، یہ تیرے بارے میں نہیں ہے، وہ تو جب بے ادبی کی نیت سے اونچی آواز میں بولا جاتا ہے، تو سارے اعمال ضائع ہو جائیں گے اور وعید کا وہ مستحق ہوگا، سزا کا وہ مستحق ہوگا۔

اور پھر فرمایا اے ثابت کیا تم یہ نہیں چاہتے ہو کہ خوشگوار زندگی گزارو اور شہادت کی موت

نصیب ہو جائے، اور جنت میں داخل ہو جاؤ، حضرت ضرور چاہتا ہوں، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ ثابت بن قیس جارہا ہوتا، تو ہم آپس میں بات کرتے کہ دنیا میں جنتی جارہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بشارت جس کو حاصل ہوگی، آپ کی بشارت ہے، تو دنیا میں جنتی جارہا ہے، جنگ یمامہ میں جو مسلمہ کذاب کے خلاف حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں جنگ ہوئی، یہ وہ شخص ہے جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا، اور بہت بڑی جنگ ہوئی، یہ حضرت خالد بن ولید کی زیر قیادت تھی اور اس میں بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے تھے اور ڈیڑھ ہزار کے قریب صرف حفاظ و قراء شہید ہوئے تھے، لیکن مجموعی طور پر ستائیس ہزار صحابہ کرام اس جنگ یمامہ میں شہید ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے فتح نصیب فرمائی۔

یا ثابت اما ترضی ان تعیش حمیدا و تقتل شہیدا و تدخل

الجنة (موطا امام مالک جلد اول: ۹۴۵)

یہ شخص جنگ میں گھس گئے، تلوار لے کر کاٹتے کٹاتے آخر میں شہید ہو گئے، ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور رسول اللہ ﷺ کی اس بشارت کا عملی نمونہ بن گئے، آپ زندگی خوشگوار گزارا اور شہادت نصیب کرو اور پھر جنت میں داخل ہو جاؤ۔

### شہادت کے بعد کا واقعہ:

سیرۃ الصحابہ شیخ شاہ معین الدین احمد الندویہ جلد تین صفحہ ۲۵۷ پر لکھتے ہیں کہ حضرت ثابت بن قیس کے بدن پر زرہ نہایت عمدہ تھی ایک مسلمان نے اتار لی، ایک دوسرے مسلمان نے خواب میں دیکھا کہ حضرت ثابت بن قیس ان سے کہہ رہے ہیں کہ ”فلاں مسلمان نے میری زرہ اتار لی ہے تم خالد سے کہو کہ اس سے وصول کر لیں، اور مدینہ پہنچ کر حضرت ابو بکر صدیق سے کہنا کہ ثابت پر اتنا قرض تھا وہ اس زرہ کو بیچ کر ادا کریں اور میرا فلاں غلام آزاد کر دیں، حضرت خالد نے زرہ لے لی اور حضرت ابو بکر صدیق نے اس وصیت پر عمل کیا یہ واقعہ بخاری میں بھی مذکور ہے لیکن مختصر ہے، طبرانی نے نہایت تفصیل سے اس کو حضرت انس سے روایت کیا ہے۔

شہادت کے بعد ایک صحابی کو خواب میں آئے، اس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ فلا نے پہاڑ کے اوپر چلے جاؤ، بڑے سے پتھر کی نیچے میری زرہ پڑی ہوئی ہے، وہ لے لو، میرا گھوڑا فلاں درخت کے ساتھ باندھا ہوا ہے، اسے کھول لو اور یہ دونوں چیزیں جا کر خلیفہ وقت امیر المومنین حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جا کر دو اور فلاں بن فلاں کا میں نے اتنا قرضہ دینا ہے، حضرت سے درخواست کرو، میرا قرضہ ادا کر دیں اس کو بیچ کر، میں اپنے رب کے فیصلے پر راضی ہوں، میں اپنے رب سے جا ملا ہوں۔

تاریخ اسلام میں یہ ایک شخص ہے ایسا کہ جس کی وصیت مرنے کے بعد ہوئی اور نافذ العمل ہوئی، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں یہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوا، کہا حضرت! ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہو گئے اور مجھے خواب میں آ کر یہ وصیتیں کی ہیں، انہوں نے وصیت کے مطابق پہلے سے سارے کام کئے تھے، زرہ تلاش کر لی ہے، گھوڑا کھول لایا ہوں، پورا واقعہ سنایا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس آدمی کو بلایا اور کہا فلاں بن فلاں نے آپ کا اتنا قرضہ دینا ہے، اس نے کہا جی ہاں، حضرت! دینا ہے، تو اب اس سے اور کیا صداقت ہو سکتی ہے؟ وہ زرہ بیچ کر وہ قرضہ دیا گیا اور تاریخ اسلام نے ممتاز حروف کے ساتھ ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس وصیت کو لکھا کہ مرنے کے بعد وصیت کی اور وہ وصیت نافذ العمل ہوئی۔

### آیات کا پس منظر:

قبیلہ بنو تمیم مشہور قبیلہ ہے، قرآن سات لغتوں میں نازل ہوا ہے، ان میں سے ایک لغت بنو تمیم کی بھی ہے، اس کے کچھ افراد رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے اور کچھ سوالات کرنے کے لئے آئے، کچھ مسائل پوچھنے تھے، دوپہر کا وقت تھا، حضرت آرام فرما رہے تھے، یہ حجروں کی چار دیواری کے باہر اونچے اونچے آواز کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کو بلانے لگے، بعض حضرات نے ان کا نام لکھا ہے اقرع بن حابس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھ ایک اور ساتھی تھے، وہ یوں کہنے لگ گئے:

أُخْرِجْ إِلَيْنَا يَا مُحَمَّدًا!..... أُخْرِجْ إِلَيْنَا يَا مُحَمَّدًا!

ڈاکٹر اسرار احمد: یا محمد اخرج الینا

مسند احمد جلد نہم: ۳۸۶۸

ابن اسحاق فی السیرة

محمد لقمان سلفی تیسیر الرحمن لیبان القرآن

محمد بن اسحانے واقعات میں لکھا ہے

ابن کثیر جلد چہارم: ۲۰۸

روح المعانی ۲۶/۱۳۹

امام طبرانی اور ابو یعلیٰ زید بن ارقم راوی

ابن جریر نے اقرع سے روایت کیا ہے

عبدالرزاق نے بواسطہ معمر قتادہ

اوپنی اوپنی آواز میں یہ پکارا اور آپ باہر تشریف لائیں کہ حضرت کچھ مسئلہ پوچھنا ہے اس دوران سورۃ الحجرات کی آیات نازل ہوئیں، فرمایا:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِنْ وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا

يَعْقِلُونَ﴾ الحجرات: ۴

میرے نبی کو حجروں کے باہر سے پکارنے والے بے عقل ہیں:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا

تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ

وَ أَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ﴾ الحجرات: ۲

اے اہل ایمان! اپنی آوازوں کو میرے پیغمبر کی آواز سے اونچا بھی نہ کیا

کرو، آپس میں جیسے ایک دوسرے کو پکارتے ہو، ایسے میرے پیغمبر کو نہ

پکارا کرو، ورنہ تمہارے سارے اعمال برباد کر دیئے جائیں گے اور تمہیں پتہ

بھی نہیں چلے گا۔

یہ آیات نازل ہوئیں، جب اقرع بن حابس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو یوں اونچی آواز کے ساتھ بلایا اور اچھے سمجھدار پڑھے لکھے آداب مجلس سے واقف تھے، ان کی تعریف کی قرآن نے وحی کے ذریعے سے فرمایا:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ﴾

وہ لوگ جو ہمارے نبی کی مجلس میں آ کر دبے دبے الفاظ میں بولتے ہیں

﴿أُولَئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ

وَأَجْرٌ عَظِيمٌ﴾

میرے نبی کی وہ باادب جماعت جب دبے دبے الفاظ سے میرے نبی کے سامنے گفتگو کرتے ہیں اور اللہ پاک نے اس جماعت کا امتحان لیا ہے، اب دیکھو اس جماعت کا مدرس ہے، اللہ کا رسول اور ممتحن ہے، اللہ یہ دنیا کا ممتحن نہیں ہے، کائنات کا خالق امتحان لے رہا ہے، دوستو یہ بڑا مشکل ہے، یہ تلواروں کے سائے میں امتحان دینا پڑا، یہ گردن کے کٹنے کی شکل میں امتحان دینا پڑا، یہ کئی کئی دنوں کے بے ہوش پڑے رہنے سے امتحان دینا پڑا، رب فرما رہا ہے کہ میں نے امتحان لیا، اپنے نبی کی جماعت کا، ان کے دلوں کا، کہ تقویٰ کتنا ہے؟ یہ امتحان میں کامیاب ہوئے، پھر انعام کیا ملا

﴿لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ﴾

اس امتحان میں پاس ہونے والوں کو انعام دیا، ان کی مغفرت کر دی اور اجر عظیم دے دیا، یہ اس جماعت کی بات کی جو آداب کو ملحوظ رکھ رہے تھے اور جن سے بے ادبی ہو گئی، صرف اونچا پکار دیا، ممکن ہے ان کو بھی اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا ہو، دیہاتی لوگ تھے، آداب نہیں جانتے تھے، ان پڑھ تھے، آواز اونچی ہو گئی۔

حبطت اعمالہم کی سزا:

غور کرنا ہے:

﴿أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ﴾

تمہارے سابقہ تمام اعمال کو برباد کر دوں گا، تمہیں پتہ بھی نہیں ہوگا، پورے قرآن کو آپ

پڑھیں ترجمہ کے ساتھ، جہاں کہیں بھی ﴿حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ﴾ آیا ہے، وہاں کفر اور شرک کے بعد آیا ہے، کہ ان کے اعمال ختم کر دیئے گئے، برباد کر دیئے گئے اور نبی کے حجرے کے بعد یہ جملہ کہنا ”اخرج الینا یا محمد!“ کہتے ہی تمہارے اعمال برباد کر دوں گا، یہ اتنا بڑا گناہ ہے نبی کو اس انداز سے پکارنا کہ اس سے سارے اعمال برباد ہو جائیں گے۔

### ادب کا لحاظ قبل الموت و بعد الموت:

حضرات مفسرین نے اس آیت کے تحت یہ مسئلہ لکھا ہے کہ یہ ادب کا پیغام قبل الموت اور بعد الموت یکساں ہے، رسول اللہ ﷺ کے زمانہ حیات میں بھی یہی حکم ہے کہ آپ کے سامنے اونچی آواز سے نہیں پکارنا ہے اور آپ دنیا سے پردہ کر گئے، اپنے روزے میں آرام فرما رہے ہیں، روزے کے باہر بھی اونچی آواز کے ساتھ پکارنا بے ادبی ہے، آپ آرام کر رہے ہیں، کوئی اونچی آواز کے ساتھ

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

کہتا ہے، تو یہ بھی بے ادبی ہے، دھیمی دھیمی الفاظ اور ادب کے ساتھ دل سنجیدہ سنجیدہ زبان رنجیدہ رنجیدہ ایسی حالت طاری کر کے میرے پیغمبر کے روضے پر سلام پیش کر کے حاضری دینی ہے اور اگر وہاں بھی اونچی آواز کے ساتھ سلام پیش کر دیا، تو بے ادبی ہو جائے گی، اعمال ضائع ہوں گے، لہذا اس چیز کا خیال رکھنا چاہئے۔

### عبداللہ بن عباسؓ کا واقعہ:

دوستو! اس حدیث کی روشنی میں کہ حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ میرے روضے کے پاس جب کوئی مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو میں خود سنتا ہوں، اس کا جواب دیتا ہوں۔ (مشکوٰۃ جلد اول: ۸۸۹) امت مسلمہ کا عقیدہ ہے۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشہور صحابی ہیں اور آپ ﷺ نے ان کو لقب دیا تھا ”اقرء الصحابة“ سب سے پیارا قرآن پڑھنے والا ابی بن کعب اور یہ وہ ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس نے مسجد نبوی میں سب سے پہلے بیس رکعت تراویح پڑھائی ہیں، حضرت

عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اجماع منعقد کیا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر بیس رکعت ترواح پر، تو مسجد نبوی کا پہلا مصلیٰ سنانے والا حافظ ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، حضرت ابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت پیارا قرآن پڑھا کرتے تھے (موطا امام مالک جلد اول: ۲۴۰) اور آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ

يَا أَبَىٰ! اقْرَأْ وَأَنَا أَسْمَعُ (جامع ترمذی جلد دوم: ۱۸۶۹) قال

له ان الله امرني اقرأ عليك القرآن فقرا عليه لم يكن.

تو ابی عرض کرنے لگے، حضرت آپ کے ہوتے ہوئے میں کیسے پڑھوں؟ تو حضرت فرماتے تھے کہ ابی! مجھے بھی کبھی سننے کو دل چاہتا ہے، سنا تا تو ہر روز ہوں، کبھی کبھی سننے کو دل چاہتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر جاتے تھے قراءت سیکھنے کے لئے مدینہ منورہ میں، تو ہم باہر گلی میں بیٹھ جاتے تھے، پورا دن بھی اگر حضرت باہر نہیں نکلتے، تو ہم پورا دن بیٹھے رہتے، لیکن ہمیں پتہ تھا کہ ظہر سے پہلے حضرت نکلتے ہیں، جب باہر نکلتے اور صحابہ کرام کو دیکھتے تو فرماتے بھائی! آپ نے دروازہ کیوں نہیں کھٹکایا؟ عبداللہ بن عباس کہتے ہیں میں عرض کیا کرتا تھا حضرت دروازہ کھٹکانا بے ادبی ہے، ہمیں تعلیم یہ ہے رسول اللہ ﷺ کے درس سے کہ اپنے استاذ سے دروازہ کھٹکا کے مسئلہ نہ پوچھنا، باہر پڑا او ڈال کر بیٹھنا، جب استاذ نکلے، تو پھر سبق پوچھنا، پھر ایسے با ادب شاگرد عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنتے ہیں۔

## حضرت مدنی کا واقعہ:

آج تو ایسے شاگرد بے ادب ہیں، ان آداب سے بعض طلباء بہت دور ہیں، تقسیم ہند کے وقت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو ملنے گئے شیخ العرب والعجم حضرت سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور یہ وہ حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں کہ جن کے فتویٰ سے یہ رنگ کا سفید اور دل کا سیاہ فرنگی کا نپتا تھا، یہ وہ حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ ہے، جو مالٹا کی جیل میں وقت گزارا اور کوئی حافظ نہیں تھا، وہ حافظ بن کر اپنے اساتذہ کو ترواح پڑھا کر باہر آیا، ہر روز ایک پارہ حفظ

کر کے تراویح پڑھاتے تھے، یہ وہ شیخ العرب والعجم ہے، جس نے اٹھارہ سال روضہ رسول کے سائے میں درس حدیث دیا، اب تو بہت مسجد وسیع ہو گئی، پہلے روضہ رسول کا سایہ آپ کی تہجد کی جگہ پر پڑا کرتا تھا، روضہ رسول کے سائے میں اٹھارہ سال رسول اللہ ﷺ کی حدیث پڑھائی اور ان کے شاگرد لکھتے ہیں کہ حضرت یوں فرماتے تھے: قال هذا نبی ﷺ یہ وہ شخص ہے جس کا میں تعارف کرواتا ہوں اور یہ ملنے کے لئے گئے تھانہ بھون میں حضرت اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے، رات دیر سے ریل پہنچی، خانقاہ کے باہر فٹ پاتھ پر لیٹے رہے، صبح تہجد کے وقت خانقاہ کھلی، حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ عجیب بات ہے، یہ دنیا کے اتنے بڑے علماء باہر فٹ پاتھ پر لیٹ رہے ہیں، ان سے کہا کہ حضرت آپ نے دروازہ کیوں نہیں کھٹکایا، کہا ہمارے پیغمبر کا درس یہ ہے

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِنْ وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ﴾

کہ حجرے کے باہر جو پکارتے ہیں اپنے اساتذہ کو معلم کو نبی کو اپنے بڑے کو وہ بے عقل ہیں اس آیت کا لحاظ کرتے ہوئے باہر فٹ پاتھ پر پڑاؤ ڈالا اور آپ کا دروازہ نہیں کھٹکایا اور یہ بھی معلوم تھا کہ اس جگہ خانقاہ کے اصول بڑے سخت ہیں، ان کا بھی احترام کیا ہے۔

**بڑوں کا ادب:**

حضرت قاضی ابوبکر ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ وہ کہتے ہیں کہ جیسے صحابہ کو ادب کا حکم تھا، کہ نبی کا ادب کرنا ہے، بڑوں کا ادب کرنا ہے، ایسے ہی مسلمان عوام پر واجب ہے کہ اپنے اساتذہ کا، اپنے والدین کا، اپنے بڑوں کا، اور علماء و محدثین کا ادب کریں، احترام کریں، تب کچھ آئے گا۔

انہوں نے دین کو کب سیکھا رہ کر شیخ کی خدمت میں  
پڑھے کالج کے چکر میں مرے صاحب کے دفتر میں  
انہیں کیا پتہ کے علم کیسے آتا ہے؟ اور کیسے زانوائے تلمذ بچھانا پڑتا ہے؟ تب جا کر کچھ حصہ علم  
ملتا ہے، کچھ نور ملتا ہے۔



## قرآن کریم کا ادب:

علمائے ان ہی آیات کے تحت یہ بھی لکھا ہے کہ جب قرآن مجید پڑھا جا رہا ہو، تو اس وقت بھی خاموشی کے ساتھ ادب کے ساتھ سننا واجب ہے، خواہ ریڈیو میں قرآن کی تلاوت آرہی ہو، یا قاری سامنے پڑھ رہا ہو، جب کسی کام میں مصروف ہوں، تو اس کو بند کر دیں اور قرآن پاک نے امر کے ساتھ حکم فرمایا:

﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾

الاعراف: ۲۰۴

جب تمہارے سامنے لوح محفوظ میں محفوظ رکھنے والی کتاب قرآن کی تلاوت ہو رہی ہو، تو خاموش ہو جاؤ، ادب سے سنو، جب یہ پہلو اختیار کرو گے، تو کتاب کے سننے کے ثمرات حاصل ہوں گے اور یقیناً تم پر رحم کیا جائے گا اور جو لوگ شور مچاتے ہیں، ان کا بھی حکم قرآن نے نقل کیا ہے، فرمایا:

﴿وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَسْمَعُوا لِهَذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوْا فِيهِ لَعَلَّكُمْ

تَغْلِبُونَ﴾

کفار نے میٹنگ بلوائی، یہ قرآن کی آواز اور اللہ کی آواز کو بلند کرنے والوں کو کیسے مٹائیں گے؟ یہ اللہ کے ذکر کے ترانے پڑھ رہے ہیں، آواز گونج رہی ہے، اس کو کیسے مٹایا جائے؟ تو کہنے لگے: جہاں قرآن پڑھا جا رہا ہو، وہاں شور مچاؤ، ہو سکتا ہے کامیاب ہو جاؤ، شور مچاؤ، تو حافظ کو متشابہ لگ جائے، ہو سکتا ہے کامیاب ہو جاؤ، قرآن نے کفار کا عمل بیان کیا ہے کہ جب قرآن پڑھا جا رہا ہو، کفریوں کرتے تھے۔

## مسلم کا ایمان کہاں گیا!

میں نے تاریخ ہند میں ایک بات پڑھی ہے، آپ بزرگ حضرات ہیں آپ نے بھی مطالعہ کیا ہوگا، ہندوؤں کا جب کوئی جلوس گزرتا تھا، تو وہ جب مسجد قریب آتے تھے، ان کا بڑا کہتا تھا عبادت خانہ آ گیا ہے، ڈھول وغیرہ بند کر دو، مسجد کے حدود سے گزر جاتے،

تو پھر شروع کر دیتے، افسوس کی بات ہے مسجد کے قریب لوگ اپنی گاڑیوں کو روک کر اونچی موسیقی بجاتے ہیں اور فخر کرتے ہیں قرآن قرآن پڑھنے کی جگہ قرآن پڑھنے والوں کی محفل میں شور مچانے والے کافر ہوتے ہیں، غیر مسلم تو خانہ خدا کا خیال کرے اور مسلم تو خانہ خدا کا خیال نہ کرے، تو پھر یوں ہی خدا کا عذاب آتا ہے۔

### حدیث کا ادب:

علماء نے لکھا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کا فرمان نقل کیا جا رہا ہو، تو آپ کی حدیث مبارک پڑھی جا رہی ہو، آرام سے ادب کے ساتھ سنو، یہ بھی ثواب ہے اور جب اس کے بعد اٹھ کر چلے جاؤ گئے اور پھر اس پر عمل کرو گے، تو یہ دھرا ثواب ہے، رسول اکرم ﷺ کی حدیث حتیٰ کہ بیان کرتے وقت بھی علماء ڈرتے رہتے ہیں، کہیں تقدم تاخر نہ ہو جائے، بے ادبی ہے، گناہ ہے اور صحیح حدیث ہے رسول اللہ ﷺ کی فرمایا

”مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَّبِعُوا مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ“۔ صحیح

مسلم جلد اول۔ لا تكذبوا على من يكذب على يلج

النار۔ (مسند احمد جلد دوم حدیث ۱۱۲۸) قال اتقوا

الحدیث عنی لا ما علمتم قال ومن كذب على القرآن بغير

علم فليتبوا مقعده من النار۔

جو میری طرف جھوٹ منسوب کریں کہ یہ نبی کا فرمان ہے، جب کہ وہ میرا فرمان نہیں، صرف رعب ڈال رہا ہے، مجمع پر ساتھیوں پر اپنی قابلیت بیان کر رہا ہے، کہ میں حدیث نقل کر رہا ہوں، جب کہ میرا فرمان نہیں ہے، میری طرف جھوٹ منسوب کر رہا ہے، اس کو چاہئے کہ اپنے آپ کو جہنم کے لئے تیار کر لے، کتنی سخت وعید ہے۔

سنو عمل کرو گے دھرا ثواب اور اگر بے ادبی کرو گے رسول اللہ ﷺ کی ذات کے سامنے اونچے بولنا، یا نبی کے فرمان کے سامنے اونچے الفاظ سے بولنا دونوں معنی واحد ہے، تو خطرہ ہے ایمان ضائع ہونے کا۔

## ادب نبی کا خیال کیجئے!

نبی کی پکار کو عام پکار نہ سمجھنا، جب نبی کسی کو پکارے، تو دوڑتے ہوئے آو اور جب آپ لوگ بلائیں، تو یا رسول اللہ! یا حبیب اللہ! یا نبی اللہ! ادب کے ساتھ اجازت لے کر اور جب آپ باہر تشریف لائیں، تو مسائل بتانے کی جگہ پر تشریف رکھیں، پھر مسائل پوچھیں، جب آپ آرام فرما رہے ہوں، تو پھر بھی سوال کرنا بے ادبی ہے، حضرت رسول اکرم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہی ادب کامل درجے کا اپنایا اور جب یہ آیت نازل ہوئی

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ﴾

تو ہر صحابی سوچنے لگا کہ کبھی مجھ سے بھی اونچی آواز ہوگئی ہوگی، رونے لگے، گناہوں کی معافی میں مصروف ہو گئے، کہیں ایسا نہ ہو کہ عمل ضائع ہو چکا ہو اور پھر یہی ادب بعد والوں کو سکھایا جو جتنا با ادب ہو اوہ اتنا مقام پاتا گیا۔

## صوبہ نیمروز کا واقعہ:

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بہت اونچے بزرگ ہیں، جن کو پیران پیر کہتے ہیں اور یہ شافعی المسلک تھے اور آپ کو بتاؤں حنفی مسلک تھوڑا سا آسان ہے، شافعی مسلک سخت ہے، عقیدے میں تقریباً برابر ہیں، لیکن دیگر امور میں بہت سخت ہیں، چنانچہ ان حضرات کے نزدیک تو نماز اگر جان بوجھ کر چھوڑ دی، تو قریب من الکفر ہو گیا، اصل بات تو یہ ہے کہ ان کے اقوال اور طریقہ کار پر عمل کرنا کہ وہ نیک کتنے تھے اور نماز کے کتنے پابند تھے، سخر علاقے کا بادشاہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا، شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بغداد کے قریب ایک صوبہ ہے نیمروز، اس علاقے کا والی اور بادشاہ اس پورے خطے کو سخر کہتے ہیں، خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا حضرت صوبہ نیمروز ہدیہ میں قبول فرمائیے اور اس کی جو کچھ آمدن اور جو کچھ آتا ہے، یہ طلباء میں علماء میں خانقاہ میں مریدین میں خرچ کرتے رہئے، کہا بھائی! مجھے ضرورت نہیں ہے، جو خالص اللہ کا نام لینے والے ہیں، اللہ کے رسول اللہ ﷺ کی ادب کی شکل میں سلام پیش کرنے والے ہیں، ان کو اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ ضائع نہیں کرے گا،

ان کو رزق ملتا رہے گا، بادشاہت نہیں چاہئے، بادشاہ اسرار کر رہا ہے کہ آپ ہدیہ میں صوبہ نیمروز قبول کر لو، شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا، وہ سننے کے قابل ہے۔ فرمایا:

چوں چتر سخری رخ بختم سیاہ باد  
در دل اگر بود ہوس ملک سخرم  
زانگہ کہ یافتم خبر از ملک نیم شب  
من ملک نیم روز بیک جو نمی خرم

اے سخر علاقے کے بادشاہ! عبدالقادر کو ہدیہ دے رہا ہے نیمروز صوبے کا، ذرا سن لے میری داستان بھی کہ عبدالقادر کے دل میں صوبہ نیمروز کی ہوس پیدا ہو جائے تو عبدالقادر کا نورانی بخت تاریک ہو جائے گا، ہمیں یہ درس ملا ہے اللہ اور اللہ کے رسول کے پیغام سے کہ ہم نے اس کے حکموں کو اور اس کے نبی کی شریعت اور طریقت کو بادب طریقے سے بجالانا ہے اور وہ ہستی ہمیں عزت کے طریقے سے ہمیں رزق پہنچاتی رہے گی۔

سنو بات تم مجھے ملک نیمروز کی صوبائی حکومت عطا کرنا چاہتے ہو، لیکن مجھے تو پہلے سے ہی باہ شاہت حاصل ہے، میں اس بادشاہت کو کیا کروں۔ مجھے تو رات کو اٹھ کر اللہ کے سامنے سر بسجود ہونے کی بادشاہت حاصل ہے، اس بادشاہت کے مل جانے کے بعد اور مجھے کوئی بادشاہت نہیں چاہئے، تم سخر علاقے کی بادشاہت دیتے ہو اور میں رات کو اٹھ کر جب سر بسجود ہو کر مانگتا ہوں، اللہ نے عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کو ایسی بادشاہت دی ہے کہ سب عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کو زندگی میں بھی دعائیں دے رہے ہیں، عبدالقادر کے مرنے کے بعد بھی رحمۃ اللہ علیہ کہتے رہیں گے بادشاہت دور کر دی کہ بادشاہت کی نہیں ضرورت۔

علامہ اقبال کی التجاء:

میں ایک بزرگ کے ساتھ مجلس میں بیٹھا تھا، اس معزز شخص نے مجھے ایک ادب کی عجیب بات سنائی کہ جب علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ دنیا سے جانے لگا، بیمار تھا، ادب دیکھو رسول اللہ ﷺ کا، وہ معافی کی دعا کر رہا ہے، کہتا ہے:

تو غنی از دو عالم من فقیر

روز محشر عذرہائے من پذیر  
گر تو می بنی حسابم ناگزیر  
ز نگاہ مصطفیٰ پنہا بگیر

اے رب العالمین! جب تو بادشاہت پہ آئے، شہنشاہیت پہ آئے، دینے پر آئے، ستر سالہ کافر بھی جب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ لے، تو اللہ معاف کر دیتا ہے، اقبال گناہگار تو ضرور ہے، لیکن بچپن سے مؤمن چلا آ رہا ہے اور کوئی پونجی نہیں ہے، مگر آپ کی توحید کا ترانہ اور اپنے نبی ﷺ کی خوبیوں کا ترانہ ہمیشہ پڑھتا رہتا ہوں

تو غنی از ہر دو عالم من فقیر  
روز محشر عذرہائے من پذیر

جب شہنشاہیت پر آئے، معاف کرنے پر آئے، تو ستر سالہ ابو قحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد کو اسلام کی دولت ملی سکتی ہے، ان کو صحابی کا لقب مل رہا ہے، جنت کا ٹکٹ مل رہا ہے اور عجیب دنیا کی تاریخ ہے بیٹا مسلم ہے، صدیق ہے، صحابی رسول ہے اور یار غار رسول ہے، اپنے بوڑھے کافر اور مشرک باپ کو بازو سے پکڑ کر خدمت رسول ﷺ میں لا رہا ہے اے تاجدار دو عالم! میں اپنے بوڑھے باپ کو آپ کی خدمت میں لا رہا ہوں، یہ آپ کے سامنے بیٹھ کر کلمہ شہادت پڑھے گا، ان کی ستر اسی سالہ مشرکانہ زندگی بدل جائے گی اور ان کی جہنم جنت سے بدل جائے گی، تو اقبال رحمۃ اللہ علیہ کہتا ہے

تو غنی از ہر دو عالم من فقیر

تو بخشے پر آئے تو یوں بخشا ہے

روز محشر عذرہائے من پذیر

اے رب العالمین! تو بادشاہ تیری ہی عدالت ہے، جس کو چاہے بغیر حساب کے جنت میں پہنچا دے، جس کو چاہے صرف پانی کے حساب سے گرفتار کر دے، اگر آپ نے اقبال سے حساب لینا ہی ہے، تو پھر آپ سے درخواست یہ کرتا ہوں کہ میرا حساب رسول اللہ ﷺ کے

سامنے نہ لینا، اس لئے کہ میں نے اپنے پیغمبر کی جب سیرت پڑھی، اس میں یہی نظر آیا اپنی امت کے لئے دعائیں کر رہے ہیں اور اقبال جیسا بد قسمت امتی جب اپنا حساب دے رہا ہوگا اپنے نبی کے سامنے، تو مجھے رسوائی ہوگی۔ اگر حساب لینا ہے تو میرے نبی ﷺ کے سامنے میرا حساب نہ لینا۔

اللہ رب العزت میں دین کی سمجھ اور عمل کی توفیق نصیب فرمائے۔

﴿.....وَأَخِرُ دَعْوَانَا أَنْ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.....﴾

## لباس رسول ﷺ

الْحَمْدُ لِلَّهِ . الْحَمْدُ لِلَّهِ ، وَ كَفَى وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ  
الرُّسُلِ وَ خَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ ، وَعَلَى آلِهِ وَ أَصْحَابِهِ الَّذِينَ أَوْفُوا  
عَهْدَهُ ، الَّذِينَ هُمْ خُلَاصَةُ الْعَرَبِ الْعَرَبَاءِ وَ خَيْرُ الْخَلَائِقِ بَعْدَ  
الْأَنْبِيَاءِ . أَمَّا بَعْدُ

فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ  
الرَّحِيمِ ﴿يَبْنِي آدَمَ قَدْ أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ لِبَاسًا يُؤَارِي سَوَاتِكُمْ  
وَرِيثًا وَ لِبَاسُ التَّقْوَى ذَلِكَ خَيْرٌ ذَلِكَ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ لَعَلَّهُمْ  
يَذَكَّرُونَ﴾ الاعراف: ۲۶

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : الْبِشْوَا مِنْ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضِ فَإِنَّهَا مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكُمْ  
وَ كَفِنُوا فِيهَا مَوْتَاكُمْ . (سنن ابی داؤد کتاب اللباس ، باب فی  
البیاض : ۴۰۶۱)

صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ ، وَصَدَقَ رَسُولُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيمُ ، وَنَحْنُ عَلَى  
ذَلِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِينَ وَالشَّاكِرِينَ ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ  
الْعَالَمِينَ .

تمہید:

سورۂ اعراف کی ایک آیت کریمہ اور رسول اللہ ﷺ کا ایک رشاد پاک تلاوت کیا، جس  
کے اندر انسانوں کو لباس کے متعلق ہدایات دی گئی ہیں۔

آیت کا مفہوم:

فرمایا اے بنی آدم! ہم نے تمہارے لئے لباس کو نازل کیا ہے اور اس میں خوبصورتی بھی

ہے اور تقویٰ کا لباس تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے۔ بلاشبہ اس کے اندر نشانیاں ہیں نصیحت حاصل کرنے والوں کے لئے کہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

### حدیث کا مفہوم:

جناب نبی پاک ﷺ کے فرمان کا مفہوم یہ ہے کہ تم سفید لباس پہنا کرو، یہ تمام لباسوں میں سے بہتر ہے اور مردوں کو سفید کفن میں ہی کفنایا کرو۔

### لباس انسان کی امتیازی شان:

جو اس آیت کریمہ میں لباس کے متعلق بات ذکر ہوئی، یہاں بنی آدم کا لفظ ذکر ہوا ہے یعنی سب انسانوں کو یہ ہدایت دی ہے کہ انسانوں کے واسطے ہم نے لباس نازل کیا ہے، گویا جہاں اور باتیں ہیں، وہاں انسانوں اور جانوروں میں فرق کے لحاظ سے کہ ان کو گونگا بنایا..... اس کو زبان دی۔

ان کی خوراک کچھ اور ہے..... اس کی خوراک کچھ اور ہے۔

ان کو غیر مکلف بنایا..... اس کو مکلف بنایا۔

جانوروں اور انسانوں میں فرق کے لئے لباس بھی نازل کیا، جانوروں کی وضع قطع ایسی بنائی کہ بغیر لباس کے بھی وہ گندے نہیں لگتے، ان کی ستر کی شکل اس طرح بنا دی کہ وہ بد ہیئت نظر نہیں آتے اور انسان کی وضع قطع ایسی بنائی کہ یہ لباس کے ساتھ خوبصورت ہے، لباس کے بغیر یہ بے حیا ہے، بے شرم ہوگا، یا پاگل ہے اور اس کی فطرت میں حیا رکھی ہے، کوئی شخص اپنی فطرت کو بد اعمالیوں سے بدل دے، تو یہ اس کی بد قسمتی ہے، اللہ نے اس کے لباس میں حیا رکھا ہے۔

### حیاء انسانی کی ابتداء:

حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب حکم ہوا کہ آپ نازل ہو جاؤ، جنت سے نیچے اتر جاؤ اور جنتی لباس اللہ پاک نے فرمایا اتار دو، جسے لباس اتارا گیا، قرآن نے بتایا کہ



﴿فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْآتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفْنَ

عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ﴾ الاعراف: ۲۲

جب لباس جنت کا اتر گیا، وہاں چھپتے تھے، وہ اپنے اوپر پتے رکھنے لگے کہ ہم ننگے ہو رہے ہیں، شرم آرہی ہے، حالانکہ اللہ نے خود اتارا ہے، پھر دنیا کا لباس دے دیا، لیکن درمیان میں تھوڑا سا وقفہ ہو گیا تھا، جنت کے لباس کے اتارنے میں اور دنیا کے لباس دینے میں درمیان میں کچھ وقفہ ہو گیا تو وہ اپنے اوپر پتے جمع کرنے لگے، کہ ہم ننگے ہو رہے ہیں، حالانکہ وہاں کوئی انسان اور دیکھنے والا بھی نہیں تھا۔

### مشرکین کا عمل:

مشرکین مکہ نے شرک و بدعت کے علاوہ بہت کچھ غلط ایجاد کیا ہوا تھا، اس میں ایک یہ اصول بنایا ہوا تھا کہ طواف میں مرد اور عورتیں بیت اللہ شریف کا طواف کریں، تو ننگا کریں، کپڑوں کے ساتھ طواف نہیں کریں گے، پھر اتنا خیال کیا کہ مرد دن کو طواف کریں گے اور عورتیں رات کو طواف کریں گی، ننگے اور عورتیں رات کو کرتی تھیں کہ رات کو جب طواف کرتی باوجود رات ہونے کے تاریک ہونے کے اور اپنے ان جاہل سرداروں سے ڈر کی وجہ سے ننگی تو کرتی تھیں، لیکن شرم کرتی تھیں، حالانکہ زمانہ جاہلیت ہے، اسلام نے تو بعد میں ہدایات دی، واقعہ نقل کرنے سے نقطہ اخذ کرنا ہے کہ انسان کی فطرت میں حجاب ہے، وہ ننگا ہونا برداشت نہیں کرتا، فوراً اپنے اوپر لباس کولاتا ہے، تو جانوروں اور انسانوں میں فرق یہ ہے

### لباس کے حدود:

﴿يَا بَنِي آدَمَ قَدْ أَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا﴾ الاعراف: ۲۶

کے تحت علماء نے لکھا ہے کہ لباس سے مراد وہ لباس ہے جس سے فرض جوستر ہے وہ پورا ہو، جسے مرد کا لباس ناف سے گھٹنوں کے نیچے تک یہ فرض ہے اور لباس کی اگلی قسم یہ ہے کہ خوبصورتی ہو لباس میں، لباس کی خوبصورتی یہ ہے کہ گردن سے لیکر ٹخنوں کے اوپر تک لباس ہو، ورنہ یہ اصل میں عربی زبان کا لفظ ہے، یہ پروں کو کہتے

ہیں اللہ پاک نے پرندوں کو کیسے پردیئے ہیں، وہ بالکل بچوں کے نزدیک ٹخنوں تک ہوتے ہیں، اوپر سے ان کے اوڑھنے کا نظام ہے اور گردن پر بھی اور سر پر بھی ساری جگہ میں ریش پروں کے ساتھ پرندوں کو لباس پہنا دیا، اسی طرح انسانوں کے لباس کو تشبیہ دی، ایک تو لباس فرض ہے، جس کو ستر کہتے ہیں، وہ تو ضروری ہے نماز ہو غیر نماز ہو، ہر حال میں فرض ہے اور کسی کے سامنے اس لباس والی جگہ کو ننگا کرنا گناہ کبیرہ ہے۔

کسی کا ان جگہوں کو دیکھنا گناہ کبیرہ ہے، اب بعض لوگ کھیلا کرتے ہیں، گیم کرتے ہیں وغیرہ، چھوٹا سا نکر پہن لیتے ہیں، جس سے گویا فرض ستر یعنی شرم گاہ ہیں چھپتی ہیں اور سب تماشہ گیر تماشہ دیکھ کرتا لیاں بھی بجاتے ہیں، یہ سب گناہ گار ہو رہے ہیں، جو فرض ستر ہے، اس کا چھپانا بھی فرض ہے اور وہ ایسا فرض ہے دکھانا جائز نہیں ہے، حتیٰ کہ بعض صوفیاء نے اس حد تک لکھا ہے کہ اس جگہ میں ہاتھ مارنا بھی جائز نہیں ہے، بعض ساتھی مذاق مذاق میں دوسرے کی ران پر ہاتھ مار لیتے ہیں، یہ ستر ہے، جائز نہیں ہے، کمریا کندھے پر ہاتھ مارا جائے۔

### تقویٰ کا لباس:

بعض حضرات نے لباس تقویٰ کی تشریح یہ کی ہے کہ کپڑے یہ ظاہری لباس ہے، ایک اندر کا لباس ہے اور وہ ہے ایمان کا، اعمال صالحہ کا، حیاء کا، غیرت کا، اچھی نیت کا، گناہوں سے بچنے کا لباس یہ اندر کا دل کا لباس ہے، اس کو بھی ساتھ اختیار کرنا ہے، ظاہری لباس بھی پہنو، اور اندر تقویٰ کا لباس رکھو، یہ ضروری ہے اعمال صالحہ کا، ایمان کا، طہارت کا لباس یہ اندر کا ہے۔

جناب نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے ”التَّقْوَىٰ هُنَا“ تقویٰ کا تعلق دل سے ہے، کون اللہ سے کتنا ڈرتا ہے؟ کون اللہ سے کتنا شرم کرتا ہے؟ کون گناہوں کے سوچنے پر شرم محسوس کرتا ہے؟ کون گناہ کو کر کے ندامت محسوس کرتا ہے؟ کون ایسا ہے کہ گناہ کر کے بھی محسوس نہیں کرتا ہے؟ تم دنیا میں تقویٰ کی زندگی اختیار کرو، اس تقویٰ کی زندگی کے بدلے میں تمہیں اللہ پاک جنت میں لباس عطا فرمائیں گے۔

پہلی تشریح..... دل کا تقویٰ

دوسری تشریح..... یہ کہ دنیا میں نیک رہو، آخرت میں جو لباس ملے گا، وہ دنیا سے بہت بہتر ہے۔

تیسری تشریح..... فرمایا کہ یہ جو تقویٰ ہے، پرہیزگاری ہے، یہ بڑا اپنے آپ کو بچا کر چلنا ہے، گناہوں سے رسم و رواج سے ہر طرح کی الجھنوں سے خیالوں سے برے ماحول سے اپنے آپ کو سنبھال سنبھال کر چلنا ہے، تو یہ جو تقویٰ کی زندگی اختیار کرے گا، اس کا لباس بھی متقیانہ ہوگا، جو تقویٰ کی زندگی اختیار کرے گا، اس کا لباس خود اس پہننے والے کو متقیانہ زندگی اختیار کرنے کی طرف لے جائے گا، لباس کا اثر ہوتا ہے۔

### لباس عنوان ہوتا ہے:

دوستو! اسلامی لباس میں شرافت ہے، سنجیدگی ہے، تواضع ہے، انکساری ہے اور بڑی خاص طرح کی رونق محسوس ہوتی ہے اسلامی لباس میں، عاجزی اللہ کو بہت پسند ہے، جناب نبی کریم ﷺ کو بھی عاجزی زیادہ پسند تھی، آپ خود بھی عاجز مزاج تھے، اور عاجز لوگوں کو پسند کرتے تھے، ایک دفعہ کسری کا وفد ملنے کے لئے آیا، وہ مونچھوں پر تاؤ دے کر آئے تھے، اور ملنے کس کو آئے تھے؟ تین دن پڑے رہے مسجد نبوی کے ارد گرد، جب وہ ملنے کے لئے آئے، سرکار چہرہ پھیر لیتے تھے کہ یہ کیسے متکبرانہ شان میں مجھے ملنے آئے ہیں۔

فارس آتش پرست وہ مونچھوں پر تاؤ دے کر آئے تھے، مسلمانوں سنو! مونچھوں کو تاؤ دیتے ہو، ڈاڑھیوں کو منڈھاتے ہو، کس کا تشبہ اختیار کرتے ہو؟ کبھی رات کو تنہائی میں بیٹھ کر سوچا بھی کرو، ادھر سے اشعار پڑھتے ہیں، عقیدت کا اظہار کرتے ہیں اور واقعہ ہے شان والا، ہمارے نبی کی ہر ادا میں شان ہے، قوت ہے، رونق ہے، رعب ہے، خوبصورتی ہے، جمال ہے، تو کیسا امتی ہے کہ نبی کی سیرت کو نبی کی صورت کو اختیار نہیں کرتا، غور کرنا چاہئے رات کو اور حساب کتاب کرتے ہو کہ اتنی زندگی گزر گئی، ابھی کوٹھی بھی نہیں بنا سکا، بڑی مشکلوں سے رشوتیں لے کر اسلام آباد میں کوٹھی بنائی تھی، اب اس گھونسلے میں بصیرا ممکن نہیں رہا، لوگ بم مارتے ہیں، اب دوہٹی جاتے ہیں، سوچ کرو، غور کرتے ہو دنیاوی امور کو حاصل کرنے کی، تو پھر اس کے ناکام ہونے پر پریشان ہوتے ہو، کبھی آخرت کو سوچا ہے

متقی شخص کا لباس متقیانہ ہوگا، صلحاء والا ہوگا، علماء والا ہوگا، ڈھیلہ ڈھالا ہوگا، کھلا ہوگا، موٹا ہوگا، سوتی ہوگا، یہ متقیانہ لباس ہے اور واقعتاً آپ سات آٹھ سالہ بچے کو کرتہ شلوار پہنا دو، دوسرے بچے کو پینٹ شرٹ پہنا کر کھڑا کر دو، اسلامی لباس والا بچہ عاجز نظر آئے گا اور انگریزی لباس والا بچہ اکڑا ہوا نظر آئے گا، یہ لباس کا فرق ہے۔

تو اس لباس میں اتنا فرق ہے، صرف پہننے میں، تو آپ کے ساتھ ملنے کے لئے مونچھوں میں تاؤ دیکر آئے، تین دن تک پڑے رہے، مسجد نبوی میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مشورہ دیا کہ سادھے لباس میں جاؤ، عاجز ہو کر، پھر ممکن ہے ملاقات ہو جائے، داڑھیاں منڈوا کر آئے تھے، مونچھوں پر تاؤ دے کر آئے تھے، یہ میری بات غور سے دل کے کانوں سے سنتی ہے، جناب نے چہرہ انور پھیر لیا، نہیں ملاقات ہوئی اور جب ملنا ہوا عاجزانہ لباس میں آئے، تو مختصر سی ملاقات ہوئی اور فرمایا جس کا پیغام لے کر آئے ہو، وہ قتل ہو گیا ہے جاؤ،

### لباس میں غور کیجئے

اوسلمانو! اپنے دفتروں کے لباس کے بارے میں سوچا ہے، کہ ہلکی آسمانی پینٹ ہے، اور فلانے رنگ کی پتلون ہے، پھر خاص قسم کے درزی ڈھونڈتے ہو، کہ جسکی سلوائی میں سلوٹیں بھی نہ ہوں، کبھی یہ بھی سوچتے ہو کہ ہمارے پیغمبر کا لباس کیسا تھا؟ جس کے سوچنے پر بھی آپ کو ثواب ملتا ہے، پہننے میں بھی ثواب ملتا ہے، جناب نبی کریم ﷺ کرتہ شلوار پہنا کرتے تھے، گھٹنوں کے نیچے وسط پنڈلی تک، کبھی وسط پنڈلی سے تھوڑا سا اوپر اور گھٹنوں سے ایک دو انچ نیچے ہوتا تھا اور کرتے نیچے دو باتیں انچ نیچے آپ کی لنگی مبارک نظر آتی تھی اور پھر اس سے نیچے آپ کی سفید پنڈلی چار پانچ انچ نظر آتی تھی۔ پھر نیچے ٹخنے تھے،

یہ جناب نبی پاک ﷺ کا لباس تھا اور شلوار کو خریدنا بھی ہے، پسند بھی کیا ہے، بعض حضرات نے لکھا ہے کہ جناب نے پہنی بھی ہے اور تعریف کی ہے کہ یہ ستر کے زیادہ قریب ہے اور سادہ لباس پسند کیا ہے، صاف ستھرا آپ کو جبہ شامی پسند تھا، چادر یمنی پسند تھی اور اس وقت دو ہی لباس ہوتے تھے، کچھ ریشمی لباس تھے، جناب نبی پاک ﷺ نے ایک وعظ میں خطبے میں دو چیزیں اپنے ساتھ لائیں، خطبے کے درمیان ایک کپڑا یوں اٹھا کر ہلا کر بتایا کہ یہ ریشم

ہے مردوں کے لئے حرام ہے، عورتیں پہن سکتی ہیں دوسرے ہاتھ سے سونے کو اٹھایا اور فرمایا مردوں کے لئے سونا حرام ہے، عورتوں کے لئے میری شریعت میں جائز ہے، مرد اگر انگوٹھی پہننا چاہے، اس کو ضرورت ہے، تو چاندی کی انگوٹھی دائیں ہاتھ میں ساڑھے چار ماشے سے کم پہن سکتا ہے، اس کو ضرورت ہے، میں نے انگوٹھی پہنی ہوئی ہے میری ایک ضرورت ہے وہ آپ کو بتا دیتا ہوں، جناب نبی پاک ﷺ کی ضرورت تھی کہ آپ مہر لگاتے تھے، آپ کی انگوٹھی دائیں ہاتھ میں ہوتی تھی، جسے کاتب خط پڑھ کر سناتا تھا، جناب نے مہر لگا دینی ہوتی، تو جس کی ضرورت ہو، چاندی کی ایک انگوٹھی پہننا سنت ہے، ملنگوں کی طرح نہیں، ہاتھ ہی نظر نہ آئے، اتنی انگوٹھیاں پہن لیتے ہیں، ایک سے زیادہ انگوٹھی پہننا خلاف سنت ہے، معلوم نہیں یہ استیجا کیسے کرتے ہوں گے، یا پھر کرتے ہی نہیں ہوں گے، ہاتھ سارا انگوٹھیوں میں آ جائے گا، تو میری ضرورت یہ ہے کہ جب کوئی بات میں آپ لوگوں کو بتانا چاہتا ہوں، تو اس کو اٹھا کر دوسری انگلی میں پہن لیتا ہوں، پھر مجھے وہ بات یاد آ جاتی ہے، یہ ضرورت اور حافظہ اس سے تیز بھی ہوتا ہے، ایک مرتبہ غالباً امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے کسی شاگرد نے کہا حضرت مجھے بات بھول جاتی ہے، کہا لکھ لیا کرو، حافظہ تیز ہو جائے گا۔

فرمایا جناب نبی پاک ﷺ نے لباس سوتی روئی اور دوسرا لباس سردیوں میں بھیڑ بکریوں کی اون کا استعمال کیا ہے۔

﴿وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ بُيُوتِكُمْ سَكَنًا وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُودِ  
الْأَنْعَامِ بُيُوتًا تَسْتَخِفُّونَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ إِقَامَتِكُمْ وَمِنْ  
أَصْوَافِهَا وَأَوْبَارِهَا وَأَشْعَارِهَا أَثَاثًا وَمَتَاعًا إِلَىٰ

حِينَ ﴿النحل: ۸۰﴾

چودھویں پارے میں فرمایا اللہ نے تمہیں گھر دیا پھر تمہیں لباس دیا اور خوراک دی، انہی جانوروں میں تمہارے لئے خوراک کو رکھ دیا، انہی جانوروں کی کھال میں تمہارے لئے خیمے اور لباس بنا دیئے اور ان کے بالوں سے تمہارے لئے عمدہ قسم کے کوٹ اور واسکٹ بنا دیئے، ایک وقت تک کے لئے ہمیشہ کے لئے نہیں، کوئی ضرورت نہیں کسی باہر کے ملک کا ہنگے قسم

کا چمڑے کا کوٹ خریدنے کی، اپنے ملک کا خرید لو، دو سال بعد اللہ اور دے دے گا، یہ کیا بات ہے زندگی کا کیا پتہ ہے، متاعا الیٰ حین ایسا لباس نہ سمجھو کہ یہ ہمیشہ کے لئے ہوگا، ایک وقت تک ہے جب مر جاؤ گے، پھر اتار لیتے ہیں، یہ سب قیمتی لباس اور ایک سفید چادر میں لپیٹ کر قبر کے حوالے کر دیتے ہیں، پھر ہمارے پاس اگر تقویٰ لے کر آئے ہو، تو پھر وہ لباس تقویٰ ذلک خیر ہم وہ لباس آپ کو پہنائیں گے تو جناب نبی پاک ﷺ نے دو لباس استعمال کئے ایک روئی کا سوتی موٹے موٹے دھاگے ہوتے تھے، دوسرا اون کا لباس استعمال کیا تھا۔

### قیمتی جبہ:

ہر وقت آپ ﷺ گرمی ہو، یا سردی ہو، لباس موٹا استعمال فرماتے تھے اور سوتی موٹا لباس گرمیوں میں بھی مفید ہے، تجربہ کر لیا جائے اور سردیوں میں آپ اونی لباس استعمال کرتے تھے، آپ نے مہنگا لباس بھی اختیار کیا ہے اور ایسا مہنگا دو ہزار دینار کا آپکا جبہ تھا اور بیس دینار کے سات تو لے بنتے ہیں، یہ جناب نبی پاک ﷺ کا جبہ مبارک تھا۔ اور کبھی کبھی زیب تن فرمایا کرتے تھے اور کمال ہے امی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی کہتی ہیں جب میرے سر تاج نے یہ لباس پہنا تو میں سوچنے لگیں کہ کیسا ہوگا حسن یوسف اور وہ دیکھا تھا زلیخا نے مصر کی دوشیزگی نے تو ہاتھ کاٹ ڈالے آج اس ہستی کو دیکھتیں تو اپنے ہاتھوں کے بجائے اپنے دلوں کو کاٹ دیتی فرمایا:

لواخی زلیخة لو وائین جینہ

لا ترون بالقطع القلوب علی ید

زلیخا اور اس کی ماننے والیوں نے یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھ کر فریفتہ ہو گئی

﴿فَلَمَّا رَأَيْنَهُ أَكْبَرْنَهُ وَقَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلَّهِ مَا هَذَا

بَشَرًا إِنْ هَذَا إِلَّا مَلَكٌ كَرِيمٌ﴾ یوسف: ۳۱

جب مصر کی دوشیزگی کو زلیخہ نے کہا آ جاؤ آج یوسف آ رہا ہے، جس کے اوپر فریفتہ ہونے پر مجھے طعنہ دیتی ہو، آج آ جاؤ دیکھ لو، وہ کیسا ہے۔ جب دیکھا تو حیران رہ گئی ششدر رہ گئیں، اور پھلوں کے بجائے اپنے ہاتھوں کو کاٹ ڈالا اور کہنے لگیں اللہ کی قسم! یہ بشر نہیں ہو

سکتا، یہ مبارک فرشتہ معلوم ہوتا ہے۔

﴿إِنَّ هَذَا إِلَّا مَلَكٌ كَرِيمٌ﴾ یوسف: ۳۱

وہ قسمیں کھا کر کہنے لگیں، یہ انسان نہیں کوئی نورانی مخلوق ہے، انہوں نے انسان کبھی دیکھے ہوتے، تو انہوں نے اپنے اوپر انسان کو قیاس کیا ہے، جو گند کے ڈھیر تھے، لیکن اللہ نے ان انسانوں کا مقام فرشتوں سے نورانی مخلوق سے بھی اونچا رکھا ہے۔

اومصر کی دوشیزگی تو حسن یوسف کو دیکھ ہاتھ کاٹ ڈالتیں ہیں، لیکن اگر محمد عربی (ﷺ) تاج دار دو عالم رحمت دو عالم امام الابدان خاتم النبیین ﷺ کو دیکھتیں تو ضرور ہاتھوں کے بجائے اپنے دلوں کو کاٹ دیتیں۔

**اللہ خوبصورتی کو پسند کرتا ہے:**

سادہ لباس پہن کر اپنی امت کے غریب لوگوں کے لئے اسوۂ حسنہ بنا دیا اور عمدہ لباس بھی استعمال فرمایا کہ کسی کے پاس دولت زیادہ ہے، تو اچھا لباس پہننا بھی سنت ہے، وہ بھی تو اب حاصل کرے، امیر اس طرح ثواب حاصل کرے، غریب اس طرح ثواب حاصل کرے، اسوۂ حسنہ میں باتیں مل گئی، ایک صحابی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مجھے اچھا لباس پہننا پسند ہے، فرمایا پہنا کرو، اجازت ہے، پھر جناب نبی پاک ﷺ نے فرمایا

”إِنَّ اللَّهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ“ صحیح مسلم: ۱۳۱

اللہ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے، آپ بیشک اچھا لباس پہنیں، لیکن اصولوں کے مطابق ہو۔

**نعمت کا اظہار پسندیدہ ہے:**

ایک صحابی ظاہری طور پر بے ڈھنگہ بدہیت میلے کچیلے پرانے پھٹے ہوئے لباس میں حاضر خدمت ہوئے، جب مجلس درخواست ہوئی، جناب نے اشارہ کیا آپ کا کسی کے ساتھ کام متعلق ہوتا تو نماز کے بعد اشارہ کرتے یا اعلان بھی کرتے کہ فلاں ساتھی ہمیں مل کر جائے،

تو وہ ساکھی بیٹھ گیا، آپ ﷺ نے فرمایا اپنے احوال بتاؤ، آپ کون ہو؟ آپ کا کاروبار کیا ہے؟ کھیتی باڑی کرتے ہو، غریب ہو، امیر ہو، درمیانے ہو، کیسے ہو؟ اپنا تعارف کرو، تو وہ کہنے لگا الحمد للہ حضرت زمین کھیتی باڑی ہے، گھوڑے ہیں اونٹ ہیں اور جانور بھی ہیں، غلہ کافی ہو جاتا ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ آپ جس لباس میں ہو اندازہ یہ ہوتا ہے کہ مستحق زکوٰۃ ہو، اس طرح اللہ کو پسند نہیں ہے:

”إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ أَنْ يَرَىٰ أَثَرَ نِعْمَتِهِ عَلَىٰ عَبْدِهِ“ المستدرک علی

صحیحین، کتاب الأطعمة: ۷۲۷۰

## نبی کی شروانی:

جناب نبی پاک ﷺ نے اس موقع پر یہ حدیث بیان فرمائی کہ اللہ تعالیٰ پسند فرماتے ہیں کہ اپنی نعمت کا اثر اپنے بندے پر دیکھیں اگر کوئی غریب ہے، نخروں سے باہر آتا ہے، پسند نہیں ہے اور کوئی امیر ہے اور غربت کی شکل میں لباس پہنتا ہے، اللہ کو پسند نہیں ہے فرمایا اللہ نے جو نعمت دی ہے، مال دیا ہے، تو اس لحاظ سے لباس استعمال کرو۔

تو یہ اللہ کو پسند ہے حضرت مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدنی صحابی اپنے بیٹے مسور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہتے ہیں کہ بیٹے چلتے ہیں جناب کے دربار میں نبی پاک ﷺ سے ملتے ہیں اور پتہ چلا ہے کہ کل آپ نے شروانیاں تقسیم کی ہیں، جو یمن سے آئی تھیں، کوٹ نما تو ہم بھی مانگتے ہیں، مجھے شروانی بہت پسند ہے۔ تو جب گھر آئے جناب اپنے گھر میں تھے، تو بیٹے سے کہا دستک دو، آواز دو، کہا ابو جی بے ادبی ہے، آواز نہیں دیتے ہیں، انتظار کرتے ہیں، بیٹھ جاتے ہیں، کوئی ایسا ضروری کام نہیں ہے، کہیں آپ ناراض نہ ہو جائیں، حضرت مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ناراض نہیں ہوں گے، اتنی ہی دیر ہوئی تھی کہ جناب نبی پاک ﷺ باہر آ گئے، آواز اندر سن لی اور پہچان بھی لیا کہ کون آئے ہیں، یہاں باہر یہ بات نہیں، کہ ہم کس لئے آئے ہیں، وہ تو گھر میں مشورہ ہوا تھا، شروانیاں تقسی ہوئی ہیں، ہم بھی لیتے ہیں، حضرت اپنے کندھوں کے اوپر ایک شروانی ڈال کر باہر تشریف لائے اور گولڈن رنگ کے موٹے موٹے بٹن تھے، کہا مخرمہ آئے ہو، مجھے کل خیال تھا کہ ہمارے ساتھی مخرمہ کو شروانی



بہت پسند ہے، اس لئے میں نے ایک تمہارے لئے علیحدہ رکھ لی تھی، یہ لو اور میں نے پہن بھی لی ہے، تمہاری شیروانی میں فضیلت زیادہ ہوگئی ہے، یہ پاکستانیوں کی شیروانی ہے، اس کو تھوڑی کس کے بناتے ہیں، اتنی کسنی نہیں چاہئے، تھوڑی کھلی ہو اور ڈھیلی شیروانی مدینہ طیبہ میں جو پہلے ایک بازار تھا، اب گرا دیا ہے، جہاں پاکستان ہاؤس ہے، اس کے قریب مصریوں کی ایک بہت بڑی دکان ہے، تو وہاں پر ملتی ہے شیروانی جو نبی پاک ﷺ نے تقسیم فرمائی، یا پہنی ہے، وہ تھوڑی کھلی ہوتی ہے، اتنی سخت نہیں۔

### لباس کی مسنون دعاء:

دوستو یہ لباس ہے رسول اللہ ﷺ کا اور لباس۔ تو پہننا ہی ہے اور اس میں سب ثواب ہی ثواب ہے، اس لئے بنانے میں اس کے خریدنے اس کے پہننے میں اور جب پہنو تو

”الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي كَسَانِي مَا أُوَارِي بِهِ عَوْرَتِي وَأَتَجَمَّلُ بِهِ فِي

حَيَاتِي“۔ سنن ابن ماجہ: ۳۵۵۷

یا اللہ! تو کتنا شان والا ہے کہ مجھے لباس دیا کہ میرے ستر کو چھپا دیا اور بد صورت کو خوب صورت بنا دیا، لباس سے خوب صورت ہوتا ہے۔

اور دعا

”الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي كَسَوْتَنِي أَسْئَلُكَ خَيْرَهُ وَخَيْرَ مَا صُنِعَ لَهُ وَ

أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهِ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهُ“۔

اے اللہ! آپ نے یہ لباس پہنایا، اس سے خیر کی توفیق دے، اس میں خیر رکھ دے اور اس میں اگر شر ہے، تو اس سے مجھے محفوظ فرما۔

### لباس کا پہلا اصول:

دوستو لباس کے چار اصول ہیں:

پہلا اصول..... یہ ہے کہ لباس ستر کو ڈھانپنے والا ہو، تنگ نہ ہو، پتلہ نہ ہو، کہ اندر سے جھلک محسوس ہو اور چھوٹا بھی نہ ہو، یہ ستر ڈھانپنے کا پہلا اصول ہے اور مردوں کے لئے فرض

ستر ناف سے لے کر گھٹنوں کے نیچے تک عورتوں کے لئے پورا جسم ستر ہے سوائے ہاتھ اور منہ کے ستر پردہ نہیں گھر میں عورت منہ اور ہاتھ ننگا رکھ سکتی ہے، باقی پورا بدن اس نے ڈھاپنا ہے جب باہر نکلی کی، تو وہ اصول جو سورۂ احزاب میں ہے:

﴿يُذْنِبْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ﴾ الاحزاب: ۵۹

پوری لپٹ کر باہر نکلے گی اور عجیب دوستو ہماری گنگا ہے۔

سیاہ دل والے انگریز کے غلامو!

جناب نبی پاک ﷺ کا فرمان ہے ہر روز سنتے ہیں، پڑھتے ہیں، سنااتے ہیں کہ ٹخنوں کو مرد کے لئے ننگا رکھنا فرض ہے

”مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْإِزَارِ فِي النَّارِ“ صحیح بخاری،

کتاب اللباس: ۵۴۵۰

کہ ٹخنوں کا وہ حصہ جو چھپا ہوا ہوگا، وہ جہنم میں جائیگا، ٹخنے ننگا ہونا ضروری ہے، خواہ تہبند ہو، یا پاجامہ ہو، پتلون ہو، شلوار ہو، یا کوئی اور چیز بھی ہو، ٹخنے ننگا ہونا ضروری ہے اور جب اسلام کے دشمن نے کہا گوڈے بھی ننگے کر کے باہر آ جاؤ، یہ میری تہذیب ہے، تو مسلم بھی گوڈے ننگے کر کے باہر آ گیا، پیغمبر ﷺ نے ٹخنے ننگے کرنے کا کہا، لباس پہنو، نہیں مانی بات، جب انگریز بے ایمان گوری چڑی والے دل کے سیاہ نے یہ کہا کہ میری تہذیب یہ ہے کہ گھٹنے ننگے کر باہر آؤ، صرف نکر پہن کر باہر آؤ، صرف انڈر ویر پہن کر باہر آؤ، تو یہ مسلم بھی باہر آ گیا کہ میرے آقا نے مجھے کہا ہے، اس لئے بات مانی ہے، افسوس کی بات ہے دوستو جناب نبی پاک ﷺ سے عقیدت محبت ہے، اپنی ماضی قریب کو بھی پڑھو، جب انگریز بے ایمان نے پاک ہند پر قبضہ کیا اور مغلیہ بادشاہوں کے تعیش کو برباد کیا، مغلیہ بادشاہوں کا لباس مسلمانوں کا لباس تھا، وہ گیڑی اور شیردانی پہنتے تھے، اس انگریز بے ایمان نے مسلمانوں کے لباس کو حقیر بنانے کے لئے خانساموں کو اور ہوٹل کے باہر کھڑے ہونے والوں کو گیڑی اور شیردانی پہنادی کہ یہ مسلمانوں کی تہذیب ہے اے مسلمان افسروں دل کے کانوں کو کھولو، جس بے ایمان انگریز نے ہمارے پیغمبر ﷺ کے مسنون لباس کی توہین کرتے ہوئے اپنے معاشرے

میں خانساموں کو چوکیداروں ہوٹل کے گیٹ کھولنے والوں کو پہنا دیا، حقیر بنانے کے لئے اس انگریز بے ایمان کے لباس کو تم پہنتے ہو، خوش کرنے کے لئے ہمیں تیری پتلون اور پینٹ بڑی پسند ہے، اس نے ہمارے پیغمبر ﷺ کے لباس کی توہین کرنے کے لئے یہ کام کیا ہے اور ہم اس کو محبوب سمجھتے ہوئے انگریز کی تہذیب اور اس کے لباس کو محبوب سمجھتے ہوئے پہن لیتے ہیں، محبوب نہیں سمجھتے ہو، تو پھر کیوں پہنتے ہو، کسی کی مجبوری ہوگی، لیکن ہر کسی کی مجبوری نہیں ہوتی اور دوسری بات سنو دوستو کہ اس کے لباس کے پہننے سے انگریز خوش نہیں ہوتا، لباس تو بڑے صاحب نے پہن لیا، بعض بادشاہوں نے تو پینٹ پتلون کو سرکاری لباس بنا دیا، پھر بھی وہ خوش تو نہیں ہوا، خوش کب ہوگا، قرآن نے اس کو بتایا فرمایا:

﴿وَلَنْ تَرْضَىٰ عَنْكَ الْيَهُودُ وَلَا النَّصْرَىٰ حَتَّىٰ تَتَّبِعَ

مِلَّتَهُمْ﴾ البقرة: ۱۲۰

اے مسلم تو ہرگز یہود و نصاریٰ کو خوش نہیں کر سکے گا اور وہ تم سے کبھی خوش نہیں ہوں گے، یہاں تک کہ تو ان کی ملت کی پیروی کرنے لگ جائے، تو پھر وہ خوش ہو جائیں گے، لباس سے تو ترقیاں نہیں ہوتی اور اس سے وہ خوش نہیں ہوتا، جواز مفتی تو بتاتا رہے گا، ہم وہ لباس التقویٰ بتا رہے ہیں، تقویٰ کا لباس وہ پیغمبر ﷺ والا لباس ہے، بعض لوگ کہتے ہیں یہ علاقوں کی تہذیب ہوتی ہے، علاقہ کارواج ہوتا ہے، مانتے ہیں علاقے کارواج ہوتا ہے، اتنی بات پوچھتے ہیں کہ انگریزوں کا لباس کیا ہے، اگر ان کا پینٹ پتلون لباس نہیں ہے، تو مجھے بتاؤ اور ان کا لباس کون سا ہے، ہمارا خاندانی اور اسلامی لباس ملکی لباس رسمی لباس ہمارا تو پینٹ پتلون نہیں ہے اور انگریز کا، کافر کا پینٹ پتلون خاندانی لباس نہیں ہے، تو بتاؤ دانشوروں مجھے اس کے علاوہ اور کون سا لباس ہے انگریز کا یہی لباس ہے۔

اور پہلا اصول جو بتایا کہ ستر ڈھانپنا ضروری ہے، جن کو مجبوری ہے پینٹ پتلون کی، وہ خود سمجھتے ہیں کہ کتنی مجبوری ہے، پینٹ پتلون کی وہ خود سمجھتے ہیں وضع قطع ایسی ہو کہ ستر نظر نہ آئے، مخنئے ننگے ہوں، موٹے کیڑے کی ہوں، کہ جسم کے اندر سے جھلک نہ ہو اور پھر مجبوری کے ٹائم میں مجبوری کے ساتھ پہنو، یہ نہیں ہے کہ اتنا محبوب ہو گیا، آپ کو مجبوری کی بات بتاؤں لوگ

صبح واک کرتے ہیں، ہماری مسجد میں نماز پڑھتے ہیں، وہ پھر واک کرنے کا آسان نظام ہے، وہ پتلونی جورات کو پہننے کی ہوتی ہے، وہ صبح نماز میں بھی پہنتے ہیں، اس کے بعد جلدی سے واک کرنے چلے جاتے ہیں، یہ لباس مسجد کے لئے اور نماز کے لئے لوگوں نے نکالا ہوا ہے اور قرآن کیا کہا

﴿خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾ الاعراف: ۳۱

کہ نماز کے وقت سب سے عمدہ لباس پہنو، پھر نماز قبول ہوگی، واک والا لباس پہن کر مسجد میں نہ آؤ، انگریز کے لباس میں ایک فائدہ ہے، لنڈا بازار سے چند روپے کا آئے گا اور اسلامی لباس کم از کم ڈھائی تین سو کا کپڑا آئے گا اور انگریز کے غلاموں کو لباس سستا مل جاتا ہے، لنڈا بازار میں آج بھی دس روپے کی پتلون ملتی ہے، غلامی کرو فائدہ کتنا ہے، دس روپے کی پانچ روپے کی شرٹ مل جائے گی، جن لوگوں کو اللہ نے استطاعت دی ہے، سفید لباس استعمال کرو، جن لنڈا کے لباسوں میں ان بے ایمانوں نے ہزار گناہ کئے ہوتے ہیں، اس لباس کے دھلنے کے بعد بھی ان کے اندر نحوست موجود ہوتی ہے، آپ سادہ سا ستا سا لباس پہنو، جو پاک صاف تو ہوگا، سب سے پہلے پہنے والے آپ ہوں گے، ہاں کسی نیک متقی نے لباس آپ کو دیا ہو، تو یہ اچھی بات ہے وہ پہنو، اس میں اثر ہوگا۔

لباس کا دوسرا اصول:

اور دوسرا ہے کہ لباس میں خوبصورتی ہو، گندہ پن نہ ہو، گھٹیا نہ ہو، میلا نہ ہو، اچھا لگے، پہننے کے ساتھ یہ جناب نبی پاک ﷺ کو پسند ہے یہ لباس۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ مشہور امام ہیں، ہر روز نیا لباس پہنتے تھے اور خوشبو، اس میں استعمال کرنی ہے، کہ آپ کے حلقے میں سینکڑوں لوگ حدیث پڑھتے تھے، جو حلقے میں بیٹھ جاتے تھے، خوشبو انکو بھی لگ جاتی تھی، اتنی اٹھتی تھی، جب باہر جاتے، تو ان شاگردوں سے بھی خوشبو آتی تھی، لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے مولانا صاحب اسراف کرتے ہیں، لوگوں کو یوں مسئلہ بناتے ہیں سادگی کا، خود اسراف کرتے ہیں، تو آپ ہر روز نیا لباس کیوں پہنتے ہیں، امام مالک نے کہا راز کی بات تھی، لیکن سوال کا جواب دینا ضروری ہے، میرا کوئی ساتھی ہے، اس کا حلال

کاروبار ہے، وہ خود کپڑے دے کر میرے لئے سلا کر بھیجتا ہے، میں نے پوری اس کی تحقیق کی ہوئی ہے اور منع بھی کیا ہے کہ آپ اتنا لباس کیوں دیتے ہو، وہ کہتے ہیں امام صاحب لباس پہن لو، جب اللہ دے رہا ہے، تو وہ دوسرا لباس جو مستعمل ہے، وہ کسی کو صدقہ کر دو، حدیث ہے آپ صدقہ کرتے جاؤ، ثواب ہوتا جائے گا، مجھے نیا دینے میں ثواب ہوتا جائے گا، تو سب شاگردوں میں نمبر لگے ہوئے تھے، جو مستحق شاگرد ہوتے تھے، ان کو لباس ملتا تھا، تو ایک شخص دیتا تھا، نیا لباس ہر روز زیب تن کرتے ہیں اور پھر اس کے بعد پھر کسی مستحق کو دیتے ہیں، جب نیا لباس بناؤ، تو پرانہ لباس کسی کو دے دو، صدقہ ہو جائے گا، ثواب ہو جائے گا، اس کا بھلا ہو جائے گا اور آپ کی اس نئے لباس سے حساب میں کچھ کمی ہو جائے گی، اللہ پاک اور عطا فرمادیں گے پریشان نہ ہوں، جب کسی کے جوتے اور موبائل چوری ہو جائیں تو پریشان ہو جاتے ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ پریشان نہ ہوا کرو، اللہ پاک اس سے بہتر دینا چاہتے ہیں، آپ لوگ ایک دو مہینے سے اسی جوتے کو گھسیٹ رہے تھے، یہ بھٹی صاحب مالدار ہیں، یہ نیا جوتے لے لیں، وہاں وہ جوتا کسی کو مل جائے گا، کوئی بات نہیں، اللہ رب العزت کی طرف سے فیصلہ ہوتا ہے، اگر مسجد سے جوتا چوری ہو جائے، تو امام صاحب سے ناراض نہ ہوا کرو، میرا اس میں کیا قصور ہے، آپ لوگ اپنے جوتے خود سنبھال کر رکھو،

### لباس کا تیسرا اصول:

اور تیسرا اصول یہ ہے کہ کسی کافر قوم کے ساتھ مشابہت نہ ہو، ایسا لباس نہ ہو کہ جس کی کسی کافر قوم کے ساتھ تشبیہ ہو، ایک یہ کہ اس لئے کافروں والا لباس پہنتا ہے کہ مجھے وہ پسند کریں، میں ان کو پسند کرتا ہوں، اس نیت کے ساتھ یہ گناہ کبیرہ ہے، حرام ہے اور ایک ہے مجبوراً پہن رہا ہے، بڑی مشکل ہے، کسی ادارے میں کسی بھوکے ادارہ میں بھوکے ادارے والے غیر اسلامی شرطیں لگاتے ہیں، جو مالدار ادارہ ہے، اس کو کیا ضرورت ہے کہ شرطیں لگائے، وہ کہے گا جو مرضی ہے لباس پہنو، ہمیں تو کام کے ساتھ واسطہ ہے، اگر کوئی ادارہ والے شرط لگاتے ہیں، پینٹ پتلون ضروری ہے، آپ کا دل نہیں چاہتا، یہ مشابہت ہو رہی ہے، تشبہ

یہ نہیں ہے تشبہ یہ ہے میں اس لباس کو پسند کرتا ہوں، اس لئے یہ پہنتا ہوں اور وہ انگریز تا کہ مجھے پسند کریں، یہ تشبہ ہے اور گناہ کبیرہ اور حرام ہے، اگر مجبوراً ایسا لباس پہننا پڑا، جیسا کہ آپ میں سے بعض کو مجبوراً پہننا پڑتا ہے، تو یہ مشابہت ہوگئی، خلاف اولیٰ ضرور ہے، مکروہ ضرور ہے، گناہ کبیرہ نہیں ہے، مجبوری دور ہو جائے، فوراً اس کو اتار کر صوفیانہ صلحانہ لباس پہنو، تو فرمایا ستر ڈھانپو، مردوں کی اس میں خوبصورتی ہے، جو لباس کافروں کا شعار ہے، کہ جیسے کوئی پہنتا ہو دیکھے گا، تو فوراً وہ سمجھ جائے گا کہ ہماری پارٹی کا بندہ ہے، یہ علامت ہے کہ ہماری پارٹی ہے، ایسا نہ ہو ایسا لباس ہو کو مسلمان کا اس لباس میں اسلامی تشخص سمجھ میں آئے۔

### لباس کا چوتھا اصول:

چوتھا اصول یہ ہے کہ لباس شریفانہ ہو، غرور والا نہ ہو عاجزی والا ہو مہنگا ہو، مہنگے میں بھی سادگی ہے، ایک صحابیہ جناب نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، لباس دیکھ چلی گئی اور بستر بھی دیکھا، نیا سا بستر نرم حضرت نبی پاک ﷺ کی خدمت میں لے آئی، آپ نے جب گھر آ کر بستر دیکھا پوچھا

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ یہ بستر کہاں سے آیا، کہا ایک انصاری عورت نے آپ کے بستر کو کمزور سا سمجھ کر اپنی طرف سے اچھا بستر بنا کر یہ بستر لے گئی، فرمایا کہ اس کو واپس کر دو اور اس کو کہہ دو میں اللہ کا محبوب پیغمبر ہوں کہ احد پہاڑ میرے لئے سونا بننے کے لئے تیار کھڑا ہے اور میں نے روکا ہوا ہے، مجھے دنیا کی عیاشی تعیش نرم بستر نہیں چاہئے، آخرت میں اللہ سے لیں گے۔

ایک مرتبہ ایک صحابی نبی پاک ﷺ کے مبارک جسم پر نیند کی وجہ سے چٹائی کے جوشان پڑ گئے، دیکھ کر عرض کیا حضرت اپنے لئے عمدہ بستر بنا لیا جائے، تو کیا حرج ہے، آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا ہمارے لئے دنیا کے بستر نہیں ہیں، آخرت کے بستر ہیں، جناب نبی پاک ﷺ کو سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے منزل اور مدثر کے ساتھ پکارا آپ پہلی وحی کے بعد گھبرا گئے تھے گھر تشریف لائے تو فرمایا زملونی زملونی چادر اوڑھاؤ کبیل اوڑھاؤ وحی نازل ہوگئی کہ چادر اوڑھنے والے پیغمبر اٹھو۔

چنانچہ ایک دفعہ آپ جا رہے تھے، وحی کے نہ آنے کے زمانے کے بعد اچانک ایک آواز آئی افق پر دیکھا، تو وہی جبریل نظر آئے، جو غار حراء میں نظر آئے تھے، پھر آپ پریشان ہو گئے، گھبرا گئے گھر تشریف لائے، تو کہا دثرونی دثرونی اس پر یا ایھا المدثر آیت نازل ہوئی۔

آپ کو سفید لباس بہت پسند تھا، سفید کے علاوہ گرین حلقہ سا وہ بھی پسند تھا اور کبھی سرخ دھاری دار جبہ بھی پسند فرمایا ہے، خالص سرخ یا خالص کالے کو پسند نہیں فرمایا۔

ایک حدیث میں جناب نبی پاک ﷺ کا فرمان ہے کسی کو اللہ نعمت دے اور وہ کہے یہ اللہ نے دی ہے، شکر بجالانے سے اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں، جب کوئی گناہ کرے اور شرمندہ ہو، استغفار کرنے سے اللہ گناہ معاف کر دیتے ہیں، کوئی کپڑا پہنے اور اس کو پسند آیا، وہ کپڑا پہننے سے پہلے شکر ادا کرنے سے اس کے گناہ معاف کر دیتے ہیں۔

فرمایا جہنم کا عذاب دو شخصوں کو ہو گا ایک ظالم کو اور ایک ننگے کو، عورت برقعہ پہن کر ہاتھ کے انگلیوں کے ساتھ ڈوری سی پہنتی ہیں، تاکہ ہاتھ آگے کرنے کی وجہ سے کلائی ننگی نہ ہو، چنانچہ آجکل کی عورتیں تنگ لباس یا پتلا لباس پہنتی ہیں، فرمایا آخرت میں ان کو سخت عذاب ہو گا، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب صلح حدیبیہ کے موقع پر سفیر بن کر گئے تھے بعضوں نے کہا حضرت اپنی تہ بند نیچے کر لیں، لوگ اس کو محسوس کرتے ہیں، فرمایا اس طرح میں نے اپنے آقا کو دیکھا ہے کہ پنڈلی ان کی ننگی تھی۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں آپ نے ایک دفعہ میری پنڈلی کو پکڑا اور کہا یہاں تک کرتا ہونا چاہئے۔

تو جناب نبی پاک ﷺ پگڑی باندھا کرتے تھے، کالے رنگ کی، سفید رنگ کی، گرین بھی آپ نے باندھی ہے، ٹوپی بھی پہنتی تھی۔

آپ ﷺ کو خوشبو میں سے عود اور مشک ریحان کبھی گلاب بھی آپ نے استعمال کیا، فرمایا اچھا لباس اچھے اخلاق پر دلالت کرتا ہے، تکیہ پسند کرتے تھے اور کوئی دودھ کا یا خوشبو کا ہدیہ دے، تو پسند کرتے تھے۔

فرمایا کہ اعلانیہ گناہ ہیں خلاف شرع لباس پہننا اور کچھ خفیہ گناہ ہوتے ہیں جو چھپ کر کئے جاتے ہیں اس پر ندامت ہوتی ہے، لوگ اس لئے سنت کے مطابق لباس نہیں پہنتے ہیں کہ سوسائٹی کی بات کو ماننا ہے، کب تک سوسائٹی کی بات مانتے رہو گے۔ علامہ اقبال کہتا ہے

حکمت از قطع برید جام نیست  
مانع علم و ہنر عمامہ نیست  
قوت فرنگ از علم و ہنر است  
از ہی آتش چراغش روش است

کہ کپڑے بے ڈھنگے پہننا اس سے ترقیاں نہیں آتی ہیں، ترقی آتی ہے محنت سے علم ہنر سے کیسے یورپ والوں نے ترقیاں کی ہیں۔ چنانچہ ایک مثال دی بعض بزرگوں نے لباس اچھا ہو، تو اندر کی اچھائی پر دلالت کرتا ہے، سنت کے مطابق ہو، لوگ کہتے ہیں بس دل صاف ہے، لباس کینا بھی ہے، پھل اوپر سے خراب ہو، تو اس کا مطلب ہے اندر سے ضرور خراب ہے، اوپر سے لباس خلاف شرع ہے اور کہتے ہیں کہ دل صاف ہونا چاہئے یاد رکھو دوستو لباس جتنا صاف ہوگا، اس پر ذرہ ساداغ ہو، تو محسوس ہوگا، یہ داغ ہو گیا ہے اس کو صاف کرنا ہے یعنی جو شخص متقی پرہیزگار ہوگا گناہ ہو جائے، تو فوراً اپنے گناہ کو دور کرے گا اور جو شخص پہلے ہی سے بہت کرچکا ہے دل سیاہ ہو چکا ہے جسم پر بہت داغ ہیں جیسے کپڑا بہت داغ دار ہے بہت میلا ہے ایک داغ اور لگ جائے ایسے میلے کپڑوں کے اوپر تو اس کو کوئی فرق نہیں پڑے گا اس لئے کہ پہلے بہت داغ ہیں تو لہذا لباس تقویٰ یہ ہے کہ اعمال صالحہ بجالانا ہے ایمان کے لئے ظاہری لباس سنت کے مطابق ہونا چاہئے۔

اچھی خوشبو استعمال کرے، چلنے میں حیا کا خیال رکھے، نگاہ کا خیال رکھیں، تو ان ہی چیزوں سے انسان متقی پرہیزگار بنتا ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ ہیں، فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے ایسی چادر بھی استعمال فرمائی، جو بالوں والی تھی، جانوروں کے بالوں والی، یعنی اون والی چادر استعمال کرنا بھی سنت ہے، رہی بات خضاب کی جناب نبی پاک ﷺ سے جو متفق بغیر اختلاف کے روایات ثابت ہیں، براون کلر لگانا سنت ہے



اور مستحب ہے، کوئی نہیں لگاتا ہے، تو گناہگار نہیں ہے، لیکن کوئی لگائے اور سنت کی نیت سے لگائے، کسی کو دھوکہ دینا مقصد نہ ہو، تو اس میں ثواب ہے۔

اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم خضاب لگایا کرتے تھے، بس کپڑے میں اس چیز کا خیال ہوتا کہ اس میں حیا شرم متانت اور اتباع رسول کی نیت ہو، جب پہنے تو دعا پڑھے اور اس کپڑے پر شکرانہ کے دو رکعت نفل پڑھے کہ اللہ تعالیٰ اس کپڑے سے نیکی کی توفیق نصیب فرمائے اس میں برکت رکھ دے اور اس کے اندر جو شر ہے اس سے محفوظ فرما تو ان شاء اللہ اس سے نیکی کی توفیق ہوگی گناہ سے اللہ بچائے گا نظر بد سے بچائے گا حاسدین کی حسد سے بچائے گا شر اور شرور سے بچائے گا اور اس میں برکت رکھے گا اور اس کے ذریعے سے ان شاء اللہ پہننے والے کو نیکی کی توفیق ہوگی رزق حلال کھانا بھی چاہئے رزق حلال پہننا بھی چاہئے رزق حلال کھانے سے دعا قبول ہوتی ہے کپڑا حلال پہننے سے عبادت قبول ہوگی اگر یہ دونوں حرام کے ہوں تو نہ عبادت قبول ہوگی نہ برکت نہ سکون ہوگا۔

اللہ ہر طرح کی دین کی تعلیمات کو حاصل کرنے اور سمجھنے کی اور اس پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

﴿.....وَأَخِرُ دَعْوَانَا أَنْ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.....﴾

## مقام رسول ﷺ

الْحَمْدُ لِلَّهِ . الْحَمْدُ لِلَّهِ وَ كَفَى وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ  
الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ ، وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ الَّذِينَ أَوْفُوا  
عَهْدَهُ، الَّذِينَ هُمْ خُلَاصَةُ الْعَرَبِ الْعَرَبَاءِ، وَخَيْرُ الْخَلَائِقِ بَعْدَ  
الْأَنْبِيَاءِ . أَمَا بَعْدُ !

فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
﴿وَالضُّحَىٰ وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَىٰ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَىٰ وَ  
لِلْآخِرَةِ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَىٰ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ  
فَتَرْضَىٰ أَلَمْ يَجِدَكَ يَتِيمًا فَآوَىٰ وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ  
وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَىٰ﴾ الضحى: ۸ تا ۸

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : أَشْفَعُ لِأُمَّتِي حَتَّىٰ يُنَادِيَ رَبِّي أَرْضِيَتْ  
يَا مُحَمَّدُ! فَأَقُولُ يَا رَبِّ اَرْضِيَتْ . البحر الزخار لمسند  
بزار: ۶۳۸

اشفع لامتي حتى يناديني ربي فيقول ارضيت يا محمد فاقول  
رب رضيت،

حديث ابى نصر اليونانى اشفع لامتى حتى ينادينى ربي  
ارضيت يا محمد فاقول نعم رب رضيت .

صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ ، وَصَدَقَ رَسُولُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيمُ ، وَنَحْنُ عَلَى  
ذَلِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِينَ وَالشَّاكِرِينَ ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ  
الْعَالَمِينَ .

تمہید:

آخری پارے کی سورہ ضحیٰ کی چند آیات تلاوت کی ہیں اور جناب نبی پاک ﷺ کا ایک فرمان تلاوت کیا ہے، جس کے اندر رسول اللہ ﷺ کے مقام کو عظمت کو بیان کیا گیا ہے، ماہ ربیع الاول کی مناسبت سے یہ تیسرا جمعہ ہے کہ جو رسول اللہ ﷺ کی فضیلت کے موضوع پر گفتگو ہو رہی ہے۔

آیت کا مفہوم:

فرمایا اللہ رب العزت نے:

”قسم ہے چاشت کے وقت کی قسم ہے رات کی، جب مکمل چھا جائے۔ آپ کے رب نے آپ کو چھوڑا نہیں ہے اور نہ ہی وہ آپ سے ناراض ہے۔ ہر آنے والادن آپ کے لئے آپ کے گزشتہ دن سے بہتر ہوگا۔ اور اللہ رب العزت آپ کو اتنا دے گا کہ فرضی آپ راضی ہو جائیں گے۔ آپ نے غور نہیں کیا کہ آپ یتیم تھے پھر ہم نے آپ کو کیسا ٹھکانہ دیا ہے پرورش کے مراحل سے گزار کر ایک عظمت والی خاتون کے ساتھ ازدواجی زندگی کا تعلق بھی قائم کر دیا ہے۔ آپ غیر عالم تھے کہ ہم نے علوم نبوت کے نزول کا آپ کے دل کو مرکز بنا دیا اور راہنمائی کی۔ آپ حق کی تلاش میں حیران تھے کہ ہم نے علوم نبوت کے نزول کا آپ کے قلب کو مرکز بنا دیا پھر آپ کو ہم کیسے چھوڑیں گے۔ کہ آپ ابتدائی دور میں تنگ دست نہیں تھے کہ ہم نے آپ کے ہاتھوں کو سخاوت کا دریا بنا دیا کہ فاعنی اپنی صفت غنا میں سے آپ کو عطاء کر دیا تب ہی آپ تقسیم کر رہے ہیں۔

یہ تو ان آیات کا ترجمہ ہے۔

حدیث کا مفہوم:

جو حدیث رسول ﷺ کی تلاوت کی، اس کا مفہوم یہ ہے کہ جناب نبی پاک ﷺ فرما رہے ہیں کہ میں اپنی امت کی شفاعت کروں گا میدان حشر میں، یہاں تک کہ میرا رب مجھ کو پکارے گا اور نداء لگائے گا میرا رب فرمائے گا کہ اے محمد! آپ راضی ہو گئے ہو، خوش ہو گئے ہو، جب میں سفارش کر رہا ہوں گا، اللہ پاک سفارش کو قبول فرمائیں گے، میں اپنی امت کے لئے سفارش کروں گا، سفارش اللہ پاک قبول فرمائیں گے اور پھر یہ فرمائیں گے کہ آپ خوش ہو گئے ہو؟ اے محمد! راضی ہو گئے، آپ خوش ہو گئے ہو، تو میں کہوں گا یا رب میں راضی ہو گیا ہوں، خوش ہو گیا ہوں۔

یہ بہت بڑی فضیلت کی بات ہے، جہاں اور انعامات اور عنایات، فضل و کرم اور خصوصیات سے اللہ رب العزت نے نوازا ہے، ان میں آخرت میں سب سے بڑا مقام و عظمت جو شفاعت کبریٰ کا آپ کو اذن ہوگا، یہ سب سے بڑا مقام ہے سب انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام بعد میں اٹھیں گے، بعد میں ان کو اذن ہوگا، سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کے پاس تمام لوگ آئیں گے۔

## والضحیٰ اور واللیل کا مطلب:

دوسرا فرمایا

﴿والضحیٰ﴾

چاشت کی قسم

﴿واللیل اذا سجدی﴾

رات کی قسم جب پوری چھا جائے، چاشت کے بعد روشنی پھیلتی ہی چلی جاتی ہے اور چاشت کے وقت کی روشنی ہر موسم کی ہر دلعزیز ہوتی ہے، سخت گرمیوں میں چاشت کے وقت روشنی یا دھوپ کی تپش تکلیف دہ نہیں ہوتی اور سردیوں کے دنوں میں چاشت کے وقت کے روشنی کے انتظار کے لئے لوگ باہر کھڑے ہوتے ہیں، تو آپ کی روشنی کے بڑھنے کی تشبیہ، آپ کے نور نبوت کے بڑھنے کی تشبیہ، آپ کے مقام نبوت کے پھیلنے پھلانے کی تشبیہ اللہ پاک نے چاشت کے وقت کے ساتھ دی کہ قسم ہے چاشت کے وقت کی، اس روشنی سے

آگے آپ کی روشنی بڑھتی ہی جائے گی اور اصل آپ کو روشنی عطاء کی گئی ہے۔

﴿وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَىٰ﴾

روشنی علم سے ہوتی ہے، خوشی کا پیغام ہوتا ہے، تاریکی جہالت ہوتی ہے، پریشانی کا سبب بنتی ہے، تو فرمایا اس راستے میں تھوڑا سا دکھ ملال آئے گا، کبھی فترۂ وحی کی صورت میں مصائب آئیں گے، عارضی ہیں اس راستے میں ملال پریشانی اضطراب یہ عارضی ہے، اصل واضحی ہے کہ آپ کی روشنی پھیلتی ہی چلی جائے گی۔

اور تیسری تفسیر کہ دن رات کا سفر ایام ان کو شمار کیا جاتا ہے، دیکھو دن رات پورا ہوگا، تو ایک دن گزرے گا، پھر دوسری رات آئے گی، پھر دن گزرے گا، پھر تیسری رات آئے گی، پھر مہینہ اور سال ہوگا، یعنی لیل و نہار کے گزرنے سے خواہ دن کا سفر ہو، یا آپ کی نبوت کا، یا رات کی گھڑیوں کا سفر ہو، یا آپ کی نبوت کے زمانے کا دونوں ہی صورتوں میں اضافہ ہوگا۔

﴿مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَىٰ﴾

نہ دن میں آپ کے پروردگار نے آپ کو چھوڑا ہے اور نہ ناراض ہوا، نہ رات کے گھڑیوں میں آپ کو چھوڑا، زندگی کے سفر میں انسان کو دن اور رات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، نہ ہم نے آپ کو دن میں بھلایا ہے، نہ ہی ہم نے رات کو بھلایا ہے، آپ کا دن کا سفر وہ نزولی کمالات کے لئے ہے اور آپ کا رات کا سفر عروجی کمالات کے لئے ہے، یہ آپ کے لئے دونوں وقت دن کا ہو، یا رات کا ہو، آپ کے علوم نبوت کو پھیلانے کے لئے دونوں وقت آپ کی خدمت گار ہیں، آپ کو رات میں بھی مراتب و منازل ملیں گے اور پھر دن کو آپ کے نزولی کمالات کا وقت ہوتا ہے، ابھی عرض کروں گا کہ نزولی کمالات کیا ہیں؟ اور عروجی کمالات کیا ہیں؟

﴿مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَىٰ﴾

اللہ تعالیٰ اس جملے کو کیوں نازل فرما رہے ہیں؟ کیا ضرورت پیش آئی ہے؟ مکی زندگی میں جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام جب اعلانیہ نبوت کا پیغام لے کر آئے، رسول اللہ ﷺ

کا لقب بتا دیا، آپ کی شریعت کا حکم بتا دیا، آپ کو اعلانیہ وحی کا حکم دیا

﴿يَا أَيُّهَا الْمَزْمَلُ.....﴾

والی آیات نازل ہوئیں، اب ایک عرصے تک وحی منقطع ہو گئی۔

بعض نے لکھا ہے کہ مشرکین نے کچھ سوالات کئے تھے اور آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ کل بتادوں گا، اس وجہ سے وحی بند ہو گئی تھی، جس سے آپ پریشان ہو گئے تھے۔

ان شاء اللہ کیوں نہیں کہا سوزہ کہف میں ذکر ہے، مشرکین مکہ نے تیر چلانا شروع کر دیئے کہ 'قد ودع ربہ' اس کو اس کے رب نے بھی چھوڑ دیا ہے، لہذا اس کا دین اور اس کی شریعت یہ اس کی خود ساختہ ہے، یہ جو اپنی شریعت اور دین کی نسبت الی اللہ کرتے ہیں اس پر العیاذ باللہ یہ جھوٹے ہیں، اس کے رب نے بھی اس کو چھوڑ دیا ہے، اس پر آپ ﷺ پریشان ہو گئے اور پریشان ایسے ہوئے کہ بخار کی کیفیت آ گئی، پریشانی ویسے بھی تھی کہ وحی نہیں آرہی ہے، آپ انتظار میں رہتے تھے۔

اصحاب سیر نے لکھا ہے کہ وحی جو منقطع ہوئی، چند دنوں میں تو آپ پریشان ہو کر کبھی پہاڑوں پر تشریف لے جاتے، ایک غیبی آواز آتی اے اللہ کے رسول! تم پر سلام ہو، پھر ایک تسلی سی ہوتی، فرشتوں کا سلام تھا، واپس آ جاتے، گھر میں بھی اضطرابی کیفیت رہتی، پریشانی تو ویسے بھی تھی وحی کے نہ آنے کی، اس میں دعا اور ذکر اذکار جاری ہی تھا کہ جب دشمنان اسلام نے تیر چلانے شروع کر دیئے کہ ان کے رب نے بھی ان کو چھوڑ دیا ہے، تو اس زخم پر نمک لگ گیا، پھر آپ بیمار ہو گئے پریشانی کی وجہ سے اور یہ وحی چند دن منقطع رہی، بعض نے سات دن بعض نے زیادہ دن لکھے ہیں پھر یہ آیات نازل ہوئی

﴿وَالضُّحَىٰ وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَىٰ ، مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَىٰ﴾

اے نبی! آپ کے رب نے آپ کو نہ چھوڑا ہے، نہ وہ آپ سے ناراض ہے، بس وحی کا چند دنوں کا نہ آنا یہ تو ہوتا رہے گا، آپ کا ہر آنے والا دن گزشتہ دن سے بہتر ہوگا، کثرت انعامات کی وجہ سے عظمت و تقدس کی وجہ سے آپ کی تبلیغ کی وجہ سے آپ پر آسمانی آیات کے نزول کی وجہ سے آپ کی جماعت کے کثرت کی وجہ سے کہ غم کم ہونے شروع ہو

جائیں گے اور پھر آخرت میں مقام محمود کے اعتبار سے شفاعت کبریٰ کے اعتبار سے اور حوض کوثر میں تقسیم آب کوثر کے لحاظ سے یہ آپ کا مقام بڑھتا جائے گا، یہ آخرت کی وجہ بڑھتا جائے گا اور جب سے آپ دنیا میں آئے، جب دنیا سے سفر کر گئے، میدان حشر تک لوگ آپ کے منقبت بیان کرتے رہیں گے، ہر دور میں اور کر کے منقبت تعریف فضائل آپ کے اوصاف کو بیان کر کے آخر میں بڑے بڑے جلیل القدر ولی اللہ بھی یہ کہنے لگیں گے کہ

چہ وصفت کند سعدے نا تمام

علیک السلام اے نبی والسلام

شیخ سعدی نے اتنی بڑی کتاب نبی کی تعریف میں لکھ کر کریم الثناء جمیل الشیم کے ایسے اوصاف کے مالک ہیں، رسول اللہ ﷺ کی تعریف لکھ لکھ کر کے آخر میں سعدی رحمۃ اللہ علیہ تو ختم ہونے والی چیز ہے، نبی آخر الزمان کے اوصاف نہ ختم ہونے والی چیز ہے، کیسے تو ان کی تعریف کر سکتا ہے

چہ وصفت کند سعدی نا تمام

تیری تعریف اس جملے نے ہی کر دی ہے، جو اللہ رب العزت نے فرما دیا کہ اگر آپ کو پیدا نہ کرنا ہوتا، تو کائنات کو ہی میں پیدا نہ کرتا، اس سے اونچا جملہ جو اللہ رب العزت نے حدیث قدسی میں ارشاد فرمایا:

چہ وصفت کند سعدی نا تمام

علیک السلام اے نبی

والسلام بس آپ پر درود و سلام ہو، ہمیشہ

بعدد کل ذرۃ ألف ألف مرة

کہ ہر ہر ذرے کے بقدر آپ پر درود و سلام ہوتا رہے۔

حبیب اللہ کا لقب:

﴿وَلَا خَيْرَ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَى﴾

اے نبی! آپ کا ہر آنے والا دن آپ کے گزشتہ دن سے بہتر ہوگا، پہلے دن تو ایک آپ کی زوجہ مطہرہ ایمان لائی، دوسرے دن آپ کے صدیق نے ایمان لایا ہے، تو بہتر ہو گیا ہے دوسرا دن تیسرے دن اور لوگوں نے بھی ایمان لانا شروع کر دیا، ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ اپنے حجرہ مبارک سے باہر تشریف لائے، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم باتیں کر رہے تھے کہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ نے صفی اللہ بنایا۔

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے خلیل اللہ کا لقب دیا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے کلیم اللہ کا لقب دیا ہے۔

اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے ذبیح اللہ کا لقب دیا ہے۔

یہ باتیں کر رہے تھے کہ اوپر سے رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، آپ نے ان سب کی باتوں کو دہرایا کہ آپ لوگ یہ یہ کہہ رہے تھے، سنو میں دنیا میں آخری نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں اور میں سب کا سردار ہوں اور اس پر میں تکبر نہیں کرتا اور سب سے پہلے آخرت میں مجھے اذن ہوگا شفاعت کبریٰ کا، اس پر میں کوئی فخر نہیں کرتا۔

اور اللہ نے مجھے تمام انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کا امام اور خطیب بنا کر بھیجا ہے، میں اس پر کوئی فخر نہیں کرتا اور یاد رکھو سب انبیاء کے یہ یہ لقب ہیں، اللہ رب العزت نے مجھے معراج میں حبیب اللہ کا لقب دیا ہے۔

کوئی تو خلیل اللہ ہے، کوئی ذبیح اللہ ہے، کوئی روح اللہ ہے اور مجھے اللہ نے حبیب اللہ بنایا، اپنا محبوب بنایا ہے۔

### تحدیث بالعمت:

اور پھر فرمایا میدان حشر میں جب اٹھنا ہوگا، تو سب سے پہلے میں اپنے حجرے سے اٹھوں گا اور سب سے پہلے مجھے شفاعت کا اذن ہوگا، یہ میں بطور شکر کے بتا رہا ہوں نہ کہ بطور فخر کے، (مسند احمد جلد پنجم: ۱۴۵۳) پھر میرے ساتھ میرے سونے والے یار اٹھیں گے، میرے ساتھ آرام کرنے والے میرے دوست صحابی اٹھیں گے، شیخین اٹھیں گے، پھر جنت البقیع والے اٹھیں گے، پھر مکہ آؤں گا، جنت المعلىٰ والے اٹھیں گے اور پھر میں اللہ کے عرش



کے نیچے دائیں طرف مقام محمود میں بیٹھ جاؤں گا، یہ باتیں میں بطور شکر کے بتا رہا ہوں، نہ کہ بطور فخر کے بتا رہا ہوں، کہ اللہ نے مجھے یہ انعام دیا ہے اور پھر لوگ اٹھنا شروع ہو جائیں گے، اٹھنے کے بعد سب سے پہلے مجھے جنتی لباس عطا کیا جائے گا اور حمد کا علم میرے ہاتھ میں ہوگا میں لہراؤں گا

﴿سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ﴾

علم حمد میں میدان حشر میں اٹھاؤں گا۔

### امتوں کی شفاعت کا حال:

اور پھر مقام محمود میں سجدہ ریز ہو جاؤں گا، اللہ رب العزت جبرائیل سے یہ فرمائیں گے جبرئیل جاؤ، میرا محبوب کیوں رورہا ہے، پوچھو جبرائیل آئیں گے، حالانکہ اللہ کو پتہ ہے میں کیوں رورہا ہوں، میں جبرئیل کو بتاؤں گا، عرض کروں گا کہ اے میرے رب میں اپنے ان گنہگار امتیوں کی فکر میں رورہا ہوں جو گناہوں کی توبہ کرائے بغیر فوت ہو گئے تھے، آج کہیں ان کو جہنم میں نہ ڈالا جائے، ان کی فکر میں رورہا ہوں، جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام بتائیں گے، پھر اللہ رب العزت فرمائیں گے ”اشفع تشفع“ آپ سفارش شروع کرو، اپنے امتیوں کی پھر میں سفارش کروں گا اور میں اس وقت تک راضی نہ ہوں گا، جب تک میرا ایک ماننے والا بھی جہنم میں ہوگا۔

”اذن لا ارضی و واحد من امتی فی النار“ الدار المنثور

للسیوطی: ۸/۵۲۲

لا یرضی محمد واحد من امتہ فی النار

﴿ولسوف یعطیک ربک فترضی﴾

کا عملی مظہر ہوگا، اس دن کہ آپ کا جو اللہ نے فرمایا کہ آپ کا رب آپ کو اتنا دے گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے، جو حدیث ہے اس کا مفہوم بھی یہی ہے کہ میں آخرت میں سفارش کروں گا، اشفع امتی میں اپنی امت کے لئے میدان حشر میں سجدہ ریز ہو کر سفارش کروں گا، حسنین کے لئے نہیں، اپنے نواسوں اور پوتوں کے ساتھ محبت ہوا کرتی ہے، بعض

شوہروں کو اپنی ازواج سے اپنے اہل بیت سے اپنے اقرباء سے محبت ہوا کرتی ہے اور یہ طبعی محبت امام الانبیاء ﷺ میں بھی عام امتی کے مقابلے میں اپنے اقرباء کے بارے میں زیادہ تھی، لیکن آپ کو اپنے حسنین کے لئے سفارش کی ضرورت نہیں ہے، وہ تو ویسے ہی ”سید اشباب اہل الجنة“ ہیں، وہ تو ویسے ہی جنت کے سردار ہیں، ازواج کے لئے سفارش کی ضرورت نہیں ہے، وہ تو سیدات ہیں، جنت کی عورتوں کی سردار ہیں، فاطمہ کے لئے، زینب کے لئے، ام کلثوم کے لئے اور رقیہ کے لئے سفارش کی ضرورت نہیں ہے، وہ تو ویسے ہی جنت کی سردار ہیں، خلفائے راشدین کے لئے سفارش نہیں ہے، اصحاب بدر کے لئے سفارش کی ضرورت نہیں ہے، جنہوں نے ایمان کی حالت میں رسول اکرم ﷺ کے چہرہ مبارک کو دیکھا اور اسی حالت میں دنیا سے رخصت ہو گئے، اس جماعت صحابہ کے لئے رسول اللہ ﷺ کو سفارش کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ اپنے ان امتیوں کے لئے سفارش کی ضرورت ہے، جو اتنے گناہ کر کے آخرت میں آئے اور گناہوں پر توبہ کرتے رہے، لیکن وہ گناہ اتنے تھے کہ زندگی میں معافی نہ کروا سکے، گناہوں کی گٹھری لے کر میدان حشر میں پہنچ گئے، تو رسول اللہ ﷺ فرما رہے ہیں میں اپنی امت کے لئے سفارش کروں گا، یہ سفارش ہو رہی ہے۔

### رحمت کا مظاہرہ:

دیکھو دوستو! یہ تو تذکرہ ہے رسول اللہ ﷺ کے فضائل کا اور ایمان تازہ ہوتا ہے مشہور حدیث ہے کہ لوگ جائیں گے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس بھی، ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس بھی، سب انبیاء کے پاس جائیں گے اور وہ معذرت کریں گے اور کہیں گے جاؤ حجرہ عائشہ میں امام الانبیاء ﷺ وہاں آرام فرما رہے ہیں، ادھر فخر رسل ہے، وہ جس کو شفاعت کا اذن ہوگا، وہ سفارش کرے گا، اتنے مشکل مرحلے میں کہ انبیاء بھی پریشان ہیں، سب کو اپنی اپنی لگی ہے اور ادھر رسول اللہ ﷺ کو فکر امت کی لگی ہوئی ہے، ایک بات دوسری بات رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ رب العزت سب انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعائیں قبول کرتے ہیں، لیکن ایک دعا بطور اعزاز کے سب کو عطاء کی تھی اور سب نے مانگ لی ہے، میں نے وہ دعا محفوظ رکھی ہوئی ہے، میدان حشر میں جب مجھے شفاعت کا اذن

ہوگا، میں اس وقت اس دعا کو استعمال کروں گا، کہ میرے گنہگار امتیوں کو یارب معاف کر دے، کوئی نسبت ہے شفقت کی یہ شفیق پیغمبر ہے، یہ تو رحمۃ اللعالمین ہے، سب جہانوں کے لئے ہے، یہی تو وجہ ہے اونٹ بھی شکایت لے کر آ رہا ہے، جنگل سے پکڑی جانے والی ہرن بھی شکایت لے کر آ رہی ہے اور انگلیوں سے چشمے جاری ہو رہے ہیں، سب کے فائدے ہو رہے ہیں، رحمۃ اللعالمین ہے، جو سب جہانوں کے لئے رحمت اپنی اس ماننے والی امت کے لئے بدرجہ اتم رحمت بنا کر بھیجا، گیا یہ تو رسول اللہ ﷺ کی شفقت کا حال ہوا جو اپنی امت کے ساتھ ہے۔

### سنت کو زندہ کرنے کی ترغیب:

میں دوستو اپنے آپ کو بھی ایک دعوت فکر دینا چاہتا ہوں، چالیس سال تو میرے بھی ہو گئے، دس سال تو بچپن کے شمار کرو، تیس ربیع الاول تو میں نے بھی گزارے ہیں اور ہم میں بعضوں نے تو کتنے ربیع الاول گزار دیئے اور کتنے خطیب اور واعظین کے بیان بھی سنے، جھنڈیاں بھی دیکھیں، چراغاں بھی دیکھا، کہ رسول اللہ ﷺ کی آمد ربیع الاول میں ہوئی ہائے کاش! کوئی ایسا بھی امتی ہوتا کہ ہر ربیع الاول میں رسول اللہ ﷺ کی ایک سنت پر پابندی سے عمل کرنے والا ہوتا، تو اس کے لئے پھر ربیع الاول مبارک پیغام لے کر آتا، کیسا عشق ہے اپنے پیغمبر کے ساتھ اور ایسا شفیق مشفق محسن رحم کرم والے پیغمبر کے بارے میں جو اتنی مشکل وقت میں فرما رہے ہیں، اشفع لامتی میں اپنی امت کے لئے سفارش کر رہا ہوں اور امتی اپنے تھوڑے سے دکھ سکھ میں سنت کو بھول جاتا ہے، یہ امتی اپنے خوف اور ڈراس میں محسوس کرتا ہے کہ میں جب رسول اللہ ﷺ کی سنت پر عمل کروں گا، تو دفتر میں میری عزت نہیں ہوگی، بیوی میرا احترام نہیں کرے گی، ساتھی ساتھ چھوڑ دیں گے، دوکان دار مجھے الگ سے دقیا نوس اور بنیاد پرست کہیں گے، اس لئے خوف اور ڈر رکھتا ہے امتی کہ میں نبی کی سنت پر عمل کروں، تو یہ ہو جائے گا، افسوس کی بات ہے۔

دوستو! ایک ایک سنت پر جان کے نذرانے دینے والے ان جلیل القدر اولیاء اللہ کی باتیں تو کبھی سنو، خوش قسمتی ہمارے لئے تب ہے کہ ہر ربیع الاول ہمارے لئے جدید جذبہ لے

آئے اور ہم سنت پر عمل کرنے کا عہد کریں، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھتے تھے، مذاکرہ اور مذاکرہ کر رہے تھے اور ایک دوسرے کو کہتے تھے کہ بتاؤ مجھ میں کس سنت کی کمی ہے کہ وہ میں پورا کروں، آپس میں بیٹھ کر یہ مذاکرہ کرتے تھے، پاکستان والو! بلیو ایریا کے پڑھے لکھے دوستو! اپنے پیغمبر ﷺ کی سنتوں میں، داؤں میں عروج ملے گا، عزت ملے گی، بلندی ملے گی، آج تک تو ہم نے پیغمبر ﷺ کی سنتوں کی اداؤں میں عزت دیکھی ہے، ذلت تو دیکھی ہی نہیں ہے، اور کوئی ذلت کرتا ہے، تو وہ خود بد بخت ہے

تندی باد مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب

یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لئے

سنت کے نام پر کوئی ہمارا مذاق بنائے، دوستو اس سے بڑھ کر اور کیا مبارکبادی چاہتے ہو، کہ تم سنت پر عمل کرو اور لوگ تمہیں دقیانوس کہیں، لوگ تمہیں ملازم کہیں، لوگ تمہیں بنیاد پرست کہیں، لوگ تمہیں یہ کہیں کہ یہ معاشرے کا کٹا ہوا فرد ہے اور تم اس بات کو فخر سے قبول کرو، کہ مجھے آخرت میں اعزاز ملے گا، میں اپنے ایمان کو حوصلہ دیتا ہوں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کی سنت کی برکت سے یہ لقب مل رہا ہے، یہ جذبہ ربيع الاول میں ہونا چاہئے۔

نو جوانو! غور کرو:

اور میرے نو جوان ساتھیو! اس چیز کو مت سوچو کہ ڈاڑھی منڈواؤ گے، تو اچھی بیوی ملے گی، ڈاڑھی رکھو گے، تو اچھی بیوی نہیں ملے گی، یہ میری ضمانت ہے ڈاڑھی منڈوا کر یہ سوچنے والو کہ دنیا کی مایہ ناز خاتون ملے گی، اس کو مت سمجھو، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب نو جوان ہیں، ایک حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ابو بوڑھے تھے، جب مدینہ طیبہ میں اسلام لانے کے لئے حاضر ہوئے، عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر تیس سال تھی، ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر بھی چالیس سال تھی، عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر بائیس سال تھی، اور حضرت علیؓ کی عمر بارہ سال تھی جب اسلام لائے۔ یہ سب نو جوان تھے اور سب نے ڈاڑھیاں رکھی ہیں، سنت کا لباس پہنا ہے، مسواک کئے ہیں، ٹخنے ننگے رکھے ہیں اور ہر سنت کی ادا پر لبیک وسعدیک کا جملہ بولتے رہے ہیں، اللہ نے ان کو یہ انعام دیا کہ میرے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے بارے میں جب عقیدت کے الفاظ تعریف کے الفاظ ان پر رحمت بھیجنے کے الفاظ کوئی امتی نہیں کہے گا، تو میں اس کو مسلمان ہی نہیں مانوں گا، اتنا اعزاز ان کو دیا کیوں اعزاز دیا ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کیوں ملا، ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اعزاز اور دنیا والے اس کی عزت کرتے تھے، جس کے پاس ڈالر ہوں، نبی کی سنت یہ ہے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عزت ہو رہی ہے، پیار کے جملوں سے پکارا جا رہا ہے اور یہ درویش بھوک کی وجہ سے بیہوش ہو رہا ہے اور یمن کی گورنری کے زمانے میں اپنے پیوند زدہ جے کو سامنے لہراتے تھے، ابو ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اپنی حیثیت کو نہ بھول جا، تیرے کرتے پر کتنے پیوند تھے، تو نبی کی سنت کو جب اپنانے والا بنا، تجھے اللہ نے اتنا اعزاز دیا کہ یمن کا بادشاہ بنا دیا، حدیث کا جمع کرنے والا بنا دیا۔

### اعزاز نبی کی سنت میں ہے:

حکایات صحابہ پڑھو، ذرا غور کرو، حیات صحابہ پڑھو، اس میں غور کرو، ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کو یا تابعین کو، تبع تابعین کو ان لوگوں کو سنت میں کامیابی سمجھ میں آئی تھی، ان کو یہ اعزاز ملا ہے، رسول اللہ ﷺ کی سنت کو محبت کے ساتھ اپناتے تھے اور اسی میں ہمارا اعزاز ہے، امتی کی فضیلت اسی میں ہے، مقام اسی میں ملے گا، دنیا و آخرت کا کب تک سوچتے رہو گے، بہت سوئے ہو، تم اب اٹھ جانے کا وقت آیا، دنیا والے ہمیں کچھ نہیں دے سکتے ہیں اور ہماری ایمانی حمیت ہمیں اجازت بھی نہیں دیتی کہ ہم دنیا والوں سے کچھ مانگیں، سب کچھ اللہ سے مانگیں سب خزانے اس کے پاس ہیں۔

﴿وَلِلّٰهِ خَزَائِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾

کہ آپ ﷺ کا مقام دیکھا ہے اور آپ ﷺ کی فکر دیکھی ہے کہ آپ کو فکر کیا ہے، لہذا امتی کے اندر کوئی فکر اور ٹرپ ہونی چاہئے، ربیع الاول ہمارے لئے گناہوں کو چھوڑنے کا پیغام لے کر آیا ہے، سنتوں کے اپنانے کا پیغام لے کر آیا ہے، جدید جذبہ لے کر آئے، تو پھر تو یہ ربیع الاول ہمارے لئے موسم بہار ہے، گفتن شنیدن کی حد تک ہے دوستو پھر یہ افسوس ہے، عمل کے ساتھ عروج ملتا ہے۔

سر سے لے کر پاؤں تک تنویر ہی تنویر ہے:

فرمایا:

سر سے لے کر پاؤں تک تنویر ہی تنویر ہے  
جیسے بولتا قرآن وہ اس کی تقریر ہے  
سوچتی ہے دل میں دنیا مصطفیٰ کو دیکھ کر  
کیسا ہو گا وہ مصور جس کی یہ تصویر ہے

یہ ایسا پیغمبر ہے، چل کر جا رہا ہے تو ہدایت کے چشمے جاری ہوتے ہیں، آسمانوں کی طرف  
دیکھ رہا ہے، تو ہدایت کے چشمے جاری ہو رہے ہیں، انگلی سے اشارہ کر رہا ہے چاند قدموں  
میں بوسہ دینے آ رہا ہے، انگلی سے چشمے جاری ہو رہے ہیں، ہاتھ کے اشارہ سے رضا کے فیصلے  
ہو رہے ہیں، تبسم سے جنت کو جوانی مل رہی ہے اور آپ کے غصے سے جہنم کو جوانی مل رہی  
ہے، آپ کے داڑھی کے بالوں میں ہدایت ہے، آپ ﷺ کے رخساروں کی چمک میں  
ہدایت ہے، آپ ﷺ نگاہوں میں نور نبوت نظر آتے ہیں، میرے امام الانبیاء ﷺ کے  
کیا کہنے کہ دونوں کندھوں کے پیچھے ختم النبوة کی مہر ہے، سامنے سے بھی وہ چراغ ہے، سراج  
منیر ہے، اس کے ہاتھ بھی سراج منیر ہے، اس کے پاؤں بھی سراج منیر ہیں، اس کا چلنا سراج  
منیر ہے، اس کا بیٹھنا سراج منیر ہے، اس کا سونا بھی سراج منیر ہے، اس کا دیکھنا بھی سراج  
منیر ہے اور اس کی پشت بھی سراج منیر ہے۔

فرمایا

سر سے پاؤں تک تنویر ہی تنویر ہے

جیسے بولتا قرآن وہ اس کی تقریر ہے

ہر مولوی ہر خطیب کچھ بول بولتا ہے، کچھ تقریر کرتا ہے اور میرا پیغمبر امام الانبیاء ﷺ  
فخر رسل مولائے کل ہادی سبل سرکار دو جہاں ﷺ جو بولتا ہے، تنویر ہی تنویر ہے، بولتا وہ  
قرآن اس کی تقریر ہے

رخ مصطفیٰ ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا دوسرا آئینہ

نہ ہماری بزم خیال میں نہ دکان آئینہ ساز میں  
وہ مصور جس کی یہ تصویر ہے اللہ رب العزت کے ارشاد کے کیا کہنے، اپنے پیغمبر ﷺ کی  
شان میں فرمائے تو جس پیغمبر کو اس کے رب نے بنایا ہے اس کی شان کو کیسے احاطہ میں لے  
سکتے ہیں فرمایا

﴿وَالضُّحَىٰ وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَىٰ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَىٰ﴾

یہ مشرکین مکہ تیر برساتے ہیں اللہ رب العزت رسول اللہ ﷺ سے ناراض ہو چکے ہیں  
ہرگز ایسا نہیں۔ قسم ہے چاشت کے وقت کی اور رات کی آپ کے رب نے آپ کو نہیں چھوڑا  
اور نہ وہ ناراض ہوا۔

﴿وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَىٰ﴾

ہر آنے والا دن آپ کے ماضی سے بہتر ہوگا کچھ مکی دور میں اضافہ ہوتا جائے گا پھر مدنی  
دور میں صحابہ کی کثرت ہوگی بدرحسین میں فتح مکہ میں فتح کے علم لہرائیں گے

﴿وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَىٰ﴾

اور صحابہ کو دیکھنے والوں میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جیسا مرد فقہی پیدا کر دوں گا تابعین  
میں حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ جیسا پیدا کر دوں گا تابع تابعین پیدا کروں گا اور بخاری پیدا کر دوں  
گا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ پیدا کر دوں گا

﴿وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَىٰ﴾

اے نبی پہلے دن آپ پر ایمان لانے والی آپ کی گھر والی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ  
عنه ہے آپ جب دنیا سے رخصت ہوں گے تو لاکھوں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان  
والے ہوں گے اور میدان حشر میں آپ کے حوض کوثر کے قریب آ کر آپ کے ہاتھ سے حوض  
کوثر سے پانی پینے والے بے شمار ہوں گے

﴿وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَىٰ﴾

ہر بعد میں آنے والا دن گزشتہ دن سے اے نبی آپ کے لئے بہتر ہوگا

﴿وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ﴾

پھر آپ کا رب میدان حشر میں آپ کو اتنا دیں گے کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

﴿.....وَأَخِرُ دَعْوَانَا أَنْ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.....﴾



## شانِ رسول ﷺ

الْحَمْدُ لِلَّهِ . الْحَمْدُ لِلَّهِ وَ كَفَى وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ  
الرُّسُلِ وَ خَاتِمِ الْأَنْبِيَاءِ وَعَلَى آلِهِ وَ أَصْحَابِهِ الَّذِينَ أَوْفَوْا عَهْدَهُ  
الَّذِينَ هُمْ خُلَاصَةُ الْعَرَبِ الْعَرَبَاءِ وَ خَيْرِ الْخَلَائِقِ بَعْدَ  
الْأَنْبِيَاءِ . أَمَا بَعْدُ

فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ  
ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّوْا  
فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِينَ﴾ آل عمران: ۳۱، ۳۲

قال النبي ﷺ: "لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ يَكُونَ هَوَاهُ تَبَعًا  
لِمَا جِئْتُ بِهِ" رواه ابن ابى عاصم فى السنة: ۱۵ . والطبرانى

فى المعجم الكبير والبيهقى فى المدخل رقم: ۲۰۹  
صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ وَصَدَقَ رَسُولُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيمُ وَنَحْنُ عَلَى  
ذٰلِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِينَ وَالشَّاكِرِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ .

### آیات کا مفہوم:

سورۂ آل عمران تیسرے پارے کی دو آیات کریمہ تلاوت کی ہیں اور رسول اللہ ﷺ  
کا ایک ارشاد پاک تلاوت کیا، جس کے اندر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے محبت  
کا ذکر کیا ہے، کہ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ محبت کیسی ہونی چاہئے۔

فرمایا آیات کریمہ میں اے نبی! آپ ان کو فرمادیجئے کہ اگر یہ کہتے ہیں کہ اللہ سے محبت ہے، انہیں آپ بتادیجئے کہ میری اتباع کرو، یعنی رسول پاک ﷺ کی اتباع کرو، تو پھر تمہارا کہنا ہم تسلیم کریں گے کہ اگر تم اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ محبت کے دعوے میں سچے ہو، یاد رکھو اگر رسول پاک ﷺ کی اتباع کر لی، ایک تو اللہ تم سے محبت کرے گا اور دوسرا تمہارے گناہوں کو اللہ پاک معاف فرمادے گا۔ اور اللہ معاف کرنے والا مہربان ہے۔

اور آگے فرمایا کہ لوگوں کو آپ بتادیں اللہ اور اللہ کے رسول کی اطاعت کریں، کہا مائیں، تابعداری کریں، فرماں برداری کریں، اگر روگردانی اختیار کریں گے، بات کو نہیں مانتے ہیں، منہ پھیرتے ہیں رسول پاک ﷺ کی اتباع سے، تو اللہ تعالیٰ کافروں کو پسند نہیں کرتے۔

### حدیث کا مفہوم:

جو حدیث رسول پاک ﷺ کی تلاوت کی، اس کا مفہوم یہ ہے کہ تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک کامل مسلمان نہیں ہو سکتا، جب تک اپنی ساری خواہشات اس چیز کے تابع نہ کر دے، جو میں لے کر آیا ہوں، یعنی ہر وہ چیز خواہ اس کے معاملات ہیں، عبادات ہیں، عقائد ہیں، معاشرت ہے، جو کچھ بھی ہے، جب تک وہ سب کچھ اس چیز کے تابع نہ کر دے، جو میں لے کر آیا ہوں، یعنی رسول اللہ ﷺ جو شریعت لے کر آئے ہیں، اس کے تابع نہ ہو جائے، اس وقت تک وہ کامل مومن نہیں ہو سکتا ہے، تو محبت کی بات ہر کوئی کرتا ہی ہے اور ہر ایمان والے کو اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ سے محبت ہوتی ہے، خواہ پوری ہو، یا ادھوری ہو، صحیح ہو یا غلط ہو، دعویٰ ہوتا ہے، لیکن سمجھنا یہ ہے یہ محبت ہے کیا چیز؟ اور کیسی محبت اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کو مطلوب ہے؟

### محبت کیا چیز ہے؟

محبت وہ ہے جو اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے قواعد کے مطابق ہو پھر، تو وہ محبت ہے اور اگر قواعد سے بالاطاق ہو، تو آوارگی ہے، اپنی خواہش ہے، اپنی رواج کی بات ہے، محبت نہیں ہے۔

سب سے پہلی بات جو سمجھنی ہے کہ محبت ہے کیا چیز؟ یاد رکھو محبت نام ہے ہر اس چیز کا کہ کوئی شخص کسی ممدوح میں ایسے کمالات دیکھے کہ یہ اسی کا ہو کر رہ جائے، کسی ممدوح میں ایسی خوبیاں دیکھی ہیں، ایسی صفات دیکھی ہیں کہ اس شخص کو اس سے بہتر کوئی صفات اور خوبیوں والا نہیں ملا اور یہ اسی کا ہو کر رہ گیا ہے، یہ محبت کی تعریف ہے۔

اور یہ محبت وصفی ہے، ایک محبت ذاتی ہوتی ہے، اولاد کے ساتھ محبت، والدین کے ساتھ محبت، اولاد میں کمال ہو یا نہ ہو، والد کو اپنی اولاد سے محبت ہوتی ہے، یہ محبت ذاتی ہے، والدین میں کمال ہو، یا نہ ہو، بیٹے کو اپنے والدین کے ساتھ محبت ہوتی ہے، یہ محبت ذاتی ہے۔ ایک محبت وصفی ہوتی ہے کہ کسی ممدوح میں محبوب میں ایسا وصف، کمالات، صفات اور ایسی خوبیاں دیکھیں کہ یہ اسی کا ہو کر رہ گیا ہے کہ جو میرے محبوب کی بات ہوگی، وہی ہوگی، میں نے سب کچھ اس کے حوالے کر دیا ہے، یہ محبت ہے، محبت وصفی ہے، جس کو سادھے الفاظ میں کہتے ہیں محبت ایمانی کہ سب کچھ تابع ہو گیا۔

چنانچہ کچھ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول پاک ﷺ سے یہ عرض کیا کہ حضرت ہمیں اللہ کے ساتھ اور آپ کے ساتھ محبت ہے، آپ نے فرمایا ٹھیک ہے، سوچ سمجھ کر کہہ رہے ہو کہ اللہ اور اللہ کے رسول سے محبت ہے، تو عرض کیا کہ حضرت سوچ سمجھ کر کہہ رہے ہیں، تو کاتبین وحی لکھتے ہیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی، ان محبت کے دعویداروں کو بتادو کہ کہ محبت نام ہے مخفی چیز کا، یہ دل کی بات ہے، یہ دل کسی کو اچھا سمجھ رہا ہے، کون سمجھتا ہے؟ اس کو سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی دل کے راز نہیں سمجھ سکتا، وہ علیم بذات الصدور ہے۔

محبت شی مخفی ہے، جو دل میں چھپی ہوئی ہے، دل کے اندر ایک کالائکتہ ہوتا ہے، اس کالے نکتے کے اندر کسی کی محبت گھس جاتی ہے، یاد کرے، یا نہ کرے، اسی کو یاد کرتا رہتا ہے، محبت اس چیز کا نام ہے۔

ڈاکٹر سے پوچھ لیجئے کہ آپریشن کرتے رہتے ہیں، دل کا نقطہ اس کے اندر ہوتا ہے، لیکن یہ بتادوں کہ ڈاکٹر کوئی دل کو نہیں چیرتا، بلکہ دل کے اطراف کے والو۔ رگوں کو درست کرتا ہے، دل اسی کا ہے، جس نے دل بنایا ہے، دل کے اندر ایک کالاداغ ہوتا ہے، اس میں کسی کی محبت

گھس جاتی ہے، ہر وقت اسی کا خیال آتا ہے، اب ہر کوئی اپنے دل سے پوچھ لے کہ اس کے دل کو کس کا خیال آتا ہے؟ تو اس کی محبت ہے، کتنی آسان تعریف ہے۔

**دنیا میں رہتا ہوں دنیا دار نہیں ہوں:**

علماء تصوف نے لکھا ہے کہ اپنے دل سے کبھی کبھی پوچھ لیا کریں کہ کس کے ساتھ محبت کرتے ہو؟ جس دل کے اندر بار بار کسی چیز کا خیال آ رہا ہے، پس لکھ لے کہ میرا محبوب وہ ہے، دل میں ہر وقت اپنے کاروبار کی مصروفیت گھسی ہوئی ہے، کچھ اور چیزیں گھسی ہوئی ہیں، دل سے تنہائی میں بیٹھ کر پوچھ لو، وہ بتا دے گا، تو پھر وہ ساتھ لکھ لیں کہ میرے دل میں محبت دنیا کی ہے اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی نہیں ہے

دنیا میں رہتا ہوں دنیا دار نہیں ہوں

بازار سے گزرتا ہوں خریدار نہیں ہو

دنیا میں رہتا ہے، اس کو استعمال کرتا ہے، یہ ہمارے لئے ہیں، اس کو دل کے اندر نہیں لانا ہے، دل کے اندر لانے کے لئے کوئی اور چیز ہے، ظاہری دنیا ہے، یہ کپڑے ہیں، یہ مکان ہے، یہ ہمارے لئے ہیں، یہ استعمال کے لئے ہیں، اندر کے لئے نہیں ہیں، اندر کے لئے اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ اور شریعت ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بات کہی تھی کہ حضرت ہمیں اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ سے محبت ہے، تو کاتبین وحی حضرات لکھتے ہیں اس وقت رسول اللہ ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی۔

**محبت کا معیار اور اس کے ثمرات:**

اے ہمارے پیغمبر! فرما دیجئے اگر تم اللہ کے ساتھ محبت کے دعویدار ہو، تو یہ شی مخفی کا نام ہے، کون سمجھے گا کہ محبت میں سچے ہو، میرے پیغمبر کی ہر سنت کی اتباع آجائے گی، جب تمہارے جسم جان پر میرے پیغمبر کی ہر سنت کی اتباع آجائے گی، جب تمہارے جسم جان پر میرے پیغمبر کی سنت کی جھلک نظر آئے گی، اللہ تم سے محبت کرے گا کہ تم بھی محبت میں سچے

ہو اور صرف اللہ تم سے محبت نہیں کرے گا، پھر انعام بھی دے گا، سب سے بڑا انعام انسان کے لئے یہ ہے کہ اس کی آخرت سنور جائے، میرے پیغمبر سے محبت یہ ہے اس کے ہر حرکت سکون کو اپنی زندگی میں لایا جائے، اتباع کی جائے، تو میں تم سے محبت کروں گا اور محبوب اسی کو بناتا ہوں، جو نیک ہوتا ہے، تو نیک بننے کے لئے ضروری ہے کہ میں تمہارے سارے گناہ معاف کر دوں اور اللہ کے لئے مشکل نہیں، اس لئے کہ اس کی صفت مغفرت مہربان ہے، مہربانیاں کرتا ہے، اس کی صفت مغفرت کرنا ہے، تو تمہارے گناہوں کو معاف کرتا ہے، اس کے لئے مشکل نہیں ہے، اس بادشاہ کے لئے سخاوت کرنا مشکل ہوگی، جو بادشاہ اوروں سے بھیک مانگتا ہو، وہ فقیر اور سوا لی گدا گروں کو کیا سخاوت سے نوازے گا، جو خود گدا گر ہے اور جو مالک الملک ہے، شہنشاہ ہے، سب خزانوں کا مالک ہے، وہ بخشش کر سکتا ہے، اس کی شان بخشش کرنا ہے، مہربانیاں کرنا ہے۔

### یہود کا اعتراض:

یہ آیت جب نازل ہوئی تو یہود مدینہ نے منافقت کی، ایک بات پھیلانی، کہنے لگے ہماری باتوں پر تو اعتراض کرتے ہیں کہ اس طرح شریعت کو خراب کرتے ہیں، یہ مسلمانوں کے پیغمبر بھی کہہ رہا ہے کہ میری عبادت کرو، میری پیروی کرو، ہمیں تو یہ کہہ رہا ہے کہ تم نے اپنی شریعت خراب کر دی ہے، عیسائیوں نے اپنے مذہب کو صحیح نہیں اپنایا ہے، یہودیوں نے نہیں اپنایا ہے، تو یہ محمد (ﷺ) بھی یہی کہہ رہا ہے کہ میری اتباع کرو میری عبادت کرو، تو اگلی آیت نازل ہوگی

﴿أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ﴾ ال عمران: ۳۱

یہ عبادت نہیں ہے، اتباع ہے، نقش قدم پر چلنا ہے، نبی کا اسوہ حسنہ اپنانا ہے، اس کی بات مان کر چلنا ہے، اس کی عبادت نہیں کرنی ہے، یہ دوسری آیت نازل ہوگی، اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کا کہا ماننا ہے، یہ اتباع ہے

﴿فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِينَ﴾ ال عمران: ۳۱

اگر تم روگردانی اختیار کرتے ہو میرے پیغمبر کے اعمال سے، سنتوں سے، تو پھر یہ روگردانی

دو طرح کی ہے، یا اس کو مانتے ہی نہیں ہو، تو خالص کافر ہو، یا اس کو مانتے تو ہو، لیکن سنت کی پیروی نہیں کرتے ہو تو یہ عملی کفر ہے، بالکل نہیں مانتے ہو ہمارے پیغمبر کو تو یہ اعتقادی روگردانی ہے، اعتقادی کفر ہے اور اگر مانتے ہو ہمارے پیغمبر کو اور اس کی سنت کو نہیں اپناتے ہو، تو یہ عملی کفر ہے، گناہ ہے۔

﴿ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِينَ ﴾

اللہ نہ ماننے والوں کو پسند نہیں کرتا، ماننے والوں کو پسند کرتا ہے، بعض حضرات نے اس آیت کا نزول لکھا ہے، کہ جب مدینہ طیبہ میں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، آپ کے وعظ نصیحت کی ترتیب تو جاری ہی تھی، راستے میں بھی جاری تھی، جب ہجرت کا سفر تھا، جب قبا پہنچے، تبلیغ تو جاری تھی اور پیغمبر کی ہر داد تبلیغ ہوتی ہے۔

یہود کے دعوے:

جب رسول پاک ﷺ مدینہ طیبہ میں تشریف لائے، تبلیغ کی بات تو جاری ہی تھی، یہودی عیسائی کہنے لگے لوگوں کو ہم بنی اسرائیل ہیں سادات میں سے ہیں، انبیاء کے شجرہ نسب میں سے ہیں، جنت میں ہم نے جانا ہے، جنت ہمارے ہی لئے ہے، باتیں جو آخری پیغمبر کہہ رہا ہے، یہ اور لوگوں کے لئے ہیں ہم تو اللہ اور اللہ کے رسول سے محبت کرتے ہیں اور اللہ کے ہم محبوب ہیں اللہ ہم سے محبت کرتا ہے چھٹے پارے میں قرآن نے فرمایا:

﴿ وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصْرٰی نَحْنُ اَبْنٰوُ اللّٰهِ وَاَحِبَّاوُہٗ ﴾

المائدہ: ۱۸

یہودی و نصاریٰ مدینہ طیبہ کے مقیم ہمارے پیغمبر کے وعظ نصیحت سننے کے بعد یہ کہنے لگے، ہم اللہ کے محبوب ہیں اور اللہ ہمارا محبوب ہے، ہم تو انبیاء کے سلسلہ نسب میں سے ہیں، بنی اسرائیل ہوتے ہیں۔

عبداللہ بن عباس کی روایت:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک روایت نقل کی جب حضرت رسول اللہ ﷺ

فتح مکہ کے دن تشریف لے گئے حرم میں اور ہر راوی نقل کرتا ہے عمامہ آپ ﷺ کا سیاہ تھا، اس لئے آج میں نے بھی سیاہ عمامہ باندھا ہے کہ مکہ کی سنت پر عمل ہو جائے، مکہ مکرمہ میں جب فاتح بن کر حرم میں داخل ہوئے، آپ کے سر پر عمامہ سیاہ تھا، سیاہ پگڑی تھی، دروازہ کھولا، دو گانہ پڑھی وغیرہ اور بیت اللہ کے ارد گرد بت رکھے ہوئے تھے کسی نے بتایا کہ بتوں کے پاس شتر مرغ کے انڈے رکھے ہوئے ہیں کسی بت کے پاس کوئی اور ایسی چیز ہے کسی کو بالیاں ڈالی ہوئی ہیں آپ ﷺ کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جماعت تھی اور مشرکین بھی قریب تھے، آپ ﷺ نے خطاب کیا مشرکین کو کہ تم اپنے آپ کو ملت ابراہیمی کہلاتے ہو، بتلاؤ یہ ملت ابراہیمی ہے، ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو بتوں کو توڑا تھا، تم کیسے ملت ابراہیمی والے ہو، باپ بت فروش تھا، بیٹا بت شکن تھا، تم کہتے ہو ملت ابراہیمی ہے، کانوں میں بالیاں ڈالتے ہو، ان کو پکارتے ہو، یہ شرک ہے، یہ ملت ابراہیمی نہیں ہے، تو وہ کہنے لگے کہ ہم ان کو اصل میں نہیں پکارتے ہیں، بلکہ ان کے پکارنے سے اللہ یاد آتا ہے

﴿مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَى﴾ زمر: ۳

ہم ان بتوں کو ان مورتیوں کو نہیں پکارتے مگر انہیں دیکھ کر ہمیں اللہ یاد آجاتا ہے، ان بتوں کے سامنے آ کر انہیں پکار کر ہمیں اللہ کا قرب مل جاتا ہے، انہیں اپنی اداؤں میں اللہ کو یاد کرنا آجاتا ہے، اپنی خواہشات کی اتباع کے بعد انہیں اللہ یاد آتا ہے اور پیغمبر قرآن کی تلاوت کرے تو انہیں اللہ یاد نہیں آتا۔

ایک عالم دین قرآن پڑھتا رہے، ترجمہ کر کے وعظ نصیحتیں کرتا رہے، اثر ہوتا ہے نیک دلوں پر اور نظر بھی آتا ہے، لیکن کیا تم نے دیکھا خواہش کے پیروکاروں کو کہ رسول کا نام لیتے ہیں، ساتھ ڈانس کرتے ہیں، اللہ کا ذکر کرتے ہیں، ساتھ طبلہ اور ڈھول بجاتے ہیں، جب نبوت کی زبان اطہر سے قرآن کی آیات کی تلاوت کی جاتی ہے، تو کسی پر اثر کر جاتا ہے اور جن کے دلوں پہ اثر نہیں کرتا، وہ ان مورتوں کے سامنے اپنے دلوں کو دے بیٹھے ہیں، قرآن کی آیات سے مشرکین اور بدعتیوں کے دلوں کی زندگی نہیں بدلتی اور جب اللہ اور اللہ کے رسول کے نام پر ڈھول بجایا جائے، طبلہ بجایا جائے، رقص کیا جائے، تو جلا آ جائے،

اس لئے کہ دلوں میں تو حید نہیں، دلوں میں شرک ہے، اس لئے ان مورتوں کو دیکھ کر دل ان کے بیدار ہوتے ہیں، اور قرآن سن کر دل بیدار نہیں ہوتا ہے، مکہ کے مشرکین نے کہا

﴿مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَى﴾

ہم خالص بتوں کو نہیں پکارتے، ہمیں کچھ یاد آ جاتا ہے، قبروں میں جا کر ہمیں کچھ یاد آ جاتا ہے

خدا کا نام لینے والا نہیں جھکتا مزاروں پر

نہ قبوں پر، نہ مندروں پر، نہ قبروں کے میناروں پر

اسے تو ہر جگہ میں صحراؤں میں جنگلات میں جیل کی کوٹھڑیوں میں اپنا محبوب حقیقی یاد آتا

ہے، تو حید نام ہی اس چیز کا ہے، جہاں بھی جا رہے ہو، تو حید تمہارے پاس ہے، لوگ سب کچھ لے لیں گے، وارث کچھ لے لیں گے اور قبضہ کر لیں گے، کوئی غاصب لے جائیں گے، لیکن یہ تو حید ایسی پونجی ہے کہ جو کوئی لوٹ نہیں سکتا۔

## محبت کا اصول:

اور اصول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں:

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ

ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ آل عمران: ۱۳۱

اگر تم کہتے ہو، اللہ ہمیں محبوب ہے، ہم تب مانیں گے کہ تاجدارِ دو عالم ﷺ کی اتباع کرو،

اس کی ہر ادا کو اپناؤ، اس کے ہر قول کو مانو، ہم مان جائیں گے کہ تم اللہ کو محبوب مانتے ہو اور

محبت کے دعوے میں سچے ہو۔ پھر میں بھی تم سے محبت کروں گا، صحراؤں میں رہنے والی مخلوق

بھی تم سے محبت کرے گی، سمندر میں رہنے والی مچھلیاں بھی تمہارے لئے دعا کریں گی

اور بلوں میں رہنے والیاں چونیاں بھی اللہ کے محبوبوں کے لئے دعا کریں گی۔

اللہ فرماتا ہے معاف کر دینا میرے لئے مشکل نہیں ہے میری صفت یہ ہے کہ میں غفور

ہوں، بڑا مہربان ہوں، یہود و نصاریٰ کو بھی بتا دیا، مشرکین مکہ کو بتا دیا، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ

عنه کو بھی بتا دیا کہ صرف محبت نام کی کوئی معنی نہیں رکھتی



﴿مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ﴾

جس نے رسول ﷺ کی بات مانی، اس نے اللہ کی بات مانی، جس نے رسول کی اتباع کی اس نے اللہ کی اتباع کی کہ اللہ تعالیٰ نے رسول ﷺ کو نمونہ بنا کر بھیجا ہے، اس کی اتباع میں کام کے بجالانے میں میری مرضیات میں اور جن چیزوں سے روکا ہے، میرے پیغمبر نے ان میں میری ناراضگی ہے، ان سے بچ جاؤ۔ جن کاموں کو کرنے کا کہا ہے ان کو بجالاؤ یہ محبت حقیقی ہے۔

### اصل اتباع ہے:

رسول پاک ﷺ نے صلح حدیبیہ میں پانی طلب فرمایا وضو کے لئے، پانی لایا گیا، آپ وضو بنانا شروع ہو گئے اور پانی جو ٹپک رہا ہے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو اپنے ہاتھوں میں لینا شروع کر دیا، کوئی چہرے پر مل رہا ہے، کوئی ہاتھوں پر مل رہا ہے، آپ نے جب وضو سے فراغت حاصل کی، تو قریب بلایا کہ ایسے کیوں کرتے ہو؟ کیا بات ہے ایسے کیوں کرتے ہو؟ دیکھو ہر ادا میں حکم ہے، ہر ادا میں پیغام ہے، شریعت کا مسئلہ ہے، آپ ﷺ نے بلایا ایسے کیوں کرتے ہو؟ میرے وضو کا پانی جسم پر کیوں ملتے ہو؟ کہنے لگے حضرت ہمیں آپ کے ساتھ محبت ہے، سچی عقیدت ہے اور اس محبت کو ظاہر کرنے کے لئے ہر کچھ سوچتے رہتے ہیں، آپ کے ساتھ اللہ کے ساتھ محبت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ سچ کہتے ہو، مجھے اور میرے رب سے محبت کرتے ہو، وہ یہ ہے کہ سچ بولو، امین بنو، خائن نہ بنو، میرے حکم کی میری سنت کی اتباع کرو، میرا کہا مانو یہ ہے محبت حقیقی جو نجات کی ضامن ہے۔ (بخاری جلد دوم: ۴)

### ممنوع محبت:

جب پیغمبر اور اللہ کے دشمن کے ساتھ دوستی لگاؤ گے، خطرہ یہ ہے کہ مرتد ہو جاؤ گے، یہود و نصاریٰ ہمارے پیغمبر کے ہمارے رب کے دشمن ہیں، جب ان کے ساتھ دوستی لگاؤ گے کہیں خطرہ ہے، مرتد ہو جاؤ گے، قرآن نے بتایا ہے چھٹے پارے کی آخری پاؤ کو پڑھو سمجھ

جاؤ گے بات فرمایا

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهَ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٌ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٌ عَلَى الْكٰفِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ﴾ المائدہ: ۸۴

اے اہل ایمان! ایمان پر استقامت کے ساتھ رہنا، کہیں دنیا کے طوفانوں میں اڑ نہ جانا، پیغمبر ﷺ کی اتباع کو نہ چھوڑنا، میرے اور اپنے دشمنوں سے دور رہنا، ان سے دل نہ لگانا، ورنہ میں ناراض ہو جاؤں گا اور اس کی یاری کی نحوست سے کہیں تم دین سے پھر نہ جاؤ، تم کو ختم کر کے ایک اور ایسی قوم کو لے آؤں گا، میں ان سے محبت کروں گا، وہ مجھ سے محبت کریں گے، میں دوسری اپنی محبوب جماعت لے کر آؤں گا، یہ اپنے ایمان والوں کے ساتھ پیار کریں گے، دوسری بات کفار کے ساتھ یہ سخت دل ہوں گے، جہاد کی ضرورت پڑی تو جہاد بھی کریں گے، تیسرا وصف میرے محبوب بندوں میں یہ ہوگا، کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے انہیں کچھ بھی نہیں ہوگا، یہ بات اصل بتانے کی ہے۔

دوستو کہ جب کوئی شخص دین دار بنتا ہے، کوئی ملامت کر رہا ہے یا کہ نہیں کر رہا ہے، اگر کوئی نہیں کر رہا ہے، تو اس کی دین داری ٹھیک نہیں ہے، استدراج ہے، کوئی نیک بن رہا ہے، سنت کی اتباع اور شریعت کی طرف لگا ہے اور لوگ اس کو ملامت کرتے ہیں، تو اس کی دین داری مقبول ہے۔

ہم ملامت کرنے والوں سے نہیں ڈرتے ہیں کون سی بات ہے جو دشمن اسلام نے ہمارے پیغمبر ﷺ کے بارے میں نہیں کہی، کہ ہم کون ہوتے ہیں کہ دشمن ہمارے بارے میں کچھ نہیں کہیں گے۔

علامہ رومی کی نصیحت:

علامہ رومی رحمۃ اللہ علیہ بھی ایک عجیب شخص گزرا ہے، دوستو کبھی پڑھا کرو، یہ جو نیک لوگ گزرے ہیں، ان کی باتیں قرآن حدیث کے مطابق ہوتی ہیں، صدیاں ہو گئی ہیں لیکن ان

کے نقوش میں اللہ نے اثرات رکھے ہیں۔ علامہ مجذوبؒ کہتے ہیں جو حضرت تھانویؒ کے خلیفہ ہیں، اشعار میں کتاب لکھی ہے، جس کا نام ہے کشلول مجذوب، جس کا پہلا شعر ہے

کلام مجذوب ہے والہانہ  
ہمیشہ دہرائے گا زمانہ  
یہ کسی حسین کا نہیں فسانہ  
یہ عاشق کی داستان ہے

علامہ رومی رحمۃ اللہ علیہ ایک بہت اونچے بزرگ گزرے ہیں، اسی دنیا میں گزرے ہیں، اسی زمین پر رہتے تھے، کبھی بات کریں گے ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی دنیا کا ایک شخص تھا، جس نے تخت تاج کو ٹھوکر مار دجلہ کے کنارے پر اللہ اللہ کرنا شروع کر دیا تھا۔ جب رات کو تہجد میں محو تھا دعا کرتا ہے، رب تو مل جا آواز آئی ہے، ابراہیم شاہی تختوں میں میں نہیں ملتا ہوں، گودھڑیوں میں ملتا ہوں۔

علامہ رومی رحمۃ اللہ علیہ جو نیک بننا چاہتا ہے وہ اللہ سے توفیق استقامت اور ہمت مانگتے وہ مل جائے گی، اللہ ان چیزوں کے دینے میں بڑا سخی ہے، خوش ہوتا ہے تو خوب دیتا ہے، یہی مطلب ہے کہ تو چل کر آ میں دوڑ کر آؤں گا، دین داروں کو سمجھانے کے لئے علامہ رومی رحمۃ اللہ علیہ نے بات کہی ہے، دینداری میں جب داخل ہو رہے ہو، یہ معمولی پرواز نہیں، یہ پہلے سوچ لو، یہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی پرواز ہے، یا بابا یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے پرواز ہے، یہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی پرواز ہے، جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی طرح پرواز ہے۔

خیر القرون اور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کا راستہ ہے، جس پر تم چل رہے ہو، جس دین داری کو اختیار کرتے ہو، پہلے سوچ لو اس میں تو اللہ کے خلیل کو آگ میں ڈال دیا جاتا ہے، تم کون ہو سوچ کر اس راستہ پر چلنا، یہ پرواز اونچی ہے، اس کے انعام اونچے ہیں، لیکن اس کے امتحان بھی اونچے ہیں، علامہ رومیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ دل سے پوچھا کہ رومیؒ پرواز کر سکتا ہے، بازگشت کا نشان ظاہر کر دوں، دل نے کہا رومیؒ پرواز کر سکتا ہے، اللہ کی معرفت

میں جاسکتا ہے، تو کہتا ہے

دعوائے مرغابی کردہ است جان  
کے ذمے طوفان بلا دار شود

اے رومی جب مرغابی کی پرواز اختیار کرنا چاہتا ہے، تو مخالف ہوا میں آئیں گی، اور مخالف طوفانوں کو مخالف ہواؤں کو اپنے سامنے مرغابی لے کر گھٹنے ٹیک کر بیٹھ نہیں جاتی، وہ ہواؤں کو چیرتی ہوئی اپنی منزل کی طرف جاتی ہے۔ اے جان روم اگر دعوائے مرغابی کرتے ہو پرواز کا وہ تو ایک پرندہ ہے وہ مکلف نہیں غیر مکلف ہے وہ حساب سے بے نیاز ہے معصوم مخلوق ہے تیری خدمت کے لئے پیدا کی گئی ہے۔

سنو یہ پرندہ ہے غیر مکلف ہے، انسانی خدمت کے لئے پیدا کیا گیا ہے، اس کی ہمت ہواؤں کو چیرتا ہوا جا رہا ہے، طوفانوں کا مقابلہ کرتا ہوا جا رہا ہے، مرغابی جو تیرے کھانے کے لئے پیدا کیا گیا ہے، کمزوری مخلوق ہے، لیکن وہ شکست لے کر گھٹنے ٹیک کر صحراؤں میں بیٹھ نہیں جاتا۔

علامہ تو کہتا ہے میں نے تو استقامت اور پرواز کی ادائیں مرغابی سے سکھی ہیں اور میرا دل تو رب کے لئے بنایا گیا ہے، میں کس طرح اس دل کو اللہ اور اللہ کے رسول کے تابع نہ بناؤں اور شریعت کا مکمل پیروکار نہ بنوں، کوئی مخالف لابی علامہ رومی رحمۃ اللہ علیہ کی پرواز کو روک نہیں سکتی، استقامت شرط ہے۔

یہ نیک لوگ جب نیکی اختیار کرتے ہیں، اللہ کے ہو جاتے ہیں، تو پھر کوئی ملامت کرتا ہے یہ سنت ہے اور اصل محبت یہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سنت کو اپنایا جائے، اپنے پاس کتابیں رکھیں، ہر چیز دیکھ کر چلیں، اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل اپنی رحمت اپنی برکت اپنی مغفرت اتنی قیمتی چیزیں جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں، سب اللہ تعالیٰ نے اپنی اتباع میں رکھی ہوئی ہیں۔ اور پیغمبر کی ہر ادا کو اپنانے سے ملیں گی۔

رحمت کے حصے:

ایک حدیث ہے میں ہے کہ سو حصہ رحمت ہے، ایک حصہ اللہ نے دنیا میں بھیجا ہے،

ننانوے حصے اللہ پاک نے آخرت میں رکھے ہیں، یہ تو سب نے سنا ہے کہ اگلی بات بڑی عجیب ہے، مجھے تو ہلا دیا تھا کہ دیکھو ایک حصہ دنیا میں رحمت کا ہے، لوگوں میں کتنا رحم ہے، محبت ہے، اپنے نبی ﷺ کے ساتھ صحابہؓ کے ساتھ والدین کے ساتھ اساتذہ کے ساتھ دوستوں کے ساتھ باشندوں کے ساتھ قوم کے ساتھ سب کی آپس میں محبت ہے اور یہی محبت مال کے ساتھ اولاد کے ساتھ کوٹھیوں کے ساتھ ایک محبت کی تقسیم ہے اور ننانوے حصہ رحمت آخرت میں ہے دیکھو جب ایک حصہ رحمت کا اللہ پاک کا دنیا میں ہے، اس ایک حصہ رحمت کو اتنا تقسیم کیا ہے اور پھر بھی ہمیں اللہ تعالیٰ نے اتنا دیا ہوا ہے، ہماری صلاحیت اتنی نہیں ہے کہ ہر کسی کو اتنا دیا ہے، یہ سب اس کی رحمت کا تو کرشمہ ہے کہ ہر کسی کو اتنا دیا ہے اس کی صلاحیت نہیں تھی اور ایک حصہ رحمت کو یوں تقسیم کیا ہے اور ننانویں حصہ رحمت کے آخرت میں ہیں، ایک جو حصہ دنیا میں رہے وہ وفاداروں کا بھی ہے، غداروں کا بھی ہے، جانوروں کا بھی ہے، انسانوں کا بھی ہے، جنوں کا بھی ہے، پہاڑوں کا بھی ہے، ندی نالوں کا بھی ہے، سب کا ہے ننانویں حصہ رحمت کا آخرت میں صرف اللہ پاک اپنے نیک بندوں کو نوازے گا اور ننانویں حصہ رحمت سے تو بتاؤ اس رحمت کی کوئی انتہاء ہوگی، ہم دنیا میں اس کی رحمت کی اشیاء نہ سمجھ سکے، جو ایک حصہ رحمت کا تقسیم ہو کر آیا تو نیک بنو رسول کا سچا پیروکار بنو سچا محبوب اور عاشق بنو اور ننانوے حصہ رحمت کے مستحق بن جاؤ، جس کا شمار کوئی دنیا میں نہیں کر سکتا تو آخرت میں کیا کرے گا۔

اللہ پاک ہمیں صحیح سمجھ اور عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

﴿.....وَأَخِرُ دَعْوَانَا أَنْ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.....﴾

## مقام مصطفیٰ ﷺ

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ  
الْأَنْبِيَاءِ، وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ الَّذِينَ أَوْفُوا عَهْدَهُ، الَّذِينَ هُمْ  
خُلَاصَةُ الْعَرَبِ الْعَرَبَاءِ، وَخَيْرُ الْخَلَائِقِ بَعْدَ الْأَنْبِيَاءِ. أَمَّا بَعْدُ!  
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ  
الرَّحِيمِ

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ  
الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا خَالِدِينَ فِيهَا لَا يَبْغُونَ عَنْهَا حِوَلًا﴾ ﴿كهف: ۱۰۷﴾  
قال النبي ﷺ: «كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبَى، قِيلَ  
يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَمَنْ أَبَى؟ قَالَ مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ  
عَصَانِي فَقَدْ أَبَى». (بخاری جلد سوم: ۲۱۸۴)

صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ وَصَدَقَ رَسُولُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيمُ وَنَحْنُ عَلَى  
ذَلِكَ لِمَنِ الشَّاهِدِينَ وَالشَّاكِرِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.

تمہید:

سورۃ کہف سولہویں پارے کی دو آیت کریمہ اور جناب نبی پاک ﷺ کا ایک ارشاد  
تلاوت کیا ہے، جس کے اندر انسان کی کامیابی کا راستہ بتایا گیا ہے اور یہ بتایا گیا کہ اس مکلف  
مخلوق کا معبود اللہ ہی ہے، اللہ کے علاوہ مکلف مخلوق کا کوئی معبود نہیں ہے۔ فرمایا:

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ  
الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا﴾

جنہوں نے ایمان لایا اور اعمال صالحہ بجالاتے رہے، ان کے لئے مہمانی کے طور پر جنت الفردوس ہے، ہمیشہ کے لئے اس جنت میں رہیں گے اور کبھی تبدیلی کی درخواست نہیں کریں گے، اس مقام سے، اس جگہ سے، ان ٹھنڈی چھاؤں والے درختوں سے، ان باغوں سے دل بھر گیا ہے، تبدیلی چاہتے ہیں، ایسا نہیں کہیں گے، کبھی دل بھرے گا ہی نہیں، جنتی نعمتوں سے۔

جناب نبی پاک ﷺ کا فرمان کا خلاصہ:

جناب فرمایا:

”كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبَى، قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَمَنْ

أَبَى؟ قَالَ مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ

أَبَى“ (بخاری جلد سوم: ۲۱۸۴)

میری تمام امت جنت میں داخل ہوگی، مگر وہ شخص جس نے انکار کیا، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! کون ہیں جو انکار کریں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے میری پیروی کی، وہ جنت میں داخل ہوگا، اور جس نے نافرمانی کی، اس نے میرا انکار کیا ہے۔

اعتقادی انکار ہے یا عملی انکار، دونوں نقصان کا باعث ہیں، نبی ﷺ کی سنتوں کا اعتقادی انکار نبی کی سنتوں کا عملی انکار عقیدے کے لحاظ سے سنت کا انکار نہیں ہے، لیکن سنت عمل میں نہیں ہے، اس کا عمل سے انکار کر رہا ہے نبی کی سنت کا تو یہ گناہ ہے۔

نجات کا دار و مدار:

فرمایا:

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ

الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا﴾

آپ حضرات قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئے دیکھتے ہوں گے اکثر جگہوں میں

آتا ہے

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ﴾

ایمان اور عمل صالح تقریباً دونوں کا اکٹھا ذکر ہے، علماء دین نے لکھا ہے کہ انسان کی نجات کا دار و مدار دو چیزوں پر ہے: ایک ایمان اور دوسرا عمل صالح۔ یہ دونوں چیزیں اگر اس میں آجائیں تو اس کے لئے جنت ہے، اللہ کی رضا ہے، اللہ کی خوشنودی ہے، تو دونوں چیزیں نجات کا دار و مدار ہیں ایمان لایا ہے اور عمل صالح نہیں ہے، تو وہ فاسق ہے اور کسی نے ایمان نہیں لایا ہے، ویسے ہی نیکی کرتا رہتا ہے، یہ بھی بے کار ہے کہ دل سے اسلام کو مانا ہی نہیں ظاہری طور پر اسلام کے لئے کام کرتا ہے، کامیابی کا دار و مدار ایمان بھی ہے اور عمل صالح بھی ہے اور ایمان اور عمل صالح دونوں ہوں، ثواب بھی تب ملتا ہے کہ جب عقیدہ صحیح ہو، ایمان صحیح ہو، پھر اس پر جو اعمال مرتب ہوں گے، تو ثواب ملے گا۔

### اعمال کا ایمان کیساتھ رشتہ:

علماء نے لکھا ہے کہ اعمال کا رشتہ ایمان کے ساتھ وہ بالکل اس طرح ہے، جیسے درخت کے شاخوں کا رشتہ درخت کے ساتھ ہے، جیسے مکان کی چھت اور درو دیوار کا رشتہ بنیاد کے ساتھ ہے، ایسے ہی اعمال کا رشتہ ایمان سے ساتھ ہے، اگر کسی درخت کی بنیاد صحیح ہے، مٹی ٹھیک ہے، پانی بھی مالی دیتا ہے، تو ایسے درخت کی شاخیں بھی ہری بھری ہوں گی اور درخت تنے کے لحاظ سے مضبوط بھی ہوگا، دیکھنے والوں کو بھی خوبصورت لگے گا اور اگر پھل والا درخت ہے تو لوگوں کو فائدہ بھی پھل کے لحاظ سے پہنچائے گا، پھل والا نہیں، تو سائے کے لحاظ سے لوگوں کو فائدہ پہنچائے گا، دیکھنے کے لحاظ سے فائدہ پہنچائے گا، لکڑی کے لحاظ سے فائدہ پہنچائے گا، اس کی جڑ مضبوط ہوگی، جڑ کے ساتھ جو مٹی لگی ہے، وہ بڑی ذرخیز ہے، اس کو پانی پابندی سے لگتا ہے، یہی بعینہ مثال ہے، انسان کے ایمان اور عمل صالح کی، ایمان صحیح ہے، توحید پر ایمان ہے، رسالت پر ایمان ہے، توحید میں شرک کی ملاوٹ نہیں ہے، سنت میں بدعت کی ملاوٹ نہیں ہے، رسم و رواج کی ملاوٹ نہیں ہے، اس شخص کی ایمانی بنیاد مضبوط ہے، پھر یہ اپنی رہبری کے لئے سبق لے رہا ہے، قرآن و حدیث سے، اس کا مالی بھی ٹھیک ہے، اس کا پانی بھی



ٹھیک ہے، اس کی بنیاد بھی صحیح ہے، یہ ایمان والا شخص اگر اعمالِ صالحہ بجالاتا ہے، اس کے اعمالِ صالحہ ایسے پھل آور ہوں گے کہ جیسا کہ وہ درخت جس کی بنیاد صحیح تھی اور اس کو پانی لگ رہا تھا اور لوگوں نے اس سے فائدہ اٹھایا، اس کی گفتگو سے فائدہ ہوگا، جس کے اعمالِ صالحہ ہیں، اس کو دیکھنے سے فائدہ ہوگا، اس سے لوگ سبق سیکھیں گے، اسباق حاصل کریں گے، گویا یہی بات ہے

﴿كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ تُؤْتِي أَكْلَهَا

كُلَّ حِينٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا﴾ ابراہیم: ۲۴-۲۵

نیک اور پاکیزہ کلمہ کی مثال پاکیزہ درخت کے ساتھ ہے، جو ہر وقت مفید ہے، اچھا درخت ہر لحاظ سے مفید ہے، اس کی شاخیں بھی اس کا تنا بھی اس کے پھل بھی اس کی گٹھلی بھی اس کی جڑ بھی سب کچھ مفید ہے۔ پورا سال اس کا پھل کھایا جاتا ہے، فرج میں رکھے بغیر کھایا جاتا ہے، مراد اس سے کھجور ہے۔

یہی بات مومن بندے کی ہے کہ اگر یہ صحیح ایمان والا ہے اور اعمالِ صالحہ اس کے صحیح ہیں اس کا پھل پورا سال کھایا جاتا ہے، جب نیکی کرے گا، اس کو نیکی کا ثواب ملے گا، کیونکہ ایمان صحیح ہے اور اگر ایمان و توحید میں شرک ہے یا سنت میں بدعت کی ملاوٹ ہے، تو پھر اس کو اعمالِ صالحہ کا فائدہ نہ ہوگا۔

مثل كلمة خبيثة كشجرة..... الخ

برے کلمہ کی مثال برے درخت کی طرح ہے جس کا قرار اور مضبوطی نہیں ہوتی، ایسے ہی بے ایمان شخص کے اعمال کا کوئی فائدہ اخروی نہیں ہوگا۔

بے ایمان شخص کی نیکی کی مثال:

﴿فَأَصَابَهُ وَاِبِلٌ فَتَرَكَهُ صَلْدًا﴾

کہ جو شخص ایمان والا نہیں ہے اور نیکی کرتا ہے، وہ ایسا ہے کہ جیسے چٹیل پتھر پر شبنم پڑی، ذرا سی ہوا آئی، تو خشک ہوگئی، جبکہ یہ اگر ذرخیز مٹی ہوگئی، تو شبنم سے ہی بہت فائدہ ہو جاتا ہے۔

## ایمان و عمل صالح لازم و ملزوم:

تو فرمایا انسان کا مکلف مخلوق انس و جن کی نجات کا دار و مدار دو چیزوں پر ہے: ایمان اور عمل صالح، یہ دونوں لازم ہیں، ایمان کا تعلق دل کے ساتھ ہے اور عمل صالح کا تعلق ظاہری اعضاء و جوارح کے ساتھ ہے، یہ دونوں لازم ہیں، تو فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ یہ ایمان اور عمل صالح دونوں سیدھے ہوں، صحیح سنت کے مطابق ہدایت کے مطابق ایمان ہو اور نیکی صحیح ہدایت کے مطابق ہو، جسے قرآن سنت سے ثابت ہے، تو یہ ایمانیات اور یہ اعمال صالحہ والا بندہ صراط مستقیم پر ہے اور اگر کسی طرف زیادہ جھکاؤ چلا گیا، تو افراط ہو جائے گا، وہ صراط مستقیم سے ہٹ جائے گا اور جس طرف جتنا جانا ہے، اس سے کم گیا ہے، بے ادبی کر دی، گستاخی کر دی، تفریط کا شکار ہو گیا۔

## صراط مستقیم کا مفہوم:

اسلام نام ہے صراط مستقیم کا، یہ بڑا نازک راستہ ہے، قدم قدم پر مخالف جھونکے آتے ہیں، صراط مستقیم سے ہٹانے کے لئے، جیسے حدیث میں آتا ہے آخرت میں انسان کو پل صراط سے گزرنا ہوگا اور وہ تلوار سے زیادہ تیز اور بال سے زیادہ باریک ہوگا اور ہر کسی کو گزرنا ہے، وہ اپنی ایمان اور عمل صالح کی طاقت سے گزر جائے گا، بعضوں کو تو پتہ نہیں چلے گا، وہ خیال کریں گے ابھی پل صراط سے گزرنا ہے، تو ساتھی بتائیں گے کہ گزر چکے ہیں، بعض پل صراط سے گزرنے والے انہیں مشکل بھی ہوگی، ایمان کی کمزوری اعمال کی کمزوری کی وجہ سے ہے اور بعض ایسے ہوں گے کہ گزر ہی نہ سکیں گے کہ نیچے جہنم میں گر جائیں گے، (مسلم جلد اول: ۴۵۵) جسے اس پل صراط سے گزرنا مشکل ہے، ایسے ہی دنیا میں صراط مستقیم پہ چلنا مشکل ہے، یہ بالکل سیدھا راستہ ہے، اگر کسی اور طرف جھکاؤ ہو گیا، تو خواہش کے پیروکار ہو گئے، شاہوانی خواہش کے پیروکار بنے اور اگر کہیں اضافہ کر دیا کسی چیز میں تو پھر بدعتی ہو گئے، علم کے باوجود وہ کام کیا جو غیر شرعی ہے ادھر جھکاؤ چلا گیا، تو الم غضوب ہو گئے، اگر جہالت کی وجہ سے غلط کاریاں کیں اور من مانی چلائی تو الضالین ہو گئے، علم ہے کہ جھوٹ نہیں

بولنا دھوکہ نہیں دینا رشوت نہیں لینا بد نظری نہیں کرنی وغیرہ نماز پڑھنی ہے پابندی سے، یہ سب پتہ ہے، لیکن عمل نہیں ہے، کسی اور چیز کا یہ اثر قبول کر رہا ہے، صراط مستقیم سے ہٹ رہا ہے، تو خواہش کی طرف چلا گیا اور اگر علم ہی حاصل کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی، بس اسی طرح ہی ڈنگار رہا ہے، نجات کا ذریعہ وحی ہے، لیکن یہ حد سے تجاوز کر گیا، عقل کے پیچھے چلا گیا، افراط تفریط کا شکار ہو گیا، والضالین ہو گیا، یہی تو یہود و نصاریٰ کی بات تھی۔

تو میں بات کر رہا ہوں کہ صراط مستقیم یہ بڑا سیدھا راستہ ہے اور اس راستے پر چلانے والے بھی بہت ہیں اور گرنے والے بھی بہت ہیں، جس طریقے سے آخرت میں میدان حشر میں پل صراط سے گزرنا مشکل ہے، دوستو ایسے ہی دنیا میں صراط مستقیم پر چلنا مشکل ہے، صراط مستقیم میں افراط بھی قبول نہیں ہے، تفریط بھی قبول نہیں ہے، دونوں غلط ہیں، بلکہ سیدھا چلنا ہے۔

### کس طریقے سے صراط مستقیم پر چلا جاسکتا ہے؟

ایک مقام پر جناب نبی پاک ﷺ نے فرمایا میں تمہیں بتاؤں صراط مستقیم کیا ہے؟ اور کس طریقے سے صراط مستقیم پر چلا جاسکتا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا اللہ کے رسول! ضرور ارشاد فرمائیں، فرمایا ایک شخص ہے وہ ایک اونچی جگہ پر کھڑا ہے اور لوگوں کو بلا رہا ہے کہ ادھر آ جاؤ، سیدھا راستہ ہے، جدھر سے لوگوں نے آنا ہے، سیدھا راستہ ہے، لیکن راستے میں کچھ محلات ایسے بنے ہیں، ادھر بھی ہیں، ادھر بھی ہیں، حجرے ہیں اور ان حجروں کے دروازوں میں پردے لٹکے ہوئے ہیں اور یہ شخص جو اوپر کھڑا ہے، یہ کہہ رہا ہے سیدھے آ جاؤ، سیدھے آ جاؤ، جو گزرنے والے ہیں، ان کے دل میں یہ خواہش ہو گئی، یہ دروازے کیسے ہیں؟ یہ پردے بہت خوبصورت ہیں، چلو ان کو دیکھ ہی لیتے ہیں، جھانک ہی لیتے ہیں، جو ان پردوں کی طرف چلا گیا اور جھانکنے لگ گیا، گمراہ ہو گیا، جہنم میں چلا گیا اور جس نے پکارنے والے کی بات مانی اور آگے سیدھا آتا رہا ہے، راستہ میں اس کو ان محلات کا خیال نہیں ہے، پردوں کو دیکھنے کا بھی کوئی خیال نہیں ہے، وہ اس بلانے والے کی طرف لبیک کہتا ہے، پہنچ گیا اس کے پاس، کہ اوپر ایک اور پکارنے والا ہے، وہ کہتا ہے وہ شخص

کامیاب ہو گیا، (جامع ترمذی جلد دوم: ۷۸۴) جو ادھر آ گیا، جو نہیں آیا جو سائیدوں میں پھرتا رہا، وہ ناکام ہو گیا، تباہ ہو گیا، تو فرمایا جو سیدھا آ رہا ہے، یہ صراط مستقیم پر آ رہا ہے اور جو بلا رہا ہے کہ ادھر آؤ یہ قرآن ہے، مجھ سے رہبری حاصل کرو اور جو سائیدوں میں حجرے ہیں، پردے ہیں، یہ محارم ہیں، منہی عنہ چیزیں ہیں، جن کی طرف جانا منع ہے، جھوٹ ہے، فریب ہے، دھوکہ ہے، سب گناہ ہیں اور جو پردے ہیں یہ حدود اللہ ہیں، ان کو نہ توڑنا، ان کو مٹ چھیڑنا، یہ منہی عنہ ہیں، بس جو سیدھا چلا گیا، وہ کامیاب ہو گیا، وہ صراط مستقیم ہے

رنگ رلیوں کے زمانہ میں نہ جانا اے دل

یہ خزاں ہے جو باندازِ بہار آئی

وہ امتحان کے طور پر ہے۔

ایک اور مقام پر جناب نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ ایک شخص ہے، جس نے گھر بنایا بڑا سجایا اور پھر اس میں خوب اچھا کھانا تیار کیا، دسترخوان لگایا، کھانا دسترخوان پر سجا دیا اور پھر بلا رہا ہے، آؤ میرے گھر میں آؤ، دسترخوان لگا ہوا ہے، کھانے تیار ہیں، کوئی لوگ بات مان رہے ہیں اور کوئی کنار کشی کر رہے ہیں، جو اس گھر میں داخل ہو گئے، کامیاب ہو گئے، جو نہ داخل ہوئے، وہ ناکام ہوئے، (بخاری جلد سوم: ۲۱۸۵) وہ گھر اسلام ہے، جو نہ داخل ہوئے وہ ناکام ہوئے، وہ دسترخوان اللہ کی نعمتیں ہیں، وہ داعی محمد رسول اللہ ﷺ ہیں، جو لوگوں کو بلا رہے ہیں، کہ اس گھر میں داخل ہو جاؤ، تو جو ہدایات ربانی ہیں، اس کے مطابق زندگی گزارنا یہ صراط مستقیم ہے اور اگر ان ہدایات کے خلاف جا رہا ہے، پھر وہ بھٹک رہا ہے، گمراہ ہو رہا ہے۔

المغضوب کون ہیں؟

میرے دوستو سمجھانا یہ چاہتا ہوں کہ اسلام نام صراط مستقیم کا ہے، حد سے تجاوز کر گیا، تو افراط ہو جائے گا، جو عند اللہ قبول نہیں ہے اور کمی مقبول نہیں ہے، دونوں کے درمیان کا راستہ صراط مستقیم ہے، یہ یہودی لوگ تفریط کا شکار ہیں اور عیسائی لوگ افراط کا شکار ہو گئے ہیں

قرآن مجید نے یہودیوں کو "المغضوب" کہا ہے:

﴿فَمَا نَقْضِهِمْ مِيثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِآيَاتِ اللَّهِ وَقَتْلِهِمُ الْأَنْبِيَاءَ  
بِغَيْرِ حَقٍّ وَقَوْلِهِمْ قُلُوبُنَا غُلْفٌ﴾ بَلْ طَبَعَ اللَّهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ  
فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا وَبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلَى مَرْيَمَ  
بُهْتَانًا عَظِيمًا وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ  
اللَّهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ﴿النساء: ۱۵۵﴾ تا

۱۵۷

انہوں نے نقص عہد کئے، یعنی جوہم نے ان کو احکام دیئے تھے کہ ان کو پورا کرنا یہ ان میں نقص عہد کرنے لگے، تاویل کرنے لگے اور ہفتے اور اتوار کی تاویل کر کے شکار کرنے لگے، یہ نقص عہد تھا

..... اور اللہ کے احکام کا انکار کیا۔ جب کسی نبی نے بات ان کی مرضی کے خلاف کی، بس اس کو قتل کر دیا، آپ تاریخ پڑھئے کہ بنی اسرائیل میں یہودیوں نے بیت المقدس مسجد کے اندر یومیہ کئی انبیاء قتل کئے، کیونکہ ہماری مرضی کے مطابق بیان کیوں نہیں کر رہے، کمیٹی والے حرکت میں آجاتے ہیں کہ میں بتا رہتا ہوں کہ یہ مولوی صاحب ہماری مرضی کے مطابق بیان کیوں نہیں کرتا، یہ پردے کی باتیں کرتا ہے، آج کل پردہ ہو سکتا، میں کہتا ہوں جو میرے مقتدی ہیں، ان کی دو مسجدیں اور بھی ہیں، ایک جدھر رہائش ہے، ادھر ہے اور ایک جہاں ان کا گاؤں ہے، ادھر ہے، تو خیال کیا کرو، میرا اکرام کرو یا نہ کرو، میں تو تمہارا عارضی امام ہوں، کہ دن کو آپ لوگ ہو، اصل تو وہ امام ہے جہاں آپ لوگ رات رہتے ہیں، امام کا اکرام کرو، امام کو مقدس سمجھو، مقتدا سمجھو، وہ فرشتہ نہیں ہوتا، کبھی اس سے غلطی بھی ہوتی ہے، نہ ہی وہ پیغمبر ہے، کبھی غلطی ہوگئی، قابل برداشت ہے، تو اس کو برداشت کرو، ادب سے بات کرو، میری اس مولوی صاحب کی پیچھے نماز نہیں ہوتی، کیوں نہیں ہوتی؟ یہ چھ بکے مسجد بند کر دیتے ہیں، یہ وجہ بیان ہو رہی۔

یہودی کم بختوں نے دنیا کو اتنا محبوب بنایا کہ اپنے انبیاء کو ناحق قتل کیا، ہمارے

دلوں پر غلاف پڑے ہوئے ہیں، ہمیں بات سمجھ میں نہیں آتی، ہماری بات سمجھو، ہمارے کہنے کے مطابق کرو، ہمارے دلوں میں پردے پڑے ہوئے ہیں، میں یہ سمجھا رہا ہوں کہ قرآن مجید کھول کر حوالہ دے رہا ہوں، تو یہودی کہتے ہیں ہماری سمجھ میں نہیں آئی کہ ہمارے دلوں پر پردے ہیں، دوستو سمجھو کہ کہیں ہم بھی ایسا تو نہیں کرتے کہ قرآن و حدیث کو چھوڑو، آج کل کے ماحول کے مطابق چلنا چاہئے۔

﴿وَبِكَفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلَىٰ مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيمًا﴾

یہودی نے تفریط کی، بے ادبی کی، کفر کے جملے اس حد تک کہے کہ حضرت مریم کو غلط کہنے لگے

﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ﴾

المائدہ: ۷۱

اللہ وہ عیسیٰ بن مریم ہی ہے، کبھی اوپر ہوتا ہے، کبھی نیچے آجاتا ہے، اللہ وہ عیسیٰ بن مریم ہی ہے، یہ افراط کا شکار ہو گئے۔ فرمایا

﴿وَقَالَ الْمَسِيحُ يَبْنِيٰ اِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ﴾

المائدہ: ۷۲

پھر عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو سمجھایا کہ ایسا نہ کہو، اللہ ہی کی عبادت کرو، وہی معبود ہے اور میں اللہ کا بندہ ہوں اور پیغمبر ہوں، تمہیں شرک سے بچانے کے لئے اور اللہ وحدہ لا شریک کی توحید کی دعوت دینے کے لئے مبعوث ہوا ہوں۔

عیسائیوں کا عقیدہ:

عیسائیوں کے تین گروہ ہو گئے، ایک گروہ عیسائیوں میں محبت میں غلو کر کے حد سے تجاوز کر کے کہنے لگا کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ کا بیٹا ہے، دوسرے گروہ غلو کر کے کہنے لگا، یہ اللہ ہی ہے اور تیسرے عیسائیوں کے گروہ نے کہا:

﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ﴾ المائدہ: ۷۳

کہ عیسائیوں کی جماعت کہنے لگی عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور مریم اور اللہ یہ تینوں مل

کہ اللہ بنتے ہیں، جس کو بھی پکار لو، تینوں کا مجموعہ یہی اللہ ہے، یہ محبت کرنے میں افراط ہوا اور کافر قرار پائے۔

فرمایا

﴿وَمَا مِنْ إِلَهٍ إِلَّا إِلَهُ "وَاحِدٌ"﴾ المائدہ: ۷۳

کوئی الہ نہیں مگر وہی الہ ہے، جو حقیقی ہے، یہ اس کی اولاد نہیں ہے، یہ اس کے بندے ہیں، قرآن مجید نے دونوں کی اصلاح کی، یہودیوں نے عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو برا کہا، تفریط کا شکار ہوئے، ان کو قرآن مجید نے المغضوب کہا، جس کو آپ لوگ سورۃ فاتحہ میں ہر روز کئی دفعہ پڑھتے ہیں

﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ الفاتحہ: ۷

﴿إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ﴾

اے اللہ ہم آپ سے سیدھا راستہ چاہتے ہیں

﴿صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ﴾

ان لوگوں کا راستہ چاہتے ہیں جن پر آپ کا انعام ہوا، انبیاء پر ہوا، صحابہ کرام ہوا، صلحاء پر ہوا، شہداء پر ہوا، یہ انعام یافتہ ہیں، یہ چار گروہ انعام یافتہ ہیں:

انبیاء کا گروہ

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا گروہ

اولیاء کا گروہ

صالحین کا گروہ

شہداء کا گروہ

یہ انعام یافتہ ہیں، ان کے نقش قدم پر جو بھی چلے گا، وہ کامیاب ہو جائے گا۔

﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾

اے اللہ المغضوب اور الضالین کے راستہ پر ہمیں نہ چلانا یعنی المغضوب جو دین میں کمی کرنے لگے، محبت میں کمی کرنے لگے، اللہ کی ہدایات میں تاویل کرنے لگے، وہ یہودی

ہیں، ہمیں ان کی طرح نہ بنانا اور الضالین عیسائیوں کی طرح بھی نہ بنانا کہ جنہوں نے محبت میں حد سے تجاوز کیا اور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا کر دیا، یہ محبت نہیں ہے، یہ تو خواہش کی اتباع ہوئی، قرآن کہہ رہا ہے کہ میرے نبیوں کو میرا برگزیدہ بندہ سمجھو، ان کی ہدایات پر عمل کرو، لوگ کہہ رہے کہ یارب! ہم آپ کے نبیوں کو آپ کا بندہ نہیں، آپ جیسا سمجھتے ہیں، یہ تو غلط بات ہوئی، تو فرمایا انہوں نے حد سے تجاوز کیا، عیسائی افراط کا شکار ہو گئے، ایسا بھی نہیں ہونا چاہیے۔ یہودیوں نے بے ادبی کی، انبیاء کو قتل کیا، ہدایت کا انکار کیا، تاویل کی، وہ تفریط کا شکار ہو گئے، ایسا نہیں، سیدھا راستہ کونسا ہے؟ فرمایا:

﴿مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ﴾

عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے رسول ہیں۔

﴿قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ﴾

اور اسی طرح میرے رسول جیسا کہ پہلے بہت رسول گزرے

﴿وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ﴾ المائدہ: ۷۵

یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امی حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو برا بھلا کہا، وہ پاک دامن عورت ہے، نیک خاتون ہے، بعضوں نے نبی بھی کہا ہے، لیکن جمہور کا مسلک یہ ہے کہ مریم نبی نہیں ہے، بس اللہ کی ایک نیک خاتون ہے

﴿كَانَا يَأْكُلْنَ الطَّعَامَ﴾ المائدہ: ۷۵

یہ کیسے اللہ ہو سکتے ہیں؟ یہ تو کھاتے بھی ہیں، پیتے بھی ہیں، چلتے بھی ہیں، مصائب بھی آتے ہیں، آرام بھی کرتے ہیں، ان پر یہ سب مصائب بھی آتے ہیں، یہ سب کچھ واجبات اور ضروریات ان کے ساتھ متعلق ہیں، یہ تو عبد والی صفات ہیں، اللہ نہ سوتا ہے، نہ پانی پیتا ہے، نہ اس پر کوئی مصائب پریشانی مصیبت آتی ہے، ان سب چیزوں سے وہ پاک ہے، تو فرمایا جو عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام یا ان کی امی کو برا کہہ رہے ہیں، وہ بھی غلط ہیں۔

﴿وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ﴾ حضرت عیسیٰ کی امی پاک دامن ہے، سچی ہے، ولیہ ہے اور عیسیٰ

ہمارا پیغمبر ہے، تو جو عیسیٰ کو اپنا معبود سمجھ رہے ہیں، وہ غلط ہیں، یہ ہمارے پیغمبر ہیں اور مریم ان



کی امی ہے، جو صدیقہ ہے

﴿كَانَا يَا كُلَّنِ الطَّعَامِ﴾ المائدہ: ۷۵

دونوں ماں بیٹا کھانا کھاتے ہیں

﴿أَنْظُرُ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْآيَاتِ ثُمَّ أَنْظُرُ أَنَّى يُؤْفَكُونَ﴾

﴿المائدہ: ۷۵﴾

دیکھو ہم کیسے نشانیوں کو کھول کر بیان کرتے ہیں، مسلمانوں کے لئے، تاکہ کہیں گمراہ نہ ہو جائیں، کہ تفریط کا شکار ہو کر یہودیوں کے زمرے میں نہ چلے جائیں، افراط کا شکار ہو کر کہیں عیسائیوں کے زمرے میں نہ چلے جائیں۔

پھر بھی دیکھو ہماری نشانیاں واضح بیان کرنے کے باوجود کہاں پھرتے چلے جا رہے ہو، کسی نے شرک کے اڈے بنائے، کسی نے کیا بے ادبی اور توہین کے مرکز بنائے، قرآن کو لوگوں نے صرف ختم کے لئے رکھا ہے، حدیث کو جانتے ہی نہیں ہیں، حدیث کی کتابوں کا نام ہی نہیں آتا ہے، قرآن مجید کا نام آتا ہے اور اس کو بطور ختم برکت اور تبرک کے لئے گھر میں رکھا ہے، حالانکہ اس کا مقصد صرف یہ نہیں ہے، یہ تو ہدایت نامہ ہے، یہ بہترین کتاب ہے، اگر اس کے مطابق زندگی ہوگی، تو یہ شخص صراط مستقیم پر ہوگا۔

فرمایا:

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ

الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا﴾ کہف: ۱۰۷

کہ جو شخص ایمان لایا اور صحیح ایمان لایا تو حید پر رسالت پر آخرت پر اس میں کوئی غلطی نہیں کی ہے، ایمان میں شرک کی ملاوٹ نہیں ہے، صحیح ایمان ہے اور عمل صالح میں بدعت کی ملاوٹ نہیں ہے، صحیح سنت کے مطابق عمل صالح ہے، پھر یہ کامیاب ہے اور یہ دونوں چیزیں ایمان صحیح اور عمل صالح یہ گھر میں بیٹھ کر نہیں آئے گا، اس کے لئے صحابہ والی محنت کرنی ہوگی، نیک آدمی کی معیت اور معلم اور مرشد اور مربی شرط ہے، پھر یہ ایمان بھی بنتا ہے اور عمل صالح بھی بنتا ہے، دل کی دنیا بھی بنتی ہے، انسان کا ظاہر بھی ٹھیک ہو جاتا ہے۔

کتاب اللہ، رجال اللہ، اللہ نے اپنی کتاب آسمان سے بھیجی اور اپنی کتاب کو سمجھانے کے لئے انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسے برگزیدہ بندے بھیجے کہ ان کے نقش قدم کے مطابق ان کی ہدایات کے مطابق اپنے ایمان کو بناؤ، اپنے عمل صالح کو بناؤ، پھر کامیاب ہیں، قرآن مجید نے اعلان کیا۔ فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ

الصَّادِقِينَ﴾ التوبہ: ۱۱۹

اے ایمان والو! اللہ اور اللہ کے رسول کی رضا چاہتے ہو، تو پھر متقی بن جاؤ اور متقی بننے کا طریقہ یہ ہے کہ نیک لوگوں کے ساتھ رہو۔

﴿وَلَكِنْ كُونُوا رَبَّانِيِّينَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُونَ الْكِتَابَ وَبِمَا كُنْتُمْ

تَدْرُسُونَ﴾ آل عمران: ۷۹

اپنے آخری پیغمبر محمد عربی ﷺ پر جو کتاب نازل کی، اس پر عمل کرو، تو اللہ والے بن جاؤ گے، اس کتاب کو پڑھتے رہو، درس دیتے رہو، سمجھتے ہو، جب اس کو عمل میں لاؤ گے، تو پھر اللہ والے بن جاؤ گے۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ﴾

اے ایمان والو! صرف ایمان سے میری رضا حاصل نہیں ہوگی، بلکہ متقی بن جاؤ اور متقی بننے کا گریہ ہے کہ میرے نیک لوگوں کی معیت اختیار کرو، صلحاء کی، علماء کی، نیک زاہدوں کی، نیک پیروں کی معیت اختیار کرو، تب اللہ والے بن جاؤ گے، جب نیک لوگوں کی صحبت ملے، تب ایمان بنے گا، صحبت کا اثر ہوتا ہے، جب دنیا دار کے پاس انسان جائے، تو اس کا اثر ہوتا ہے، آپ کو تو بڑا تجربہ ہے، اسی میں ساری دنیا لگی ہوئی ہے، اس کی فلاں چیز اچھی ہے، تو میری بھی ایسی ہونی چاہئے، یہ صحبت کا اثر ہے، تو نیک لوگوں کے پاس جاؤ گے، تو نیکی کا اثر آئے گا، یہ صحبت حاصل کرنا ضروری ہے

علماء و مدارس کی جاسوسی مت کرو!

یاد رکھو میں ہمیشہ بتاتا ہوں پاکستان کی ایجنسیاں کبھی نیک نہیں بن سکتی، کیوں کہ یہ علماء کی

مجلس میں آتے ہیں، پگڑی پہن کر، کیوں؟ یہ طلب صادق کے ساتھ نہیں آتے ہیں، یہ تو جاسوسی کرنے آتے ہیں کہ کون سی بات ہمارے آقا کے خلاف مولوی صاحب نے کہی ہے، صحبت ٹھیک ہے، نیت ٹھیک نہیں ہے، فائدہ نہیں ہوگا، دیدار تو ہے، دیکھ رہے ہیں، طلب ٹھیک نہیں ہے، نیک صحبت میں طلب سچی لے کر آؤ، پھر اس کی نورانیت کا عکس آئے گا، دوستو طلب سچی لے کر آؤ، جاسوس بن کر مت آؤ، جاسوسی کی اسلام نے اجازت دی ہے لیکن علماء کی جاسوسی نہیں بلکہ ملک کی سرحدوں پر جا کر کفار کی جاسوسی کرنی ہے، علماء اور طلباء کی جاسوسی کرتے ہو، جن کی وضع قطع، قول و عمل سنت کے مطابق ہوتے ہیں، جو پاکستان کے خیر خواہ ہیں، ہاں البتہ جو اسلام کے اور پاکستان کے دشمن عناصر ہیں، ان کی جاسوسی ہونی چاہیے اور پھر ان کو سزا بھی ملنی چاہیے۔

جس نظریے پر یہ ملک بنا، اس نظریے کا کوئی نام لینے والے اور نعرہ لگانے والے ہیں، یہ علماء اور طلباء ہیں، تم ان کی جاسوسی نہ کرو اور جاسوسی کرنی ہے تو اسلامی سرحد پر جاؤ، کفار کے علاقے میں جاؤ، دارالحرب میں جاؤ، کہ وہ کیا کر رہے ہیں، اس کو نوٹ کرو۔

### عبداللہ بن مسعود کا واقعہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ ﷺ کے بارے میں پتہ چلا، یہ دیہات میں رہتے تھے اور کچھ علم انہوں نے عیسائیت کا یہودیت کا پڑھا ہوا تھا، اس وقت آپ مکہ مکرمہ میں تھے، جب ان تک بات پہنچی کہ مکہ میں ایسا شخص آیا ہے، جو آخری نبی ہونے کا دعویٰ دار ہے، بڑا ہنس مکھ اور تبسم والا ہے، امانت دار دیانت دار ہے، بڑا پیارا نوجوان ہے، مکہ میں مقیم ہے، آخری نبی ہونے کا دعویٰ دار ہے اور وہ یہ کہتا ہے کہ میرے اوپر اللہ کی کتاب نازل ہوتی ہے، فرشتہ آتا ہے، وحی آتی ہے۔

عبداللہ کہتے ہیں کہ مجھے شوق پیدا ہوا کہ میں جاؤں، محمد بن عبداللہ (ﷺ) کو دیکھوں مجھے کیا پتہ تھا کہ راستے میں ناکے لگے ہوئے ہیں؟ چیک کرتے ہیں کہ یہ کدھر جا رہے ہیں؟ بات یہ کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں مجھے تو نہیں پتہ تھا کہ مکہ جاؤں گا، تو راستے میں ناکے لگے ہوئے ہیں، ابو جہل کی فوج کی راستے میں چوکیاں ہیں، وہ پوچھتے ہیں

کدھر جا رہا ہے؟ تو لوگ اور بھی تھے، وہ کہہ رہے تھے زم زم پینے جا رہے ہیں، ان کو چھوڑ دیتے تھے، جاؤ، کوئی کہتے تھے کہ حرم میں جا رہے ہیں، نا کے والے ان کو بھی کہتے تھے جاؤ، میرا جب نمبر آیا، مجھے نہیں پتہ تھا کہ یوں کہنا ہے، تو مجھ سے پوچھا کہ کہاں جا رہا ہے جو ان؟ میں نے کہا کہ نام سنا ہے ایک شخص ہے، جو پیاری گفتگو کرتا ہے، بڑا فصیح اللسان ہے، شفیق ہے، کہتا ہے کہ میں اللہ کا آخری نبی ہوں، اس کو ذرا دیکھنے جاتا ہوں

”وہ جو بڑا افسر ہے، اس نے اس چھوٹے پولیس والے کو اشارہ کیا، اوے! اس کا خیال کرنا، اس کے ساتھ جانا، سمجھ رہے ہونا بات، اس کے ساتھ جانا“

عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں حیران ہوں کہ میرے ساتھ ساتھ وہ چل رہا ہے، میں جدھر جاؤں، فوراً قریب آجائے، جس سے پوچھوں کہ میں نے آخری نبی کو ملنا ہے، مجھے پتہ بتائیں، توجہ کرنا یہ شخص سفر کر رہا ہے، نبی کی دیدار کی طلب میں چل رہا ہے، کہتے ہیں عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں جب حرم میں پہنچا، میں راستے میں لوگوں سے پوچھتا چلا آ رہا تھا، لیکن مجھے کوئی محمد عربی ﷺ کا پتہ نہیں بتا رہا تھا، جب میں حرم پہنچا، طلب صادق تھی، میری پہلی نظر حرم کے ایک کونے پر بیٹھے ہوئے ایک نوجوان پر پڑی، کسی کے بتائے بغیر میں سمجھ گیا، یہ اللہ کا رسول ہے، واللہ یہ اللہ کا رسول ہے اور میرا اس کے اوپر ایمان کا اعلان ہے، صحبت کی ایک جھلک پڑی، دوستو! کیونکہ طلب صادق تھی۔

### مجدد الف ثانی کا واقعہ:

جب مغلیہ خاندان کے بادشاہ نے شیخ سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو پابند سلاسل کیا، بادشاہ نے کہا کہ سجدہ کرو، سارے مولوی خاموش، مجدد الف ثانی علامہ سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ سجدہ کے لائق تو صرف معبود اللہ وحدہ لا شریک ذات ہے، آپ کے سامنے ہم سجدہ کیسے کریں؟ بادشاہ نے آرڈر کر دیا، بند کرو اس ملا کو، یہ سمجھتا نہیں، ہم بادشاہ ہیں، بند کر دیا، مہینے تک جیل میں ڈالا، بعد میں جیل کے سپرڈنٹ سے بادشاہ نے پوچھا سمجھنا بات کو، او علامہ سرہندی رحمۃ اللہ علیہ پر صحیح سختی کر رہے ہو، اس کا کیا اثر ہوا؟ جیل کا سپرڈنٹ بھی اللہ کا ولی ہو گیا، آج بھی سپرڈنٹ اس طرح کے لوگ ہوتے ہیں، آج پورے پاکستان کی

پوری جیلوں کو چھان لو، ایسا سپر ڈنٹ نہیں ملتا، پولیس والو! سن لو، صدیاں گزر گئیں، منبر و محراب پر یہ تاریخ بیان ہو رہی ہے، اس جیل کے سپر ڈنٹ نے مغلیہ بادشاہ کو کہا کہ سختی کر کے کہ بادشاہ سلامت سر ہندی رحمۃ اللہ علیہ پر کوئی اثر نہیں ہوا، ہاں ہم پر اثر ہو گیا، ہماری مار کا اثر مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ پر نہیں ہوا، لیکن اس کی رات کی آخری لمحات کی تلاوت نے ہم پر اثر کر دیا ہے، ہم اس کے ہو گئے۔

صحبت صالح ترا صالح کند  
صحبت طالح ترا طالح کند

جب نیک کی معیت طلب صادق سے حاصل کرو گے، نیک کا قرب ایجنسیاں بن کر نہیں ہے، طلب کے ساتھ کسی اللہ والے کا قرب حاصل کرو گے، تم بھی اللہ والے بن جاؤ گے اور اگر قریب آ کر مسجد حرام کا پڑوسی بن کر طلب صادق لے کر محمد عربی ﷺ پر نظر نہیں پڑی ابو جہل بن گیا، عتبہ بن گیا، شیبہ بن گیا، دور سے آنے والا حبشہ کا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی طلب صادق تھی نظر پڑی، نبی اکرم ﷺ پر تو حبشہ سے آنے والے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دیا یہ سید ہے، اہل بیت میں سے ہیں، طلب صادق تھی، حبشہ سے آنے والے سیاہ فام کو سید کا لقب مل گیا اور مسجد کے پڑوسیو یہ مسجد عام نہیں، مسجد حرام ہے، ابو جہل مسجد کا پڑوسی ہے طلب صادق نہیں تھی، نبی آخر الزماں ﷺ کو دیکھتا تو رہا، لیکن تعصب کی نگاہ سے، دشمنی کی نظر سے، تو اللہ نے اس کے گھر کو بھی بیت الخلاء بنا دیا۔

## زندگی کے سکون کا راستہ:

دنیا اور آخرت کی نجات اگر چاہتے ہو دوستو! دنیوی زندگی کو پر سکون بنانا چاہتے ہو اور اخروی زندگی کو نجات کی صورت میں دیکھنا چاہتے ہو، تو اس کی ہی ایک راہ ہے کہ کسی اللہ والے کا دامن پکڑ لو، اس سے تربیت لو، اسے مشکل کشا نہ سمجھنا، اس اللہ والے کو سجدہ نہیں کرنا، اس کے ہدایت کے مطابق چلنا ہے۔

نیکیوں کی مجلس میں آؤ گے، تو گناہوں کو اللہ رب العزت نیکیوں میں بدل دیتا ہے، قرآن نے اعلان کیا، فرمایا:

﴿إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ

سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا﴾ الفرقان: ۷۰

جو صدق دل سے ہمارے راستے میں آ گیا، ندامت کے آنسو بہانے لگا، رونے لگا، دنیا والوں کے سامنے رونا کام نہیں آئے گا، اللہ کے سامنے ایک آنسو بہانے سے جہنم کی آگ بجھ جاتی ہے، جب یہ گنہگار صدق دل سے ندامت کے طور پر ہمارے پاس آ گیا، ہم اس کی سابقہ زندگی کو اس کی ماضی والی زندگی کے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیں گے، کیا پنجابی شاعر نے اس آیت کا ترجمہ کر دیا کہ

چنگیاں دے لڑکیاں میری جھولی پھول پئے

اور مندیاں دے لڑکیاں میرے گلے بھی رل گئے

ساتھ بیٹھنے میں نیکی ملی، گناہوں سے توبہ کی توفیق ملی، تو گناہ بھی اللہ نے نیکیوں میں بدل دیئے، جب نیکی کر کے گناہ کرو گے، دوستو تو وہ نیکی بھی ضائع چلی جائے گی، نماز پڑھ کر جھوٹ بول دیا نماز ختم تلاوت کر کے بد نظری کر دی نیکی ختم۔

اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح دین کی عقیدت اور محبت رسول اکرم ﷺ کی اتباع کی دولت نصیب فرمائے۔

﴿.....وَأَخِرُ دَعْوَانَا أَنْ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.....﴾

## شان مصطفیٰ علیہ السلام..... اول

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ  
الْأَنْبِيَاءِ، وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ الَّذِينَ أَوْفُوا عَهْدَهُ، الَّذِينَ هُمْ  
خُلَاصَةُ الْعَرَبِ الْعَرَبَاءِ، وَخَيْرُ الْخَلَائِقِ بَعْدَ الْأَنْبِيَاءِ. أَمَّا بَعْدُ!  
فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ  
الرَّحِيمِ ﴿أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ وَوَضَعْنَا عَنكَ وِزْرَكَ  
الَّذِي أَنْقَضَ ظَهْرَكَ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ  
يُسْرًا إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا فَإِذَا فَرَغْتَ فَانصَبْ وَإِلَى رَبِّكَ  
فَارْغَبْ﴾ الانشراح ا تا ۸

قال النبي ﷺ: إِذَا ذُكِرْتُ مَعِي. (صحيح ابن حبان  
افق: ۳۳۶۳)

صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ وَصَدَقَ رَسُولُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيمُ وَنَحْنُ عَلَى  
ذَلِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِينَ وَالشَّاكِرِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.

تمہید:

آخری پارے کی ایک سورت اور ایک حدیث قدسی تلاوت کی ہے، جس کے اندر رسول  
ﷺ کی رفعت شان کا ذکر ہے۔

آیات کا مفہوم:

فرمایا:

﴿أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ﴾

اللہ رب العزت رسول اللہ ﷺ کو خطاب کر کے فرما رہے ہیں کہ کیا ہم نے آپ کے سینے کو کھول نہیں دیا؟ یہ استفہام انکاری ہے، یعنی آپ کے سینے کو ہم نے کھول دیا ہے۔

﴿وَوَضَعْنَا عَنكَ وِزْرَكَ﴾

اور ہم نے آپ سے آپ کے بوجھ کو دور کر دیا

﴿الَّذِي أَنْقَضَ ظَهْرَكَ﴾

جس بوجھ نے آپ کی پشت کو جھکا دیا تھا

﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾

اور ہم نے آپ کے نام کو بلند کر دیا

﴿فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا﴾

بیشک تکلیف کے ساتھ آسانی ہے، تکلیف کے ساتھ آسانی ہے۔

﴿فَإِذَا فَرَغْتَ فَانصَبْ﴾

جب آپ فارغ ہو جائیں، تو خوب اللہ کو یاد کریں۔

﴿وَإِلَىٰ رَبِّكَ فَارْغَبْ﴾

اور اپنے رب کی طرف خوب رغبت رکھیں، رجوع کریں

یہ تو اس سورت کا لفظی مفہوم ہے۔

### حدیث قدسی کا مفہوم:

حدیث قدسی جو رسول اللہ ﷺ اللہ رب العزت سے روایت فرماتے ہیں، وہ یہ ہے کہ:

”إِذَا ذَكَرْتَ ذِكْرَ مَعِي“

اے نبی! جہاں بھی میرا ذکر ہوگا، وہاں میرے ساتھ آپ کا بھی ذکر ہوگا، گویا کہ ایمان

سے ہی بات شروع کرتے ہیں کہ ایمان ہی مکمل نہیں ہے اگر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ

اقرار باللسان اور تصدیق بالقلب نہیں کیا، آپ کے وجود مسعود اور آپ کے منصب کو اقرار

باللسان اور تصدیق بالقلب کے ساتھ نہیں مانا ہے، وہ ایمان ہی نہیں ہوا، ایمان ہی سے

اللہ رب العزت کی توحید کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کا ذکر لازمی ہے۔



ایک حدیث میں جناب نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ کوئی شخص صحیح کامل تو حید کو مانتا ہے اور اس کے مطابق اس کا عمل ہے، لیکن میرا تذکرہ نہیں کرتا، میرا نام نہیں لیتا، گویا مجھے کما حقہ نہیں مانتا، تو اس شخص کی تو حید اللہ کے ہاں قابل قبول ہی نہیں، یہ کافر ہے اور جہنمی ہے۔

## ایمان کے لئے دو لازمی چیزیں:

ایمان میں سب سے پہلے دو ہی چیزیں لازم ہیں:

(۱)..... اللہ رب العزت کی تو حید کی گواہی دینا۔

(۲)..... اور رسول اللہ ﷺ کی گواہی کہ اللہ کے بندے اور اللہ کے آخری رسول ہیں۔

یہ دو چیزوں کا نام ایمان ہے، تو ہر جگہ میں اللہ رب العزت نے رسول اللہ ﷺ کا ذکر اپنے ساتھ کیا ہے اور اس سورت میں واضح فرما دیا ہے کہ اذان میں، نمازوں میں، اقامت میں، جمعہ کے خطبوں میں، عیدین کے خطبوں میں، نکاح کے خطبوں میں، فرشتوں کی مجلس میں ان تمام جگہوں میں ہر وقت آپ کا تذکرہ ہوتا ہے، اللہ رب العزت کے ہاں امم سابقہ کی سب کتابوں میں تمام انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس بھی رسول اللہ ﷺ کا تعارف پہنچا اور سب نے آپ ﷺ کا تذکرہ کیا کہ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں قرآن پاک میں ہر مقام پر تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد آپ کا تذکرہ آتا ہے، احادیث ساری رسول اللہ ﷺ کے فرمان کا نام ہے، تو یہ سب تذکرہ ہے، جو جناب نبی پاک ﷺ کا ایک فرمان جو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ

”أَنَا نَبِيٌّ وَآدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّينِ“ (شان محمد کے مثالی

واقعات)

ایک حدیث نقل کرتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام جب جنت میں مقیم تھے پھر واپس دنیا میں آئے تو آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ عرش پر یوں لکھا ہوا ہے

”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ، دِينُهُ الْإِسْلَامُ ، وَمُحَمَّدٌ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ“

اللہ رب العزت کے عرش پر یہ لکھا ہوا ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے، اللہ کے ہاں ہمیشہ رہنے والا دین اسلام ہے، آخری شریعت ہے اور آپ کا آخری پیغمبر حضرت

محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ کے آخری بندے اور اللہ کے رسول ہیں۔

سینہ کھولنے کا مطلب:

تو فرمایا:

﴿أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ﴾

اے نبی! ہم نے آپ کے سینے کو کھول نہیں دیا ہے؟

سینے کو کھولنے کا کیا مطلب ہے؟

علماء کی ایک جماعت اس آیت کی تشریح یوں فرماتی ہے کہ سینے کے کھولنے کا مطلب یہ ہے کہ جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا میں تشریف لائے اور رسول اللہ ﷺ کے سینہ مبارک کو چاک کیا اور دل کو نکالا اور دل کو ایک آسمانی طشت کے اندر رکھ کر آب زمزم سے دھویا اور پھر دل کو دوبارہ درست کر کے سینے میں وہیں رکھ کر سینے کو سیلائی کر دیا۔

شق صدر کتنی دفعہ ہوا؟

مفسرین اور سیرت نگار اس طرف گئے ہیں کہ شق صدر چار مرتبہ ہوا:

(۱)..... ایک دفعہ جب حضرت رسول اکرم ﷺ بچپن میں حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں تھے، تین چار سال کی عمر کے تھے، تو اس وقت آپ ﷺ کا شق صدر ہوا، جن کے ساتھ آپ کھیل رہے تھے، وہ دوڑتے ہوئے آئے کہ بھائی کو کسی نے قتل کر دیا، جب حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ خبر سنی، تو وہ باہر نکلی، آگے دیکھتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ آ رہے ہیں۔ مسند احمد جلد پنجم: ۱۲۱۴

(۲)..... دوسری دفعہ آپ ﷺ کی عمر مبارک دس بارہ سال کی تھی، اسی طرح دوبارہ شق صدر ہوا، آپ کے سینے مبارک کو چاک کیا گیا اور پھر دل کو آب زمزم سے دھویا گیا، پھر دوبارہ درست کر دیا گیا۔ مسند احمد جلد نہم: ۱۳۸۱

(۳)..... تیسری دفعہ شق صدر چالیس سال کی عمر میں ہوا اور اس میں روایت موجود ہے کہ سینہ مبارک چاک کیا گیا، دل کو دھویا گیا اور اس میں علم حکمت ڈالی گئی اور پھر اس کو بند کر دیا

گیا چونکہ ابھی نبوت ملنی والی تھی چالیس سال میں۔ مسند احمد جلد نہم: ۱۲۸۵  
 (۳)..... اور چوتھی دفعہ شق صدر معراج کے سفر میں ہوا، جو مشہور ہے یوں آئے تھے فرشتے  
 رسول اللہ ﷺ کو بیدار کیا، جگایا، حطیم میں لایا اور اسی طریقے سے شق صدر کیا کہ عروجی سفر کی  
 صلاحیت دل میں ڈالی گئی (بخاری جلد دوم: ۵۹۹) کہ اللہ کو دیکھنا ہے عرش کو دیکھنا ہے اس  
 کائنات کو دیکھنا ہے اس کائنات کے دیکھنے کی صلاحیت دل میں ڈالی گئی یہ معراج کے سفر سے  
 پہلے، ورنہ قرآن نے بتایا کہ

﴿ لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ

النَّخِيرِ ﴾ الانعام: ۱۰۳

وہ سب کو دیکھتا ہے تم اس کو نہیں دیکھتے

﴿ وَهُوَ اللَّطِيفُ النَّخِيرِ ﴾

اس دنیا کے نظر کے مقابلے میں کہا لطیف باریک ہے لیکن آپ کے احوال اقوال اعمال  
 سے باخبر ہے

﴿ وَهُوَ اللَّطِيفُ النَّخِيرِ ﴾

تو وہ صلاحیت دینے کے لئے آپ کا آسمانی سفر ہونا ہے لہذا آپ ﷺ میں یہ صلاحیت  
 ہو اللہ رب العزت کا دیدار کر سکیں، اور اللہ رب العزت کی شان ہے جس طرح جب چاہتے  
 ہیں جیسے چاہتے ہیں کر دیتے ہیں

**شق صدر کا مقصد:**

اس سے کیا مقصد تھا؟ علماء نے لکھا ہے کہ دل میں تین نفوس کار فرما ہوتے ہیں:

(۱) نفس امارہ (۲) نفس لوامہ (۳) نفس مطمئنہ

نفس امارہ سرکش دل نفس لوامہ وہ دل جو ملامت کرتا ہے کہ یہ تم نے غلط کیا ہے یہ بھی بڑی  
 اچھی بات ہے کہ کسی کا نفس لوامہ بھی جاگ رہا ہو کہ ایسے تنبیہ ہو جائے کہ یہ آپ نے کام  
 کیا زیادتی کی ہے ظلم کیا ہے چوری کی ہے یا نماز نہیں پڑھی ہے یا فلاں گناہ کیا ہے کسی کا نفس  
 لوامہ ہی بے دار ہو جائے بڑی بات ہے تیسرا نفس مطمئنہ ہے نفس امارہ کی جگہ جو کالائتہ ہوتا ہے

وہ رسول اللہ ﷺ کا جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بحکم الہی نکال دیا اور آپ زم زم سے دھو دیا دوبارہ پھر اسی طرح کر دیا۔

### دوا ہم باتیں:

یہاں پر دوستو دو باتیں اخذ ہوتی ہیں ایک یہ کہ رسول اللہ ﷺ بشر ہیں اور افضل البشر خاتم النبیین امام ثقلین ہیں، لیکن ہیں بشر گویا فطرتی لحاظ سے یہ چیز رکھی گئی تھی جو نکالی گئی اور پھر اللہ رب العزت نے اپنے قوت کمال سے اس چیز کو نکال دیا آپ کے ساتھ تو یہ ہوا اور آپ کے جانشینوں کو مجاہدے اور مشق میں یہ مقام ملتا ہے کہ اچھے طریقے سے دل کا مجاہدہ ریاضت مل جائے تو دل سے شیطانی اور حیوانیت کا خروج ہو جاتا ہے انسان میں قوت بہیمہ حیوانی قوت شیطانی قوت جس کو کہتے ہیں شیطانی قوت اور دوسری ہے نورانی قوت یہ دونوں ہوتی ہیں اب اس کے ذمہ یہ ہے کہ یہ حیوانی قوت کو دبائے شیطانی قوت کو دبائے نورانی قوت کو بروکار لائے یہاں شریعت نے اجازت دی ہے وہاں حیوانی قوت کا استعمال جہاد میں ہے کسی اور امور میں ہے یا ایسی از دواجی تعلق کا مقصد بھی ہے شاہواری قوت کو صحیح استعمال کرنے سے۔

دوسرا آب زم زم کا مبارک ہونا زیادہ عظمت اور فضیلت والا ہونا کہ آپ دیکھئے کس دل کو کس پانی سے دھویا جا رہا ہے لہذا آب زم زم پیتے ہوئے دعائیں کرنے کی ہدایت ہے جس نیت سے پیا جائے وہی فائدہ ہوتا ہے۔ تو پانی آب زم زم کا روحانی شفا کی نیت سے پینا چاہئے کہ اخلاق رزیلہ دل دماغ نفس امارہ اور رزیلہ اخلاق دماغ سے زائل ہوں اس حیثیت سے بھی جس طرح کی اس پانی کے پینے میں دعا کرنا کہ اللہ تعالیٰ تمام بیماریوں سے شفاء عطا فرمائے ظاہری جسم کی بیماری سے شفاء عطا فرمائے اور اس کا علاج بھی کرے روحانی بیماریوں کو سوچا ہی نہیں بلکہ روحانی بیماریوں کو تو خواہش کے بندوں نے برے کاموں کو سکون کہا جو غلط ہیں بد نظری روحانی بیماری ہے نفس کا سکون ختم ہو جاتا ہے لیکن جو بندے ہی شیطان کے ہیں تو وہ کہتے ہیں وہ فلانا بڑی اچھی موسیقی بناتا ہے اس نے بڑی خدمات کی ہیں یہ اچھی بات کہ کس کی خدمات کی ہیں شیطان کی خدمات کی ہیں اس کی بات کو مانا ہے اس کی خدمات

کی ہیں اللہ نے روح کی بیماریوں کے لئے قرآن نازل کیا روح کی اصلاح کے لئے انبیاء نازل کئے ہیں اپنی نورانی مبارک عظمت والی کتاب نازل کی ہے یہ روح کی غذا ہے ﴿أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ﴾

## الم نشرح کی دوسری تفسیر:

﴿الْمُ نَشْرَحُ لَكَ صَدْرَكَ﴾

کی ایک یہ تفسیر ہے، کہ ہم نے آپ کے سینے کو نہیں کھولا، یعنی شق صدر اور آپ کے دل مبارک کو دھویا ہے

﴿يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ﴾

آپ کا وصف ہے یہ فرض منصبی ہے اس نبی کی شان یہ ہے کہ لوگوں کو پاک کرے گا، ان کو یہ صلاحیت عطا کی گئی ہے، یہ خود آئینہ ہے، تو دوسروں کو بھی آئینہ کی طرح صاف کرے گا

تیرے غلاموں میں بھی نمایاں جو تیرا عکس کرم نہ ہوتا

تو بارگاہ ازل سے تیرا خطاب خیر الامم نہ ہوتا

آپ ﷺ میں صلاحیت رکھی کہ آپ ﷺ کے دل کو صاف فرمایا، پھر آپ ﷺ کے قریب

جو بیٹھتے گئے، ان کے دل بھی ایسے صاف ہو گئے

جو خود نہ تھے راہ پر وہ عالم کے ہادی بن گئے

وہ کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

ایسے دل صاف ہوئے اور دل کی صفائی کے بعد ہی اور فیصلے ہوتے ہیں آپ ﷺ کی

حدیث ہے

”الأوان في الجسد لمضغة“ (بخاری جلد اول: ۵۱)

دل میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے، لیکن بڑا قیمتی ٹکڑا ہے، اگر یہ ٹکڑا درست رہے، سب جسم

درست ہے اور اگر یہ ٹکڑا خراب ہو گیا، تو سب سٹم خراب ہو جائے گا اور سنو یہ ٹکڑا ہے کیا یہ دل

ہے جو اللہ رب العزت نے رکھا ہے اور عجیب بات یہ ہے کہ اس دل کا تعلق ظاہری جسم کی

درستگی کے ساتھ بھی ہے اور اس دل کی درستگی کا تعلق روحانی لحاظ سے بھی اسی کے ساتھ متعلق

ہے اور آپ ﷺ کا لقب ہے جوامع الکلم آپ کا فرمان مختصر اور بڑھے مفہوم کو اپنے ساتھ رکھتا ہے مختصر جملہ تو

﴿إِنَّمَا نَشْرَحُ لَكَ صَدْرَكَ﴾

میں سینے کی صفائی کی بات کر رہا تھا اور یہی رسول اللہ ﷺ کی فرض منصبی میں داخل ہے اپنے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینوں کو پاک کیا ہے اور جب یہ درست ہو جائے تو ظاہر درست ہو جاتا ہے دوستو مجھے کوئی ایک صحابی ایسا نہیں دکھا سکتے ہو جس کا ظاہر شریعت کے خلاف ہوا ہو اور وہ صحابی یہ نعرہ لگاتا ہو کہ مجھے یہ نہ کہو کہ ظاہر سنت کے مطابق بناؤ میرا دل صاف ہے پندرہویں صدی کے مسلمانوں اس جملے پر غور کرنا جس کا دل صحیح ہے اس کا ظاہر رسول اللہ ﷺ کی کامل شریعت کے مطابق ہوگا جب تک دل صحیح نہیں ہوگا تو ظاہر صحیح نہیں ہوگا یہ دونوں لازم ملزوم ہیں ورنہ ایک مثال دکھاؤ کہ ایک صحابی ظاہری طور پر شریعت کا تابع نہیں رسول اللہ ﷺ جیسا اس کا لباس نہیں ہے رسول اللہ ﷺ کے اٹھنے اور چلنے پھرنے نماز جیسی اس کی نماز نہیں ہے اور پھر بھی وہ یہ کہتا ہے کہ میرا تو دل صاف ہے ظاہر کو کیا کرنا ہے یہ دعوت فکر ہے آپ کو آپ سوچئے ان شاء اللہ فائدہ ہوگا

### حضرت انس کا واقعہ:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کے خادم خاص ہیں اور دس سال خدمت کی چچا لینے کے لئے آئے تو کہا آپ ﷺ نے پوچھا لو جانا چاہتا ہے، تو چلا جائے جب چچا وغیرہ نے پوچھا تو کہا نہیں جاتا ہوں ظاہری حقیقت کے لحاظ سے بھی میں نے اپنے چچا کو اس ہستی جیسا نہیں پایا کبھی دس سال میں ایک دفعہ ڈانٹا بھی نہیں غلطی بھی کی ہے تو آپ ﷺ نے شفقت سے سمجھایا ہے اور دوسری بات جو والدین کے پاس نہیں ملتی ہے والدین سے ممکن ہے شفقت مل جاتی ہو لیکن دوسری بات جو میں علوم نبوت کی جو جھلک اس گھر میں دیکھ رہا ہوں والدین کے گھر میں کہاں سے ملے گی میں نہیں جاتا ہوں پھر یہ صحابہ بھی بڑے اونچے لوگ تھے یہ بادشاہ کے مزاج کو سمجھتے تھے اور پھر بات کرتے تھے بعض نے کہا حضرت انسؓ کی والدہ نے درخواست کی کہ حضرت جی یہ آپ کی خدمت کے لئے وقف ہے اور اس کی اس خدمت سے

ہمیں بھی سعادت ملی گی ہمارا خاندان بھی اس کی خدمت سے نوازا جائے گا دنیا و آخرت میں اس کے لئے دعا کر دیجئے فرمایا اے اللہ انس کی عمر کو بڑھا دیجئے اس کے علم کو بڑھا دیجئے اس کی اولاد کو بڑھا دیجئے (حیاء الصحابہ حالات حضرت انسؓ) اس کے رزق کو بڑھا دیجئے، سب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ دنیا سے رخصت ہو گئے تھے اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ زندہ تھے خود فرماتے تھے سو بیٹے پوتے یاد ہیں۔ جب آتے ہیں تعارف کرواتے ہیں فلاں بن فلاں تو میں سمجھ جاتا ہوں اور رسول اللہ ﷺ کی دعا کی برکت سے اتنی دولت ملی کہ انس کو اپنے باغات وغیرہ کا علم ہی نہیں تھا ان کے باغ سال میں دو مرتبہ پھل دیتے تھے یہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کے خادم خاص ہیں اور یہ کیسا خادم ہے خدمت کا انداز کیسا ہے آپ فرما رہے ہیں انس میری قبر میں کھجلی ہو رہی ہے کھجلی کر و سبحان اللہ یہ کوئی چیز دیکھو یہ قمیص کی سلوٹ صحیح کرو بازو نیچے کرو اوپر چڑھا دو یہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب نبی پاک ﷺ کی ختم نبوت کی مہر کو کئی مرتبہ دیکھا اور چوما ہے اور میں نے آپ کے شق صدر کے اس سلعے کو بھی کئی دفعہ ہاتھ پھیرا ہے اور چوما ہے بعض سنت غیر اختیاری ہوتی اب کسی کا تریسٹھ سال کی عمر میں فوت ہونا یہ اس سنت پر عمل ہے جو انسان کے اختیار میں نہیں ہے اب انسان کے اختیار میں جو نہیں ہے ان پر اللہ تعالیٰ عمل کرائے گا اور اختیار میں ہے اس پر عمل کرنے کی کوشش کرے

دوسری تشریح فرمایا

﴿الْمُ نَشْرَحُ لَكَ صَدْرَكَ﴾

اے نبی کیا ہم نے آپ کے سینے کو اس انداز میں نہیں کھولا کہ جب آپ بیان کرتے گئے لوگوں کے دلوں کو اثر ہوتا گیا فرمایا قرآن نے:

﴿أَفَمَنْ شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ لِإِسْلَامٍ فَهُوَ عَلَى نُورٍ مِّنْ

رَبِّهِ﴾ الزمر: ۲۲

ہم نے آپ کے سینے مبارک کو اتنا کھولا ہے انوار علوم ربانی کو اخذ کر کے انوار علوم ربانی کو حاصل کر کے اب رہتی دنیا تک آپ پھیلاتے جا رہے ہیں ادھر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ

والسلام دعاء کے لئے کھڑے ہیں اللہ نے حکم دیا کہ اے موسیٰ قبظیوں کو اسرائیلیوں کو میری توحید کے نغمے سناؤ تو موسیٰ نے عرض کیا

﴿رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِي يَفْقَهُوا قَوْلِي وَاجْعَلْ لِي وَزِيرًا مِّنْ أَهْلِي هَارُونَ أَخِي اشْدُدْ بِهِ أَزْرِي وَأَشْرِكْهُ فِي أَمْرِي كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيرًا وَنَذْكُرَكَ كَثِيرًا﴾ طہ ۲۵ تا ۳۲

اللہ رب العزت نے جب اپنے کلیم کو اپنی دعوت توحید کا حکم دیا تو اللہ کا کلیم دعائیں کرنے لگا اے میرے رب میرا سینہ کھول دے میری زبان کی لکنت کو دور کر دے اور مجھے فصاحت بلاغت کے رموز ایسے عطا کر کہ جو میں بولتا جاؤں تیرے بندوں کے دلوں میں اثر کرتے جائیں اور مجھے میرا بھائی ہارون عطا کر جو میری کمر کی مضبوطی کا سبب بنے گا وزیر بنے گا وہ کون سا وزیر بنے گا جو بادشاہ کو لے ڈوبے گا ایسا وزیر نہیں ہم دونوں مل کر تیری توحید کا ذکر کریں گے اور اس کو میرا وزیر بنا

﴿كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيرًا وَنَذْكُرَكَ كَثِيرًا﴾

اکیلا بیٹھ کر تجھے یاد کرتا ہوں میرے ساتھ میرے بھائی کو بھی شریک کار کر دے دونوں مل کر تیری تسبیح بیان کریں گے دعا کر رہے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ یارب میرے سینے کو کھول دے یہ وصف مانگ کر لیا جا رہا ہے اور عطا کتنا ہوا پھر لمبی بات ہے اور ادھر خود عطا کیا جا رہا ہے اے نبی

﴿الْمُ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ﴾

ہم نے آپ کے سینے کو نہیں کھول دیا ہے کہ کیسے آپ کی تبلیغ میں اثر رکھا کہ یوں فائدہ ہوتا ہے پھر آپ نے مختصر سی عمر میں پورے خطہ حجاز میں توحید و رسالت کے پرچم لہرا دیئے

﴿الْمُ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ﴾

کی بات ہے۔



## بوجھ ہلکا کرنے کا مطلب:

﴿وَوَضَعْنَا عَنكَ وِزْرَكَ﴾

اے نبی! ہم نے آپ سے آپ کے بوجھ کو دور کر دیا ہے اس سفر میں بوجھ ہوتا ہے لیکن آپ اس مرحلے سے گزر چکے ہیں اب ہم نے آپ کو اس بوجھ سے بے نیاز کر دیا ہے اور بوجھ کیا ہے جو پچھے دنوں میں کئی دن وحی نہیں آئی تھی اس غم کا بوجھ ہے بوجھ کیا کہ یہ ایسی شریعت ہے کہ سب کائنات نے اس بوجھ کو قبول کرنے سے معذرت کی تھی

﴿إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ

أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ﴾ الاحزاب: ۷۲

بوجھ قرآن کا ہے شریعت کا ہے بوجھ کیا ہے..... کفر کا ہے کہ کبھی او جڑی پھینکتے ہیں کبھی مجنون کہتے ہیں کبھی کچھ اور تکلیفیں دیتے ہیں کانٹے بچھائے ہیں ایذائے کفر کا بوجھ ہے بوجھ کیا ہے میں اکیلا ہوں میرے ساتھ کوئی بھی نہیں ہے اور بہادری دیکھو مکہ والوں کو بلا کر ایک شخص فاراں کی چوٹی پر کوہ صفا پر دعوت الی اللہ دے رہا ہے ایک شخص کا بہادری کا مقام دیکھو تنہا ہے یہ بوجھ ہے انسانی فطرت میں ہے کہ کچھ احباب بھی ہوں بوجھ کیا ہے کہ غریب ہوں کئی دن چولہا نہیں جلتا یہ دستو ہم نے بات پڑھی سنی ہے غور کیا ہے ایسا نہیں کرتے ہیں کبھی اس سنت پر عمل کرتے ہیں وہاں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتی ہیں کہ مہینے تک چولہا نہیں جلتا تھا چند دن چولہا نہ جلنے والی بات پر ہمیں بھی عمل کر لینا چاہئے اور علماء نے کوئی بات ایسی نہیں چھوڑی کہ جس کو بیان نہ کیا ہو ایک دن کا جتنا خرچہ ہے یعنی اس کے کھانے کا اتنا فی سبیل اللہ دے دو اس سنت پر عمل کرو کہ آج گھر میں چولہا نہیں جلتا یہ سب بوجھ ہیں فرمایا:

﴿إِنَّمَا نَشْرَحُ لَكَ صَدْرَكَ وَوَضَعْنَا عَنكَ وِزْرَكَ﴾

ان سے ہم نے وحی کا بوجھ دور کر دیا ہے اب آئندہ وحی آیا کرے گی کچھ ہمارے مشیت ایسی تھی کہ چند دنوں کے لئے جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہم نے روک لیا تھا

﴿إِنَّمَا نَشْرَحُ لَكَ صَدْرَكَ وَوَضَعْنَا عَنكَ وِزْرَكَ﴾

آپ نے ہماری امانت کو قبول کیا ہے قرآن پاک کو یہ بوجھ بھی آپ کے لئے ایسا ہلکا کر دیا ہے کہ اس کتاب کے حفظ کی صلاحیت ہم نے آپ کے ماننے والوں کے دس سالہ بچوں کے دلوں میں بھی یہ رکھ دی ہے کہ اس کتاب کو حفظ کر سکیں گے اے نبی ہم نے کفر کی ایذاؤں سے آپ کو ایسا محفوظ کیا ہے لوگ اپنے جانوں کے ٹکڑے کرانا فخر سمجھیں گے آپ کی حفاظت کی خاطر اور آپ کو مقام دیا کہ ہم نے ہر وقت مدینہ کے قریب ہی چھ میل پہاڑ کوہ احد کو آپ کے آرڈر کا منتظر بنا کر کھڑا کیا ہوا ہے کہ جب آپ حکم دیں گے تو وہ سونا بن جائے گا تنہائی کا یہ عالم کہ آپ تنہائی میں پریشان ہوتے ہیں کوہ صفا پر چڑھ کر آپ توحید کا پرچم لہرا دیں صدیق صداقت کے نعرے لگا دے گا آپ تنہا نہیں ہیں اس مجلس میں آپ پر ایمان لانے والے نے بھی نعرہ لگایا ہے وہ اس بد بخت نے تو

تَبَّ لَكَ يَا مُحَمَّدُ! أَلِهَذَا جَمَعْتَنَا (معاذ اللہ)

کہا اور آپ ﷺ نے کوئی بات نہیں کی ان کے ظرف میں گالیاں ہیں وہ گالیاں دیتے ہیں محمد (ﷺ) کے سینے میں تو اللہ کا قرآن ہے یہ اللہ کا قرآن سنا تا ہے اللہ کی غیرت جوش میں آئی اس بد بخت کی گالی کا جواب اللہ رب العزت نے تبت ید ابی لہب اور میری کائنات کے سب سے عمدہ نمونے کو بُرا کہنے والے تم ہلاک ہو جاؤ یہ میں کیسے گوراء کروں تم ہلاک ہو جاؤ وہ اور اس کی بیوی دونوں ہلاک ہو گئے تو بوجھ ہم نے دور کر دیا

﴿الْم نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ وَوَضَعْنَا عَنكَ وِزْرَكَ الَّذِي

أَنْقَضَ ظَهْرَكَ﴾

جس بوجھ نے آپ کی پشت کو ٹیڑھا کر دیا

تیرا تذکرہ بلند ہے:

﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾

اور ہم نے آپ کے تذکرے کو بلند کر دیا کہ آپ کو فرش سے بلا کر عرش پر پہنچا دیا، آپ کے تذکرے کو بلند کر دیا کہ مشرق مغرب شمال جنوب سب جگہ آپ کے ذکر کو پھیلا دیا بلند کر دیا کہ جو حدیث قدسی آپ حضرات کے سامنے تلاوت کی کہ جہاں میرا ذکر ہو گا وہاں آپ کا بھی

ذکر ہوگا یہ تذکرہ آپ کا بلند کر دیا  
﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾

### حضرت حسان کا کلام عقیدت:

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشہور صحابی ہیں شاعر رسول ﷺ ہیں اس  
منظر کو پیش کرتے ہیں اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کبھی کبھی فرماتے بھی تھے  
کہ پڑھو شعر پڑھو فرمایا

أَغْرَعَلِيهِ لِلنَّبْوَةِ خَاتَمٌ  
مِنَ اللَّهِ مَشْهُودٌ يَلُوحُ وَيَشْهَدُ  
وَضَمَّ الْإِلَهَ اسْمَ النَّبِيِّ إِلَى اسْمِهِ  
إِذَا قَالَ فِي الْخَمْسِ الْمَوْذِنِ أَشْهَدُ  
وَشَقَّ لَهُ مِنْ اسْمِهِ لِيَجْلَهُ  
فَذُوا الْعَرْشِ مَحْمُودٌ وَهَذَا مُحَمَّدٌ ﷺ

### قصائد حسان ابن ثابتؓ

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے اللہ رب العزت نے رسول اللہ ﷺ  
کو بہت انعامات سے نوازا ہے لیکن سب سے اونچا اعزاز رسول اللہ ﷺ کو دیا ہے۔ ہر نبی  
اپنے دور دور میں اپنی اپنی قوموں کے لئے مبعوث ہوا تھا اور اپنے اپنے دور میں اپنی فرض  
منصبی کو ادا کر کے رخصت ہو گیا لیکن رسول اللہ ﷺ کو اللہ نے اعزاز عطاء کیا کہ آپ دنیا سے  
پردہ بھی کر جائیں لیکن آپ کی بے لوث خدمتگار جماعت قیامت تک کے لئے آپ کی  
شریعت کی اشاعت کرتے رہیں گئے اور فرمایا رسول اللہ ﷺ کو سب سے اونچا اعزاز تو ختم  
النبوت کا ملا اور پھر اس کے بعد جو اللہ نے اعزاز دیا کہ اللہ نے ہر جگہ اپنے نام کے ساتھ  
رسول اللہ ﷺ کے نام کو ذکر کرنا لازمی قرار دیا ہے غور نہیں کرتے ہو بخاری و مسلم ترمذی  
نہیں جانتے ہو تو موزن کی اذان تو سنتے ہو پانچ مرتبہ وہ پہلے شہادت جب اللہ کی دیتا ہے اس  
کے بعد لازمی ہے کہ موزن کے لئے رسول اللہ ﷺ کے نام کا تذکرہ کر کے شہادت

کا اقرار کرے فرمایا

وَشَقَّ لَهُ مِنْ اِسْمِهِ لِيَجْلَهُ

فَدُوا الْعَرْشَ مَحْمُودًا وَهَذَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اور تیسرا اعزاز ہمارے پیغمبر ﷺ کو اللہ نے یہ دیا کسی کا نام آدم رکھا اور معلوم نہیں کس صیغے سے مشتق ہے کسی کا نام ابراہیم رکھا معلوم نہیں کس صیغے سے مشتق ہے کس صیغے سے نکلا ہے کسی کا نام موسیٰ رکھا اور معلوم نہیں کس صیغے سے نکلا ہے لیکن ادھر شان ہی عجیب ہے، اللہ رب العزت نے اپنے نام محمود کو چیرا ہے پھاڑا ہے اور اس کو چیر پھاڑ کر آخری پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا نام نامی نکالا ہے اپنے نام سے نبی آخر الزمان ﷺ کا نام اخذ کر کے امت کو دیدیا یہ اعزاز رسول اللہ ﷺ کو دے دیا اسی کا ترجمہ اردو والے نے کیا ہے

تکبیر میں کلمہ میں نمازوں میں اذان میں

ہے نام الہی سے ملا نام محمد ﷺ

فرماتے تھے یہ آدم کہ مجھے خلد بریں میں

لکھا ہوا عرش پہ ملا نام محمد ﷺ

اس نام کی لذت عشاق سے پوچھو

جان آئی تن میں جب لیا نام محمد

فرماتے تھے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ مجھے خلد بریں میں عرش پہ ملا نام محمد ﷺ اس نام کی لذت عشاق سے پوچھو صحابہ سے پوچھو ناجنہوں نے اپنی جان کے مال کے اوقات کے نذرانے رسول اللہ ﷺ کے قدموں میں بچھائے ہیں اس نام کی لذت عشاق سے پوچھو جان آگئی تن میں لیا جب نام محمد ﷺ

عطاء اللہ شاہ بخاری کا کلام عقیدت:

اور حضرت عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے

ہزار صبح بہار از نگاہ می چہ کدش

کہ جنود سایہ زلفی کہ سیاہ می کدش

چمن چمن گل نسریں زاقص رخ ریزد  
 سبد سبد گل خندان زراہ می چکدش  
 بہ پیش گاہ جمالش جلال سر بسجود  
 چہ گفتگو چہ تبسم کہ جاہ می چکدش  
 صد آفتاب بزیر گلیم می زخشد  
 زدلق فخر چہ گویم کہ ماہ می چکدش  
 چہ گفتگو چہ تبسم شہادت بحضور  
 ز نور چہرہ کہ دم را گوارہ می چکدش  
 نگاہ کنید سخت بلند بیوہ زن  
 کہ از کنار غریبش کہ ماہ می چکدش

امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ رسول اللہ ﷺ کی عقیدت میں نذرانہ پیش کر رہے ہیں دیوبندی ہے اور دیوبندیوں کو یہ کہنے والو کہ رسول اللہ ﷺ کی سیرت بیان نہیں کرتے ہیں میں تو دیوبندیوں کا ادنیٰ خادم ہوں بڑے بڑے دیوبند علماء کو چھوڑو میرے مقابلے میں دیوانوں کو لاؤ اور قصیدہ پڑھنے والو مرثیہ پڑھنے والو کو لاؤ کون کہتا ہے کہ دیوبندیوں کو رسول اللہ ﷺ کی سیرت بیان کرنے نہیں آتی اگر دیوبندیوں کو سیرت بیان کرنی نہیں آتی تو میں کہتا ہوں کہ پھر کسی کو بھی سیرت بیان کرنی نہیں آتی لیکن مجھے افسوس ہے اس بات کا جب میرے دل دماغ میں شریعت کا جوش ابھرتا ہے تو ادھر گھڑی کہہ دیتی ہے کہ وقت ختم ہو گیا۔

کہ اسلامی زبان عربی ہے اور اس کے بعد فارسی ہے پھر اردو ہے اسلامی زبان میں نے پڑھی ہے انگلش نہیں پڑھی ورنہ آپ کو میں آپ کی زبان میں انگلش میں نذرانہ عقیدت پیش کرتا اور اپنے اسلامی زبان آپ لوگوں نے نہیں پڑھی کہ اس کا ترجمہ سمجھ سکو مختصر کرتا ہوں بات کو

ہزار صبح بہار از نگامی چہ کدش

رسول اللہ ﷺ نے ربیع الاول میں موسم بہار میں آنکھ کھولی ہے موسم بہاروں کو بہار مل گئی کہ

جنو دسائے زلفے چہ سیاہ می چہ کدش

اور جب کالی کالی والے نے اپنی زلفوں کی سلوٹوں کو درست کرنا چاہا تو اللہ رب العزت نے زلفوں کی سیاہی کو لے کر راتوں کو دے دی۔

چمنوں میں بوستانوں میں گلستانوں میں جاؤ اور پھولوں سے خوشبو محسوس کرو ان پھولوں کی مہک رسول اللہ ﷺ کے پسینے کے تعطر سے دے دی

سبد سبد گل خندہ ذرامی چہ کدش

اور جدھر سے سرکار دو جہاں امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام گزرتے جارہے تھے ادھر ادھر پھولوں کے ٹوکڑے کو نچھاورتے جارہے ہیں

یہ پیش گاہے جمالش جلال سربجو

در رسول اللہ ﷺ کو اللہ رب العزت نے ظاہری جمال جلال اتنا عطا کیا ہے ظاہری حسن بھی اتنا عطا کیا ہے کہ بڑے سے بڑے جلال والا بھی آکر پانی ہو جاتا ہے

زدلق فقر چہ گویم کہ ماہ می چہ کدش

ادھر سینکڑوں سورجوں کو کھڑا کر دو سینکڑوں چاندوں کو کھڑا کر دو ایک لائن میں سینکڑوں ستاروں کو کھڑا کر دو اس لائن میں اور ادھر اللہ کے شاہکار امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام سراج منیر ﷺ کو کھڑا کر دو یہ اتنا نمکین حسن ہے رسول اللہ ﷺ کا ان روشنیوں کی طرف کوئی بھی نہیں دیکھے گا سب نمکنگی نگاہوں سے رسول اللہ ﷺ کے چہرے کی طرف دیکھیں گے

صد آفتاب بزیر گلیم می زشد

زدلق فقر چہ گویم کہ ماہ می چکدش

چہ گفتگو چہ تبسم شہادت بحضور

زنور چہرہ کہ دم را گوارہ می چکدش

اب مجھے بتاؤ پاکستان والو کہ میں رسول اللہ ﷺ کی گفتگو کو بیان کروں وہ بھی بڑے

سنہرے مبارک موتی ہیں میں رسول اللہ ﷺ کے تبسم کو بیان کروں تو اس کے مقابلے میں میرے پاس کوئی تشبیہ بھی نہیں ہے اور اگر میں رسول اللہ ﷺ کی خاموش مجلس کا تذکرہ کروں تو اس کے کیا کہنے جو اب خاموش اللہ کی معرفت کی سوچ میں مسجد نبوی کے محراب میں ریاض الجنۃ میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف چہرہ کر کے خاموش بیٹھے ہوئے ہیں میں اس منظر کو بھی بیان کرنا چاہتا ہوں لیکن میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔ امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کہہ رہے ہیں۔

آپ نہ بولیں آپ تبسم کریں نہ آپ اشارہ کریں اور سلیم الفطرت دل والے کے لئے ہدایت کے واسطے رسول اللہ ﷺ کے چہرہ انور کا نور ہی کافی ہے کہ مجلس میں بیٹھ کر سوالوں کی کتاب لکھ کر آیا تھا، عبد اللہ بن سلام (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) یہودی کہ میں ستر سوال کروں گا جب رسول اللہ ﷺ ستر سوالوں کا درست جواب دیں گے تو میں ایمان کا اعلان کروں گا وہ ستر سوال ابھی جیب میں ہی ہیں عبد اللہ بن سلام (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے ستر سوالوں والا کاغذ باہر نکالا ہی نہیں ہے جب پہلی مجلس میں اللہ کے سراج منیر کو دیکھا تو کہنے لگا

”وَاللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَرَفْتُ اَنَّ وَجْهَهُ لَيْسَ بِوَجْهِ

كُذَّابٍ“ (سیرت مصطفیٰ كاندھلوی)

اللہ کی قسم اس ہستی پر ایمان کا اعلان کرتا ہوں اور یہ چہرہ کسی جھوٹے کا نہیں ہو سکتا ہے۔

نگاہ کدید بختے بلندے بیوہ زن

اوسب سے بڑی بات دیکھو نا رسول اللہ ﷺ سفر پر جا رہے ہیں اور بادل سایہ کر کے جا رہے ہیں اور اس ہستی کو تکلیف نہ ہو اور مکہ کے مشرکوں بد بختوں جس ہستی کی راحت کے لئے فرشتے بھی ڈیوٹی ادا کر رہے ہیں آسمانی بادل بھی سایہ کر رہے ہیں اور اس ہستی کو تم تکلیفیں دے رہے ہو۔

کہ از کنارِ غریبش کہ ماہ می چہ کدش

وہ دیکھو نا اس چالیس سالہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس بیوا خاتون کے مقدر کو دیکھو نا وہ یہ منظر دیکھ رہی ہے کہ یہ کیسا عظیم انسان ہے یہ جا رہا ہے اور بادل سایہ

کر رہے ہیں جب واپس آرہے ہیں تو نکاح کا پیغام بھیج رہی ہیں اور اللہ نے اس بیوہ خاتون کا مقدر کو یوں اونچا کیا کہ رسول اللہ ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود میں سر رکھ کر آرام فرما رہے ہیں اور وہ اس سراج منیر کے چہرہ انور کی طرف دیکھ رہی ہیں۔

﴿.....وَأَخِرُ دَعْوَانَا أَنْ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.....﴾



## شان مصطفیٰ ﷺ..... دوم

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ  
الْأَنْبِيَاءِ ، وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ الَّذِينَ أَوْفُوا عَهْدَهُ ، الَّذِينَ هُمْ  
خُلَاصَةُ الْعَرَبِ الْعَرَبَاءِ ، وَخَيْرُ الْخَلَائِقِ بَعْدَ الْأَنْبِيَاءِ . أَمَّا بَعْدُ !  
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ  
الرَّحِيمِ ﴿ أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ وَوَضَعْنَا عَنكَ  
وِزْرَكَ أَلَمْ يَنْقُضْ ظَهْرَكَ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ فَإِنَّ مَعَ  
الْعُسْرِ يُسْرًا إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا فَإِذَا فَرَغْتَ فَانصَبْ وَإِلَى  
رَبِّكَ فَارْغَبْ ﴾ الانشراح: ۸ تا ۱

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: فإني أدعوك بدعوة الإسلام اسلم  
تسلم. (مسلم جلد سوم: ۱۱۰)

صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ وَصَدَقَ رَسُولُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيمُ وَنَحْنُ عَلَى  
ذَلِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِينَ وَالشَّاكِرِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ .

تمہید:

آخری پارے کی ایک سورت اور جناب نبی پاک ﷺ کا ایک فرمان تلاوت کیا ہے، جس  
میں آپ ﷺ کے مقام کا ذکر ہے، شان کا تذکرہ ہے اور آپ ﷺ کے منصب کا ذکر ہے،  
جناب نبی پاک ﷺ ربیع الاول کے مہینے میں دنیا میں تشریف لائے اور مشیت ایزدی یہ ہے  
کہ دنیا سے جانے کا مہینہ بھی ربیع الاول ہی ہے، مسلمان ربیع الاول کے مہینے کو رسول اللہ ﷺ  
کی عقیدت و احترام میں، مناقب و فضائل میں، آپ ﷺ کی مدح و ثنا میں اور آپ ﷺ کی

خوبیوں کے تذکرے میں گزارتے ہیں اور جناب نبی پاک ﷺ کے تذکرے سے اپنے ایمان میں اضافہ محسوس کرتے ہیں، جناب نبی پاک ﷺ کی سیرت کے بہت پہلو ہیں اور ہر پہلو ہی جناب کا اسوہ حسنہ کا کامل مصداق اور نمونہ ہے اور آپ کی زندگی کے ہر زاویے سے امتی کو کامل سبق اور درس ملتا ہے۔

### پہلا مقام:

جناب نبی پاک ﷺ کی شان، مقام آپ کا عہدہ اور آپ کی صفات کو کافی تفصیل سے قرآن مجید نے ذکر کیا ہے، انہیں تذکروں میں سے ایک تذکرہ جناب نبی پاک ﷺ کی شان کا سورۃ الم نشرح کے اندر ذکر ہے اور اس میں خصوصی طور پر آپ ﷺ کے کئی مقاموں کا ذکر ہے، پہلا مقام جناب نبی پاک ﷺ کا یہ بیان فرمایا اللہ تعالیٰ نے:

﴿الْمَ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ﴾

اے نبی! آپ پر کیا ہمارا یہ انعام نہیں ہے کہ ہم نے آپ کے سینے کو کشادہ کر دیا، آپ کے سینے کو کھول دیا۔

### دوسرا مقام:

﴿وَوَضَعْنَا عَنكَ وِزْرَكَ الَّذِي أَنقَضَ ظَهْرَكَ﴾

اور دوسرا انعام یہ ہے کہ آپ پر بوجھ جو ہے اس کو ہلکا کر دیا۔

### تیسرا مقام:

﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾

اور تیسرا انعام کہ آپ کے ذکر کو ہم نے بلند کیا ہے

### چوتھا مقام:

﴿فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا﴾

چوتھا انعام کہ ہر تکلیف کے ساتھ آسانیاں ہیں تکلیف تھوڑی ہے آسانیاں زیادہ ہیں

﴿فَإِذَا فَرَغْتَ فَانصَبْ﴾

جب آپ تبلیغ کے کام سے فارغ ہوں تو تنہائی میں اللہ کی خوب عبادت کریں۔

﴿وَالِی رِبِّكَ فَارْغَبْ﴾

اور اپنے رب کی طرف خوب توجہ کیجئے

اس وقت کے جو بادشاہ تھے، ان میں اکثر سرکش اور جابر بادشاہ تھے، جناب نبی پاک ﷺ نے صلح حدیبیہ کے بعد ان کی طرف خطوط لکھے اور خطوط کے ذریعے تبلیغ فرمائی اور ان کو اسلام کی دعوت دی، ان خطوط میں آپ ﷺ کا ایک مرکزی جملہ ہوتا تھا، وہ میں نے تلاوت کیا ہے، وہ جملہ یہ ہوتا تھا:

”أدعوك بدعوة الإسلام“

کہ میں تمہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔

”أسلم تسلم“

اگر اسلام قبول کر لو گے، تو سلامتی نصیب ہو جائے گی۔

یہ جملہ آپ ﷺ ہر خط میں لکھواتے تھے، تو میں عرض کر رہا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کی سیرت، آپ ﷺ کے اقوال، آپ ﷺ کے احوال، افعال، کردار، آپ ﷺ کی ظاہری جسد اطہر کی وضع قطع، آپ کا چلنا پھرنا بیٹھنا آرام کرنا دیکھنا ہر ایک چیز میں ہی مبارک اسوہ حسنہ ہے، آپ کے کھانوں کے انداز میں، لباس کے انداز میں، چلنے کے طریقے میں، پانی پینے کے طریقے میں، شفقت کے ساتھ پیش آنے کے طرز میں، ہر زاویہ زندگی سے امتی کو درس ملتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ جب بھی نبی پاک ﷺ کا تذکرہ کیا جائے، تو ایمان والے اس تذکرے کو سن کر، بیان کر کے اپنے دل و دماغ میں ایک خاص قسم کا سرور محسوس کرتے ہیں، حالانکہ بات وہی ہوتی ہے، جو بار بار سنی ہوتی ہے، لیکن پھول کی خوشبو ایسی ہوتی ہے کہ ایک دفعہ خوشبو سونگھ کر کوئی پھینکتا نہیں ہے اور یہ تو وہ پھول ہیں کہ جس کی وجہ سے دیگر پھولوں کو اللہ نے مہکنا نصیب کیا ہے۔

فرمایا:

أعد ذكر محمد لنا إن ذكره

هو المسك إذا كررته يتضوع

کہ آپ اپنی مجلسوں میں جناب نبی پاک ﷺ کا تذکرہ بار بار کریں اور اس تذکرے کی خوبی یہ ہے کہ یہ ایک مشک کی ڈبیا ہے، جب اس کو کھولا جائے، تو پوری مجلس مہک جاتی ہے۔

### النشراح صدر اور شق صدر:

رسول اکرم ﷺ کی شان میں فرمایا:

﴿أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ﴾

کہ اے نبی! ہم نے آپ کے سینے کو کھول نہیں دیا؟ سینہ کشادہ ظاہری طور پر بھی اور اندرونی طور پر بھی خوبی کی علامت ہوتی ہے، کشادہ سینے والا بہادر ہوتا ہے، کشادہ سینے والا سخی ہوتا ہے، کشادہ سینے والا خوبصورت ہوتا ہے۔

﴿أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ﴾

کے تحت علماء نے رسول اللہ ﷺ کا شق صدر کو ذکر کیا ہے کہ چار مرتبہ جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رسول اللہ ﷺ کے قلب اطہر کو چیر کر آب زم زم سے دھویا ہے اور اس اندرونی طور پر روحانی کیفیات کے لئے اور علوم کے لئے قلب اطہر کو کھولا گیا اور آب زم زم سے چار مرتبہ دھویا گیا۔

(۱)..... پہلی مرتبہ رسول اللہ ﷺ کی عمر جب چار سال تھی، حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں تھے، بچپن میں کھیل کود کی فطرت ہوتی ہے، شق صدر کر کے اس فطرت کو خارج کر دیا گیا اور اللہ پاک نے قلب کو آب زم زم سے دھلا کر فطرت اسلام سے بھر دیا، چنانچہ آپ نے چالیس سال مکہ والوں میں گزارے اور یہ قوت والی جوانی کا زمانہ ہوتا ہے، پندرہ بیس سال سے چالیس سال تک سارے صادق امین کہتے تھے، کبھی خلاف اولیٰ مجلس میں بھی آپ تشریف نہیں لے گئے، یعنی جو جائز بھی ہو، کوئی یوں ہی پروگرام کوئی کھیل کود آپ ایسی مجلس میں بھی شریک نہیں ہوئے، وہ پہلے ہی فطرت میں رکھی گئی تھی۔

(۲)..... پھر دس بارہ سال کی عمر میں شق صدر ہوا، جوانی کے بھی کچھ احساسات اور تخیلات

ہوتے ہیں، ان احساسات اور تخیلات سے دل کو دھودیا، اللہ پاک نے اپنے نور سے دل کو بھر دیا۔

(۳)..... پھر نبوت کے ملنے سے پہلے چالیس سال کی عمر ہونے والی تھی، تو پھر شق صدر ہوا، اب نبوت کا بوجھ اٹھانے کی صلاحیت دینے کے لئے قلب اطہر کو آب زم زم سے جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دھویا، تاکہ دل میں بار نبوت کو برداشت کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جائے۔

(۴)..... اور چوتھی بار شق صدر معراج میں دیدار ربانی کی صلاحیت پیدا کرنے کے لئے کیا تھا۔

### قربان ہونے والی جماعت:

﴿وَوَضَعْنَا عَنكَ وِزْرَكَ﴾

اور اے نبی کیا ہم نے آپ سے بوجھ ہلکا نہیں کر دیا، آپ پریشان تھے کہ میں تبلیغ کیسے کروں گا؟ ماننے والے بہت تھوڑے ہیں، آہستہ آہستہ ہم نے ایسی جماعت دیدی کہ وہ جماعت آپ کی ہر لحاظ سے جانثار بن گئی اور آپ کے بوجھ میں وہ شریک ہو گئے، آپ کے بوجھ میں تخفیف کر دی۔

جب پہلی دفعہ جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے تھے اور آپ کو دبوچا تھا، واپس آنے پر آپ کی طبیعت خراب ہونی شروع ہوئی اور پھر گھر پہنچ کر آپ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا ”زلوونی زلوونی“ مجھے چادر اوڑھا دو، طبیعت خراب ہو رہی ہے، یہ بوجھ آپ ﷺ نے محسوس کیا کہ میں کیسے اس بوجھ کو دنیا تک پہنچاؤں گا پھیلاؤں گا لیکن اللہ نے آپ کو آہستہ آہستہ ایسی مبارک جماعت دیدی کہ آپ کے ایک ایک نکتے پر جان کو قربان کر دینا فخر سمجھتے تھے، حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میدان احد میں جناب نبی پاک ﷺ کے سامنے ہیں، جناب نبی پاک ﷺ کے سامنے کھڑے ہو کر کفار کا دفاع کر رہے تھے، کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

نفسی الفداء لنفسک یا محمد

### ووجهی فداء بوجهک الوقاء

میری جان قربان ہواے نبی آپ کے جسم پر بار بار، میرا چہرہ تیرے چہرے کے لئے ڈھال بن جائے، دشمنوں کے تیرا آپ کی طرف نہ آئیں، وہ تیرے چہرے پر لگیں۔

یہ جماعت دی اللہ رب العزت نے، رسول اللہ ﷺ کو جب غزوہ بدر میں رسول اللہ ﷺ نے مشورہ کیا کہ دشمنان اسلام ہمیں مٹانے کا پروگرام بنا رہے ہیں، بتاؤ میرے ماننے والو! ان کا مقابلہ کیسے کریں گے؟ اور ایک انصاری صحابی کھڑا ہوئے، اے اللہ کے رسول! ہم آپ کے امتی ہیں، ہم بنی اسرائیل نہیں ہیں، (مسند احمد جلد ہشتم: ۶۸۰ حضرت مقدادؓ) جب حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعوت دی، تو بنی اسرائیل کی ایک جماعت کہنے لگی:

﴿فَاذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هُنَا قَاعِدُونَ﴾ المائدہ: ۲۴

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جہاد کی دعوت پر بعض بنی اسرائیل یہ کہنے لگے کہ جاؤ موسیٰ آپ اور آپ کے رب جہاد کریں، ہم تو یہاں بیٹھ کر جہاد کا تماشا دیکھیں گے۔

غزوہ بدر کے موقع پر جہادی تشکیل دینے کے وقت جناب نبی پاک ﷺ کے سامنے یہ پروگرام رکھا کہ بتاؤ میرے ماننے والو! دشمنان اسلام تمہیں مٹانے کا پروگرام کر چکے ہیں، اب اس دشمن کی یلغار کا دفاع کیسے ہوگا؟ تو انصاری صحابی کھڑے ہو کر یہ کہنے لگے اللہ کے رسول ہم بنی اسرائیل نہیں ہیں، آپ کے آگے دائیں بائیں جہاد کرتے ہوئے ہمیں آپ پائیں گے، رسول اللہ ﷺ نے اس انصاری صحابی کے یہ جملہ سن کر تبسم فرمایا کہ امید یہی تھی۔

### مسکرانے کی وجہ:

جب رسول اللہ ﷺ سخت بیماری کی حالت میں تھے اور نماز پڑھانے کے لئے تشریف نہ لاسکے، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز پڑھانے کے لئے حکم دیا، (بخاری جلد اول: ۷۲۵) جماعت کھڑی ہو گئی، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام بن گئے، آپ ﷺ نے حجرے مبارک کے پردے کو ہٹا کر صحابہ کرام کی جماعت کو دیکھا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں، تو آپ مسکرانے لگے۔

علماء سیر نے عجیب بات لکھی کہ رسول اللہ ﷺ کیوں مسکرائے؟ لکھتے ہیں کہ اس لئے

مسکرائے کہ جس مقصد کے لئے اللہ نے مجھے بھیجا تھا کہ دین کی اشاعت ہو، دین کی تبلیغ ہو، وہ ہو چکا ہے، اتنی بڑی جماعت تیار ہو گئی ہے تبلیغ کے لئے، جیسے میں نے حکم دیا، اس کے مطابق نماز پڑھ رہے ہیں۔

**سحر ہوئی وہاں وہاں، ہاں جہاں گزر گیا:**

اور قرآن مجید نے نبی پاک ﷺ کی بعثت کا تذکرہ کیا:

﴿هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ

عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا﴾ الفتح: ۲۸

اللہ رب العزت فرما رہے ہیں کہ میں نے آخری رسول محمد عربی ﷺ کو بھیجا ہے، اس کو آسمانی علوم سے سرفراز فرمایا اور اس کی گویائی میں وہ حکمت اور فراست رکھی ہے، اس نبی کی گفتگو میں وہ حکمت و فراست، حق صداقت کے وہ انمول موتی رکھے ہیں کہ میرا نبی جدھر جدھر جاتا رہتا ہے، دنیا اس سے مستفید ہوتی جا رہی ہے۔

فرمایا

قدم قدم پہ برکتیں، نفس نفس پہ رحمتیں  
جہاں جہاں سے وہ شفیع عاصیاں گزر گیا  
جہاں نظر نہیں پڑی وہاں ہے رات آج تک  
سحر ہوئی وہاں وہاں، جہاں جہاں گزر گیا

یہ نظر رحمت روم والے صہیب رومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر پڑی، تو رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن جاتے ہیں۔

یہ نظر رحمت حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر پڑتی ہے، تو فارس سے آنے والا فارسی بولنے والا بت پرست بنا، کبھی آتش پرست بنا، کبھی عیسائی مذہب قبول کیا اور مدینہ میں آ کر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن گیا۔

حبشہ سے آنے والے بلال پر نظر رحمت پڑی، تو رضی اللہ عنہ اور سید اور اہل بیت میں داخل ہو گیا، نبی پاک ﷺ کی مجلس میں آپ کی معیت میں آپ کی صحبت میں رہا، تو اعزاز ملا

کہ جنت میں پہلے بلالؓ کی جوتیوں کی آواز آرہی تھی۔

## قیامت تک باقی رہنے والی شریعت:

﴿هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ

عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا﴾

اور اس کی شریعت کو بھی اتنا نوازا، کیسے کیسے جانثار ہر دور میں پیدا ہوتے رہے فرمایا

﴿لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ﴾

یہ دین دوسرے ادیان باطلہ یا ادیان منسوخہ پر غالب ہو کر رہے گا، کوئی بتائے پہلی امت والا اپنے نبی کے کرداروں کو، امم سابقہ والے اپنی نبی کے گفتار بتائیں، کردار بتائیں، اقوال بتائیں، آپ کا سونا بتائیں، آپ کا اٹھنا بتائیں، آپ کا طعام بتائیں، آپ کی ہر وضع قطع بتائیں، سابقہ امتوں والے خواہ یہود ہو یا نصاریٰ، اپنے شریعتوں کی باتیں نہیں بتا سکتے، یہ اللہ نے ایسی شریعت رسول اللہ ﷺ کو عطاء کی، کیونکہ وہ منسوخ ہو چکی ہیں، یہ شریعت قیامت تک باقی رہنے والی ہے۔

﴿لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ﴾

تمام ادیان باطلہ پر غالب ہو کر رہے گی اور کیسے غالب ہو کر رہے گی؟ ہر دور میں بادشاہ مدارس اسلامیہ کے حوصلہ شکنی کرتے رہیں گے۔ یہ پھر بھی یہ بڑھتے رہیں گے

﴿لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ﴾

پھر بھی یہ غالب ہو کر رہے گی ورنہ کوئی کسر کفر نے ہر دور میں نہیں چھوڑی، دوستو! اسلام کو ختم کرنے کی اور مسلمانوں کو ختم کرنے کی اور قرآن کو ختم کرنے کی ہر دور میں کوشش ہوتی رہی، لیکن ناکامی مقدر بنی۔

تیرے ذکر کو بلند کر دیا:

آگے فرمایا:

﴿الَّذِي أَنْقَضَ ظَهْرَكَ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾



اور آپ کے تذکرے کو بلند کیا۔ جہاں اللہ کا ذکر وہاں نبی کا ذکر، اسلام نام ہے دو چیزوں یعنی اللہ اور رسول کو ماننے کا، صرف اللہ کو ماننے نبی آخر الزماں ﷺ کو نہ مانے، تو وہ مسلمان نہیں ہے، کفار نے ایک بات کہی تھی جب آپ کے بیٹے مکہ مکرمہ میں فوت ہوتے تھے کہ کوئی پریشانی کی بات نہیں ہے، اس کا وارث ہی کوئی نہیں ہے، اس کی زینہ اولاد مرتی جا رہی ہے، پریشانی کی بات نہیں ہے، اللہ پاک نے سورت الکوثر نازل فرمائی۔

﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾

فرمایا دشمنوں کا نام نہیں رہے گا، وہ نامراد ہوں گے، اس ہستی کا نام قیامت تک رہے گا، قیامت کے بعد میدان حشر میں بھی رہے گا، نام تمہارا نہیں رہے گا اور حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشہور صحابی رسول ہیں، رسول اللہ ﷺ کی طبیعت چاہتی، تو حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے حسان مسجد نبوی میں اشعار پڑھو، جن میں میری مدح ہو، مشرکین کی اس میں ناکامی ہو، یہ اشعار پڑھو، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اشعار پڑھتے، فرمایا اس سے دشمنوں پر تلواریں چلتی ہیں اور پھر حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی کیسا تربیت یافتہ تھا، سب سے پہلے ایک شعر پڑھا

مَا إِن مَدَحْتُ مُحَمَّدًا بِمَقَالَتِي

وَلَكِن مَدَحْتُ مَقَالَتِي بِمُحَمَّدٍ

میں اپنے قصائد میں نبی اکرم ﷺ کی شان کیا بیان کر سکتا ہوں، ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ میرے قصائد کو مقابل مل گیا، تذکرہ محمد ﷺ کی وجہ سے۔  
ورپھر آگے کہتے ہیں:

ضَمَّ إِلَاهُ اسْمَ النَّبِيِّ إِلَى اسْمِهِ

إِذَا قَالَ فِي الْخُمْسِ الْمُؤَذِّنُ أَشْهَدُ

کہ اللہ رب العزت نے اپنے نام کے ساتھ اپنے محبوب پیغمبر محمد عربی ﷺ کا تذکرہ کیا ہوا ہے، اللہ رب العزت نے اپنے نام کے ساتھ نبی آخر الزماں ﷺ کا نام لگا دیا ہے، سنتے نہیں ہو، جب مؤذن پانچ وقت کی اذان دیتا ہے، سب سے پہلے یہ جملہ پڑھتا ہے

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

اور پھر پڑھتا ہے

أَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ

ہر جگہ میں اللہ رب العزت نے اپنے نام کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے نام کا تذکرہ کیا، کلمہ طیبہ پڑھو، کلمہ شہادت پڑھو، ایمان میں داخلے والے کلمے ہیں، لا الہ الا اللہ، دوسرا جملہ محمد رسول اللہ، کلمہ شہادت میں اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمد عبده و رسوله.....

شَقَّ لَهُ مِنْ اسْمِهِ لِجَلِّهِ

فَذُورَا الْعَرْشِ بِمُحَمَّدٍ وَهَذَا مُحَمَّدٌ

اللہ رب العزت نے اپنے نام محمود کو چیرا ہے، اللہ رب العزت نے اپنے نام محمود کو چیرا ہے اور عربی گرامر کے لحاظ سے نام محمد بنا دیا، یہ کوئی بعد میں آنے والے لوگوں کے قصائد نہیں دوستو! یہ رسول اللہ ﷺ کے صحابی حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کلام پیش کر رہا ہوں جو نبی پاک ﷺ کے سامنے بھی پڑھا کرتے تھے اور کیا کہتے ہیں:

وَأَحْسَنَ مِنْكَ لَمْ تَرْقُطْ عَيْنِي

وَأَجْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءَ

کہتے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں حسان بن ثابت اے نبی اللہ پاک نے آپ کو اتنا خوبصورت بنایا اتنا خوبصورت بنایا کہ کسی نگاہ نے ایسا حسین نہیں دیکھا اور کسی ماں نے اتنا پیارا بیٹا جب سے دنیا بنی جب تک رہے گی اتنا پیارا بیٹا کسی ماں نے نہیں جنا ہوگا۔ آمنہ نے پیارا بیٹا جنا ہے۔

خُلِقْتَ مُبْرَأً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ

كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

اے نبی اللہ رب العزت نے آپ کو اتنا پیارا بنایا اتنا پیارا بنایا خود اپنی کتاب میں آپ کی

تشبیہ سورج کے ساتھ دی

سورج کیساتھ تشبیہ:

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَدَاعِيًا إِلَى

اللَّهِ بِأَذْنِهِ وَبِسِرَاجٍ مُنِيرٍ﴾ الاحزاب: ۴۵-۴۶

اے نبی! ہم نے آپ کو اپنی الوہیت کا گواہ بنا کر بھیجا ہے اے نبی ہم نے آپ کو اپنی

ربوبیت کا گواہ بنا کر بھیجا ہے

﴿وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِأَذْنِهِ وَبِسِرَاجٍ مُنِيرٍ﴾

اور آپ کو روشنی والا سورج بنا کر بھیجا ہے اللہ رب العزت نے رسول اللہ ﷺ کو روشنی

والا آفتاب کہا ہے اور اس پر جناب قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ مہتمم دارالعلوم

دیوبند نے کتاب لکھی ہے، اس فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی صفات کہ آپ آفتاب ربانی ہیں،

ایک آفتاب آسمانی ہے، آسمانوں پر چکر لگاتا ہے اور ایک آفتاب ربانی ہے، جو زمین

میں مدینہ مقیم ہے و سراجا منیرا۔

## سورج سے تشبیہ کی وجہ:

اوپر ھے لکھے دوستو! تم تو بڑے جاننے والے ہو! فلکیات کے نظام کو، سائنس کو، سورج

براہ راست روشنی لیتا ہے، اللہ رب العزت سے اور چاند روشنی لیتا ہے سورج سے اور سیارے

روشنی لیتے ہیں سورج سے، کسی فلکیات والے نے یہ نہیں لکھا کہ سورج روشنی کسی اور سے

لیتا ہے، سورج براہ راست اللہ رب العزت سے نور حاصل کرتا ہے، اس لئے اللہ رب العزت

نے اپنے آخری رسول ﷺ کو سراج منیر کہا کہ یہ آخری رسول میرا سورج ہے اور اس کو روشنی

براہ راست میرے نور سے ملتی ہے۔

اور بات کرتا چلوں جب دن میں سورج ہو، کسی کمرے میں لائٹ کی ضرورت نہیں ہوتی،

سب کچھ نظر آتا ہے، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تو اپنے سر تاج کے بارے

میں تشبیہ دیتے ہوئے چاند کے ساتھ معنون کیا، لیکن ساتھ ہی فوراً اپنی غلطی کا احساس

ہو گیا، سمجھنا بات کو چودھویں رات کو اللہ کا سراج منیر سرکارِ دو عالم ﷺ اپنے صحن میں آرام

فرما رہے ہیں، اللہ کے رسول ﷺ کے چہرے انور کو آپ کی رفیقہ حیات حضرت عائشہ صدیقہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہا غور سے دیکھ رہی ہیں، دیکھتے دیکھتے بے ساختہ کہنے لگی، یہ میرا سر تاج

چودھویں کا چاند ہے، پھر فوراً غلطی کا احساس ہو گیا، کہنے لگی نہیں، دنیا کے چاند کے چہرے پر چھائیاں ہیں، میرے چاند کے چہرے پر تو کوئی چھائی نہیں ہے۔ میرے چاند کو دنیا کے چاند کے ساتھ تشبیہ دینا انصاف نہیں ہے، رسول اللہ ﷺ دنیا میں ایک ہی ہیں، جسے اقبال کہتا ہے

رخ مصطفیٰ ہے وہ آئینہ اب ایسا دوسرا آئینہ

نہ ہماری بزم خیال میں نہ دکان آئینہ ساز میں

رسول اللہ ﷺ کے جسد ظاہری کو بھی اللہ پاک نے اپنی قدرت کاملہ کا ایک عجیب نمونہ بنا کر بھیجا ہے کہ حضرت آمنہ یہ کہنے لگی کہ میرا بیٹا کہ اتنا خوبصورت ہے کہ اس جیسا بیٹا میں نے نہیں دیکھا۔

ادھر جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام آگئے، جس کو شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے الفاظ میں بیان کیا کہ جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ رب العزت نے بھیجا، صرف آپ کی نظر میں خوبصورت نہیں ہے، یہ پوری دنیا میں یہ ایک ہی نمائندہ ہے، جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آ کر کیا بات کہی فرمایا:

آفاقها گردیدہ ام، مہر بتاں ورزیدہ ام

بسیار خوبا دیدہ ام، لیکن تو چیزے دیگرے

جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام آگئے کہنے لگے کہ میں پوری دنیا میں گھوما ہوں، تمام انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا ہے، تمام کائنات کو بھی دیکھا ہے، سب نبیوں کو دیکھا ہے، سب نبیوں کو اللہ نے بہت خوبصورت پیدا کیا، لیکن اے نبی آپ کو اللہ رب العزت سب سے زیادہ خوبصورت بنایا ہے۔

اللہ پاک صحیح عقیدت اور محبت جناب نبی پاک ﷺ کے ساتھ نصیب فرمائے۔

﴿.....وَأٰخِرُ دَعْوَانَا اِنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.....﴾

## پیغام مصطفیٰ ﷺ

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ  
الْأَنْبِيَاءِ، وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ الَّذِينَ أَوْفُوا عَهْدَهُ، الَّذِينَ هُمْ  
خُلَاصَةُ الْعَرَبِ الْعَرَبَاءِ، وَخَيْرُ الْخَلَائِقِ بَعْدَ الْأَنْبِيَاءِ. أَمَّا بَعْدُ!  
فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
﴿قُلْ لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا تَلَوْتُهُ عَلَيْكُمْ وَلَا أَدْرَأْتُكُمْ بِهِ فَقَدْ لَبِثْتُ  
فِيكُمْ عُمْرًا مِّنْ قَبْلِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ﴾ يونس: ۱۶

قال النبي ﷺ: "يَا أَيُّهَا النَّاسُ! قُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ تَفْلِحُونَ"  
صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ وَصَدَقَ رَسُولُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيمُ وَنَحْنُ عَلَى  
ذَلِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِينَ وَالشَّاكِرِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.

### آیت کا مفہوم:

ایک آیت کریمہ اور جناب نبی پاک ﷺ کا ایک ارشاد تلاوت کیا ہے، جس کے اندر یہ  
بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جب نبوت ملی، تب آپ ﷺ نے اعلان فرمایا

﴿قُلْ لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا تَلَوْتُهُ عَلَيْكُمْ وَلَا أَدْرَأْتُكُمْ بِهِ فَقَدْ لَبِثْتُ  
فِيكُمْ عُمْرًا مِّنْ قَبْلِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ﴾

اے نبی! آپ فرمادیجئے کہ اگر اللہ رب العزت چاہتے، تو میں تمہارے سامنے آیات کی  
تلاوت بھی نہ کر سکتا اور نہ ہی تمہارے سامنے اور کوئی مضامین بیان کر سکتا، یہ اللہ نے مجھے نبی  
بنایا ہے اور یہ پیغام میرے اوپر نازل کیا ہے، تو میں اس کا تمہارے سامنے بیان کر رہا ہوں۔

﴿فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمْرًا مِّنْ قَبْلِهِ﴾

کہ دیکھو میں نے تمہارے اندر اس اعلان سے پہلے کافی زندگی گزار دی ہے، میں نے اس طرح کی بات کبھی بھی تمہارے سامنے نہیں کی کہ تو حید والے بن جاؤ، ایمان لاؤ، غلط کام چھوڑ دو، اگر میں اپنی طرف سے کرتا، تو چالیس سال تمہارے اندر گزار دیئے، پہلے بھی کر لیتا ﴿فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّن قَبْلِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ﴾

کیا تم نہیں سمجھتے ہو اس حقیقت کو، اگر یہ بات اپنی طرف سے ہوتی، تو پہلے بھی ہو جانی تھی، چالیس سال کے ساتھ اس کو کیوں معلق کیا گیا ہے۔

### نبوت کا اعلان:

اور جناب نبی پاک ﷺ کا جو فرمان تلاوت کیا ہے، اس میں رسول اکرم ﷺ کو جو ہدایت ہوئی، آپ ﷺ نے اعلان فرمایا کہ اے لوگوں تو حید و رسالت کا دل و جان سے اقرار کرنے والے بن جاؤ، تو کامیاب ہو جاؤ گے۔

### غار حراء کی خلوت نشینی:

جب آپ کو غار حراء کی خلوت نشینی میں اللہ رب العزت نے نبوت عطا کی ہے اور اس سبق کو لیتے ہوئے آپ واپس آرہے تھے کہ راستے میں پھر جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملاقات ہوئی اور وہ اصلی حالت میں ظاہر ہوئے، آپ پریشان ہو گئے، کیونکہ چھ ہزار پروں میں دیکھا تھا اور ایک پر اس کا زمین اور آسمان کے خلا کو پر کر دیتا ہے، تو اصلی حالت میں جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام سامنے آئے، تو آپ اور پریشان ہو گئے اور پریشانی میں اضافہ ہوا، پہلے وہ غار حراء میں دبوج بھی چکے تھے، (سیرت مصطفیٰ) (بخاری جلد دوم: ۲۹۸) خلوت نشینی کے شوق نے آپ کو وہاں پہلے ہی بیٹھنے پر مجبور کیا ہوا تھا، کہ دل چاہتا تھا کہ میں الگ بیٹھ کر اللہ اللہ کروں، لکھا ہے اصحاب سیر نے کہ آپ کے دادا عبدالمطلب بھی اسی غار حراء میں بیٹھ کر اللہ اللہ کرتے تھے، میں بتا چکا ہوں کہ غار حراء عجیب غار ہے، اس میں جب بیٹھے تو سامنے بیت اللہ شریف نظر آتا ہے، یہ جبل نور کا کونہ ہے، غار حراء پر پہاڑ ختم ہو رہا ہے اور وہی راستہ جو حرم میں آتا ہے، وہاں پر ایک مسجد جن آتی ہے، پھر وہاں پر ایک

مسجد رابہ ہے، جہاں آپ نے فتح مکہ کے موقع پر جھنڈا لہرایا تھا، اسی سے آگے ایک اور چھوٹی سی مسجد وہاں پر ایک درخت تھا، جب آپ نبوت ملنے پر واپس آ رہے تھے، اپنے گھر کی طرف اس وقت اس درخت کے قریب سے گزرے، تو وہ درخت کہنے لگا

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله

اس درخت کو پھر رکھا گیا بطور برکت کے پھر اس کی جگہ یہ مسجد بنادی کہ اس سے بہتر انداز میں یادگار کو زندہ نہیں رکھا جاسکتا تھا، حالانکہ بالکل مسجد حرام سامنے ہے مینار نظر آ رہے ہیں، اس کا نام مسجد شجر ہے، پھر آپ گھر میں تشریف لے آئے اور عبادت کی طرف آپ کی توجہ ہوئی اور نوافل کی طرف توجہ زیادہ ہونے لگی، جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آ کر سکھا بھی دیا کہ یوں نفل پڑھنے ہیں، یوں وضو بنانا ہے، نماز تو فرض ہوئی ہے شب معراج میں اور اس کے بعد اوقات بتانے کے لئے جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے، پھر نماز بھی پڑھائی، لیکن اس سے پہلے ہی آپ کو نماز پڑھنے کا طریقہ بتا دیا گیا، اور یہی وجہ ہے جب قرآن مجید نازل ہو چکا تھا، آپ ﷺ اس کو تہجد میں تلاوت کرتے تھے، تبلیغ ہو رہی ہے خفیہ انداز میں، سب سے پہلے نبوت کی کہانی آپ ﷺ نے اپنی رفیقہ حیات حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے بیان کی کہ آج میرے ساتھ یہ ہوا ہے، وہ جہاں دیدہ خاتون تھی، آپ کی عمر پچیس سال اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر چالیس سال تھی، جب ان سے شادی ہوئی، تو تجربہ کار عورت تھی، شریف خاندان کی شریف خاتون تھی، وہ کہنے لگی کہ چلو میں آپ کو اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے جاتی ہوں، وہ بہت بوڑھے تھے اور لے جانے لگی تو پھر کہتی ہے

والذی نفس خدیجة بیدہ اشہد انک رسول اللہ (بخاری

جلد سوم: ۱۹۰۸)

کہ کہیں ورقہ بن نوفل جو میرا کزن ہے، یا کوئی اور جو آپ کی نبوت کو سن لے گا، تو کوئی اور ایمان لانے میں مجھ سے پہلے نہ کر دے۔ اپنے کزن کی طرف لے کر جا رہی ہیں اور وہ عیسائی مذہب کو جانتے تھے، جب ان کے سامنے یہ تذکرہ کیا، تو وہ بھی کہنے لگے آپ اللہ کے

سچے رسول ہیں اور کاش کہ اللہ مجھے صحت دیتا، مجھے قوت دیتا، جب قوم آپ کو آپ کے علاقے سے نکالے گی، تو میں آپ کا ساتھ دیتا، لیکن کیا کروں میں اب بالکل بے بس ہو چکا ہوں، علماء نے لکھا ہے کہ ورقہ بن نوفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن گئے، اس جملے سے ایمان لانا ظاہر ہوتا ہے، لیکن چند دنوں کے بعد وہ فوت ہو گئے تھے، یہ وحی کے انوار و برکات کوئی معمولی نہیں ہیں، وحی قلب میں حلول کر جاتی ہے، وحی رسول اللہ ﷺ کے قلب اطہر پر حلول کر گئی، ایک عالم اعلیٰ میں مقام عطا کر کے عنودگی لا کر آپ کے قلب میں نقش کیا جاتا اور رسول اکرم ﷺ جیسے جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام آگے پڑھاتے جاتے، تو فوراً پڑھنا بھی شروع کر دیتے تھے تو قرآن مجید نے فرمایا:

﴿ لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ

فَإِذَا قَرَأَهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ﴾ القيامة: ۱۶، ۱۷، ۱۸

اے نبی! آپ جلدی جلدی نہ پڑھا کریں، جب جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ پر وحی لے کر آتے ہیں، ہمیں پتہ ہے آپ جلدی پڑھ لیتے ہیں، کہ کہیں بھول نہ جاؤں، آپ کے قلب اطہر پر محفوظ کر دینا بھی ہماری ذمہ داری ہے آپ یہ نہ سوچئے کہ کہیں بھول نہ جاؤں، جب ہمارا فرشتہ وحی آپ پر نازل کر کے رخصت لیں لے، تو پھر آپ قرآن مجید کی تلاوت خوب کریں۔

جب آپ کو نبوت ملی تو اعلانیہ نبوت اور تو حید و سنت کے پیغام کو پھیلانے کی اجازت نہیں تھی اور تین سال تک خفیہ تبلیغ ہوتی رہی، اپنے ساتھیوں میں آپ بات رکھتے رہے، ساتھی بات مانتے تھے، سب سے پہلے گواہی آپ پر آپکی رفیقہ حیات نے دی ہے، یہ انسان کے اعلیٰ ہونے کی دلیل ہے، جس پر اس کی امانت صداقت رسالت پر اس کی بیوی گواہی دے، لوگ گواہیاں دینا شروع کر دیتے ہیں، بیویاں سوچتی رہتی ہیں کہ ہمارا شوہر نیک ہے یا نہیں، یہ مقام کی بات ہے اور پھر آپ نے فرمایا کہ

”زملونی، زملونی“ بخاری جلد دوم: ۲۱۸۱

میری طبیعت خراب ہے، مجھے چادر اوڑھا دو، حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے



چادر اوڑھادی اور پھر سر مبارک کی زلفوں میں انگلیاں ڈال کر لھجلی کرنے لگی کہ آپ کو راحت سکون حاصل ہو جائے۔ جملے کیا بولتی ہیں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے وہ جملے نقل کئے ہیں، اپنے کتاب صحیح بخاری میں فرمایا:

”کلا واللہ لایخزیک اللہ أبدا، إنک لتصل الرحم،

وتحمل الكل، وتقری الضیف، وتعین علی نواب الحق“

بخاری جلد سوم: ۱۹۰۸

اللہ کی قسم! اے میرے محبوب! اللہ آپ کو کبھی بھی رسوا نہیں کریں گے، آپ کو اپنے مشن میں اللہ رب العزت کبھی ناکام نہیں کریں گے، اس لئے کہ آپ صلہ رحمی کرنے والے ہیں، آپ غریبوں کا ساتھ دینے والے ہیں، آپ بے سہارا کے سہارا بننے والے ہیں، آپ مہمان نواز ہیں، دوسروں کے بوجھ اٹھانے والے ہیں اور حق والوں کا آپ ساتھ دینے والے ہیں، جو ان خوبیوں کا حامل ہوتا ہے، اللہ کبھی اپنے مشن میں ناکام نہیں کرتا۔

اور پھر یہ سلسلہ رہا تین سال تک کہ خفیہ تبلیغ کا حکم تھا اور تہجد میں آپ قرآن مجید پڑھتے رہے اور قرآن مجید میں رسول اللہ ﷺ کو مقام ارفع حاصل کرنے کے آیات اللہ رب العزت نے نبی پاک ﷺ پر نازل کی کہ ہمارے قرب کے جو درجے ہیں، اس سے اور قریب بن جائیں گے، ان صفات پر عمل کرنے لگ جائیں۔

**کمبل اوڑھنے والے پیغمبر!**

اللہ کو نبی پاک ﷺ کی یہ کمبل اوڑھنی والی ادا پسند آئی اور اللہ تعالیٰ نے نام رکھ دیا اے میرے کمبل اوڑھنے والے پیغمبر! آپ کو میں نے بتایا کئی دفعہ کہ اللہ رب العزت نے پورے قرآن میں رسول اللہ ﷺ کو یا محمد نہیں کہا، بلکہ صفات سے بلایا ہے

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَدَاعِيًا إِلَى

اللَّهِ بِأَذْنِهِ وَبِسِرَاجٍ مُنِيرٍ﴾ الاحزاب: ۴۵، ۴۶

﴿يَا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ﴾ المزمل: ۱

﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ﴾ المدثر: ۱

اس انداز میں پکارا، نام اگر لیا ہے تو یا محمد نہیں، بلکہ جملہ خبریہ کی شکل میں لیا ہے، ﴿محمد رسول اللہ﴾ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو جب پکارا، تو یا محمد نہیں کہا، یا رسول اللہ سے پکارا ہے، یہ ادب ہے، رسول اکرم ﷺ نے اپنے رفیقہ حیات کو یہ بات کہی مجھے چادر اوڑھا دو، طبیعت خراب ہے، تین سال تک تبلیغ ہوتی رہی، اسی میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لائے، اسی عرصہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لائے، اسی عرصہ میں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لائے، اسی میں اور ساتھی ایمان لائے، اب مقام ارفع دینے کے لئے اللہ نے آیت نازل کی تو رسول اللہ ﷺ سیفرمایا

﴿يَا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا نِصْفَهُ أَوْ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيلًا

أَوْزِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا﴾ المزمّل: ۱ تا ۴

اے میرے کبل اوڑھنے والے پیغمبر! ہماری دوستی کے کچھ انداز اور بھی ہیں اور لوگوں کی دوستی کے انداز اور ہیں، ہماری دوستی کا رنگ یہ ہے، ہماری دوستی میں اضافے کا طریقہ یہ ہے:

﴿قُمِ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا﴾

کہ رات کی آخری گھڑیوں میں اٹھ جایا کرو

﴿نِصْفَهُ أَوْ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيلًا﴾

آدھی رات قیام میں گزارا کرو

﴿أَوْزِدْ عَلَيْهِ﴾

یا اس میں تھوڑا سا اضافہ کرلو، رات کی گھڑیوں میں قیام کی حالت میں جب میں آپ

کو دیکھوں گا، تو انعامات میں اضافہ کروں گا

﴿وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا﴾ المزمّل: ۴

اور تہجد کی نماز میں آپ آسمانی کتاب کی تلاوت میں مصروف رہا کریں، پھر دوستی

میں اضافہ ہوگا، درجات ملیں گے۔

آپ ﷺ کیلئے تہجد کی فرضیت:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے عجیب بات لکھی ہے، کہ تہجد کی فرضیت والی آیت رسول اکرم

ﷺ کے لئے ہے، سب سے پہلے تہجد نماز جناب نبی پاک ﷺ پر فرض کی گئی، آپ ﷺ کی پنڈلیاں سوج جاتی تھیں اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عرض کرتی تھی، حضرت! آپ امام الانبیاء ہیں، آپ خاتم النبیین ہیں، آپ سید دو جہاں ہیں، آپ جنت کے سردار ہیں، اللہ کے محبوب پیغمبر ہیں، آپ اتنی مشقت کیوں کرتے ہیں، کہ آپ کی پنڈلیاں سوج جاتی ہیں، اس کے جواب میں آپ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یہ بات فرمائی

”أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا“

عائشہ! کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں، کہ جس نے یتیم کو امام الانبیاء بنا دیا، میں اس کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

### مکہ کے پہلوان کیساتھ مقابلہ:

صحیح حدیث ہے اور مشہور حدیث ہے، مکہ کا ایک پہلوان جس کا نام رکانہ ہے، اس نے کہا ہے کہ میں اونٹ کی کھال کو پھیلا کر اپنے آپ کو اس پر کھڑا کرتا ہوں، اگر واقعاً آپ اللہ کے رسول ہیں، تو مجھے یہاں سے گرا دیں، آپ ﷺ نے ہاتھ لگایا، تو وہ گر گیا، کہنے لگا کہ یہ ویسے ہی ہو گیا ہے، آپ دوبارہ گرائیں، آپ نے دوبارہ گرا دیا، پھر کہنے لگا میں صحیح کھڑا نہیں ہو سکا تھا، پھر گرائیں، آپ نے پھر گرا دیا، کہنے لگا آج تک تو حجاز میں اور حجاز کے باہر جتنے مقابلے ہوئے، مجھے کوئی نہیں گرا سکا تھا، جبکہ آپ نے گرا دیا اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں اور میں آپ کی سچی رسالت کی گواہی دیتا ہوں، لیکن میری یہ ذلت والی بات کسی کو بتانا نہیں کہ آپ نے مجھے گرا دیا تھا، پھر وہ خود ہی بتاتا تھا۔

اب ایک بات یاد رکھنی ہے کہ سو پہلوانوں سے زیادہ طاقت تھی اور ادھر پنڈلیاں سوجھ جاتی تھی، یہ کیا بات ہوئی؟ یہاں ہمیں یہ پیغام دینا مقصود ہے کہ تہجد کی نماز اگر کوئی شخص کما حقہ پڑھنے والا ہے، تو اس میں سو پہلوانوں سے زیادہ طاقت خرچ ہوتی ہے، تب پنڈلیاں سوجھ جاتی ہیں، جب خشوع و خضوع کے ساتھ اللہ کی کتاب کی تلاوت ہو رہی ہو تجسم فنا فی اللہ ہوتا ہے، جسم فنا فی اللہ ہوتا ہے جسم میں طاقت کیا رہتی ہے جو عاشق صادق اپنے محبوب حقیقی سے رابطہ کرتا ہے، اس عاشق صادق کے جسم میں طاقت ہوتی ہے، اس کا جسم تو فنا فی

اللہ ہو چکا ہوتا ہے، جو طاقت ختم ہو چکی ہوتی ہے، تہجد کی نماز سو پہلوانوں سے زیادہ وزنی نماز ہوتی ہے، ایسے ہی جنت کا مستحق تو نہیں بنا دیتی، اس میں کچھ مشکلات ہیں، تب جنت کا مستحق بنا دیتی ہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ جناب نبی پاک ﷺ کا فرمان ہے کہ تہجد کے پابند کو اللہ تعالیٰ اس وقت تک وفات نہیں دیتا جب تک اس بندے کو اپنا محبوب نہ بنا لیں۔  
جب محبوب بنا لیتے ہیں تہجد کے پابند کو، تو پھر اس پر وفات آ جاتی ہے، تو اب اس کو سکون ہی سکون ملے گا کہ اللہ کا محبوب جو بن چکا ہے۔

### اعلانیہ تبلیغ کا آغاز:

اب آیت نازل ہوئی تین سال کے بعد

﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ الشعراء: ۲۱۴

اے نبی! اب اپنے قبیلے والوں کو اپنے رشتہ داروں کو اپنے لوگوں کو اعلانیہ تبلیغ کریں اور اس پر یہ آیت نازل ہوئی

﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَ

الرُّجْزَ فَاهْجُرْ﴾ المدثر: ۱ تا ۵

اے کبیل اوڑھنے والے ہمارے محبوب پیغمبر! اب خفیہ تبلیغ کا وقت ختم ہو چکا ہے، اب لوگوں کو بتوں کی عبادت سے ڈرائیے، اللہ کی توحید کی طرف بلائیے اور اللہ کی بڑائی بلند کریں، اور میری بڑائی بیان کرنا، ہر مشکل میں مجھ سے مانگنا، یہ آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے، خود بگڑ جائیں گے، تباہ ہو جائیں گے، جل جائیں گے۔

نقش اسلام کبھی مٹا ہے مٹانے سے

مٹ گئے آپ جتنے تھے مٹانے والے

﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَ

الرُّجْزَ فَاهْجُرْ﴾ المدثر: ۱ تا ۵

تم نے بتوں سے بچ کر رہنا ہے، یہ گندگی ہے یہ پلید ہیں، انہوں نے پریشانی بنائی ہوئی

ہے، ان سے خود بھی بچ کر رہنا ہے اور منصب نبوت یہ ہے کہ لوگوں کو بتوں کی عبادت اور پوجنے سے بچانا ہے۔

﴿والرجز فاجھر﴾ اب یہ آیت نازل ہو گئی، رسول اکرم ﷺ نے سوچا کہ اب میں کیسے تبلیغ کروں، سب لوگوں کو توحید کا اعلان کیسے سناؤ، اب یہ وہ دور ہے اور اس سے پہلے والے دور بھی کہ آپ ﷺ کے والد صاحب اور دادا کی وفات کے بعد آپ کے چچا ابوطالب آپ کی پرورش بھی کرتے رہے، پھر آپ کے ساتھ بھی رہے، خیال بھی کرتے رہے، یہی وجہ ہے کہ اعلانیہ تبلیغ کے بعد مشرکین مکہ کا ایک وفد آ کر ابوطالب سے ملا تھا، کہ اپنے بھتیجے کو سمجھاؤ، یہ جب توحید بیان کرتے ہیں، تو ہمارے بتوں کی تذلیل ہوتی ہے، یہ کچھ نہیں کر سکتے ہیں، سب کچھ اللہ کرتا ہے، تو اپنی گفتگو اس انداز میں کریں کہ دونوں نظام چلتے رہیں، پالیسی ایسی طے ہونی چاہئے، کہ کوئی بھی ناراض نہ ہو، یہ بنیادی بات ہے، اگر توحید و سنت کی پالیسی ایسی طے ہو، کہ کوئی ناراض نہ ہو، ایسا نہیں ہو سکتا، حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعوت تبلیغ سنئے، سورۂ مریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿يَأْتِي لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِي عَنْكَ شَيْئًا﴾

ابراہیم علیہ السلام اپنے ابا کو تبلیغ کر رہے ہیں۔

### سورج و چاند ہتھیلی پر:

ابوطالب نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے بات رکھی کہ بھتیجے ذرا خیال کر کے چلو، رسول اللہ ﷺ نے کیا جواب دیا تھا، کہ میرے ایک ہاتھ میں سورج اور دوسرے ہاتھ میں چاند کو لا کر رکھ دیں، اتنا بڑا کارنامہ بھی کر دیں، پھر بھی گول مول بات نہیں کروں گا، بات صاف کروں گا، آخر ایک دن بات صاف کرنی ہوگی، پھر ان کا بھی مجرم اللہ کا بھی مجرم، پہلے ہی دن سے بات صاف کر لو، کہ اللہ کی خوشنودی حاصل ہو جائے گی، انہوں نے ناراضگی تو کرنی ہے، چچا خاموش ہو گئے۔ (سیرت مصطفیٰ)

## شعب ابی طالب:

پھر شعب ابی طالب میں جانا پڑا، یہ وہ جگہ ہے جہاں رسول اللہ ﷺ کو تین سال اقتصادی پابندیوں کے ساتھ پابندار ہونا پڑا، رسول اللہ ﷺ کے دل میں خیال آیا کہ جب کوئی اہم معاملہ ہوتا ہے، تو صفا پہاڑی کے اوپر چڑھ کر لوگ اعلان کرتے ہیں، چادر سے لہراتے ہیں، یہ ایک خاص طریقہ ہے عرب قبائل میں، کہ صفا پہاڑی پر چڑھ کر یوں چادر لہراتے ہیں، جن لوگوں نے صفا پہاڑی دیکھی ہے، جہاں شاہی محل ہے، تو سامنے علاقہ مکہ شہر آپ کی جائے ولادت ہے وغیرہ، یہ سب سامنے ہوتے تھے، خاص موقع پر اور پر خطر موقع پر ادا چادر لہرائی جاتی تھی، تاکہ یکدم سارے حاضر ہو جائیں، اس سے زیادہ کون سا موقع خاص ہو سکتا ہے، جس میں اللہ کی توحید بیان ہوتی ہے، رسول اللہ ﷺ صفا پہاڑی پر چڑھ گئے۔ (صفا پہاڑی کا بیان)

رسول اکرم ﷺ صفا پہاڑی کے اوپر چڑھ گئے، میں ابو طالب کی بات کی بات رہا تھا، کہ وہ رسول اکرم ﷺ کو بڑی محبت سے دیکھتے تھے فرق ہے چچا تو ابولہب بھی تھا جو بھتیجے کو غصے سے دیکھتا تھا ابو طالب ایک دن محبت میں دیکھ کر بے ساختہ اشعار پڑھنے لگے

أبيض يستسقى الغمام بوجهه

ثم اليتامى وعصمة للأرامل

اللہ نے مجھے کتنا خوبصورت بھتیجا عطا کیا ہے، شام کے سفر میں میرا بھتیجا میرے ساتھ تھا، بادل سایہ کرتے تھے، بادل برسنے سے پہلے اجازت لے کر برستے تھے کہ اللہ کے محبوب پیغمبر! اللہ نے آج مکہ میں بارش برسانے کا آرڈر دیا ہے، آپ کی اجازت ہے، اللہ نے بارش کو آپ کی اجازت کے ساتھ معلق کیا ہے، یہ چہرہ ایسا ہے نا بادل بھی اس چہرے کو دیکھنے کے لئے ترستے ہیں، آسمان بھی ترستے ہیں، ایک مرتبہ آسمان نے عرض کیا اے اللہ کہ زمین ہم پر فخر کرتی ہے کہ میرے اوپر امام الانبیاء رہتا ہے، جنت نے درخواست کی اللہ رب العزت کے سامنے، تب اللہ نے رسول اللہ کو معراج کرائی۔ (معجزات مصطفیٰ)

## یتیموں اور غلاموں کا سہارا:

ثمال الیتامی وعصمة للارامل

کہتے ہیں یہ یتیموں کا پرورش کرنے والا بنے گا، یہ میرا بھتیجا بیواؤں کا سہارا بنے گا، غلاموں کا سہارا بنے گا، بے سہاروں کا سہارا بنے گا، پھر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ کی سیرت کو، یہ خزانچی ہیں اللہ کے رسول ﷺ کے، فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ نے کہا ابو بلال! بیت اللہ کی چھت پر چڑھ کر اذان دو، حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے بیت اللہ کے ساتھ سیڑھی لگا دی گئی، جب سیڑھی پر چڑھنے لگے، تو چیل اتار دی، اللہ کے حبیب ﷺ نے کہا بلال! چیل نہ اتارو، آپ کی چیل کی آواز معراج کے سفر میں مجھ سے پہلے جنت میں سنائی دے رہی تھی، اس چیل کو نہ اتارو، چیل سمیت بیت اللہ کی چھت پر چڑھ کر اللہ کی توحید اور سنت کا اعلان کر دو اور رہتی دنیا تک کے لئے یہ بات رقم ہو جائے گی کہ اللہ کا آخری حبیب، اللہ کا آخری نبی الرحمة یہ غلاموں کو اتانا اوزاتا ہے کہ فتح کے دن چھت کے اوپر غلاموں سے اذان دلوادی۔

## اسامہ کو سواری پر بٹھانے کا واقعہ:

اور فتح مکہ کے دن جب اونٹنی پر سوار ہو کر مکہ کی وادی میں داخل ہونے لگے، تو کہا کہ اسامہ بن زید کہاں ہے؟ لوگوں نے کہا پیچھے ہیں، بچہ ہے، کہا بلاؤ، میرے ساتھ اونٹنی پر سوار کر دو اور میں شکر گزاری کی شکل میں مکہ کی وادی میں داخل ہو کر رہتی دنیا کے لئے تاریخ لکھ دوں گا کہ میں فاتح بن کر غرور نہیں کر رہا ہوں۔ غلام کو سوار کے داخل ہو رہا ہوں۔

## حضرت سلمان فارسی کی آزادی کا واقعہ:

اور ادھر مدینہ کے سفر میں سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خدمت میں آئے، آپ نے پوچھا سلمان! کیا بات ہے؟ پریشان نظر آ رہے ہو کہ اللہ کے رسول مجھ سے یہودی آقا خدمت زیادہ لیتا ہے اور مجھے مارتا ہے۔ کہا سلمان اپنے آقا سے پوچھ کر آنا مجھے

آزاد کر دو اور اس کا خر جانہ کتنا ہوگا؟ قیمت کتنی ہوگی؟ یہ پوچھ کر آنا یہ غلاموں کا سہارا بننے والا آخری رسول ﷺ ہے۔

سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چند دن بعد حضرت کے دیدار کے لئے حاضر خدمت ہوئے، فرمایا سلمان! اپنے آقا سے اپنی آزادی کی قیمت پوچھی تھی کہ کتنی ہے؟ کہا حضرت پوچھا تھا، لیکن اتنی قیمت میری لگائی ہے کہ ادا ہی کوئی نہیں کر سکے گا، سلمان بولو، تیرے آقا نے کتنی قیمت لگائی ہے؟

کہا حضور ۱۴۰ اوقیہ سونا میری آزادی کی قیمت لگائی ہے، تین سو کھجوروں کی گھٹلیاں لگانی ہیں، یا پودے لگانے ہیں، جب وہ پھل دینے لگیں گی، تو آزادی ملے گی، کھجور کے درخت تو بڑی مدت کے بعد بالغ ہوتے ہیں، میں سمجھ چکا ہوں کہ میری آزادی نہیں ہو سکتی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا سلمان! تیری قیمت تو اس سے بھی زیادہ ہے، تیری قیمت اس لئے کہ تو نے مجھے ڈھونڈنے میں کتنی صدیاں گزاریں، (سیرت مصطفیٰ) تین سو پچاس سال عمر ہے، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی، آتش پرستی کے عقیدے سے گزرتے ہوئے، پھر کئی راہوں کے پاس کئی کئی سال رہے۔ پھر آخری عیسائی راہب نے نصیحت کی تھی یشرب کا علاقہ ہوگا، کھجوروں نے اس کو گھیرے میں لیا ہوگا، ایک آخری نبی ہجرت کر کے وہاں قیام پذیر ہوگا، اس کے شانے میں مہر نبوت ہوگی، وہ ہدیہ قبول کرے گا، صدقہ قبول نہیں کرے گا اور اس کے چہرے پر ہر وقت تبسم ہوگا۔ اللهم صل علی محمد.....

فرمایا سلمان! تیری قیمت تو اس سے بھی زیادہ آسمانوں والے کے نزدیک ہے اور نبی کے نزدیک بھی قیمت زیادہ ہے، جتنی قیمت ہے آج اللہ کا حبیب ادا کر دے گا، حال طاری ہو گیا حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کسی نے پوچھا تھا کہ جب یوسف کی قمیص کی خوشبو مصر سے آئی، تو سوال کیا، جب آپ کے گھر کے قریب تھے، خوشبو نہیں آئی، کنعان کے جنگل کے کنویں میں تھا یوسف، تو خوشبو نہیں آئی، دو کلومیٹر اور اتنے دور دوسرے ملک مصر سے آپ کو بیٹے کی قمیص کی خوشبو آ گئی، عجیب باتیں کرتے ہو، بیٹے کہنے لگے، بابا آپ بوڑھے ہو گئے ہو، یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عجیب جواب دیا کہا، جس کو شیخ سعدی نے کچھ یوں



بگفت احوال ما برق جہاں است  
دم پیدا و دیگر دم نہاں است  
گہے برطارم اعلیٰ نشینم  
گہے برپشت پائے خود نہ بینم

جب اللہ کی مشیت ہوتی ہے ہمیں کچھ عطا کرن کی، تو پردے سب ہٹا دیئے جاتے ہیں، سب کچھ عطا کر دیا جاتا ہے، جب اس کی مرضی نہیں ہوتی، تو پھر ہمیں اپنے پاؤں کے نیچے کا بھی نہیں پتہ ہوتا ہے، اللہ کے نیک ولیوں کے بڑے واقعات ہیں۔

بعض دفعہ اپنی دعا میں یوں بات کر دیتے ہیں، حدیث ہے ”لو اقسم علی اللہ لبرہ.....“ کہ ایک اللہ کا ولی قسم کھائے کہ اللہ یوں کرے گا تو اللہ فرماتے ہیں میں یوں کروں گا کہ اپنے محبوب بندوں کی قسم نہیں ٹوٹنے دوں گا، یہ تو اللہ کا حبیب ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے صحابہ کو بلایا صحابہ حاضر ہو گئے فرمایا ایک ہزار اشرفیوں کا بند و بست کرو، ہزار اشرفیوں کا اندازہ ۴۰ اوقیہ سونے سے کہا گیا ہے، ڈھیر لگ گیا، ایک روایت میں یوں ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے پاس سے ایک سونے کی ڈلیہ دی جس کا وزن 140 اوقیہ تھا قرضہ اس سے یعنی بدل آزادی اس سے ادا کیا۔ پھر ایک صحابی کو حکم دیا مدینہ کے باہر فلاں کو کہہ دو تین سو کھجوروں کی قلمیں اللہ کا حبیب مانگ رہا ہے، وہ دیدے گا، صحابی تین سو قلمیں کھجور کی لے کر آگئے، بعض روایات میں ہے کہ کئی صحابہ نے کھجوریں پودوں کی صورت میں جمع کیں، آپ ﷺ نے فرمایا سلمان! اپنے آقا کو کہو جن جگہوں پر کھجور لگانا چاہتا ہے، وہ بتا دے اور کہا کہ عمر کہاں ہیں؟ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر خدمت ہوئے، عرض کیا البیک یا رسول اللہ! حاضر ہوں، اللہ کے رسول آرڈر کیا ہے؟ آرڈر یہ ہے مشکیزہ ساتھ لے لو، پانی کا لوٹا ساتھ لے لو، میں کھجور کی قلمیں لگاؤں گا، سلمان کی آزادی کے لئے اور آپ نے تھوڑا تھوڑا پانی لگانا ہے، پانی کا مشکیزہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھر کر لے آئے اور آپ نے پاس رکھ دیا کہا قریب لے آؤ، آپ نے اس میں پھونک ماری اس مشکیزہ

پر ہاتھ پھیرا کہ محفوظ رکھنا۔

سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ادھر سے اپنے آقا کو لے کر آ گئے، میں نے دیکھا ہے وہ باغ چند کھجور کے درخت اس وقت موجود تھے اور سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حجرہ بھی موجود تھا، میں نے اس عربی شخص سے کہا میں ان پتھروں کو مشکل کشا اور حاجت روا نہیں سمجھتا ہوں، لیکن مجھے اس حجرے کے پتھر کے ساتھ تاریخ اسلام کی یادیں تازہ ہو رہی ہیں، کہ جن پتھروں کے ساتھ اللہ کے حبیب کے صحابی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک عرصے تک بسیرا کیا، کیوں نہ ان کی تقویٰ اور روحانی تعلیمات کی جھلک مجھ میں بھی منتقل ہو جائے، اس عربی نے پھر مجھے اجازت دی اور پھر کہنے لگا میں سلمان والے کنویں سے پانی نکال کر وضو بھی کراتا ہوں، بہر حال ادھر آقا بھی پہنچ گیا، ادھر رسول اللہ ﷺ آقائے دو جہاں پھر تشریف لے آئے، ایک طرف آقا ہے سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اور مقابلے میں دو جہاں کا آقا ہے، آپ نے کہا نشان لگاتے جاؤ اور آپ وہ پودے لگاتے گئے، فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پانی دیتے گئے، جب سو قلمیں لگ گئیں، آپ نے اللہ کے حضور دعا کی اللہ رب العزت سلمان کی آزادی کی بھیک مانگتا ہوں یا اللہ! جو میرے بس میں تھا میں نے کر دیا ہے، تین سو قلمیں لگانی تھی، وہ میں نے لگا دی ہیں، فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پانی لگا دیا ہے، اے اللہ! میں سلمان کی آزادی کی بھیک مانگتا ہوں، اللہ رب العزت نے فرمایا اے میرے حبیب! یہ تیرے قلموں کی برکت سے یہ درخت بن کر پھل دار ہو جائیں گے، معجزہ تیرے ہاتھ کا دکھا دوں گا، تقریباً ایک سال کے اندر درخت پھل آور ہو گئے، سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوشی کے مارے دوڑتا ہوا اپنے آقا یہودی کے پاس پہنچ گیا، کہنے لگا وہ شرط پوری ہو گئی ہے، یہ ہزار اشرفیاں بھی آپ لے لیں اور کھجوروں کے تین سو درخت پھل آور ہو گئے ہیں، آپ اپنی زمین میں جا کر دیکھ لیجئے، کہنے لگا سلمان پاگل ہو گئے ہو، کھجوریں بھی اتنی جلدی پھل آور ہوتی ہیں؟ آپ میں کیا صلاحیت ہے سلمان فوراً اس جملے کی اصلاح کر دی، اے آقا! مجھ میں کوئی صلاحیت اور کمال نہیں ہے، جس ہستی کا میں نے کلمہ پڑھا ہے، وہ بڑی کمال والی ہے، میں نے قلمیں نہیں لگائی، میرے حقیقی آقائے

قلمیں لگائی ہیں، آقا ششدر رہ گیا، کھڑا ہو گیا، باغ کی طرف چل پڑھا، اللہ نے  
 ہوا کو آرڈر دیا، وہ باغ ٹہلنے لگا، پکی ہوئی کھجوریں گرانے لگا۔

آقا قریب کھڑا ہو کر کہنے لگا سلمان! جا میں نے تمہیں آزاد کر دیا ہے، یہ اشرفیاں بھی  
 واپس لے جاؤ یہ، وہی سونا تھا جو آپ ﷺ نے انڈے کی شکل والا دیا تھا، اس کا وزن ۳۰ اوقیہ  
 تھا، جو ایک ہزار اشرفیوں کے برابر تھا، اس یہودی آقا نے وہ بھی واپس کر دیا اور جس ہستی  
 نے قلمیں لگائی ہیں، اس ہستی کے مذہب پر باغ کو بھی وقف کر دیا ہے، ذرا مجھے ساتھ لے  
 جا، میں اس قابل نہیں ہوں کہ آپ کے سردار کے سامنے حاضر ہو سکوں، میری سفارش  
 کرو میں بھی حضرت محمد ﷺ کی غلامی میں آنا چاہتا ہوں، آقا بھی مسلمان ہو گیا۔

اللہ ہمیں صحیح سمجھ اور سچی عقیدت رسول اکرم ﷺ کے ساتھ نصیب فرمائے۔

﴿.....وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.....﴾

## معجزات مصطفیٰ ﷺ..... اول

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ  
الْأَنْبِيَاءِ، وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ الَّذِينَ أَوْفُوا عَهْدَهُ، الَّذِينَ هُمْ  
خُلَاصَةُ الْعَرَبِ الْعَرَبَاءِ، وَخَيْرُ الْخَلَائِقِ بَعْدَ الْأَنْبِيَاءِ. أَمَّا بَعْدُ!  
فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
﴿وَجَعَلْنَا عَلَى قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَنْ يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا  
وَإِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْآنِ وَحْدَهُ وَلَوَّا عَلَى أَدْبَارِهِمْ  
نُفُورًا﴾ بنی اسرائیل: ۴۶

قال النبی ﷺ: "بُعِثْتُ مِنْ خَيْرِ قُرُونِ بَنِي آدَمَ قَرْنَا مَقْرْنَا  
حَتَّى كُنْتُ مِنَ الْقُرُونِ الَّتِي كُنْتُ فِيهَا" (بخاری جلد  
دوم: ۸۱۱)

صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ وَصَدَقَ رَسُولُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيمُ وَنَحْنُ عَلَى  
ذَلِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِينَ وَالشَّاكِرِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.

## آیت کا مفہوم:

پندرھویں پارے کی دو آیت کریمہ اور جناب نبی پاک ﷺ کا ایک ارشاد تلاوت  
کیا ہے، جس میں رسول پاک ﷺ کے مبعوث ہونے والے زمانے کو بہترین کہا گیا ہے،  
اور آپ ﷺ سے جو خرق عادت افعال اللہ پاک نے صادر کرائے ہیں، ان افعال  
کا ذکر ہے، ان کو اسلامی اصطلاح میں "معجزات" کہتے ہیں۔ فرمایا

﴿جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ حِجَابًا

مَسْتُوْرًا ﴿بَنِي إِسْرَائِيلَ: ۴۶﴾

﴿وَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِينَ لَا

يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ﴿بَنِي إِسْرَائِيلَ: ۴۵﴾

اے نبی! جب آپ قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں، تو ہم آپ کے اور ان لوگوں کے درمیان جو ایمان نہیں لاتے، ایک چیز درمیان میں پردے کے طور پر حائل کر دیتے ہیں، جب آپ کے لئے وہ کوئی گندی اور خطرناک سوچ لے کر آتے ہیں، آپ ﷺ ان کو نظر ہی نہیں آتے، وہ اپنے مقصد میں ناکام واپس ہو جاتے ہیں۔

﴿وَجَعَلْنَا عَلَى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَفْقَهُوْهُ وَفِيْ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا

وَإِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْآنِ وَحْدَهُ وَلَوَّا عَلَىٰ أَدْبَارِهِمْ

نُفُوْرًا ﴿بَنِي إِسْرَائِيلَ: ۴۵﴾

پس انہوں نے اپنے دل میں یہ بات بیٹھا رکھی ہے کہ ہم نے بات نہیں سنی، نہیں مانتی، سرکشی اور عناد کرتے رہنا ہے، تو ہم نے بھی ان کے دلوں پر مہر لگادی اور ان کے کانوں میں ڈھکن لگادیے ہیں، جب تم ہماری اس کتاب کی ناقدری کرتے ہو، تو اس بے قدری اور ان کی ضد، عناد اور سرکشی کی وجہ سے ہم نے بھی مہریں لگادی۔

﴿وَإِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْآنِ وَحْدَهُ وَلَوَّا عَلَىٰ أَدْبَارِهِمْ

نُفُوْرًا ﴿بَنِي إِسْرَائِيلَ: ۴۵﴾

جب آپ قرآن مجید کی آیات تلاوت کرتے ہیں اور خصوصاً وہ آیتیں جس میں اللہ کی توحید کا ذکر ہے، تو پھر یہ پیٹھ پھیر کر بھاگتے ہیں، دور چلے جاتے ہیں۔

حدیث کا مفہوم:

جناب نبی پاک ﷺ کے فرمان کا مفہوم یہ ہے کہ آپ نے فرمایا:

”بعثت من خیر قرون بنی ادم“ (بخاری جلد دوم: ۸۱۱)

نبی آدم پر جتنے دور آئے ہیں ان میں سے بہترین دور میں مجھے بھیجا گیا ہے

كنت من القرون الذی فیہ (بخاری جلد دوم: ۸۱۱)

اور وہ زمانہ جس میں موجود ہوں، یہ سب سے زیادہ بہترین ہے۔  
اس طرح کی حدیث ایک اور بھی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے بہترین وہ زمانہ ہے، جس میں میں ہوں، پھر وہ بہترین زمانہ ہے جو میرے بعد آئے گا یعنی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ زمانہ ہے، جو اس کے بعد آئے گا وہ بہترین زمانہ ہے

”خیر القرون قرنی، ثم الذین یلونہم، ثم الذین یلونہم“ خیر  
الناس قرنی / خیر امتی قرنی / خیر کم قرنی (بخاری  
جلد اول: ۲۵۴۲)

یہ جو میرا زمانہ ہے، پھر اس کے ساتھ جو ملا ہوا ہے اور پھر اس کے ساتھ جو ملا ہوا ہے یعنی نبی کا زمانہ، صحابہ کا زمانہ، تابعین اور تبع تابعین کا زمانہ، جو زمانہ رسول اکرم ﷺ کے جتنا قریب ہے، وہ اتنا ہی زیادہ مبارک ہے۔

### ام جمیل کونہ نظر آنے کا معجزہ:

آپ ﷺ کا معمول تھا کہ جب کافر لوگوں کی طرف سے آپ کو یہ اندازہ ہوتا کہ یہ مجھے تکلیف دینے آئے ہیں، تو چند آیات آپ تلاوت کیا کرتے تھے، ان میں سے ایک آیت یہ ہے:

﴿وَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِينَ لَا  
يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُورًا ﴿۱﴾  
﴿وَجَعَلْنَا عَلَى قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَنْ يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا  
وَإِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْآنِ وَحْدَهُ وَلَوَّا عَلَى أَدْبَارِهِمْ  
نُفُورًا﴾ بنی اسرائیل: ۴۶

مفسرین نے لکھا ہے کہ جب ابولہب کی بیوی ام جمیل رسول اکرم ﷺ کو پتھر مارنے کے لئے دھونڈ رہی تھی کہ آپ مکہ کے ایک چوراہے میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کھڑے تھے اور یہ ڈھونڈتی ہوئی آرہی ہے، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ ﷺ کو یہ بتایا کہ حضور یہ غلط ارادے سے آرہی ہے، آپ نے فرمایا کہ ابو بکر کوئی بات

نہیں ہے، وہ مجھے نہیں دیکھ سکے گی، چنانچہ ایسا ہی ہوا، وہ قریب آئی اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھنے لگی، آپ نے فرمایا، ڈھونڈو، وہ چلی گئی، جیسے اس کی عادت تھی، باتیں کرتی ہوئی چلی گئی، آپ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا میں نے یہ آیتیں پڑھ لی تھی، اللہ نے مجھے یہ بتایا آپ کے اور آپ کے نہ ماننے والوں کے درمیان میں پردہ حائل کر دوں گا، آپ ان کو نظر ہی نہیں آئیں گے، تو فرشتوں نے میرے درمیان اور اس کے درمیان ایک قطار باندھ لی تھی، میں اس کو دیکھ رہا تھا، لیکن وہ مجھے نہیں دیکھ رہی تھی، اللہ کا حکم ایسا ہی تھا۔ (مسند ابو یعلیٰ موصلی / تفسیر مظہری)

### ہجرت کے موقع کا معجزہ:

جب آپ پر ہجرت کا حکم نازل ہوا اور آپ کو ہدایت دی گئی کہ آپ اس طریقے سے اپنے گھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چھوڑ دیں اور رات کو آپ بمع حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھ دو بندے اور تھے، ایک راستہ بتانے والا اور دوسرا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غلام تھا، یہ کچھ مشورہ مشرکین مکہ نے کیا تھا کہ جیسے گھر سے باہر نکلیں گے، یک بارگی آپ (ﷺ) پر نعوذ باللہ حملہ کریں گے اور آپ کو قتل کر دیں گے، شہید کر دیں گے، تو پھر قائد ختم ہو جائے گا، تو پھر ساری قیادت کا منشور کمزور ہو جاتا ہے، آپ کے گھر کا محاصرہ کر لیا تھا کہ جیسے آپ (ﷺ) نکلیں گے، تو آپ (ﷺ) پر حملہ کر دیں اور یہ مشورہ ابو جہل کا تھا اور اس میں عرب قبائل کے نوجوان جمع کئے گئے تھے، حملہ کرنے کے لئے کہ کسی ایک پر مقدمہ نہیں بنے گا، ساروں پر مقدمہ بنے گا، جو کچھ بھی ہوگا، یکبارگی حملہ ہوگا، پتہ نہیں چلے گا کہ کس نے حملہ کیا ہے یعنی اہل دین کا محاصرہ کرنے والے کافر یہ پرانی نسل سے چلے آ رہے ہیں اور اللہ بچاتا ہے، اس کا فیصلہ جیسا ہوا، آپ (ﷺ) پر سورۃ یاسین کی آیت نازل ہوئی اور ہدایت ہوئی اگر آپ اپنے گھر سے باہر ہجرت کے لئے نکلیں، تو باہر یہ کافر کھڑے ہوں گے، آپ مٹھی مٹی بھر کے اس پر سورۃ یاسین کی یہ آیت پڑھ لیں، شروع سے فہم لایبصرون تک پڑھ لیں اور پھونک نار کران کی طرف پھینک دیں، وہ نہیں دیکھ سکیں گے سب کی آنکھیں بند ہو جائیں گیں اور وہ آیت یہ ہے:

﴿وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ وَسَوَاءٌ عَلَيْهِمْ ءَأَنْذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ﴾ يسین: ۱۰.۹

ان مشرکین کے سامنے بھی ایک دیوار بنا دیں گے اور ان کے پیچھے بھی ایک دیوار بنا دیں گے، وہ اپنی جگہ سے آگے پیچھے نہ دیکھ سکیں گے، نہ جا سکیں اور وہ اپنی آنکھوں کو ملتے رہے، وہ مٹی ہٹاتے رہے، مٹی کہاں سے آگئی، آپ ﷺ وہاں سے تشریف لے گئے، جیسے ہدایت تھی، یہ آپ کا معجزہ ہے۔

### امام قرطبی کا واقعہ:

جب دشمن یا مخالف ناحق پر ہو اور اس سے بچنا مقصود ہو تو پھر ان آیات کو تلاوت کر کے اپنے اوپر دم کرنا چاہئے۔ امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر قرطبی کے اندر لکھا ہے کہ حکومت میرے خلاف ہوئی، انہوں نے میرے ساتھ دشمنی شروع کر دی اور مجھے اطلاع ہو گئی کہ آپ کو گرفتار کیا جائے، میں نے اپنے دل سے رائے لی اور اندلس کو خیر آباد کہہ دیا اور وہاں سے باہر نکلا، لیکن ان کو اطلاع ہوئی، جب میں اندلس کے باہر ایک صحرا میں سفر کر رہا تھا، تو پیچھے میں نے دیکھا، وہ لوگ گھوڑوں پر مجھے گرفتار کرنے کے لئے آرہے ہیں، اب کوئی ٹیلہ نہیں، کوئی نشیب و فراز نہیں، کوئی اس میں درخت نہیں، ایسا کوئی جنگل نہیں، جس میں اپنے آپ کو چھپا سکوں اور انہوں نے مجھے دیکھ لیا اور آواز بھی دی، یکدم میرے ذہن میں یہ آیت آئی

﴿وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ وَسَوَاءٌ عَلَيْهِمْ ءَأَنْذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ﴾ يسین: ۱۰.۹

اس وقت میرے ساتھ صرف میرا اللہ تھا اور کوئی نہیں تھا اور میں نے اللہ کے حضور یہ درخواست کی، اے رب العالمین! میں صرف تیرے دین کی اشاعت کرنے والا ہوں اور جس کی وجہ سے میرے اوپر مشکلات ہیں، میری مدد فرما، جیسے رسول اللہ ﷺ کی آپ نے مدد فرمائی



تھی ہجرت پر جاتے ہوئے، بس میں بیٹھ گیا، اس آیت کو پڑھ کر، میں دیکھ رہا ہوں گھوڑے واپس جاتے ہوئے آتے ہوئے اور میرے پاس سے گذرتے ہوئے، یوں جا رہے ہیں اور پھر یوں آرہے ہیں اور آپس میں باتیں کرتے ہیں کہ ابھی یہاں تھا اور ہمیں نظر نہیں آ رہا ہے، میں ان کی باتیں بھی سن رہا ہوں، اس آیت کی برکت سے وہ مجھے نہ دیکھ سکے، یہ دوا آیتیں رسول اکرم ﷺ کے پڑھنے کا معمول تھا، بعض حضرات نے سورہ نحل کی ایک آیت بھی لکھی ہے۔

﴿ اَفْرَاءُ يُتَّ مِنْ التَّخَذِ اِلٰهَهُ هَوٰئُهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّخَتَمَ

عَلٰى سَمْعِهِ وَّقَلْبِهِ وَّجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهِ غِشْوَةً ۝ الْجاثیہ: ۲۳

اے نبی! آپ نے دیکھا ہے جو اللہ کے علاوہ کسی دوسرے کو پکارتے ہیں، وہ گمراہ ہو گئے یہ بے قیمت بے حیثیت بے وزن بے وقعت لوگ ہیں، اللہ کے علاوہ جنہوں نے دوسروں کو معبود بنایا ہوا ہے، جب یہ آپ کا پیچھا کریں، یہ آپ کو کوئی تکلیف نہیں دے سکتے ہیں، ہم نے ان کی آنکھوں پر ان کے دلوں پر ان کے اعصاب پر مہریں لگا دی ہیں، یہ آپ کو تکلیف نہیں پہنچا سکیں گے اور دیکھ نہیں سکیں گے اور آخرت میں ان کے لئے دردناک عذاب ہے

﴿ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَّسَمِعِهِمْ

وَاَبْصَارِهِمْ ۝ النحل: ۱۰۸

تقریباً اس کا بھی مفہوم بھی یہی ہے کہ جنہوں نے ہمارے نبی کی قدر نہیں کی، ہم نے ان کے دلوں اور نگاہوں پر مہریں لگا دی ہیں کہ ظاہری اعتبار سے بھی نابینے ہو گئے، جو اس ہستی کو نہ دیکھ سکے، نہ سمجھ سکے، روحانی اعتبار سے بھی نابینے ہو گئے اور آپ کو تکلیف نہیں دے سکتے، یہ چوتھی آیت آپ ﷺ کا معمول تھا پڑھنے گا، بعض حضرات نے سورہ نکاتر بھی لکھی ہے الحاکم النکاتر..... آخری پارے کی سورت کہ آپ یہ بھی آیت پڑھتے تھے۔

دشمن سے بچاؤ کی کل پانچ آیات:

دشمن سے بچاؤ کی کل پانچ آیتیں ہو گئی:

(۱).....سورہ یاسین کی۔

(۲).....سورۂ اسراء کی۔

(۳).....سورۂ نحل کی

(۴).....سورۂ جاثیہ کی

(۵).....اور سورۂ تکوین کی۔

یہ پانچ آیات کے بارے میں لکھا ہے کہ اپنی حفاظت کے لئے پڑھنی چاہئے، ان آیات کو یاد کریں اور پھر ان کا معمول بنالیں۔

### آدم برسر مطلب:

بات ہو رہی تھی رسول اکرم ﷺ کی موجودگی جب آپ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے غلام کے ساتھ ہجرت کا سفر شروع کیا اور غار ثور میں آپ نے حکم خداوندی کے مطابق کچھ دن قیام کیا اور وہاں یہ پہنچ گئے اور پاؤں نظر آ رہے تھے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خدشے کا اظہار بھی کیا کہ حضور یہ پہنچ چکے ہیں، تو آپ ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا

﴿لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا﴾ (بخاری جلد دوم: ۸۶۶)

آپ پریشان نہ ہوں، ہمارے ساتھ اللہ تعالیٰ ہے اور یہ رسوا ہو کر واپس چلے جائیں گے، معجزہ کیا ہو کہ ان کو یہ توفیق نہیں ہوئی، ان کو بوترا کا جالا نظر آ گیا، پرندے نظر آ گئے، تو سوچنے لگے تین دن کے اندر جالا اور انڈے نہیں ہو سکتے، اس غار کے اندر نہیں ہیں، کسی اور غار کے اندر ہیں، جبل ثور میں کئی غاریں ہیں، لیکن جو تاریخی کیفیت ہے، یوں وہ کھڑے ہوئے تھے اور پاؤں نظر آ رہے تھے، یہ ایک ہی غار اس تاریخ کی مطابقت منظر پیش کرتی ہے کہ جھک کر بندہ لیٹا ہو، تو باہر کھڑے ہوئے کے پاؤں نظر آ جاتے ہیں۔

علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب حیات الحیوان میں لکھا ہے کہ جانوروں اور پرندوں میں سے سب سے زیادہ اللہ کا ذکر کرنے والا بوترا ہے، آج کل مقدس شہروں کو بوتروں نے اپنے احاطہ میں لیا ہوا ہے، صرف حرمین کے قریب نہیں رہتے ہیں، پورے مکہ شہر میں اور مدینہ شہر میں ہر بلڈنگ کے اوپر ان کا بسیرا ہے، سب سے زیادہ

ذکر کرنے والے کبوتر ہیں، یہی وہ ہوں گے انہی سے یہ نسل چلی آرہی ہوگی۔ جب آپ نے سفر شروع کیا، پیچھے مشرکین مکہ کو پتہ چلا، جب صبح ہوئی ادھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود ہیں، پھر اعلانات کئے، چونکہ آپ ﷺ جاچکے ہیں کہ سواونٹ مشرکین نے اس شخص کے لئے انعام رکھا، جو رسول اللہ ﷺ کی اطلاع دے دے، یا پکڑ کر لے آئے، پھر نعوذ باللہ قتل کر دے، سواونٹ اس زمانے میں بہت بڑی رقم تھی، اب بھی یہاں پر بھی اسلامی لوگوں کو مارنے اور پکڑنے کی قیمت لگائی جاتی ہے اور اس میں جو مددگار بنتے ہیں اپنے آپ کو مسلمان بھی کہلاتے ہیں، ان کا اسلام ادھر یورپ سے آیا ہوگا، جو شخص علماء کو مجاہدین کو صلحاء کو پکڑوانے کے لئے اسلامی مملکت کے بادشاہ مدد کرے امریکہ کے اعلانیہ انعام حاصل کرنے کے لئے بندے پکڑواتے یہ پرانہ کافروں کا طریقہ کار ہے اور یہ ان کو نہیں پتہ کہ اسلامی کتنے کتنے لوگوں کو آپ پکڑوائیں گئے، ایک پکڑوا دیا اور کتنے اللہ پاک تیار کر دیں گے، اسلام تو قیامت تک رہنے کے لئے آیا ہے اور قرآن اور آپ ﷺ کے فرمان کی حفاظت اللہ کے ذمہ ہے اور حفاظت اللہ پاک نے ان امتیوں سے کرانی ہے۔

ایک کو شہید کرو گے، اللہ پاک اس کے بدلہ میں دوسرے اور پیدا کر دیں گے، وہی تو پیدا کرنے والا ہے اور قوت دیتا ہے، بات یہ ہے کہ کفار کا طریقہ کار یہ رہا ہے اسلامی لوگوں کو پکڑوانے کے لئے انعام کا اعلان کرنا اور اس میں اپنا خاندان سب سے آگے بڑھتا ہے، انعام حاصل کرنے کے لئے صدام کو رشتہ داروں نے پکڑوا یا ہے اور بھی جدھر کوئی پکڑواتا ہے، تو رشتہ دار ہی پکڑواتے ہیں، یہاں بھی سراقہ بن مالک جو بعد میں رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن گیا، کہنے لگا میں اس میں کامیاب ہو جاؤں گا، پکڑلوں گا، اس کو کچھ اندازہ ہوا کہ رسول اللہ ﷺ وہاں سے گزرے ہیں، میں اس میں کامیاب ہوں گا، تو قریب آیا، تو اس کے گھوڑے کے پاؤں زمین میں پھنس گئے، کہنے لگا میرا یقین ہے کہ آپ کی بددعا سے میرے گھوڑے کے پاؤں دھنس گئے ہیں، آپ اپنی بددعا واپس لے لو، تاکہ میرا گھوڑا واپس آجائے، میں آپ کو نہیں پکڑتا ہوں، نہ آپ کی اطلاع کسی کو دیتا ہوں اور پیچھے جو لوگ آرہے ہیں، میں ان کو کسی طریقہ سے واپس کروں گا، اے نبی! میں آپ پر ایمان کا اعلان

کرتا ہوں، مجھے یقین ہے ایک دن مکہ فتح ہو جائے گا، یہ سارے آپ کے زیر نگیں ہو جائیں گے، مجھے آپ کوئی کاغذ لکھ دیں، وہ کاغذ میں آپ کے سامنے پیش کروں گا، تو آپ مجھے چھوڑ دیں گے گرفتار نہیں کریں گے، رہا کر دیں گے، آپ نے ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہا ابو بکر لکھ دو کاغذ، انھوں نے کہا کاغذ نہیں چمڑا ہے، اسی کے پاس تھا، لکھ دیا کہ جب کوئی ایسا موقع آیا، ہمارے ماتحت ہو گیا، پابند ہو گیا اور یہ بھی آپ ﷺ نے فرمایا کہ سراقہ تم ہمیں پکڑنے آئے ہو، میں تو تمہارے ہاتھوں میں کسریٰ کے کنگن دیکھ رہا ہوں۔

تو ہم اس کو رہا کر دیں گے فتح مکہ کے دن ایسا ہی ہو اور سراقہ وہ ٹکڑا لے کر آیا آپ نے فرمایا

”وَفَاءٌ لَّا غَدْرُ“

میں اس چیز کی پوری پاسداری رکھتا ہوں، دھوکہ نہیں کروں گا، چنانچہ سراقہ کو معاف کر دیا گیا، بہر حال! رسول اللہ ﷺ مدینہ میں مقیم ہو گئے۔

### درخت کی گواہی کا معجزہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشہور صحابی ہیں، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے ہیں، کہتے کہ ایک سفر میں تھے، رسول اللہ ﷺ جا رہے ہیں، ایک شخص آ رہا ہے، آپ نے اس کو اسلام کی دعوت دی کہ آپ اللہ وحدہ لا شریک ذات کو مانو اور اللہ کے رسول محمد بن عبداللہ کی رسالت کا اقرار کرو کامیاب ہو جاؤ گے، کہنے لگا رسول کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا میں اللہ کا آخری رسول ہوں، تو صحابہ کرام تو دور تھے، وہ کہنے لگا آپ کی رسالت پر کوئی گواہ ہیں، آپ نے فرمایا وہ صحابہ تو دور ہیں، یہ درخت قریب ہے، اگر یہ درخت میری رسالت پر گواہی دیدے، تو ایمان لے آؤ گے، وہ کہنے لگا ضرور! یہ بہت بڑی دلیل ہے، بہت بڑی علامت ہے آپ کی نبوت کی، آپ نے اس درخت کو اشارہ کیا، وہ درخت قریب آیا اور آپ نے فرمایا کہ درخت اس کو یہ بتاؤ کہ میں کون ہوں؟ درخت کو اللہ نے زبان عطا کی اور اس نے کہا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، آپ نے فرمایا کہ آپ

نے میرے اوپر ایمان لایا ہوا ہے، آپ مجھے جانتے ہیں، تو لکھتے ہیں اصحاب سیر کہ درخت کی ہر شاخ سے یہ آواز آنے لگی

”أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ

وَرَسُولُهُ“ (جامع ترمذی جلد دوم: ۱۵۹۴)

جب درخت کی شاخوں نے یہ شہادتیں پڑھنی شروع کیں، تو یہ دیہاتی درخت کی تعلیم کے

ساتھ ساتھ یہ بولنے لگا

”أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ

وَرَسُولُهُ“ (جامع ترمذی جلد دوم: ۱۵۹۴)

### اذان کے کلمات خود جاری ہو گئے!

فتح مکہ کے دن جب حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ ﷺ نے اذان دینے کا فرمایا، جب حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان شروع کی، تو کچھ بچے دارالندوہ کے قریب بیٹھے تھے، ان میں سے ایک بچہ بھی یوں بولنے لگا، جیسے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولتے ہیں

”أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولَ اللَّهِ“

اختتام پر آپ نے اس بچے کو قریب بلایا کہا ہمارے موزن کی اذان کی نقل کیوں کرتے ہو؟ وہ کہنے لگا نقل نہیں کر رہا ہوں، بلکہ میری زبان سے خود بخود جاری ہو رہی، ان جملوں کو بولنے پر رسول اللہ ﷺ نے اس بچے کے سر پر ہاتھ پھیرا اور کہا اب پڑھو

اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ

”أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولَ اللَّهِ“

ہم تو چلے جائیں گے مدینہ اور تجھے میں مسجد حرام کا موزن مقرر کر کے جا رہا ہوں، وہ اللہ کے رسول کا صحابی ابو محمد زورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جنہوں نے اپنی زندگی سر کے یہ بال نہیں کٹائے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا دست شفقت میرے سر کے اس حصہ پر پھرا ہے، اگر آخرت میں میرے پاس اعمال کی اور کوئی پونجی نہ ہوئی، تو میں اللہ کی بارگاہ میں اپنے بالوں کو پیش کر دوں گا، جہاں رسول اللہ ﷺ کا دست اقدس پھرا تھا۔

## قریب المرگ کو شہادتین کی تلقین:

تو خود بخود شہادتین ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منہ سے نکلنے شروع ہوئے، جب درخت نے رسول اکرم ﷺ کی رسالت پر گواہی دی تو اس دیہاتی سے شہادتین خود جاری ہو گئے یہی وجہ ہے کہ تلقین کرنی چاہئے جو بندہ بیمار ہو مرنے والا ہو اس کے قریب یہ جملے خود پڑھنے چاہئے پہلا کلمہ دوسرا کلمہ پڑھنے چاہئے۔ اگر اس کا دل تسلیم والا ہے اس کا دل خود بخود جاری ہو جائے گا وہ خود بخود پڑھنے لگ جائے گا

”أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ“

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث نقل کی ہے کہ جس کی زندگی کا آخری کلمہ  
”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ“

یا

”أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ“

وہ جنت میں داخل ہو جائے گا

## کھجوروں میں برکت کا معجزہ:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت نقل کرتے ہیں، میں جناب نبی پاک ﷺ کی مجلس میں بیٹھا تھا، ایک مسافر جماعت رسول اللہ ﷺ کو ملنے آئی، جناب کا ایک وقت تھا باہر کے وفود سے ملنے کا اور جس ستون کے ساتھ آپ بیٹھتے تھے، اس ستون کا نام استوانہ وفود ہے، اب بھی موجود ہے آپ کے حجرے کے ساتھ دیوار کے ساتھ ملا ہوا ہے استوانہ وفود یعنی جماعتیں جہاں آ کر ملتی تھیں، اس ستون کے ساتھ جب آپ تشریف رکھتے تھے، اس کا یہ مطلب ہوتا تھا جو باہر سے مسافر جماعتیں اسلامی سبق لینے آتی ہیں، وہ حضرت کے ساتھ مل سکتی ہیں، ایک جماعت آئی ملنے کے لئے، جو چار سو کچھ افراد پر مشتمل تھی، انہوں نے سبق لیا، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ ہم دعائیں کرتے تھے، کوئی مسافر آئے، دیہاتی لوگ آئیں، آپ سے دین کی بارے میں پوچھیں، تو ہمیں بھی دین کی تعلیم میں



رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشورے سے خندق میں کھودنے کا عمل شروع کیا، اس وجہ سے اس کو غزوہ خندق کہتے ہیں اور اس میں کئی باتیں سامنے آئی اور ایک اہم بات سامنے آئی کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ اللہ کے رسول بھوک لگی ہوئی ہے اور پیٹ پر پتھر باندھے ہوئے ہیں، تو آپ ﷺ نے اپنی قمیص مبارک کو اٹھا کر دکھایا کہ تم نے ایک پتھر باندھا ہے، میں نے دو باندھے ہوئے ہیں اور یہی وہ جگہ ہے جہاں پر ایک چٹان نہیں ٹوٹ رہی تھی، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلسل کوشش کر رہے تھے اور تین ہزار کے قریب تھے آپ کو جب اطلاع آئی، تو آپ نے فرمایا ٹھیک ہے، چلو مجھے چٹان دکھاؤ۔

آپ ﷺ نے جب پہلا بادان مارا وہ پتھر ٹوٹا اور آگ کا شعلہ نکلا، تو آپ نے فرمایا کسریٰ کا ایوان ٹوٹ چکا ہے، پھر جب دوسرا بادان مارا پتھر ٹوٹا اور شعلہ نکلا تو کہا آتش پرستوں کی آگ بھی بچ چکی ہے، ((سنن نسائی جلد دوم: ۱۰۸۹))

یہ فارس میں صدیوں سے بجھنے نہیں دیتے، آتش پرستوں نے اپنے ان معبودوں کو زندہ رکھنا ہے جس کی عبادت کرنی ہے، وہ آگ کو بجھنے نہیں دیتے یہ بات پھیلی ارد گرد کے علاقوں میں اور دشمنان اسلام نے رسول اللہ ﷺ کے ان جملوں کی مزاق بنائی کہ جن کے پاس کھانے کو کچھ نہیں، پیٹ پر پتھر باندھے ہوئے ہیں، وہ خواب قیصر و کسریٰ کے دیکھتے ہیں، اللہ نے پھر ایسا کر دکھایا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں جب قیصر کسریٰ کا علاقہ فتح ہوا، جو تخت سونے کا جس پر مصنوعی سجائی ہوئی اونٹنیاں اور گھوڑے مصنوعی بت بنائے ہوئے تھے، اور جو ہیرے اور جواہرات کے تھے، آپ نے اس تخت کے اوپر صحابہ کی دعوت کی، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اور اس میں خطاب کیا تھا، تو اس علاقے کے رہنے والو! میرے پیغمبر ﷺ نے ایک زمانہ پہلے ایک بشارت دی تھی کفار اور منافقین نے مذاق بنائی تھی، میں اس وقت ان چیزوں کو اپنے پاؤں کے ساتھ روند رہا ہوں، ہماری نظر میں سونا چاندی کی کوئی حقیقت نہیں ہے، ٹکڑے ٹکڑے کرا کر مجاہدین اور تمام مسلمانوں میں تقسیم کر دیئے، ایک حصہ بھی اپنے لئے نہیں رکھا کہ ہم سونا چاندی جمع کرنے کے لئے نہیں آئے، ہم اللہ کے سچے دین کی اشاعت کے لئے آئے ہیں اور اسی دین



کی اشاعت میں اللہ نے ہمیں سب کچھ دیا۔

### حضرت جابر کی دعوت کا معجزہ:

توبات کر رہا ہوں، جب یہ پتھر آپ ﷺ نے دکھائے، تو حضرت جابرؓ گھر آئے، ان کا گھر اتفاق سے قریب تھا، گھر والی سے مشورہ کیا، یہ صورت حال ہے، تو کہا کہ ایک صاع جو ہیں یہ تقریباً دو کلو اور ایک بکری ہے، حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بیوی کو فرمایا کہ آپ چکی پیسو جو کو پیسو بکری ذبح کی اور برتن میں آگ لگا دی۔ (مسلم جلد سوم: ۸۱۸)

فرمایا آپ کھانا پکاؤ میں رسول اللہ ﷺ کو بلاتا ہوں، بیوی نے کہا جابر دیکھنا سوانہ کرنا یہ دو کلو جو چند لوگوں کا کھانا ہے اور حضرات صحابہؓ ہزاروں میں ہیں، سب کونہ لانا مجھے سوانہ کرنا اور انہوں نے چپکے سے رسول اللہ ﷺ سے یہ درخواست کی کہ حضرت چند آدمیوں کا کھانا ہے یوں دو کلو جو تھے ان کی روٹی پکا رہے ہیں اور ایک بکری ذبح کی ہے یہ صورت حال ہے آپ نے خود اعلان فرمایا کہ سب خندق کھودنے والے جمع ہو جاؤ جابر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے گھر جانا ہے، اس نے دعوت کی ہے، جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں خاموش ہو گیا میں نے اپنی بات تو اتمام حجت کے طور پر کر دی تھی لیکن آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بلا کر جمع کر رہے ہیں میں پہلے پہلے دوڑتا ہوا گھر پہنچاتا کہ اطلاع دے دوں اور آپ نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ ہدایت دی کہ میرے آنے سے پہلے دیگ کا ڈھکن نہیں اٹھانا اور جس آٹے کی روٹی پکائی ہیں اس کے اوپر جو کپڑا ہے یا ڈھکن ہے اس کو بھی نہیں اٹھانا میرے آنے سے پہلے یہ آئے اور یہی بات کہی کہ ڈھکن نہیں اٹھانا ہے بات یہی ہو گئی جس کا ڈر تھا کہ آپ نے کہا تھا کہ چند بندوں کو بلانا سارا وفد ہے اس میں جناب نبی کریم ﷺ نے اعلان کر دیا ہے سارے آ رہے ہیں ایک صحابیہ ہے کہ ظاہر ہے کہ اللہ کے پیغمبر نے یوں فرمایا ہے پھر یوں ہی ہو جائے گا۔

یہ پورا ہو جائے گا آپ پریشان نہ ہوں وفد آ گیا رسول اللہ ﷺ نے اس دیکھی پر ہاتھ لگایا اور دعا کی اور پھر اس ٹوکری پر جہاں آتا تھا اس سے یوں تین دفعہ ہاتھ مارا اور دعا دی فرمایا لیکن لگاؤ کھانا کھلانا شروع کر دیا اب وہ پکاتی جا رہی ہیں وفد آتے جا رہے ہیں کھاتے

جار ہے ہیں تین ہزار کے لگ کا وفد نے نبی پاک ﷺ کی دعا سے سب نے کھانا کھایا حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں یہ کھانا اسی طرح تھا جیسے تھا۔

### حضرت جابر کی کھجوروں میں برکت کا معجزہ:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کیا اے اللہ کے رسول میرا ابو غزوہ احد میں شہید ہو گیا تھا اور بہت قرض ہے تمیں و سق یہ موجودہ چالیس پچاس من ہمارے حساب سے بنتے ہیں ان کو میں نے کہا ہوا تھا میری جو کھجور ہوں گی اس سے دوں گا لیکن کھجور بہت تھوڑی ہیں آپ نے فرمایا جابر جاؤ جتنے آپ کے قرض خواہ ہیں ان کو بلا کے لاؤ کہ تمہارے لئے آج قرضے کا انتظام ہو گیا ہے ان کو میں دے دوں گا حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کو بلانے کے لئے گئے آپ ﷺ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر تشریف لے گئے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا یہ ہے وہ کھجوریں جو آپ نے قرض خواہ کو دینی ہیں عرض کیا حضرت یہ ہیں فرمایا ان کو بلاؤ نمبر وار جس کی جتنی کھجوریں ہیں وہ لیتے جائیں اور وہ لیتے گئے وہ تو چند کلو تھی اور منوں کے حساب سے قرض خواہوں کی کھجوریں تھیں ہر قرض خواہ اپنی ضرورت کے مطابق لیتا گیا جب وہ سارے قرض خواہ ختم ہو گئے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں وہ کھجوریں اتنی ہی رہیں جتنی پہلے تھیں۔ (مشکوٰۃ شریف جلد پنجم: ۴۹۴)

### حضرت ابو ہریرہ کے توشہ دان کا معجزہ:

رسول اللہ ﷺ کی دعا کی برکت سے اصحاب صفہ کے درویشوں میں سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشہور صحابی ہیں، سب سے زیادہ احادیث کے راوی ہیں، کہتے ہیں بھوک لگ جاتی تھی، سبق بھی یاد نہیں ہوتا تھا، اٹھ کر ادھر ادھر جاتے بھی نہیں تھے کہ حضرت تشریف لائیں گے کہ کوئی سبق آپ ارشاد فرمائیں گے، ہم ادھر ادھر ہو جائیں، تو وہ سبق رہ نہ جائے ایک دفعہ برتن مجھے ملا، اس میں چند کھجوریں تھی، کئی دفعہ بھوک میں بے ہوش ہو چکا تھا کہ لوگ کہتے تھے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مرگی ہو گئی ہے، مرگی نہیں ہوتی تھی، بھوک کی وجہ سے

گر جاتا تھا، تو وہ توشہ دان مجھے ملا، جس میں چند کھجوریں مجھے کسی ساتھی نے دی، میں نے حضرت کے مزاج کو پڑھتے ہوئے سمجھتے ہوئے جب آپ بیٹھے تھے ریاض الجنۃ میں حاضر خدمت ہوا، حضرت اکثر ساتھیوں کو طلبہ کو بھوک لگتی ہے، ہمارے پاس کچھ کھانے کو نہیں ہوتا، یہ تھیلا ہدیہ میں آیا ہے، اس میں چند کھجوریں ہیں آپ دعا فرمادیں ان کھجوروں میں برکت ہو جائے، جب ہمیں ضرورت ہو، تو ہم اس میں سے کھجوریں لے لیا کریں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے دے دو، توشہ دان آپ نے اس میں دم کیا، دعا کی برکت کی اور فرمایا ابو ہریرہ سنبھال کر رکھنا قیامت تک اگر تم سے یہ توشہ دان گم نہ ہوا، تو یہ کھجوریں دیتا رہے گا، (مشکوٰۃ شریف جلد پنجم: ۵۲۱) یہ ہدایت دی تو ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ میں بڑی پابندی کے ساتھ اس توشہ دان کو سنبھالا کرتا تھا، اور اس کے بعد پھر ایسی توبت نہیں آئی کہ مرگی ہو جائے اور بے ہوش ہو جاؤں تمام طلبہ کو بھی میں دیتا تھا اور سنبھال کر رکھتا تھا لیکن خالی بھی نہ رکھتا جو ہدایت تھی اس کے مطابق سنبھال کر رکھتا تھا جب عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر مصر کے باغیوں نے حملہ کیا اور شہید کر دیا گیا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تو مدینہ طیبہ میں ایسی افراتفری ہوئی اس وقت مجھ سے وہ توشہ دان گم ہو گیا اتنا پریشانی کا عالم بنا تھا تو دنیا میں سب سے زیادہ تین غم مجھ پر آئے ہیں:

ایک جب رسول اللہ ﷺ کا فراق دیکھا تو بہت بڑا غم آیا

دوسرا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مظلومانہ شہادت کو دیکھ کر بڑا غم آیا۔

اور تیسرا اپنا توشہ دان گم ہونے کا غم آیا

## انگلی سے متعلق معجزات:

تو رسول اللہ ﷺ کے معجزات بے شمار ہیں آپ کے معجزات کو استیعاب میں نہیں لایا جاسکتا، بعض انبیاء کو اللہ پاک نے لاشی عطا کی تھی، اس سے چشمے جاری ہوتے تھے، دریا راستے دیتے تھے، رسول اللہ ﷺ کی انگلی میں اللہ نے وہ مقام رکھا کہ اشارہ ہوتا تھا، تو چاند کے دو ٹکڑے ہو جاتا، اشارہ ہوا معراج کے واپسی پر تو سورج رک گیا تھا، اشارہ ہوا غزوہ خیبر میں سورج واپس آیا، در یہی انگلی ہے جس کو آپ نے پیالے

میں ڈبویا، تو وہ پیالہ چشمے کی شکل بن کر سینکڑوں صحابہ کرام کو سیراب کرنے لگا۔ (مشکوٰۃ شریف جلد پنجم: ۵۱۴)

### درخت سجدے میں گر گیا:

رسول اللہ ﷺ ایک سفر میں تھے، اسی طرح ایک دیہاتی نے سوال کیا اور کہا حضرت یہ کھجور کا درخت اگر آپ پر سلام پیش کرے اور آپ کے پاس آئے، تو میں مسلمان ہو جاؤں گا، چنانچہ آپ نے اس کھجور کے درخت کو اشارہ کیا، وہ جڑوں سمیت زمین کو چیرتا ہوا رسول اللہ ﷺ کے قریب آ کر تعظیماً سجدے میں گر گیا، آپ ﷺ نے فرمایا اٹھ جاؤ، پھر درخت کھڑا ہو گیا، آپ کے سامنے آپ ﷺ نے فرمایا آپ کو معلوم ہے میں کون ہوں؟ اس درخت نے گواہی دی وہ دیہاتی

”أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ“

(مشکوٰۃ شریف جلد پنجم: ۵۱۴)

کہنے لگا اور اس درخت کا منظر پیش کرتے ہوئے قصیدہ بردہ والے بزرگ نے عجیب بات کہی: فرمایا

جَاءَتْ لِذَعْوَتِهِ الْأَشْجَارُ سَاجِدَةً

تَمْشِي إِلَيْهِ عَلَى سَاقٍ بِأَقْدَامِ

آپ کے بلانے پر درخت آ رہا ہے، زمین کو چیرتے ہوئے اور قریب آ کر سجدہ میں جھک رہے ہیں، چل کر آ رہے ہیں آپ کے حکم کی اتباع میں..... قدم نہیں ہے، لیکن پھر بھی حکم کی اتباع کر رہے ہیں۔

وہ بات نبی کی سمجھ رہے..... ان کے کان نہیں

وہ نبی کو دیکھ بھی رہے ہیں..... ان کی نگاہیں نہیں ہیں

وہ نبی کو آخری پیغمبر سمجھ رہے ہیں..... ان کا دماغ نہیں۔

آپ کے حکم کی اتباع میں چل کر قریب آ رہے ہیں، ان کے قدم بھی نہیں ہیں، یہ غیر مکلف

مخلوق ہیں، نبی کے اشاروں کو مان رہی ہے، اے میرے ساتھیوں ہم تو مکلف ہیں، نبی کے

فرمان کے تو پھر کیوں نہیں مان رہے ہیں؟  
 اللہ پاک ہمیں سچی عقیدت بنی پاک ﷺ کی محبت نصیب فرمائے۔  
 ﴿.....وَأَخِرُ دَعْوَانَا أَنْ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.....﴾

## معجزات مصطفیٰ ﷺ..... ثانی

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ  
الْأَنْبِيَاءِ، وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ الَّذِينَ أَوْفُوا عَهْدَهُ، الَّذِينَ هُمْ  
خُلَاصَةُ الْعَرَبِ الْعَرَبَاءِ، وَخَيْرُ الْخَلَائِقِ بَعْدَ الْأَنْبِيَاءِ. أَمَّا بَعْدُ!  
فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ هُمْ قَوْمٌ أَنْ  
يَسْطُورُوا إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاللَّهُ وَعَلَى  
اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ﴾ المائدة: ۱۱  
قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "خُذْ هَذَا يَا قَتَادَةَ فَيَسِضِي أَمَامَكَ عَشْرًا  
وَخَلْفَكَ عَشْرًا". (مسند احمد جلد پنجم: ۶۳۸)  
صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ وَصَدَقَ رَسُولُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيمُ وَنَحْنُ عَلَى  
ذَلِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِينَ وَالشَّاكِرِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.

### آیت کا مفہوم:

سورۃ مائدہ کی ایک آیت کریمہ اور جناب نبی پاک ﷺ کا ایک ارشاد تلاوت کیا ہے، جس میں اللہ رب العزت نے نبی پاک ﷺ پر جو احسانات کیے ہیں اور جو آپ کو صلاحیتیں دی ہیں، جو ملکہ عطاء کیا ہے، جو اوصاف اور خوبیاں دی ہیں، ان کا تذکرہ ہے۔  
فرمایا اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرو، جو اللہ نے تمہارے اوپر کی ہیں، کہ جب ایک قوم ایک جماعت تمہارے اوپر حملہ کرنا چاہ رہی تھی، تو اللہ رب العزت نے ان کے

ہاتھوں کو روک لیا، جو تمہاری طرف اٹھ رہے تھے، اس میں کامیاب نہیں ہوئے، ان نعمتوں کی قدر دانی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، اوامر کو بجالاؤ، نواہی سے بچو، اور ایمان والوں کا مقام یہی ہوتا ہے جو اللہ پر کامل بھروسہ کریں۔

### حدیث کا مفہوم:

جناب نبی پاک ﷺ کے ارشاد کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت قتادہ بن نعمانؓ کو آپ نے فرمایا اپنی طرف سے ایک لاشی دیکر

”خُذْ هَذَا يَا قَتَادَةُ يُضِيْ لَكَ اَمَامَكَ عَشْرًا وَخَلْفَكَ عَشْرًا“

اے قتادہ! یہ لاشی لے لو اور یہ لاشی دس گز آپ کے سامنے اور دس گز آپ کے پیچھے روشنی دے گی۔

### آیت کا شان نزول:

جو آیت کریمہ تلاوت کی سورۃ مائدہ کی، یہ خاص موقع کے اوپر نازل ہوئی ہے، عمرو ابن امیہ ضمیری ایک صحابی ہیں، ایک جہادی سفر سے واپس آرہے تھے، راستے میں ان کو دو کافر ملے، جو قبیلہ بنو کلاب کے تھے اور یہ قبیلہ بنو کلاب وہ ہے سب سے زیادہ جس کے پاس بکریاں تھیں، آپ ﷺ بعض دفعہ ساتھیوں کو کسی چیز کے متعلق سمجھانا چاہتے، تو فرمایا کرتے تھے، قبیلہ بنو کلاب کی بکریوں سے بھی زیادہ ثواب ملے گا، اس قبیلے کے دو شخص عمر ابن امیہ ضمیری کو راستے میں ملے، یہ صحابی رسول جہادی سفر سے واپس آرہے تھے، بنو کلاب کے یہ دونوں شخص کافر تھے، عمر بن امیہ کے علم میں یہ بات نہیں تھی کہ آپ ﷺ کا جنگ بندی کا معاہدہ قبیلہ بنو کلاب کے ساتھ بھی ہے۔

بہر حال! عمر بن امیہ نے ان سے قتال کیا اور وہ دونوں قتل ہو گئے، جب یہ صحابی رسول ﷺ عمر بن امیہ مدینہ طیبہ میں پہنچے، تو قبیلہ بنو کلاب کے شخص بھی پہنچ گئے، شکایت کی کہ ہمارا آپ کے ساتھ جنگ بندی کا عہد تھا، آپ کے ایک صحابی نے ہمارے دو بندوں کو قتل کر دیا، آپ ﷺ نے ان کو بلایا، وجہ پوچھی تو انہوں نے عرض کیا کہ اللہ کے رسول! میں چونکہ جہادی

سفر سے آرہا تھا اور جہاد میرا مشن تھا، میں نے جب ان کو لکارا، تو یہ میرے مقابلے کے لئے تیار ہو گئے، ان کو چاہیے تھا کہ مجھے بتاتے کہ ہم قبیلہ بنو کلاب کے ہیں، ہمارا جناب کے ساتھ عہد ہے جنگ بندی کا، تو میں ان کو نہ مارتا، تو آپ نے فرمایا یہ قتلِ خطا ہو گیا ہے، لہذا ہم آپ کو ان دونوں بندوں کی دیت دیں گے، وہ راضی ہو گئے، لیکن دیت دو بندوں کی بہت بڑی چیز ہوتی ہے، سو اونٹ ایک بندے کی دیت ہے، مختلف عمر کے اونٹ ہوتے ہیں، بنتِ محاص بنت لبون، جذعہ، حقہ، مختلف تعداد اور گنتی میں سو اونٹ ایک مقتول کی دیت ہوتی ہے، آپ ﷺ نے سوچا کہ قبیلہ بنو نظیر کے ساتھ ہمارا معاہدہ چلا آرہا ہے، ان پر کوئی مشکل آئی، تو ہم ساتھ دیں گے، ہم پر کوئی مشکل آئی، تو وہ ساتھ دیں گے، یہی معاہدہ ہوتا ہے۔

آپ ﷺ نے اپنے ساتھ حضرت ابو بکر صدیقؓ کو ایک دو صحابہ اکرام کو لیا اور قبیلہ بنو نظیر کے پاس پہنچ گئے، یہ یہودیوں کا قبیلہ مدینہ میں آباد تھا، آپ کے ساتھ مدینے میں رہنے کے متعلق معاہدہ تھا کہ جو مشکل آئے گی، سب شریک ہو کر اس مشکل کا مقابلہ کریں گے، ایک دوسرے کا تعاون کریں گے، آپ اسی معاہدے کے تحت بنو نظیر کے پاس گئے اور انہوں نے بہت استقبال کیا، خوش آمدید کہا، آپ کو ایک جگہ نشست بنا کر دی اور عرض کیا کہ آپ یہاں بیٹھیں، ہم آپ کی جو ڈیمانڈ ہے، اس کے بارے میں مشورہ کر کے پھر آپ کو بتاتے ہیں، آپ ﷺ بمع اپنے احباب کے قبیلہ بنو نظیر کے ایک قلعہ کی دیوار کے سائے میں تشریف فرما ہو گئے، کہ اسی دوران جبریلؑ آگئے اور آپ کا ہاتھ پکڑا کہ چلو چلتے ہیں یہاں سے، یہ آپ کے بارے میں کچھ غلط نظریہ رکھتے ہیں، بس یہاں سے آپ تشریف لے جائیں، انہوں نے آپس میں جا کر یہ مشورہ کیا تھا کہ کوئی بڑی سی چٹان قلعہ کی دیوار کے اوپر لے جاتے ہیں اور پھر اس چٹان کو آپ ﷺ کے اوپر نعوذ باللہ پھینکتے ہیں، جس سے آپ شہید ہو جائیں گے، قتل ہو جائیں گے اور یہ نظام ہی ختم ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو اطلاع دے دی، پھر یہی وجہ ہے کہ قبیلہ بنو نظیر کو یہاں سے جلا وطن ہونا پڑا، دشمنوں کو اپنے نقص عہد بھول جاتے ہیں، جب مسلمان اپنی کوئی دفاعی ترتیب کرتے ہیں، تو پھر دشمن مسلمانوں کو دہشت گرد کہتے ہیں، جب عہد تھا ایک شہر میں رہنے کا، آپ



تشریف لے گئے یہ کہتے کہ حضرت حالات کمزور ہیں، اتنا نہیں کر سکتے، تھوڑا تعاون کر سکتے ہیں اور یہ اس قتل کے مشورے میں قبیلہ بنو نظیر مشرکین مکہ کے ساتھ ملے ہوئے تھے فرمایا۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ هُمْ قَوْمٌ أَنْ

يَسْتُوا إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ﴾

اے ایمان والو! اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو اور ان نعمتوں کو یاد کر کے شکر بجلاؤ، جب ایک قوم تمہارے بارے میں یہ نظریہ کر چکی تھی کہ تم کو ختم کرنا ہے، ہم نے ان کے ہاتھوں کو روک لیا، وہ آپ لوگوں کا کچھ نہ کر سکے، بس اس نعمت کی قدر دانی اور شکر گزاری یہ ہے کہ اللہ سے ڈرو، انسان کو جب اللہ عزت کی نعمت دے، دولت کی نعمت دے، رزق کی نعمت دے، تو اس نعمت کی قدر دانی یہ ہے کہ اس نعمت کو اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے حکم کے مطابق خرچ کرے، یہ نعمت کی شکر گزاری ہے، جیسے کہ ظاہری جملوں کے ساتھ ہے، ایسے ہی اعضاء جوارح کے ساتھ بھی ہے، نعمت کی قدر دانی اور نعمت کی شکر گزاری ہوتی ہے، یعنی انسان کی زبان بھی اپنے محسن کی قدر دان ہو، انسان کے اعضاء جوارح دل دماغ بھی اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے حکم کے تابع ہوں، یہ نعمت کی قدر دانی ہے۔

﴿وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ﴾

اور مومنوں کو چاہیے کہ اللہ ہی پر کامل بھروسہ رکھیں، اپنے تمام نظام کو اللہ کے حوالے

کر دیں۔

### میمون بن زید بن ابی عبسہ کا واقعہ:

آپ کے سامنے حدیث رسول تلاوت کی اس طرح کئی واقعات ہیں، حضرت میمون بن زید بن ابی عبسہ صحابی ہیں اور آپ ﷺ کے زمانے میں نظر میں کمی ہوگی، جیسے نظر چلی جاتی ہے، دھندلا دھندلا نظر آتا ہے، موتیہ آگیا، تو اس زمانے میں یوں علاج نہیں تھے، تو آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کیا کہ مجھے مشکل ہوتی ہے چلنے میں، تو آپ نے میمون بن زید بن ابی عبسہؓ کو ایک لاشی دی کہ آپ اس کو اپنے پاس رکھا کریں، جب آپ کو لم نظر آئے گا، تو یہ لاشی آپ کو روشنی دے گی، ہمیشہ یہ لاشی اپنے پاس رکھتے تھے۔

## قنادہ بن نعمان کا واقعہ:

جو حدیث تلاوت کی اسکا واقعہ یہ ہے عشاء کی نماز ہوگی، آپ ﷺ نماز سے فارغ ہونے کے بعد حجرے میں تشریف لے گئے اور موسم ابر آلود ہو گیا گرج چمک کی آواز آنے لگی، جیسے سخت تیز بارش آنے لگی ہے، انتہائی تاریکی ہوگی، آپ ﷺ مسجد کو دیکھنے کیلئے باہر تشریف لائے، کہ کوئی شخص ہے یا نہیں؟ جب آپ اپنے حجرے سے باہر تشریف لائے، تو حضرت قنادہ بن نعمانؓ عنہ نماز پڑھ رہے تھے اور سب صحابہؓ نماز سے فارغ ہو کر چلے گئے تھے، انتہائی تاریکی تھی، تو جیسے بجلی چمکی تو مسجد کے صحن میں حضرت قنادہ بن نعمان نظر آئے، تو آپ نے فرمایا قنادہ میرے آنے تک گھر نہ جانا، جب میں آؤں گا، تو پھر جانا، یہ جملہ کہہ کر اندر تشریف لے گئے، گھر سے اپنی لاشی لائی عصاء مبارک لائے اور پھر یہ جملہ ارشاد فرمایا:

”خُذْ هَذَا يَا قَتَادَةُ يُضِيُّ لَكَ أَمَامَكَ عَشْرًا وَخَلْفَكَ عَشْرًا“

یہ لاشی لے لو، یہ لاشی آپ کو روشنی دے گی، آپ کے سامنے دس گز اور آپ کے پیچھے دس گز یہ لاشی سنبھال کر رکھنا۔ (مسند احمد جلد پنجم: ۶۳۸) چنانچہ حضرت قنادہؓ عنہ عرض کرتے ہیں جب بھی انتہائی تاریکی میں مجھے روشنی کی ضرورت پیش آئی، اس نے روشنی کا کام دیا۔

## انگلی سے روشنی نکلنے کا واقعہ:

ایک صحابی رسول ﷺ روایت کرتے ہیں کہ ہم سفر میں تھے اور اسی طرح انتہائی تاریکی کا سامنا ہوا، ہم نے عرض کیا کہ کچھ نظر نہیں آ رہا ہے، تو آپ ﷺ نے اپنے دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی یوں اٹھائی تو فرمایا اب نظر آ رہا ہے، آپ کی وہ شہادت کی انگلی پورے اس قافلے کو روشنی دینا شروع ہوگی، نظر آ رہا ہے، اپنا سامان دیکھ لو، تو رسول اللہ ﷺ کی یہ برکات من جانب اللہ عنایات تھی، جن کو معجزہ کہا جاتا ہے۔

## سونے کی دو اینٹوں کا واقعہ:

غزوہ بدر میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ جو آپ کے چچا ہیں، گرفتار ہو گئے اور بھی بہت

سارے مشرکین مکہ کے بندے گرفتار ہو گئے تھے، تو آپ نے سب کے اوپر فدیہ مقرر کیا کہ تمام قیدیوں پر چالیس چالیس اوقیہ فدیہ مقرر ہوا کہ وہ جمع کرائیں، تو پھر ان کو رہائی مل جائے گی، لیکن اپنے چچا کو کہا کہ آپ نے فدیہ سو اوقیہ جمع کرانے ہیں، حضرت علیؓ عنہ کے بھائی حضرت عقیل کو کہا کہ آپ نے اسی اوقیہ جمع کرانے ہیں، بعد میں یہ حضرات مسلمان ہو گئے، حضرت عباس جو آپ کے چچا ہیں کہ کہا کہ میرے پاس کچھ بھی نہیں، میں فقیر ہوں، آپ نے فرمایا چچا جی جب جنگ کیلئے آرہے تھے بھتیجے کے مقابلے میں، تو ام فضل کو دوسونے کی اینٹیں کس نے دی تھیں، یعنی اپنی بیوی کو اور یہ کہا تھا کہ اگر اس جنگ میں مر گیا، تو ان سے گزارا کرنا اور میں واپس آ گیا تو میں اور بھی خیال کروں گا، حضرت عباسؓ عنہ حیران ہو گئے، کہنے لگے دل تو پہلے بھی یہ چاہتا تھا کہ اپنے بھتیجے کی بات مان لوں، لیکن آج آپ کی اس خبر سے مجھے یقین ہو گیا کہ آپ کے پاس وحی آتی ہے جبرئیل آتے ہیں

ایک آیت رسول اکرم ﷺ پر نازل ہوئی فرمایا

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِمَنْ فِي أَيْدِيكُمْ مِنَ الْأَسْرَى﴾ الانفال: ۷۰

کہ اے نبی آپ فرمادیجئے ان کو جو قیدی ہیں کہ تمہارے دل میں جو نیکی ہے جو کہہ رہے ہو یقینی بات ہے کہ اسلام میں داخل ہو جاو اس سے یہ نیکی اللہ پاک تمہیں عطاء کریں گے

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ﴾ آل عمران: ۳۱

اور اللہ تمہارے گناہوں کو بھی معاف کر دیں گے اور اللہ سب دیکھنے والا سننے والا ہے جاننے والا ہے تو حضرت عباسؓ عنہ یہاں پر اسلام کا اعلان کیا، جو بعد میں پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس ہی آ گئے۔

یوں کئی مقامات پر من جانب اللہ اطلاع رسول اللہ ﷺ کو عطاء کی گئی ہے غزوہ بدر میں جب رسول اللہ ﷺ اپنے ساتھیوں کو تشکیل دے رہے تھے کہ آپ نے یہاں بیٹھنا ہے آپ نے یہاں بیٹھنا ہے آپ نے یہ کرنا ہے تشکیل کے بعد آپ دعا مانگتے رہے اور ایک جملہ بار بار دہراتے تھے۔ فرمایا

”اللَّهُمَّ انْجِزْنِي مَا وَعَدْتَنِي ، اللَّهُمَّ إِنْ تَهْلِكْ هَذِهِ الْعِصَابَةَ مِنْ  
أَهْلِ الْإِسْلَامِ لَا تُعْبَدُ فِي الْأَرْضِ أَبَدًا“ (جامع ترمذی جلد  
دوم: ۱۰۲۲)

اے اللہ جو آپ نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہوا ہے آج اس مقام پر اس وعدے کو پورا  
کر دے۔ اے میرے معبود پہ میری مختصر سی پونجی اگر آپ نے اس معرکے میں ہلاک کر دی  
میری سوچ یہ ہے، پھر روئے زمین پر صحیح معنوں میں آپ کا نام لینے والا آپ کی عبادت کرنے  
والا کوئی بھی نہیں رہے گا ادھر آیت نازل ہوگی۔

﴿إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُمْ بِالْفِ مِّنَ

الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ﴾ الانفال: ۹

اے نبی پریشان ہم آپ کو نہیں ہونے دینگے اس یوم الفرقان میں مقام بدر میں اس پہلے  
معرکے میں ہم نے حق باطل کو جدا کر دینا ہے، حق کو فتح عطاء کرنی ہے اور باطل کو مغلوب بنا دینا  
ہے۔

﴿وَيُحِقُّ اللَّهُ الْحَقَّ وَيُبْطِلُ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ﴾

یونس: ۸۲

آج حق کا بول بالا ہو جائے گا، ظاہری اعتبار سے قومی قوت کے اعتبار سے بھی آج حق کا  
بول بالا ہو جائے گا، اگرچہ کافر بہت پریشان ہوتے رہیں گے، آپ کی دعا کو آپکے رونے کو  
آپکے آنسو بہانے کو آپکی گریہ زاری کو میدان بدر میں جو آپنے کی ہے آپکے رب نے قبول  
کر لی ہے اور اس قبولیت کا مظاہرہ اللہ رب العزت کرینگے کہا ایک ہزار لشکر اپنے آخری نبی  
کیلئے نبی کی نصرت کیلئے فرشتوں کا بھیج رہا ہوں ایک ہزار لشکر کے دو قائد ہو گے ایک قائد  
جبرئیل ہو گا پانچ سو فرشتے اسکے زیر نگرانی جنگ کریں گے ایک جھنڈا جبرئیل کے ہاتھ میں ہو گا  
اور اسکے ماتحت پانچ سو فرشتے آپ کی مدد کیلئے لڑینگے اور ایک جھنڈا میکائیل کے ہاتھ میں ہو گا  
اور اسکے زیر قیادت پانچ سو فرشتے آپکی مدد کیلئے نکلے ہیں یہ میدان بدر میں رسول اللہ ﷺ کی  
دعا ہے اور اسی میں 70 سردار گرفتار ہوئے اور فد یہ لے کر آپ نے چھوڑا۔

## ایک چرواہے کا واقعہ:

حضرت رسول اکرم ﷺ غزوہ خیبر میں تشریف فرما تھے اور اس غزوہ میں کافی وقت خرچ ہوا ہے، قلعہ ایک فتح ہوا، دوسرا فتح ہوا، تیسرا فتح ہوا، اس میں آپ کے احوال کو دیکھ کر کئی لوگ مسلمان بھی ہوئے رہے، اس میں ایک دیہاتی حاضر خدمت ہوا عرض کرنے لگا کہ اللہ کے رسول میں آپ پر ایمان لانا چاہتا ہوں، میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ کا طریقہ کار اپنے ساتھیوں کے ساتھ کتنا عجیب ہے، کتنے شفقت والے ہیں، آپ نے فرمایا اچھی بات ہے، دنیا میں کامیابی ہے، جو میرے ساتھ جڑ جائے اور آخرت میں بھی کامیابی ہے، آپ نے فرمایا آپ یہاں کیا کام کرتے تھے؟ عرض کیا حضرت میں بکریاں چراتا تھا، جو مال غنیمت کی بکریاں تھی آپ نے اس دیہاتی شخص کو فرمایا ان بکریوں کا خیال رکھو اور چراؤ، چنانچہ چرانے لگ گئے، فتح ہو گیا خیبر سارا، کچھ تھوڑا ہی حصہ رہتا تھا، آپ نے مال غنیمت تقسیم کیا اور اس میں دیہاتی کا حصہ بھی رکھ لیا، جو بکریوں کی نگرانی کیلئے آپ نے بھیجا تھا، وہ شخص آ گیا، اسکو فرمایا یہ تیرا حصہ ہے مال غنیمت کا، آپ بھی بیت المال کا کام کر رہے تھے، تو عرض کرنے لگا حضرت میں تو اسلام اس لئے لایا ہوں کہ دنیا میں آپکا دیدار نصیب ہو جائے اور آخرت میں آپکے ساتھ جنت مل جائے، میں ان بکریوں اور اس طرح کا مال غنیمت ذرہ برابر شوق نہیں رکھتا ہوں اور نہ ہی میری ضرورت ہے، میں جہاد میں شہید ہونا چاہتا ہوں، زندگی کی یہی تمنا ہے، ایک آپ کا دیدار تھا، وہ نصیب ہو گیا، اب آخرت میں آپکی معیت میں جنت چاہتا ہوں، آپ نے فرمایا جہاد کرو شہید ہو جاؤ گے، تو یہ بھی مقام مل جائیگا، یہ شخص جہاد کیلئے نکلا تھوڑا سا علاقہ ابھی خیبر کا رہتا تھا اور اسی میں وہ سارے جمع ہو چکے تھے، جو پہلوان تھے، یہ شخص شہید ہو گیا، علاقہ فتح ہو گیا آپ ﷺ اس علاقے کی طرف تشریف لے گئے، تو اس دیہاتی صحابی کیلئے میدان خیبر میں دعا کی فرمایا

”اللَّهُمَّ هَذَا عَبْدُكَ ، خَرَجَ مُهَاجِرًا فِي سَبِيلِكَ ، وَقَتِلَ

شَهِيدًا ، وَأَنَا عَلَى ذَلِكَ شَهِيدٌ“

اے اللہ یہ آپ کا عبادت گزار بندہ ہے، آپ کے راستے میں ہجرت کر کے میرے پاس

پہنچا ہے، اسی معرکے میں شہید ہو گیا ہے، اور میں اسکے ایمان اسکے اخلاص پر اسکی شہادت پر میں خود گواہ ہوں۔ پھر آپ نے اس کا جنازہ پڑھایا۔

## اسلام کی تلوار دفاع میں اٹھی:

تو بات رسول اللہ ﷺ کے اوصاف اور مناقب کی کر رہا ہوں یہ شخص آپ کی شفقت مہربانی تقسیم کو دیکھ کر فریفتہ ہوا ہے اور آپ کے اخلاق کی تلوار بڑی تیز تھی، لوہے کی تلوار تو مجبوراً چلائی گئی کہ جب دشمن اپنے گھروں میں بھی نہیں رہنے دیتے تھے، مدینہ طیبہ کو دشمن نے نیست نابود کرنے کا فیصلہ کیا تھا، آپ کو جب اطلاع ملی، تو پورے مدینے کا آپ نے احاطہ کیا اور یہ سست گھوڑا تھا، آپ کی برکت سے ایسا چست اور مضبوط ہوا کہ آپ مدینے کا چکر لگا کر صحابہ کو اطلاع دی کہ بے فکر ہو کر آرام کرو، کوئی دشمن مدینہ کے ارد گرد میں نہیں ہے اور یہ گھوڑا سست نہیں ہے، یہ تو سمندر ہے، یہ گھوڑا سمندر کی موجوں کی طرح تیرتا ہوا چلا جا رہا ہے، یعنی آپ ﷺ کو صحابہ کرام کو مسلمانوں کو دشمن اپنے گھروں میں رہنے نہیں دیتا تھا، اگر کوئی دشمن گھر پر حملہ کرے اور اس کا دفاع نہ کیا جائے، یہ تو بے غیرتی ہے، بذدلی ہے، یہ تلوار جو چلی یہ مجبوراً چلی، اگر یہ تلوار چلنی ہوتی اس طرح تو مکہ مکرمہ میں تیرہ سال میں صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ اجازت مانگتے رہے کہ حضرت ہم کب تک پستے رہیں گے، خدارا ہمیں اجازت دیں، ہم جہاد کرتے ہیں، اپنا دفاع کرتے ہیں، ہم کچھ تو کر سکیں گے، آپ نے فرمایا کہ اجازت نہیں ہے لیکن جب ہجرت کر کے آپ مدینے میں تشریف لائے، تو مدینہ میں نہیں رہنے دیتے تھے، یہ دشمن مسلمانوں کو تو اپنے ملک میں بھی رہنے نہیں دیتا، یہ دشمن ایک ہی چیز سے ٹھیک ہوتا ہے، آپ کا یہ لقب ہے ”جہاد والا نبی“ جب مسلمان جہاد کی کوشش کو چھوڑے گا، تو دشمن مسلمان کو اپنے گھر میں بھی اطمینان کے ساتھ نہیں بیٹھنے دے گا، سوئے رہو حکمرانوں! ہمارے سوئے ہوئے بادشاہوں! اور باشندو! فوجیو! پولیس والو! تمام نوجوانو! جب تک تم سر بکف میدان عمل میں جہاد کیلئے نہیں اترو گئے، اس وقت تک دشمن اطمینان سے اپنے گھروں میں نہیں بیٹھنے دے گا، یہ بیٹھتا ہی تب ہے، جب مسلمان قوت کے ساتھ میدان میں آئے۔

## زید بن شعثہ کا واقعہ:

میں بات کر رہا تھا کہ یہ شخص آپ کے اخلاق سے عاشق ہو کر اسلام قبول کر رہا ہے، آپ کے اخلاق کی تلوار بڑی غالب رہی ہے، یہ دوسری تلوار مجبوراً چلائی گئی ہے، زید بن شعثہ یہودی ہے، بعد میں مسلمان ہوا، کہتے ہیں کہ میں اپنی کتابوں میں رسول اللہ ﷺ کے مناقب اور اوصاف خوبیاں بشارتیں علامات پڑھی تھی، ساری علامتیں میں دیکھ چکا تھا، دو علامتیں رہ گئیں، میں ہر روز آتا بیٹھتا تھا، مجلس میں جاتا تھا، گفتگو سنتا تھا، میں کامیاب نہیں ہو سکا کہ آزما سکوں، دیکھ سکوں وہ علامتیں یہ تھیں کہ اس نبی کی حلم بردباری اس نبی کا حوصلہ اس کے غصے پر غالب رہے گا، لوگ برا بھلا بھی کہہ دیں گئے، سختی بھی کر لیں گے، گلے شکوے بھی کر لیں گے، اس نبی کے چہرے پر تبسم ہی ہوگا، یہ ایک خوبی تھی اور دوسری یہ کہ جب آپ ﷺ پر کوئی زیادتی ہو رہی ہو، تو تب بھی یعنی بالفعل زیادتی ہو رہی ہو، تو تب بھی آپ کا حوصلہ غالب رہے گا، حوصلے میں کمی نہیں آئے گی، ایک تو عمومی فضاء میں آپ کا حوصلہ غصے پر غالب رہے گا اور ایک جب کوئی زیادتی کر بھی رہا ہو، تب بھی آپ کے حوصلے میں کمی نہیں آئے گی، آپ تند خو ہو کر غضب والے جملے ارشاد نہیں فرمائیں گے، میں بیٹھا رہا اتار ہا جاتا رہا، لیکن ان دو باتوں کو نہ پہچان سکا، واقعہ سامنے نہیں ہوتا تھا، تبسم تو ہر وقت دیکھتے تھے، ایک موقع پر جماعت کو غلے کی ضرورت پیش آئی، آپ نے فرمایا کسی سے ادھار لے لو، تو میں نے کہا میں ادھار دے دیتا ہوں، دے دیا اور باقاعدہ طے ہو گیا، فلاں تاریخ اتنا غلہ یا اتنی جو اس کی رقم ہے، وہ آپ کو مل جائے گی، لیکن وہ ابھی دن نہیں آئے تھے، ایک جنازے پر آپ تشریف لے گئے اور واپس آ رہے تھے، تو میں نے آپ کی قمیض کو زور سے پکڑ لیا کہ بنو عبدالمطلب! تمہارا کام ہی یہی ہے کہ لوگوں سے قرضے لو اور ان کو نہ ادا کرو، تمہارا طریقہ ہی یہی ہے، تم یوں ہی برے لوگ ہو۔ میری بے ادبی والی باتوں کی وجہ سے حضرت عمر فاروقؓ کی آنکھیں ایسے سرخ ہو کر گھومنے لگیں، زید کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ مجھے دیکھیں، کبھی آپ ﷺ کے چہرے کو دیکھیں، لیکن آپ ﷺ کے چہرے پر تبسم ہے، فرمایا کوئی بات نہیں، دیدیں گے، حضرت عمرؓ نے اجازت چاہی کی حضرت اس نے بے ادبی کی ہے، اس کا وقت بھی ابھی پورا نہیں ہوا، آپ کو تنگ کر رہا

ہے، فرمایا کوئی بات نہیں ہے، اس کا حق ہے یہ سختی کر سکتا ہے، آپ یہ کر سکتے ہو کہ اس کو کہو کہ ادب سے بات کرو اور ادب کا خیال رکھو، آرام سے مانگو اور مجھے کہو ہم ادا کر دیتے ہیں کتنا ہے، سختی نہ کریں۔

حضرت عمر فاروقؓ نے کہا میں ادا کر دیتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا اس کو اتنا دینا ہے اور اس کو بیس صاع زائد دے دینا، جو اس کے ساتھ آپ نے سختی کی ہے، آنکھیں دکھائی ہیں، یہ شخص گئے، حضرت عمر کے ساتھ اپنا قرضہ وصول کر لیا اور وہ فالتو بھی وصول کر لیا اور حاضر خدمت رسول اللہ ﷺ ہو گئے، عرض کیا اے اللہ کے رسول! نہ میں نے قرضہ لینا تھا، نہ مانگنا تھا، ایک مدت سے آپ کی آزمائش کر رہا تھا، بس آپ کے حوصلے اور حلم کو غالب دیکھتا تھا، غصے پر آج وہ دیکھ لیا ہے، بس یہ غلہ بھی آپ کا ہے اور میں بھی آپ کا ہوں کہا پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کو کلمہ شہادت پڑھا کر مسلمان بنایا

”أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ“

یہ زید بن شعنہؓ ہیں۔

### حضرت زید بن دثنہ کا واقعہ:

ایک زید بن دثنہؓ ہیں، جن کو مشرکین مکہ نے گرفتار کیا تھا، خبیب اور زید بن دثنہ کو وہ جو دس صحابہ کرامؓ تھے اور یہ وہ حضرت خبیب اور زید بن دثنہؓ ہیں کہ جب ان کو گرفتار کیا گیا مشرکین مکہ نے ان کے لئے پروگرام بنایا کہ ان کو سولی پہ لٹکائیں گے، تو انہوں نے کہا کہ مجھے استرا چاہیئے، تاکہ میں صفائی ستھرائی کر لوں، اللہ کا مہمان بنے والا ہوں، شہید تو اللہ کا مہمان ہے، قرآن مجید نے اعلان کیا ہے۔

﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ

رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ﴾

میرے راستے میں جان کے نظر انے دینے والے کو مردہ مت کہو، میرے راستے میں جان کے نذرانے دینے والوں کو مردہ نہ کہو، اللہ کے ہاں رزق کھاتے رزق پاتے ہیں، نعمتوں کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔



زید نے کہا مجھے استرہ چاہیے شہادت ہونے والی ہے، اللہ کا مہمان بننے والا ہوں استرا دے دیا اس مشرکہ خاتون حارث کی بیٹی نے اور اسی کا بیٹا دوران صفائی زیدؓ کی گود میں بیٹھا ہوا تھا، اس مشرکہ خاتون کی چیخ نکل گئی، دوستوانہوں نے اس صحابی کو ابھی سولی پر چڑھانا ہے اور اسی صحابی کی گود میں سولی پر چڑھانے والوں کا بیٹا بیٹھا ہوا ہے، چھوٹا سا چوزا بیٹھا ہوا ہے، چیخ نکل گئی مشرکہ خاتون کی حضرت زید نے اس خاتون کو کہا گھبرانا نہیں، میں اس ہستی کا نام لینے والا ہوں کہ جس کو ہر طرح ستایا گیا اور اس سے عفو درگزر کے پیغام ہی نکلتے رہے، میں ہر گز اس بیٹے کو نقصان نہیں دوں گا، ایک ہاتھ میں ہمارا بیٹا بیٹھا ہوا اور دوسرے ہاتھ میں حضرت زید کے استرہ ہے، دوسری طرف انگور رکھے ہوئے ہیں، اس دوسرے ہاتھ سے انگور بھی تناول کر رہے ہیں، میں نے کہا زید انگور کہاں سے آئے، موسم تو مکہ میں انگوروں کا نہیں ہے، کسی فروٹ کا نہیں ہے، تو یہ صحابی رسول ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ جس کے نام لینے والے ہیں، وہ بے موسم پھل کھلا سکتا ہے، اس کے لئے کوئی مشکل نہیں ہے، میرا کوئی کمال نہیں ہے، اس نبی پر ایمان لایا، اسی کے نام کا کمال ہے کہ مجھے گرفتاری میں ہاتھ پاؤ جھکڑے ہوئے ہیں، گرفتاری کے حالت میں بھی اللہ بے موسم پھل کھلا رہا ہے۔

پھر اسکو حرم سے باہر نکالا گیا کہ سولی پر چڑھاتے ہیں، اس صحابی رسول نے مشرکین مکہ کو یہ خطاب کر کے کہا مجھے دور کعتیں ادا کرنے دو کہ زندگی کا آخری کام میرے آقا نے یہ فرمایا ہوا ہے جسکا زندگی کا آخری کام اچھا ہوگا میدان حشر میں یہی حشر ہوگا دوگانہ جلدی ادا کیے، پھر اس کے بعد مشرکین کو خطاب کر کے فرمایا اس صحابی نے میں چاہتا تو لمبے دو نفل پڑھ سکتا تھا، لیکن میرے دل میں خیال آیا، تم لوگ یوں نہ سمجھنے لگ جاؤ یہ سولی سے ڈر رہا ہے، میں سولی سے شہادت سے ڈرنے والا نہیں ہوں، اس لئے جلدی سے دوگانہ پڑھ کر آ گیا۔ (سنن ابوداؤد جلد دوم: ۸۹۳ / بخاری جلد دوم: ۳۱۱ / بخاری جلد دوم: ۱۳۰۹)

مشرکین کے ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کے اس رضا کار کے ایمان کو آزمانہ چاہا کہا، زید یہ تو کہہ دو کہ میری جگہ سولی پر رسول اللہ ﷺ ہوتا تو آپ کو ممکن ہے ہم چھوڑ دیں حضرت زید نے اپنی گردن کو اوپر کر کے کہا او کم بختو! سن لو تم یہ کہتے ہو کہ سولی کی جگہ پر میرا آقا ہوتا

یاد رکھو اگر راستے میں کہیں کاٹھا ہو اور ہم محسوس کریں کہ ہمارے نبی کو چھب جائے گا، میرے جیسے ہزاروں اور رضاء کار جان کا نذرانہ دے دیں گے، لیکن اپنے نبی کے پاؤں میں کاٹھا بھی چھبنا گوارا نہیں کریں گے، تم یہ کیسے کہتے ہو کہ میری جگہ پر میرا رسول ہو مجھے لگا دو سولی لیکن سن لو میری بات

فَلَسْتُ أَبَالِي حِينَ أُقْتَلُ مُسْلِمًا  
عَلَىٰ أَيْ جَنْبٍ كَانَ لِلَّهِ مَضْرَعِي  
وَذَالِكَ فِي ذَاتِ الْإِلَهِ وَإِنْ يَشَاءُ  
يُبَارِكُ عَلَيَّ أَوْصَالَ شَلُو مَمْرَع

مسند احمد جلد چہارم: ۷۶۶

جس حالت میں چاہے میرا رب مجھے موت دیدے، مجھے میرے رب نے سولی کی شکل میں موت دینی ہے، میں اس میں خوش ہوں، اگر اللہ چاہے میرے جسم کے ٹکڑے ہوتے اور ان ٹکڑوں میں برکت رکھ دے، اسلام کی سر بلندی میری شہادت کے ٹکڑوں میں رکھ دے، چنانچہ اس صحابیؓ کو شہید کر دیا گیا اور جس شخص نے سوال کیا تھا اس نے صحابی کی استقامت دیکھ کر وہ شخص بھی پھر مسلمان ہو گیا تھا کہ یہ کتنے عجیب لوگ ہیں۔

### حضرت انس کا واقعہ:

حضرت انسؓ مشہور صحابی ہیں، آپ کے خادم ہیں، انس کے گھر کبھی کبھی آپ ﷺ تشریف لے جاتے تھے، گویا خادم کے گھر میں جانا ان کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے، سنت سے ثابت ہے، دوستو! کوئی بڑا اور کوئی چھوٹا نہیں ہے، اس کی نظر میں وہی اونچا ہے جس کی اندر کی پونجھی اونچی ہے اور کون اللہ کے کتنے قریب ہے کسی کو حقیر نہیں سمجھنا چاہیے، یہ حکم ہے شریعت کا۔

حضرت انسؓ عنہ فرماتے ہیں دن کو آپ ہمارے گھر میں تشریف لائے اور قیلو لے کے لئے لیٹ گئے، تو میں نے دیکھا کہ پیشانی کے اوپر قطرے پسینے کے نمودار ہو رہے اور بازووں پر بھی تو امی میری ششی لیکر آئی کہ حضرت کے ان قطروں کو شیشی کے اندر بند کر دو، میں نے کہا امی یہ کیا بات ہے، کہا پھر عطر کے طور پر خوشبو کیلے استعمال کروں گی، دیکھو نا پورا گھر

خوشبو پتہ دیتی ہے کہ ابھی اسی راہ سے کوئی گیا ہے،

حدیث میں آتا ہے آپ جس راستے سے گزر جاتے تھے صحابہ اکرامؓ خود سمجھ جاتے تھے کہ یہاں سے رسول اللہ ﷺ تشریف لے گئے ہیں، بعض اصحاب سیرنے یہ لکھا ہے گلاب آپ کی ذاتی خوشبو ہے، آپ کے جسم آپ کے کپڑے آپ سے ہر وقت گلاب کی خوشبو آتی تھی، اکثر آپ عود لگاتے تھے۔

اللہ رب العزت ہمیں صحیح معنوں میں رسول اللہ ﷺ کی سنت کا تتبع بنائے۔

﴿.....وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.....﴾

## رحمت والے نبی ﷺ

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ  
الْأَنْبِيَاءِ، وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ الَّذِينَ أَوْفُوا عَهْدَهُ، الَّذِينَ هُمْ  
خَلَاصَةُ الْعَرَبِ الْعَرَبَاءِ، وَخَيْرُ الْخَلَائِقِ بَعْدَ الْأَنْبِيَاءِ. أَمَّا بَعْدُ!  
فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ﴿  
وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ﴾. الانبياء: ۷

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا أَنَا رَحْمَةٌ مَهْدَاةٌ لِّدَفْعِ قَوْمٍ  
وَحِفْظِ آخِرِينَ“ (سنن دارمی جلد اول: ۱۵)

صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ وَصَدَقَ رَسُولُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيمُ وَنَحْنُ عَلَى  
ذَلِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِينَ وَالشَّاكِرِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.

### آیت کا مفہوم:

سورۃ الانبیاء کی ایک آیت کریمہ اور جناب نبی پاک ﷺ کا ایک ارشاد تلاوت کیا ہے،  
جس کے اندر رسول اللہ ﷺ کی ایک صفت کا ذکر ہے اور وہ صفت ہے کہ تمام جہانوں کیلئے اللہ  
تعالیٰ نے نبی پاک ﷺ کو رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ فرمایا

﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ﴾

اے نبی! ہم نے آپ کو تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے، تمام جہانوں سے مراد عالم  
دنیا، عالم برزخ، عالم حشر اور عالم آخرت ہے، تمام عالموں میں آپ امتیوں کیلئے رحمت  
ثابت ہوں گے۔

دوسری تفسیر کہ تمام عالموں کیلئے آپ کو رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے، مراد الگ الگ مخلوق ہے،  
ایک مخلوق انسان ہے، ایک جن ہے، ایک فرشتے ہیں اور اسی طریقے سے جمادات، جانور

موشی سب کیلئے آپ کو رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔  
تیسری تفسیر یہ ہے کہ امتی کیلئے اس کی زندگی کے ہر عالم کیلئے نبی پاک ﷺ رحمت ہیں، یہ بچپن کا دور ہے کہ اس میں تعلیمات نبوت موجود ہیں، اس لحاظ سے اس دور کیلئے رحمت، پھر جوانی کیلئے رحمت، پھر بڑھاپے کیلئے رحمت۔

علماء تفسیر نے لکھا کہ جس طریقے سے نبی پاک ﷺ کی اور خصوصیات ہیں جو اور انبیاء علیہم السلام میں نہیں ہیں، انہی خصوصیات میں ایک خصوصیت نبی پاک ﷺ کی یہ بھی ہے کہ آپ کو اللہ نے تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

### حدیث کا مفہوم:

جو حدیث آپ کے سامنے تلاوت کی، فرمایا رسول اللہ ﷺ نے میں رحمت ہوں اللہ نے مجھے رحمت بنا کر بھیجا ہے، مجھ سے ہدایت ملے گی اور میری ہدایت پر جو عمل کریں گے، دنیا و آخرت میں محفوظ ہوں گے اور وہ قوم جو میری ہدایت پر عمل نہیں کرے گی وہ ذلیل ہو جائے گی، دنیا میں بھی اور آخرت میں۔

ربیع الاول کے مہینے کی مناسبت سے اس صفت کو بیان کیا جا رہا ہے کہ امت کیلئے نبی پاک ﷺ رحمت ہیں، ہر عالم کیلئے رحمت ہیں اور یہ نعمت ہے تو امتی کے ذمہ اس نعمت کی قدر کتنی ہے اور کس طریقے سے امتی اس نعمت کی قدر کر سکتا ہے اور اس پر یہ قدر لازم اور ضروری ہے۔

### رحمت کا مفہوم:

رحمت کا لغوی معنی مہربان ہونا، شفیق ہونا نرم ہونا اور دوسروں کو فائدہ پہنچانے والا ہونا، مہربانی کا مطلب اپنے وجود کے ساتھ نہیں، کسی کے ساتھ معاملہ ہوگا، مہربانی ہوگی، نرمی ہوگی، تو تب یہ صفت ثابت ہوگی کہ اس شخص کے اندر شفقت ہے، حلم ہے، بردباری ہے، ہمدردی ہے، نبی پاک ﷺ میں یہ صفت اتم درجے کی تھی، بردباری، عفودرگزر فائدہ پہنچانا معاف کرنا یہ بہت اونچے درجے کی تھی، رسول اللہ ﷺ کو جب ہجرت کا اذن ہوا، آپ بمع ساتھیوں کے مدینہ تشریف لائے، تو مکہ کے مشرکوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اپنے علاقے سے نکال دینا یہ

کافی نہیں ہے، یہ پھر وہاں جا کر قوت اجتماعیہ حاصل کر کے تمہارے اوپر حملہ کر دیں گے، پھر وہ جیت جائیں گے، ہم پھر مغلوب ہو جائیں گے، اس موضوع میں ہر بندہ اپنی اپنی رائے دے، ابو جہل کی نگرانی میں یہ مشورہ ہوا، کسی نے کہا چھوڑ دو کیا کرتے ہو، ادھر چلے گئے ہیں، تم اپنا کام کرو، وہ اپنا کام کریں گے، ایک دوسرے سردار نے کہا نہیں آپ کو پتہ ہے وہ کن صفات کے حامل ہیں، وہ تو جو بھی دیکھتا جائے گا، قریب آتا جائے گا، سنتا جائے گا، بس سمجھتا جائے گا، آپکا ہوتا جائے گا، تو وہ غالب آ جائیں گے، چھوڑ دینا کافی نہیں ہے، ایک نے کہا میرے پاس بہت طاقت ہے، اسلحہ ہے، مزید بھی جمع کر دیں گے، مدینہ میں گھس کر سب کو ختم کر دیں گے، اس پر اتفاق ہو گیا بعض صحابہ کرام مکہ مکرمہ میں اس وجہ سے رہ گئے تھے، کہ ان کے پاس سامان سفر نہیں تھا، وہ سفر نہیں کر سکے تھے، اس میں بھی اللہ کی طرف سے حکمت ہے۔

بہر حال! اس مشورے کے بارے میں مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کو پتہ چل گیا، آپ نے صحابہ کرام کو جمع فرمایا اور فرمایا کہ یہ مشورہ ہوا ہے اور مجھے پتہ چل گیا ہے، لیکن یاد رکھو، وہ لڑائی کے لئے آگئے، لڑائی ہوگی، وہ مغلوب ہوں گے، میں ان کے سرداروں کو گرفتار کروں گا پھر رحمۃ اللعالمین ہونے کا ثبوت دے کر ان کو چھوڑ دوں گا، معاف کر دوں گا کہ اللہ نے مجھے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

### ہر مرحلہ میں صفت رحمت کا فرما ہے:

نبی پاک ﷺ کی یہ صفت رحمت کی ہر مرحلے پر سمجھ آئی رہی ہے اور اس صفت کو بہت سے لوگ دیکھ کر سمجھ کر مسلمان ہوئے ہیں، جو دشمنی کرتے رہے، جب دیکھا کہ اتنا مہربان ہے، یوں معاف کر دیتے ہیں، تو پھر آپ کے ہو کر رہ گئے، بہت بڑی نعمت ہے، رسول اللہ ﷺ کا وجود باسعد علماء نے لکھا کہ دنیا کی تمام نعمتیں دو قسموں پر ہیں، یا وہ نعمتیں ظاہری ہیں، نظر آتی ہیں، یا وہ نعمتیں باطنی ہیں، وہ نظر نہیں آتی، نعمت ظاہری تو یہ ساری دنیا کے اسباب ہیں، یہ لباس یہ کھانا، یہ درخت ہیں، یہ پھل ہیں، یہ چلنا پھرنا، یہ سب کچھ سورج چاند ستارے یہ سب ظاہری نعمتیں ہیں، انسان کی صحت کا دخل اس میں ہے اور باطنی نعمت یہ ہے کہ انسان اللہ کو پہچانے، دل میں اللہ کے رسول ﷺ کی محبت ہو، جذبہ خیر ہو، جذبہ معافی ہو، جذبہ سخا ہو، یہ جو

نہ نظر آنے والی چیزیں علم ہے، عرفان ہے، محبت الہیہ، محبت رسول ہے، یہ باطنی نعمت ہیں، ہاں باطنی نعمت اور ظاہری نعمت دونوں نعمتیں اللہ رب العزت نے دنیا کو بواسطہ رسول ﷺ عطاء کئے ہیں۔

## کائنات کی روح:

فرمایا کہ یہ پوری کائنات ایک جسم ہے، اس میں روح وہ ذکر اللہ ہے، اللہ کے یاد کرنا ہے، حدیث میں جناب نبی پاک ﷺ کا فرمان ہے کہ میں جو بھیجا گیا ہوں قیامت بالکل قریب ہے:

”أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ“ (بخاری جلد سوم: ۱۴۵۱)

ان دو انگلیوں سے اشارہ کر کے سمجھایا، اتنا سا فرق ہے، میرے بعد کوئی اور نبی نہیں آئے گا، اب میری ہی امت ہوگی، میری ہی شریعت ہوگی، پھر اس کے بعد قیامت ہے فرمایا کہ توحید رسالت کے اقرار کے ساتھ جب تک اللہ اللہ کوئی کہنے والا ہوگا، اس وقت تک قیامت نہیں آئی گی، تو لوگوں کو صحیح معنی میں اللہ اللہ کہنا، اللہ اور اللہ کے رسول کو ماننا، توحید رسالت کو ماننا، حشر کو ماننا، حساب کو ماننا، آخرت کو ماننا، یہ رسول اللہ ﷺ کے واسطے سے ملا ہے، تب دنیا صحیح معنوں میں اللہ اللہ کر رہی ہے، ورنہ آپ سے پہلے جو مذاہب آسمانیہ والے بھی تھے، انہوں نے بھی اسکی صحیح صورت حال کو باقی نہیں رکھا تھا، صحیح اللہ اور اللہ کے رسول کے نام لینے والے پھر کیسے لوگ بن سکتے تھے، توحید کا درس ہو، دنیا میں رہنے سہنے کے درس ہوں، رسالت کا درس ہو، فکر آخرت کا درس ہو، انسان کو انسانیت سکھانے کا درس ہو، خوف خدا حساب کتاب یہ تمام علوم بواسطہ نبی پاک ﷺ اللہ نے عطاء کئے ہیں، تو کائنات ساری جسد ہے، اسکی روح ذکر اللہ ہے اور روح عطاء کی ہے رسول اللہ ﷺ نے، کہ صحیح نام لینے والے اللہ اور اللہ کے رسول کے بن جائیں، ورنہ تو مشرکین مکہ نے اپنے نام بھی عبدالعزی، عبداللہ، عبدالمنات رکھے ہوئے تھے کہ بتوں کے بندے بتوں کے بچے۔

نبی کے درس توحید سے اللہ کا عرفان حاصل ہوا، نبی کی پہچان ملی، انہیں انسانیت کا بھی اندازہ ہوا کہ انسان کیا ہوتا ہے۔

## انسانیت سکھانے والے نبی:

دوستو! انسان بمنزل بہائم (درندے) کے ماند یا اس سے بھی آگے گزارا ہوا تھا، قرآن نے یہ بات کہی

﴿أُولَئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ﴾ الاعراف: ۱۷۹

یہ لوگ جانوروں کی طرح تھے، بلکہ جانوروں سے بھی بدتر، جانور بھی کچھ زیادتی کر کے کچھ آرام کرتے ہیں، انسان تو جانوروں سے بھی زیادہ گیا گزارا تھا، اس انسان کو انسانیت سکھانے والے رسول اللہ ﷺ ہیں۔

﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ﴾ الانبیاء: ۱۰۷

اے نبی! ہم نے آپ کو تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے، علماء نے لکھا ہے عالم اسلام کیلئے رحمت تو ہیں ہی، لیکن عالم کفر کیلئے بھی رحمت ہیں، ایک تو یہ رحمت ہیں کہ وہ مان جائیں، دنیا آخرت بن جائے گی اور دوسری رحمت یہ ہے وہ کفر بھی رہے، تو امتی تو ہیں ہی، ایک ماننے والی امت، ایک نہ ماننے والی امت ہے، تو نبی کی برکت سے وہ عذاب اس قوم پر نہیں آئے گا، جو امم سابقہ پر آیا، کوئی خنزیر بنا دیئے گئے، کوئی بندر بنا دیئے گئے، کسی کے چہرے مسخ کر دیئے گئے، یہ عذاب کفار پر بھی نبی اکرم ﷺ کے برکت سے نہیں آئے، تو بات یہ ہے کہ نعمتیں خواہ ظاہری ہوں، یا باطنی ہوں، رسول اللہ ﷺ کی برکت سے نصیب ہوئی ہیں۔

## اللہ کی معرفت کرانے والے نبی:

اللہ کی پہچان رسول اللہ ﷺ نے کرائی، لوگوں نے پتھروں کو اپنا معبود بنایا، لوگ کیا سمجھتے تھے معاشرت کو، وہ تو فخر سمجھتے تھے لوٹنے کو، ڈاکہ ڈالنے کو، رسول اللہ ﷺ کے بعثت سے پہلے والے زمانے میں بھی وہ کہنے لگے، یہ تو صادق امین ہے، اُن سے بڑھ کر کوئی اونچا انسان نہیں۔



## فتح مکہ کو عام معافی کا اعلان:

سیرت مصطفیٰ میں ہے: عمر بن عبیدہؓ صحابی ہیں، پہلے نہیں تھے، کہتے ہیں کہ مکہ اور مدینہ کے درمیان نشیبی علاقے پانی کی قلت تھی، ہم بھی وہاں آباد ہوئے، لوگ اپنے مویشیوں کو پانی پلانے آتے تھے، ہجرت کے بعد تو باتیں کرتے تھے کہ مکہ فتح ہو جائے گا اور جب مکہ فتح ہوگا، تو ہم بھی مسلمان ہو جائیں گے، تو ان سے دوسرے ساتھی کہتے تھے، سوچ بولو، مکہ نے فتح ہو ہی جانا ہے، وہ یہ بھی کہتے مکہ اس لئے فتح ہو جائے گا کہ آپ سے بہتر اخلاق والا کوئی نہیں ہے، ہمدردی کرنے والا نہیں ہے، شفقت نرمی کرنے والا نہیں ہے، آپ کے کلام میں تاثیر ہے کہ تمام صفیٰ آپ ﷺ میں موجود ہیں اور انہیں صفات سے انسان کامیاب ہوتا ہے کہ یہ سوچ کر کہو مکہ نے تو فتح ہو جانا ہے۔ صلح حدیبیہ ہوئی اور نقض عہد مشرکین سے ہوا، آپ نے اعلان کر دیا، پھر آپ جب مکہ میں پہنچے تھوڑی سی جنگ ہوئی کوئی گرفتار ہو گئے، کوئی مسلمان ہو گئے، مکہ میں جو گرفتار ہوئے آپ نے فرمایا معاف ہے، معاف ہے۔

دنیا میں کوئی بادشاہ اس طرح کی مثال پیش نہیں کر سکتا کہ جنہوں نے اتنے ظلم کئے ہوں، آپ کے ساتھیوں کو شہید کیا، ان گاروں پہ لٹایا، دو لخت کیا سمیہؓ کو اور حتی کے آپ کو اس علاقے سے نکلنے پر مجبور کیا، ظلم ستم کی یہ حد ہوئی کہ ابو جھل کی یہ نگرانی میں یہ مشورہ ہوا کہ بنو ہاشم اگر اس کا ساتھ نہ نہیں چھوڑتے، تو پھر ہم بنو ہاشم سمیت سب کو ختم کر دیں گے، ابو طالب کو یہ بات پتہ چلی، تو کہا مقابلہ تو ہو جائے گا ابو جھل سے، لیکن یہ بڑی بد قسمتی ہوگی، اگر یہ میرا بھتیجا مارا گیا، تو پھر کیا بنے گا، میرا بھتیجا اگر ختم ہو گیا مقابلہ میں، بعض گرفتار بھی ہوں گے، اگر غالب بھی آئے، تو اس کا کیا مقصد ہے، خود ابو طالب نے مشورہ کیا تھا، جب انہوں نے اقتصادی پابندیاں لگادی ہیں تو شعب ابی طالب میں منتقل ہو جاتے ہیں، یہاں رہے رات کو تین مرتبہ ابو طالب رسول اللہ ﷺ کا بستر بدلتے تھے، اب ادھر آ کر آرام فرمائیں، پھر ادھر کسی اور کو سلاتے کہ ممکن ہے کوئی دشمن رات کو قتل کرنے کا پروگرام بنائے، تو اس کو رسول اللہ ﷺ کا صحیح بستر نہ مل سکے اور کوئی ساتھی مارا بھی جائے، تو کوئی بات نہیں میرا بھتیجا نہ مارا جائے، یہ تو ابو طالب تھے اور ابو لہب یہ عجیب چچا تھا کہ ابو جھل کے ساتھ مشورہ میں پروگرام بناتے تھے، کہ

آپ کو قتل کرنا ہے، یعنی یہ ظلم ستم تھا اب مکہ فتح ہو گیا، یہ قریب آگئے، گرفتار ہو گئے، آپ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ بتاؤ میں تمہارے ساتھ کیا معاملہ کروں؟ تو ایک نے عرض کی ہم آپ سے ایک عظیم انسان جیسی توقع رکھتے ہیں کہ آپ ہمارے ساتھ بہتری کا معاملہ کریں گے تو فرمایا ہم نے آپ کے ساتھ یہی سوچا ہوا ہے اور پھر حضرت یوسفؑ والی آیت پڑھ کر فرمایا۔

”﴿قَالَ لَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ يَوْمَ يَكْفُرُ اللَّهُ لَكُمْ وَهُوَ أَرْحَمُ

الرَّاحِمِينَ﴾ یوسف: ۹۲

أَنْتُمْ عِتْقَاءُ“

مکہ والو سنو! یہ دنیا کا کوئی آدم خور انسان نہیں، یہ اللہ کا بھیجا ہوا رحمۃ اللعالمین ہے، مارنے سے خوش نہیں، معاف کرنے سے خوش ہوتا ہے، پرانی باتیں گلے شکوے میں دھراؤں گا بھی نہیں، جیسے تم نے میرے ساتھ مکہ کے زمانے میں کئے تھے۔ میں نے تو معاف کیا ہے، بھی معاف کرنے کو پسند کرتا ہے، وہ بڑا مہربان ہے، اس سے معافی چاہو، مجھے ماننے والے بن جاؤ، وہ معاف کر دے گا، میں چاہوں تو تمہیں غلام بنا سکتا ہوں، لیکن میں انسانیت کو غلامی سے چھوڑانے کیلئے آیا ہوں، آزادوں کو غلام بنانے نہیں آیا، آج میری گرفتاری میں ہو، اسیر ہو، جاؤ تم آزاد ہو، یہ ہے رحمت اللعالمین۔

ابوسفیان پر رحم و کرم کا مظاہرہ:

ادھر طائف کی طرف لڑائی شروع ہے، صحابہ کرام رسول اللہ کے گرد جمع ہو گئے، کہ مکہ والے تو مان گئے، سمجھ گئے اور ابوسفیانؓ اپنے گھر میں ہتھیار ڈال کر چھپ گئے، اللہ کے نبی کا رعب ہے، اللہ کا امر ہے، ایمان نہیں لائے تھے لڑائی سے دیکھا کہ سب بھاگ رہے، یہ بھی اپنے گھر چھپ گئے، حالانکہ میں کہتا ہوں دنیا کوئی ایسی مثال پیش نہیں کر سکتی کہ اتنے سال جن ظالموں نے ظلم کیا ہو، جب وہ گرفتار ہو جائیں، بغیر کسی بات کے معافی کا اعلان ہو جائے، کوئی دنیا کا بادشاہ نہیں ہے، وہ تو کسی قیدی نے اتنا جرم نہیں کیا ہوتا، اس کے اوپر اتنا ظلم ستم گراتے ہیں کہ وہ ظالم بننے کی مثال بن جاتے ہیں، یہ دنیا کا عظیم واحد انسان ہے، جب سر لینے والے ماتحت آگئے، گرفتار ہو گئے، تو اعلان کر دیا کہ معاف ہے۔



ہے، ادھر صحابہ کرامؓ بھی جو مقابلہ ہو سکتا ہے کر رہے ہیں، وہ پہاڑوں پر ہیں، یہ نیچے تھے، صحابہ کرامؓ میں سے چند حاضر خدمت ہوئے، عرض کیا اللہ کے رسول! طائف والوں کیلئے بد دعا کیجئے کہ یہ ہلاک ہو جائیں، برباد ہو جائیں کہ انہیں اندازہ نہیں کہ مکہ فتح ہو گیا اور ابھی تک وہ راہ راست پر نہیں آرہے، گولہ باری کر رہے ہیں، آپ نے فرمایا ٹھیک ہے، قریب آ جاؤ، آپ نے فرمایا

”رَبِّ اغْفِرْ لِقَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ“ (مسند احمد جلد

دوم: ۲۱۵۸)

اے اللہ! ان طائف والوں کو میری قوم کو بنی ثقیف جو طائف میں آباد تھے، ہدایت کی دولت عطاء کر، یہ مجھے جانتے نہیں ہیں، جب جان لین گے تو مان جائیں گے۔ صحابہ کرام حیران ہو گئے، ہم نے تو آپ سے ہلاکت اور بربادی کی دعا کا کہا تھا، آپ نے فرمایا او میرے ساتھیوں سمجھتے نہیں کہ اللہ رب العزت مجھے تمام جہانوں کیلئے تمام عالم کے لئے جن وانس کے لئے مسلمانوں اور کفار کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ میں اپنے رب سے دعا کر رہا ہوں کہ اے میرے رب طائف والوں کو ہدایت دیدے، بنو ثقیف کو ہدایت دے دے اور میں آجکل مدینہ میں رہتا ہوں، ان کو مدینہ میں پہنچا دے کہ مجھ سے ملنے آجائیں، یہ دعا قبول ہوگی اور یہ دعا قبول ہونے کا نتیجہ یہ ہوا ۹ھ میں طائف والے رسول اللہ ﷺ کو ملنے کے لئے مدینہ طیبہ میں آئے، معذرت کر رہے ہیں، اسلام لا رہے ہیں، تو آپ نے فرمایا صحابہؓ کو دیکھا ہے کہ میں نے ان کے لئے دعا کی تھی کہ مدینہ میں بھیج دیں، ملاقات کے لئے وہ یہاں پہنچ گئے، آپ کیا سمجھتے تھے کہ میں ان کے لئے بد دعا کروں۔

**ثمامہ کے واقعہ میں رحم و کرم کا مظاہرہ:**

یہ نبی اکرم ﷺ کی خوبی ہے کہ دشمن کو بھی معاف کر رہے ہیں، ثمامہ بن اثالؓ بہت بڑے طاقتور تھے مکہ مکرمہ کے، اور سب سے زیادہ باہر کے ملکوں سے غلہ منگوانے والے یہ تھے، بہر حال مدینہ جاسوسی میں آئے پکڑے گئے، مسلمان ہو گئے، لمبی بات ہے، مختصر یہ کہ مسلمان ہو کر واپس گئے اور مکہ میں آ کر اپنا اسلام کا اعلان کیا اور یہ سب سے زیادہ ڈیلر تھے گندم جو

غلے کے، جو باہر سے منگواتے تھے، فرمایا کفار کو غلہ نہیں دوں گا، بیچوں گا بھی نہیں، الا یہ کہ میرا نبی حضرت محمد ﷺ مجھے حکم دیں، تو پھر تم کو بھی دوں گا، وہاں سے کافروں کا وفد آیا، حالانکہ یہ وہ لوگ ہیں کہ جب آپ ﷺ شعب ابی طالب میں موجود تھے، حضرت خدیجہؓ کا ایک رشتہ دار تھوڑا تھوڑا آٹا لانے کی کوشش کرتا تھا، اس کو بھی روکتے تھے، بالکل کوئی چیز نہیں لانے دیتے تھے، یہ مسلمان حکومتیں اقتصادی پابندیوں سے ڈرتی ہیں، اقتصادی پابندیوں کے بعد تو کام بنتا ہے، اس سے پہلے تو بنتا ہی نہیں، بات یہ ہے اتنا غلہ بھی نہیں لے جانے دیتے تھے، ثمامہ بن اثال کو یہ بات پتہ تھی، تو ادھر وفد بھیجا مشرکین مکہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں، انہوں نے بات کی کہ حضرت اس کے پاس غلہ ہے اور وہ مسلمان ہو چکا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے جب تک رسول اللہ ﷺ حکم نہ دیں، میں اس وقت تک غلہ نہیں دوں گا، آپ نے فوراً خط لکھوا کر بھیجا کہ ثمامہ! ایسا نہیں کرو، غلہ دو، کوئی غریب ہے، تو اس کو تقسیم کرو، جو پیسے دے سکتا ہے اس کو بیچو، میں اس طرح نہیں کروں گا، جیسا انہوں نے میرے ساتھ کیا۔ (بخاری جلد دوم: ۱۵۶۱)

### اجتماعی و انفرادی سکون سنت میں ہی ہے:

دوستو! حضرت رسول اللہ ﷺ ہر موقع پر رحمت ہی رحمت ہیں، بات یہ ہے کہ ایسے نبی کا امتی اللہ رب العزت نے ہمیں بنایا ہمارے ذمہ کچھ کام ہے، نہیں کامیابی ملے گی اغیار کے طرز طریقے پر، ذلت ہی ذلت ملے گی، کوئی حکومت کامیابی چاہتی ہے، تو تب بھی نبی کی اقتداء میں ہے، کوئی شخص شخصی طور پر فردا فردا اپنے گھر کی حالت کو سکون میں دیکھنا چاہتا ہے، تو نبی اکرم ﷺ کی تابعداری میں ہے، ناممکن ہے اس کے علاوہ، چنانچہ اس پاکیزہ ہستی کے سنتوں پر عمل کرنے میں اللہ نے برکت رکھی ہے، جو ناپاک پھرتے ہیں، جن کا نسب ہی محفوظ نہیں ہے، جن کا کوئی کردار اور طریقہ ٹھیک نہیں ہے، ان کے طریقے میں کیسے راحت سکون ملے گی؟ جب جنگ عظیم میں جرمنی لڑ لڑ کر تنگ ہو گیا اور کئی جگہوں میں فتح دیکھ کر بہت سی جگہ میں شکست کا سامنا ہوا، تو جرمنی کے اس وقت کے جرنیل نے یہ بات کہی کہ کوئی ایسا بھی قانون ہونا چاہیے کہ جنگ بندی ہو، کوئی صلح کا نظام بھی ہوتا ہے، اس نے اپنے دانشوروں کو کہا

گھومو، پھرو، کوئی ایسا قانون دنیا میں ملتا ہے تو اس کو لیکر آؤ، جو جنگ بندی کے اصول بھی بتائے، صلح کے اصول بھی بتائے، کوئی دنیا میں امن کے ساتھ رہنے کے قانون بھی ہوں، دانشور گھومے، پھرے، تحقیق کی، تو امام محمد جو امام اعظم ابوحنیفہؒ کے شاگرد ہیں، ان کی ایک کتاب ”سیر کبیر“ ملی، سیرۃ کی باتیں انہوں نے اس میں جمع کی ہیں، انہوں نے تمام باتیں اس میں لکھیں کہ آپ نے فلا نے دشمن کو یوں معاف کیا، فلانی جگہ یوں صلح کی، فلاں غزوہ میں گئے، لوگ یوں مان گئے، آپ نے فرمایا معاف کر دو، چھوڑ دو ان کو، پھر وہ کتاب پڑھنے کے بعد صلح کی طرف آئے کہ لڑا کر کیا کرنا ہے۔

دوستو نبی اکرم ﷺ کے اسوہ حسنہ سے صلح ملی، دنیا میں رہنے کا ڈھنگ ملا، بغیر جنگ آپ تو مدینہ میں آگئے تھے، جنگ نہیں کرنا چاہتے تھے، لیکن لوگ مدینہ میں بھی امن سے رہنے نہیں دیتے۔

### نبی کے امت پر حقوق:

اس نبی کا بھی ہمارے اوپر حق ہے اور پانچ حق ہیں، اس نعمت کی قدر کے پانچ طریقے ہیں محبت کے:

- (۱)..... نبی کو عظیم سمجھنا۔
- (۲)..... متابعت
- (۳)..... نبی پاک ﷺ پر دور و کثرت سے پڑھنا۔
- (۴)..... نبی ﷺ سے محبت کرنا۔
- (۵)..... روضہ رسول ﷺ کی زیارت کرنا۔

### دیار حبیب کی زیارت کی حسرت:

اگر اللہ توفیق دے روضہ رسول کی زیارت کرنا، نبی کے شہر کی زیارت کرنا بڑی اونچی چیز ہے، یہ بھی محبت کی ایک ادا ہے کہ اس کو دیکھنے کا دل چاہتا ہے اور اتنی محبت تو کم از کم پیدا کر لو کہ جتنی مجنوں کو لیلیٰ کے ساتھ تھی، کسی نے دیکھا کہ یہ ایٹوں کو چوم رہا تھا، راستے کی مٹی کو چوم

رہا ہے، تو کسی نے کہا کیا کر رہا ہے، ویسے بھی تیرا نام مجنوں پاگل ہے، تو پھر اس نے اشعار میں جواب دیا تھا کہتا ہے۔

أَحِبُّ عَلَى الدِّيَارِ دِيَارَ لَيْلَى  
وَأَقْبَلُ هَذَا الْجِدَارِ وَذَالِ الْجِدَارِ  
وَمَا حَبَّ دِيَارِ شَفَفِنِ قَلْبِي  
وَلِيَكُنْ حَبٌّ مِّنْ سَكَنِ الدِّيَارِ

اوجھے مجنوں کہنے والو! میں ان اینٹوں کو نہیں چوم رہا، اس کے درو دیوار کو نہیں چوم رہا، ان اینٹوں سے مجھے کوئی عقیدت محبت نہیں، مگر اس لئے ان اینٹوں سے محبت ہوگئی، اس کے درو دیواروں سے محبت ہوگئی کہ جس سے میں محبت کرتا ہوں، وہ اس میں رہتی ہے۔

اوجس شہر میں رہنے والا ہوا اللہ کا پیغمبر، اس شہر سے کیوں نہ عقیدت و محبت ہو؟ میرے رب میری آنکھوں کا کوئی فائدہ نہیں ہے، میں صحابی ہوتا، اپنے ان آنکھوں سے اپنے نبی کے چہرہ انور کو دیکھتا، لیکن میں صحابی تو نہ بن سکا، آپکا امتی تو ہوں، اس پر یارب میں لاکھ شکر ادا کرتا ہوں، کہ آپ نے مجھے اپنے حبیب کا امتی بنایا ہے۔

یہ آنکھیں جو عطاء کی ہیں تو مدینہ بھی دیکھا دے  
یا رب میری آنکھوں کی یہ پیاس بچھا دے  
روضہ جنت میں نہیں جنت ہے روضے میں  
وہ جنت کی جو جنت ہے وہ اک بار دیکھا دے

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میرے گھر سے اور میرے منبر کے قریب جو جگہ ہے یہ  
”روضۃ من ریاض الجنۃ“ (بخاری جلد اول: ۱۱۴۰)

ہے، جو عقیدت احترام میں اس ریاض الجنۃ میں آکر دو رکعت پڑھ لیتا ہے استوانہ توبہ کے قریب آکر استوانہ عائشہ کے قریب آکر استوانہ حرس کے قریب آکر استوانہ ابولبابہ کے قریب آکر تو میں اس کی توبہ قبول کر لوں گا اور نبی اکرم ﷺ کی شفاعت بھی نصیب کرادوں گا، دنیا کی جنت میں جب نفل پڑھوادیئے، تو آخرت میں نبی کا قرب بھی دے دوں گا۔

## پانچ حقوق بجالاؤ!

تو پانچ چیزیں عرض کر رہا تھا، نبی پاک ﷺ سے کوئی بھی اونچا نہیں اللہ کے علاوہ، سب انبیاء آپ کے مقتدی ہیں، آپ امام الانبیاء ہیں، صرف نبی نہیں آپ خاتم النبیین ہیں، کوئی خلیل اللہ، کوئی نبی کلیم اللہ، جناب نے فرمایا میں حبیب اللہ ہوں، اللہ نے مجھے اپنا محبوب بنا کر بھیجا ہے:

(۱)..... ایک تو ہے محبت آپ کے ساتھ

(۲)..... دوسرا ہے آپ کو اونچا سمجھنا عظمت والا سمجھنا۔

(۳)..... تیسرا ہے تابعداری رسول اللہ ﷺ کی۔

دوستو! آپ کی اتباع میں اللہ نے سب کچھ رکھا ہے، سب خیر اسی میں رکھی ہے، خوش قسمت ہے، بس وہ جیسے جلدی یہ بات سمجھ میں آجائے۔

(۴)..... چوتھی چیز رسول اللہ ﷺ پر کثرت سے درود سلام ہو، آپ صوفیاء کے قریب جاؤ

تو وہ ذکر میں پابندی لگائیں گے ”لا الہ الا اللہ“ اتنی دفعہ پڑھنا ہے، ”سبحان اللہ“ اتنی دفعہ پڑھنا ہے، زیادہ پڑھنے سے کچھ خشکی آجاتی ہے بعض ذکروں سے، لیکن درود ایسا ذکر ہے اس میں کوئی پابندی نہیں ہے، جتنا کوئی زیادہ سے زیادہ پڑھتا ہے، اتنا قریب ہوتا جائے گا، اس ذکر میں کوئی پابندی نہیں ہے کہ جتنا زیادہ پڑھ سکتے ہو، تو فرمایا درود پڑھنا یہ امتی کے ذمہ حق ہے، حضرات صحابہ کرام کثرت سے درود شریف پڑھتے تھے۔

(۵)..... نبی پاک ﷺ کے روضے کی حاضری عقیدت محبت کے ساتھ دینا، لوگوں نے

دوستو بڑی عقیدت محبت کی ہے اور کرامت کی شکل میں کی ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ نے بہت حج کیے، ایک حج کے بعد جب مدینہ طیبہ میں حاضری دی، تین چار دنوں کے بعد جب باہر جا رہے ہیں، لوگ سارے آگے حضرت آپ نہ جائیں، آپ سال بعد آتے ہیں، کچھ عرصہ یہاں رہیں، پھر واپس چلے گئے، پھر جانے کا ارادہ کیا، پھر ساتھیوں نے اصرار کیا کہ حضرت ہمیں سمجھائیں اور سبق پڑھا دیں، فرمایا مجھے مدینہ شہر سے باہر جانے دو، میں پھر آجاتا ہوں، لوگوں نے جب اصرار کیا، تو بات بتائی جتنے دن میں مدینہ میں رہ چکا ہوں، میں نے اپنا وضوء



نہیں توڑا ہے، نہ پیشاب کیا ہے، نبی اکرم ﷺ کے شہر کی عقیدت میں مجھے مدینہ سے باہر جانے دو، پھر میں تازہ وضوء کر کے آؤں گا، مدینہ طیبہ کے اندر میں استنجاء کرنا بھی بے ادبی سمجھتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح سمجھ اور عمل کی توفیق عطاء فرمائے۔ (آمین)

﴿.....وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.....﴾

## محبت والے نبی ﷺ

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ  
الْأَنْبِيَاءِ ، وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ الَّذِينَ أَوْفُوا عَهْدَهُ ، الَّذِينَ هُمْ  
خَلَاصَةُ الْعَرَبِ الْعَرَبَاءِ ، وَخَيْرُ الْخَلَائِقِ بَعْدَ الْأَنْبِيَاءِ . أَمَا بَعْدُ !  
فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ﴿  
وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأَلْثَمَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ  
النَّبِيِّينَ وَالصَّادِقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَئِكَ  
رَفِيقًا ذَلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللَّهِ وَكَفَى بِاللَّهِ عَلِيمًا

﴿النساء: ۶۹، ۷۰﴾

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: " الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ " . انت مع من

احببت: (مسلم جلد سوم: ۲۲۰۹)

صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ وَصَدَقَ رَسُولُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيمُ وَنَحْنُ عَلَى  
ذَلِكَ لِمِنَ الشَّاهِدِينَ وَالشَّاكِرِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ .

### آیت کا مفہوم:

پانچویں پارے کی ایک آیت کریمہ اور جناب نبی پاک ﷺ کا ایک ارشاد تلاوت کیا ہے، جس کے اندر محبت رسول کا ذکر ہے۔ ایک ہے امتیوں کی محبت اللہ اور رسول کے ساتھ، امتی کا محبت کرنا اپنے نبی کے ساتھ، آج کی گزارشات میں یہ عرض کرنا ہے نبی کی محبت اپنے امتیوں کے ساتھ کس درجے میں ہے؟ کہاں کہاں تک ہے؟ کن کن مشکلات میں نبی پاک ﷺ نے اپنی زندگی گزاری، لیکن جو فکر اور غم سوار رہا ہے، وہ یہ ہے کہ میری امت کسی نہ کسی طرح ہدایت

پر آجائے، اللہ کے عذاب سے بچ جائے، نبی پاک ﷺ کی اپنے ماننے والوں کے ساتھ محبت کیسی ہے، فرمایا:

﴿وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا﴾

جس شخص نے اطاعت کی اللہ کی اور اللہ کے رسول کی، یعنی شریعت کے مطابق اس نے اپنی زندگی کو بنایا اور کوشش کی کہ کامل شریعت کا متبع بن کر رہوں، جہاں غلطی ہوئی، معافی مانگی، توبہ کر لی، یعنی جس نے اللہ اور اللہ کے رسول کی اطاعت کی، تو یہ جماعت ان لوگوں کے ساتھ ہوگی، جن پر اللہ کے انعامات ہوئے، جن سے اللہ راضی ہے، انبیاء علیہ السلام پر اللہ کے انعام ہوئے، پھر صدیقین ہیں، شہداء ہیں، پھر اللہ والے صلحاء ہیں، ان کے ساتھ یہ ہوں گے ﴿وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا﴾ یہ دوستی کے اعتبار سے یہ جماعت بہت اونچی ہے، بہت اچھی ہے، ایک نیک آدمی کو انبیاء کی رفاقت مل گئی، یہ رفاقت بہت اونچی ہے، فرمایا ﴿ذَالِكِ الْفَضْلُ مِنَ اللَّهِ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ عَلِيمًا﴾ جس کو یہ توفیق مل جائے، نیکی کی اطاعت کی، بندگی کی، یہ اللہ کا بڑا فضل ہے، اللہ کی طرف سے اس پر رضاء کے فیصلے ہوں گے، اس کو نیکی کی توفیق مل گئی ہے اور اللہ جانتا ہے کہ کونسا شخص نیکی بجالانے میں کتنا سچا ہے، اس کو اس طلب میں اس محنت میں کہ میں نیک بن جاؤں، میں نیکی بجالاؤں، وہ شخص اس چیز کو حاصل کرنے میں کتنا سچا ہے اس کو یہ انعام مل جاتا ہے، نیکی کی توفیق مل جاتی ہے، یہ چیز اللہ جانتا ہے کہ کون کتنا سچا ہے، اس چیز کو حاصل کرنے میں، تو پھر اس کو طاعت اور بندگی حاصل ہو جاتی ہے۔

### آیت کا شان نزول:

حضرت ثوبان مشہور صحابی ہیں عرض کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے، تو باتوں باتوں میں آپ ﷺ یہ دعا کرنے لگے کہ یا اللہ مجھے احباب سے بھائیوں سے ملنے کا شوق ہے، مجھے اپنے بھائیوں سے احباب سے ملاقات کرا دینا، یہ دعا کر رہے ہیں۔

صحابہ نے عرض کیا کہ حضرت ہم آپ کے ساتھی ہیں، ہم آپ کے احباب ہیں، ہم تو

ملاقات کر رہے ہیں، اس کا مطلب ہے آپ ہماری ملاقات کی دعا نہیں کر رہے ہیں، وہ کوئی اور لوگ ہیں کہ جن کے ساتھ آپ ملاقات کی تمنا کر رہے ہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا ہاں وہ اور لوگ ہیں اور وہ میرے امتی ہیں، جنہوں نے میرے بارے میں کسی سے سنا ہے، نبی آخر الزمان ﷺ تھے، دنیا سے چلے گئے ہیں، وہی خاتم النبیین ہیں، ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، یہ ان کی حدیثیں ہیں، یہ ان کے فرمان ہیں، انہوں نے یہ بات قرآن حدیث میں پڑھی، میری حدیث میں سنی، مجھے دیکھا نہیں ہے، لیکن وہ میری باتوں پر عمل کر رہے ہیں، میرے ساتھ ملاقات کا شوق رکھتے ہیں، درود بھیجتے ہیں، یہ وہ بھائی ہیں جن سے ملنے کا شوق کر رہا ہوں، مجھے دیکھا نہیں، مجھے چاہتے ہیں، میری اتباع کرتے ہیں، آپ لوگوں نے مجھے دیکھا ہے، وحی کے نزول کو دیکھا ہے، میرے معجزات کو دیکھا ہے، بیشک آپ لوگ اللہ کے ہاں مقرب ہو، مکرم ہو، لیکن وہ ساتھی بھی مکرم ہیں، جنہوں نے مجھے نہیں دیکھا، میرے معجزات کو نہیں دیکھا، وحی کے نزول کو نہیں، پھر بھی مجھے اسی طرح مانتے ہیں، جیسے آپ لوگ مانتے ہو، ایسے بندوں کو دیکھنے کا مجھے شوق ہو رہا ہے۔

پھر ایک صحابی نے سوال کیا کہ حضرت ایک بات ہے، جب ہم آپ کی مجلس میں بیٹھتے ہیں، تو طبیعت میں بہت خوشی آتی ہے، سرور آتا ہے اور دنیا بے حقیقت نظر آتی ہے، جب آپ کے پاس سے اٹھ کر چلے جاتے ہیں، تو پھر پریشانی آ جاتی ہے، دنیاوی اعتبار سے کبھی ویسے دل بند ہو گیا، ہزار مسائل انسان کے ساتھ متعلق ہیں، پھر پریشانیاں اپنے ماحول میں گھروں میں آ جاتی ہیں، تو ہم نے اس کا حل یہی سمجھا ہوا ہے اور تجربہ کر چکے ہیں کہ آپ کی مجلس میں حاضر ہو جاتے ہیں، آپ کی زیارت کے برکت سے وہ ہماری ساری پریشانیاں دور ہو جاتی ہیں۔ (مسلم جلد سوم: ۲۴۶۵)

حضرت ثوبانؓ عرض کرتے ہیں حضرت ایک پریشانی مسلسل دل میں کھٹکتی رہتی ہے۔ وہ یہ کہ دنیا میں جب ہم پریشان ہوتے ہیں۔ تو آپ کی زیارت کر کے پریشانی دور کر لیتے ہیں، دل میں یہ پریشانی ہے کہ آخرت میں جائیں گے، جب حساب کتاب ہو جائے گا، اللہ کی رحمت سے اتنی تو امید ضرور ہے، آپ کے صحابی ہیں، آپ کی زیارت کی ہے، اس کی برکت

سے اللہ جنت تو دے گا، اتنی تو امید ہے، لیکن ساتھ یہ ہے آپ نبیوں میں بھی سب سے اونچے ہیں، آپ کا مقام جنت میں بہت اونچا ہوگا، ہم بھی کسی جنت میں ہوں گے، لیکن ملاقات کی یہ آسانیاں نہیں ہوں گی، جیسے اب زندگی میں مل رہی ہیں، وہی مدینہ شہر ہمارا ہے، آپ کا ہے، جب دل چاہتا ہے، آپ کے پاس آکر مل لیتے ہیں، پریشانیاں ساری دور ہو جاتی ہیں، میرے دل میں یہ پریشانیاں مسلسل رہتی ہیں کہ کہ ایسا نہ ہو کہ جنت میں آپ سے ملاقات نہ ہو کہ جنت میں آپ کی زیارت نہ ہو، تو یہ سوچ آتی ہے کہ جنت میں کوئی مزہ ہی نہیں ہوگا کہ جب آپ کی زیارت نصیب نہیں ہوگی، بیشک سب نعمتیں مل جائیں، جب آپ کی زیارت نہیں ہوگی، تو پھر جنت کیا جنت ہے؟ تو آپ نے یہ آیت حضرت ثوبانؓ کے سامنے تلاوت کی،

﴿مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَالْتِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا ذَلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللَّهِ وَكَفَى بِاللَّهِ عَلِيمًا﴾

جو اللہ اور اللہ کے رسول کی کامل اطاعت کرتے ہیں، اس کو انبیاء کی معیت حاصل ہوگی، صلحاء نیک لوگوں کی دیدار معیت اور صحبت حاصل ہوگی، آپ پریشان نہ ہو

حدیث کا مفہوم:

جو حدیث تلاوت کی

”الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ“ مشکوٰۃ جلد چہارم: ۹۳۸

ہر شخص آخرت میں اس کے ساتھ ہوگا، جس کے ساتھ اس کی محبت ہے۔ محبت ظاہری بھی ہو، باطنی بھی ہو، اس کے ساتھ ہوگا، جس کے ساتھ اس کی محبت ہے۔ اب نبی کے ساتھ محبت ہے، تو نبی کے ساتھ ہوگا، ایک دیہاتی صحابی خدمت میں حاضر ہوا عرض کیا اللہ کے رسول! قیامت کب آئے گی؟ آپ نے فرمایا ما اعدت الساعة قیامت کا سوال کرتے ہوئے بتاؤ قیامت کی تیاری کتنی کی ہے کہ اس کے انتظار میں ہو پوچھ رہے ہو؟ قیامت کب آئے گی؟ تو قیامت کی تیاری کتنی کی ہے؟ وہ دیہاتی صحابی عرض کرنے لگا کہ اللہ کے رسول! فرض نماز تو پڑھتا ہوں، روزے بھی رکھتا ہوں، دیگر بھی کام کرتا رہتا ہوں، لیکن میں یہ سمجھتا ہوں یہ کوئی

تیاری نہیں ہے، یہ تو ساری دنیا کرتی ہے، کوئی خاص تیاری میں نہیں کرتا ہوں، نہ تیاری کی ہے، بس ایک چیز دل میں محسوس کرتا ہوں، اس سے خوشی ہوتی ہے ممکن ہے وہ میرے لئے نجات کا ذریعہ بنے آپ نے فرمایا کیا چیز ہے؟ تو عرض کیا حضرت آپ کے ساتھ سچی عقیدت محبت ہے، بس یہ ایک پونجی ہے میرے پاس، آپ کے ساتھ سچی محبت ہے، تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا

”الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ“

کہ جس کے ساتھ محبت ہو، اسی کے ساتھ رہو گئے، یہ بڑی تیاری ہے، جو اللہ اور اللہ کے رسول کے ساتھ محبت ہوگی، یہ بڑی تیاری ہے۔

### اللہ ورسول کی طرف سے محبت:

دوستوں یہ جو محبت ہے نا اللہ کے ساتھ اور اللہ کے رسول کے ساتھ یہی جو محبت کرنے والا شخص ہے، اس سے کہی زیادہ جواب میں اللہ اور اللہ کے رسول کے طرف سے محبت نصیب ہو جاتی ہے، جب اس منزل کا مسافر بنے نا، تو پھر اس کو اللہ اور اللہ کے رسول کے ساتھ کہیں زیادہ محبت نصیب ہو جاتی ہے اور ایمانیات پر عمل کرنے کا دل چاہتا ہے، نور آتا ہے، سکون ملتا ہے۔

### حلاوت ایمانی کے تین اسباب:

ایک حدیث میں جناب نبی پاک ﷺ نے فرمایا تین چیزیں ایسی ہیں جو حلاوت ایمانی کا ذریعہ بنتی ہیں:

(۱)..... ایک ہے اللہ اور اللہ کے رسول سے محبت، صحیح محبت، الفاظ کی نہیں، رسمی نہیں، حقیقی محبت، جو انسان میں ظاہر باطن کے لحاظ سے انقلاب کا سبب بنے، تبدیلی کا سبب، وہ محبت جو حلاوت ایمانی پیدا کر دے۔

(۲)..... آپس میں ساتھیوں کی محبت اللہ اور اللہ کے رسول کی خاطر ہو۔

(۳)..... اور تیسری چیز کفر کی طرف یا کافروں کی طرف یا انکے کردار کی طرف ان کے طریقہ کار کی طرف جانا اتنا مشکل لگتا ہے، جیسے آگ میں اپنے آپ کو ڈالنا مشکل لگتا ہے، کفر

کی طرف جانا اتنا ناگوار ہے، اسلام پر یہ اتنا خوش ہے کفر کی طرف جانا اس شخص کو اتنا ناگوار ہے کہ جیسے کوئی شخص زیادہ آگ جلا کر اسکو اندر پھینکنا چاہے، تو یہ ناگوار محسوس کرے گا۔ ظاہر ہے کہ وہ جل جائے گا، یہ تین چیزیں اگر نصیب ہیں، تو اس کو حلاوت ایمانی محسوس ہوگی۔

### حلاوت ایمانی کو محسوس کرنے کا طریقہ:

حضرت جنید بغدادیؒ سے کسی نے پوچھا کہ انسان کو معلوم ہے ایمان مضبوط ہے، لیکن یہ محسوس کیسے ہو کہ میرے اندر حلاوت ایمانی ہے؟ صوفیاء بات کو آسان کر دیتے ہیں، فرمایا جب عبادت میں سرور آئے، سنت پر عمل کرنے میں لذت محسوس ہو اور گناہ کرنے سے دل گھبرائے، ندامت و شرمندگی ہو، تو یہ دلیل ہے کہ ایمانی حلاوت موجود ہے، کسی صحابی کا تیر نہیں نکل رہا تھا، زخم سے تو کہا میں نماز شروع کر دیتا ہوں، یہ پھر نکال لینا، چنانچہ ایسے ہی کیا گیا۔

یہ اللہ سے ملاقات کر رہا ہے، تو یہ حلاوت ایمانی اس کو محسوس ہو رہی ہے، اس میں محبت الفاظ کی محبت یہ کافی نہیں ہے، اس سے کوئی فائدہ نہیں ہے، جب تک عمل میں نہ آئے، ایک صحابی بھی صرف محبت رسول اور عشق رسول کا نعرے والا نہیں تھا، بس ہر سنت پہ جان قربان کرنا یہ آسان سمجھتے تھے، نبی کی ہر سنت کو اونچا سمجھتے تھے۔

### رسمی محبت کا ایک واقعہ:

ایک بادشاہ نے شعراء کو بلایا، اس میں ایک شاعر نے بادشاہ کی تعریف میں بہت قصیدے پڑھے، تعریف کرتے ہیں ستارے چاند وغیرہ کیا، یہ اپنے محبوب کو اس سے بھی اونچا پہنچا دیتے ہیں اور وہ اول نمبر آیا، تعریف میں بادشاہ نے کہا آٹھ دس دن بعد آنا انعام دیا جائے گا، اس وقت کچھ بھی انعام نہیں دیا، یہ خوش ہو گیا، کچھ دن بعد آیا، اس دوران قرضہ لیکر مرغیاں بھی کھاتا ہانڈے بھی کھاتا رہا اور بھی چیزیں کرتا رہا کہ انعام تو مل ہی جائے گا، تو قرضہ اتار ہی دیں گے، سات آٹھ دنوں کے بعد بادشاہ کے پاس انعام لینے کے لئے آیا، بادشاہ نے اس کی طرف کوئی توجہ نہیں کی، وہ کہتا السلام علیکم حضور میں وہی ہوں جن کے بارے میں آپ نے

وعدہ کیا ہے، آپ بعد میں آنا کہ انعام دیں گے، بادشاہ نے کہا بھائی تم نے جو میری خوبیاں بیان کی تھیں، وہ ویسے اوپر اوپر سے الفاظ کر رہے تھے، تو میں نے بھی آپ کو الفاظ کے ساتھ خوش کر دیا

## اللہ ورسول کیساتھ رسمی محبت کافی نہیں:

بات یہ ہے، کہ اس شاعر کی جیسی رسمی محبت نہ ہو، اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ سچی محبت ہو، عقیدت کی محبت ہو، عمل کے ساتھ محبت ہو، مشہور بات ہے جب رسول اللہ ﷺ ہجرت کر کے تشریف لے گئے، قباء میں ٹھہرے، (بخاری جلد دوم: ۱۱۳۹) جب قباء میں آپ پہنچے، لوگ کئی دنوں سے استقبال کیلئے گھر سے باہر آتے تھے، شام کو اداسی والا منہ لیکر واپس چلے جاتے تھے، جب آپ بمع اپنے رفیق غار کے قباء مقام پر پہنچے، میں کئی دفعہ بتا چکا ہوں کہ نبی کا پہچانا کیا مشکل ہوتا ہے، بھری مجلس ہو، عالم کا چہرہ خود بتاتا ہے کہ یہ عالم ہے، اس کو وراثت نبوت ملی ہوئی ہے، عالم پہچانا جاتا ہے بغیر کسی کے تعارف کے، نبی کی پہچان کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ پھر امام الانبیاء کی پہچان کی ضرورت! بات سوچنے کی ہے، سمجھنے کی ہے، کیا کہہ رہا ہوں، لوگ سارے ابو بکر صدیق کو مل رہے ہیں، سمجھ رہے ہیں یہ امام الانبیاء ہے، تو جب ابو بکر صدیق سمجھ گئے کہ یہ بات ہے، فوراً اپنی چادر اتاری اور رسول اللہ ﷺ کے چہرے پر ڈال دی، چھتری بنا دی، تو ملنے والے سمجھ گئے کہ یہ محبوب کا خادم ہے، بات جو سمجھانا چاہتا ہوں، وہ یہ ہے کہ دیکھنے والوں کو مغالطہ کیوں لگ گیا؟ ابو بکر کو کیوں نبی سمجھنے لگے؟ اگر امتی کو یہ بات سمجھ میں آجائے، تو نبی کی محبت قرب رقابت ہر لحاظ سے نصیب ہوگی، نبی کی ظاہری سنت میں یہ اتنے ڈھلے ہوئے تھے، دیکھنے والے کو یہ امتیاز کرنا مشکل تھا کہ یہ نبی ہے یا صدیق ہے؟ پگڑی میں بھی، داڑھی میں بھی، چادر میں بھی، نگاہ میں بھی، ہر ادا میں ہر صحابی کا یہ مقام تھا اور پھر دستویہ بڑے اونچے ایمان کی بات ہے کہ جب ان کی وفات ہوئی تو کہا تھا کہ روضہ رسول کے دروازے کے باہر میری لاش کو رکھ دینا، اگر دروازہ خود کھل گیا، تو مجھے اندر دفن کر دینا، دروازہ خود نہ کھلا، تو مجھے جنت البقیع میں دفن کر دینا، یہ تو ایک بات ہے، تو جب لاش سامنے رکھی، حضرت علیؑ نے ایک جملہ ادا کیا اونچی آواز کے ساتھ فرمایا:



”الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَىٰ بَابِكَ صَدِيقُ

صَاحِبِ الْغَارِ يَسْتَأْذِنُ“ (حضرت علیؑ کا مقولہ)

اے نبی آپ پر درود سلام ہو، آپ کے دروازے پر آپ کے رفیق غار کی لاش رکھی ہوئی ہے، یہ آپ سے اجازت چاہتے ہیں اندر دُفن ہونے کیلئے، دروازہ کھل گیا، روضہ رسول اللہ کے درود یوار سے ایک آواز آنے لگی:

”أَدْخُلُوا الْحَبِيبَ إِلَىٰ حَبِيبِهِ فَإِنَّ الْحَبِيبَ إِلَىٰ الْحَبِيبِ مُشْتَاقٌ

“ (شان محمد ﷺ)

او جلدی داخل کرو حبیب کو حبیب کے پاس جلدی لے آؤ میرے محبوب صحابی کو اپنے محبوب پیغمبر کے پاس اس لئے کہ مجھے بھی اپنے محبوب دوست کی کافی دنوں سے انتظار تھی، جب سب طرف نظر دوڑائی اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کی چار پائی کو اٹھانے والے سب ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے ہیں، یہ تو سب اشکبار ہیں، دیکھی دیکھی آواز سے رسول اللہ ﷺ پر نظر آنے عقیدت پیش کر رہے ہیں اور آواز روضہ رسول قبر رسول کے اندر سے آرہی ہے

”أَدْخُلُوا الْحَبِيبَ إِلَىٰ حَبِيبِهِ فَإِنَّ الْحَبِيبَ إِلَىٰ الْحَبِيبِ

مُشْتَاقٌ“

او جلدی لے آؤ، اس کو یہ میرا محبوب ہے، یہ میرا قریشی ساتھی غار کا بھی تھا، آج مزار کا بھی ہو گیا کہ محبت رسول میں جب اس انداز میں ظاہر کو اپنایا، یہ نبی کے قریب رہ کر صرف دل نہیں بنا سکتے تھے، ظاہر ان کو بنانے کی کیا ضرورت تھی، اگر دل ہی بنانا تھا او عاشقو! بات کو دل کے کان سے سنو اگر دل یہی بنانا تھا نبی کے عشق میں، پھر ظاہر کیوں بنایا تھا؟ ظاہر ضروری ہے میدان حشر میں ہوں، یا حوض کوثر کی حاضری ہو، نبی اپنے امتیوں کو پہچانے گے اور چہروں سے پہچانے گے۔

اللہ والوں کی خدمت کیجئے

حضرت ربیعہ بن کعب سلمہؓ عنہ مدینہ کے صحابی ہیں اور رسول اللہ ﷺ سے عرض کرتے تھے کہ حضرت اکثر آپ کی خدمت حضرت انسؓ کرتے ہیں، مجھے بھی موقع ملنا چاہیے، آپ نے

فرمایا دن کو اکثر ساٹھی خدمت کیا کرتے ہیں، تو آپ بھی خدمت کیا کریں۔  
 کہنے لگا میرا دل چاہتا ہے رات کو آپ کے جوتے سیدھے کروں، جب آپ تہجد کے لئے اٹھیں، تو پانی لیکر آؤں، مسواک حاضر کرو، تو رات کی خدمت کا بھی آپ مجھے موقع دے دیں، آپ نے فرمایا انس چند دن آپ اپنی امی سے مل کر آؤ، یہ میری خدمت کریں گے اور چند دن اللہ والوں کی خدمت کرو، تو دل میں جلا (تازگی) پیدا ہوتا ہے، اللہ والے کی خدمت کر کے دیکھو نا، پھر نصیب ہوگا، کتابوں میں لکھا ہے فلاں اللہ کے ولی نے فلاں کیلئے یوں دعا کی اور ایسا ہوا، یہ سب جھوٹ نہیں ہوتا، اس میں صداقتیں بھی ہوتی ہیں۔

حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ عبادت اور اطاعت بندگی اور اللہ کے رسول ﷺ کی کامل تابعداری ذکر اذکار تلاوت عبادت میں جو مقام اللہ والے کو ملتا ہے، اگر یہ دنیا کے بادشاہوں کو علم ہو جائے، وہ ہمارے ساتھ جنگ کریں اور لڑ پڑیں، چھیننے کی کوشش کریں، یہ اتنا اونچا مقام ہے۔

حضرت جنید بغدادی کا مقولہ ہے کہ اللہ کی یاد میں جو مزہ ہے، نبی پر سلام کرنے کی جولذت ہے، یہ دنیا کے تمام گناہ کوئی کر لیں، عیاشی میں لہو لعب میں اس کو اس لذت کا ایک حصہ بھی حاصل نہیں ہوتا ہے، جو اللہ والوں کو اللہ اللہ کرنے میں مقام ملتا ہے، جس لذت میں جس سرور میں جس منزل میں وہ سفر کر رہے ہوتے ہیں، وہ انہیں کہاں نصیب ہے۔

توبات کر رہا ہوں حضرت ربیعہ بن کعبؓ کی حضرت مجھے بھی آپ کی خدمت کا موقع مل جائے، شروع ہو گئے، رات کی خدمت میں جہاں لوٹا رکھنا ہے، جہاں مصلیٰ بچھانا ہے، آپ کے تہجد کا مصلیٰ خاص جگہ میں بچھانا ہے، عبادت کے لئے گھر میں خاص کوئی کمرہ خاص کوئی کونہ بنانا، یہ سنت ہے، اس میں خیر برکت زیادہ ہوتی ہے، پھر آپ لوگوں کو نہ جانے کیا مجبوری ہے، نہ جانے کیا کیا تصویریں کیا کچھ رکھا ہوا ہے، جو سارا خلاف شرع ہے، کم از کم اس کمرے کو محفوظ اور پاک رکھو کہ جس میں نماز پڑھتے ہیں، ایک دن ربیعہ کو صبح کے وقت جو اس نے چیزیں حاضر کی، موسم ایسا تھا کہ بچے کیلئے اٹھنا مشکل تھا، اب تو کوئی نہیں اٹھتا الا ماشاء اللہ تو فرمایا ربیعہ مانگو کیا مانگتے ہو، آپ کو کیا شوق ہے مانگو کہنے لگا

”يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَسْأَلُكَ مِرَافِقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ“

جس طرح اللہ نے دنیا میں آپ کی محبت اور آپ کا دیدار نصیب کیا ہے، اسی طرح آپ کا قرب جنت میں بھی مانگتا ہوں، او بچہ کیا سوال کر رہا ہے اور وزیروں اور مشیروں کے پاس بیٹھنے والے علماء پلاٹ مانگنے لگ جاتے ہیں، دوستو اس بچے کو بھی معلوم تھا کہ اس ہستی سے کیا مانگنا ہے مانگ رہا ہے

”أَسْأَلُكَ مِرَافِقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ“

اے نبی! جنت میں آپ کی دوستی، آپ کی رفاقت، آپ کی معیت چاہتا ہوں، جیسے اللہ نے دنیا میں آپ کی خدمت کا موقع دیا، آخرت میں بھی آپ کے ساتھ رہوں گا، آپ کا قرب حاصل کرنا چاہتا ہوں۔

دوستو! یہ بچہ بہت بڑی چیز مانگ رہا ہے، نبی کی رفاقت بھی مانگ رہا ہے اور جنت بھی مانگ رہا ہے، جنت ملے گی، تو تب نبی کی رفاقت بھی ملے گی، جب جنت نہیں ہوگی، تو نبی کا قرب کیسے ملے گا، دونوں چیزیں دنیا و مافیہا سے اونچی اور قیمتی اس نے مانگ لی، آپ نے فرمایا ربیعہ سوچ کے کہو، بڑے مشکل سوال میں ڈال دیا ہے، سوچ کر بولو، کیا مجھ سے مانگ رہے ہو؟ پھر آپ ﷺ نے فرمایا

”عَلَيْكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ“ فاعنى على نفسك بكثرة

السجود. (سنن ابی داؤد جلد اول: ۱۳۱۶)

میری آخرت میں بھی دوستی چاہتے ہو، میری رفاقت چاہتے ہو، میرا قرب چاہتے ہو، تو پھر خوب اللہ اللہ کیا کرو، اپنا اکثر وقت سجدوں میں گزارو، تو نبی کی رفاقت مل جائے گی۔ رسول اکرم ﷺ کی محبت امتی پر ہر وقت ہر جگہ میں ہے، کہیں پر انگلی سے چشمہ جاری کر رہے ہیں، خود کو ضرورت نہیں، محبت ہے اپنے ساتھیوں پر پانی پلا رہے ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف جلد پنجم: ۴۶۴)

حضرت جابرؓ نے جو دعوت کی تھوڑا سا کھانا پورے غزوہ احزاب والوں کیلئے خندق کھودنے والوں کیلئے پورا ہو گیا، آپ کی محبت کی بات کر رہا ہوں، دیکھو سلمان فارسیؓ ایک بندہ

ہے، اس کو آپ نے غلامی سے چھڑوایا اور اس کے آقا کی تمام شرائط پوری کیں، بات کروں پھر تکلیف ہوتی ہے، پورا امریکہ ہلا ہوا ہے، ایک بندے کو چھوڑانے کیلئے اور پاکستان کے کتنے کتنے بندے یوں غائب ہو گئے، کوئی فکر کی بات نہیں، خیر ہے آبادی ویسے ہی تو پاکستان کی زیادہ ہے، میں کہتا ہوں یہ عجیب ان کی گمراہی ہے، پھر ہسپتال کیوں بنائے ہیں؟ اگر مارنا ہے غریب کو اور سب مرتے جائیں گے، نوکریوں میں بھی آسانیاں ہو جائیں گی، بجٹ بھی بچا رہے گا، اپنے ملک کے ایک باشندے کو بچانے کیلئے کفر نے اتنی طاقت لگائی ہوئی ہے، کیا اسلامی ملکوں کو یہ غیرت نہیں آتی، ملک کے کتنے باشندے ہر ملک کے جیلوں کے اندر بلاوجہ پڑے ہوئے ہیں اور کوئی چھڑانے کی فکر نہیں۔

ایک سلمان فارسی ہے، ایک بندہ اور شرط اس کے آقا نے کتنی کڑی لگائی کہ تین سو پودے کھجور کے لگاؤ گے، پھر وہ پھل دیں گے، پھر آزاد کروں گا، نبی پاک ﷺ نے فرمایا کوئی بات نہیں، لاؤ پودے لگاتے ہیں، عمر لوٹا بھر کر لاؤ، ایک ساتھی ہے اور کیسے بچایا، یہ محبت ہے رسول اللہ ﷺ کی اپنے ساتھیوں کے ساتھ، چنانچہ لمبا واقعہ ہے آپ ﷺ نے سلمان کو آزاد کروا لیا، یہ محبت کی بات ہے، اپنے ساتھیوں کی فکر کی بات ہے۔

### حضرت جابر کی دعوت اور ان کے بچوں کا واقعہ:

(مشکوٰۃ شریف جلد پنجم: ۴۶۴) حضرت جابر مشہور صحابی ہیں، کبھی کبھی آپ کی دعوت کرتے تھے اور دعوت بھی ان کی بہت سادہ ہوتی تھی، دعوت میں اتنا تکلف ہو جتنی گنجائش میں ہے، یہ تو سنت ہے، حضرت جابر نے رسول اللہ کی خندق کھودتے وقت دعوت کی، آپ نے فرمایا کہ کہ ٹھیک ہے، یہ انتظار میں ہیں اور بکرا ذبح کیا ہے، سالن بنوار ہے ہیں، روٹیاں پکوار ہے ہیں، جناب تشریف لے آئے، دو چھوٹے بچے تھے، وہ ادھر مصروف ہیں، کھانے پکانے میں اور بچے کھیل رہے تھے، ایک نے دوسرے سے کہا کہ آپکو پتہ ہے کہ ابو نے بکرا کیسے ذبح کیا ہے؟ اس نے کہا نہیں کہا لیٹو پھر میں بتاتا ہوں، وہ بھائی لیٹ گیا، دوسرے بھائی نے چھری چلا دی اور وہ ذبح ہو گیا، امی نے دیکھا اور یہ ڈر کر بھاگا اور چھت پر چڑھا اور گر کر مر گیا، دونوں مر گئے، امی نے ہوشیاری کر دی، دونوں بچوں کو ایک جگہ کر دیا اور دونوں کے

اوپر چادر کردی، تاکہ کھانا پکانے میں کھلانے میں کوئی پریشانی نہ بنے اور اپنی اسی ترتیب پر کھانا پکا رہی ہے اور پیش کر دیا، سچ گیا کھانا، جبرائیل آئے کہ اے نبی! اللہ پاک فرما رہے ہیں کہ جابر کے دونوں بیٹوں کو دعوت میں شریک کریں، اب یہ اپنے بچوں کو بھلانے کیلئے گئے، گھر والوں نے کہا ادھر ادھر ہوں گے، وہ ڈھونڈ کر واپس آگئے، کہنے لگے کہیں کھیلنے نکل گئے ہوں گے، کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہے، آپ تناول فرمائیں، اب کیا خبر کہ کیا ہو رہا ہے جبرائیل فرما رہے ہیں حکم ہے کہ بچوں کو کھانے میں شریک کرنا ہے، پھر چلے گئے، پھر تفتیش کی، تو گھر والی نے بتایا کہ یہ قصہ ہوا ہے، رونے لگ گئی، عجیب کیفیت ہوگی رسول اللہ ﷺ کے سامنے یہ بات آگئی، جبرائیل نے فرمایا اے اللہ کے رسول اللہ فرما رہے ان بچوں کے زندہ کرنے کی دعا فرمادیں، فرمایا مجھے ان بچوں کے پاس لے جاؤ، بچوں کے پاس لے آئے، تو چادر اٹھائی اور ہاتھ اٹھائے، کہنے لگے یا رب العالمین آپ نے آدم کو اپنا خلیفہ اور نبی بنایا، ابراہیم کو اپنا خلیل بنایا، موسیٰ کو اپنا کلیم بنایا، سب انبیاء کو یا رب آپ نے خاص خاص صفات سے نوازا ہے، مجھے آپ نے اپنا محبوب بنایا، میں خاتم النبیین ہوں، میں اپنی پیغمبری کا اور آپ کے محبوب ہونے کا آپ کو واسطہ دیتا ہوں، میرے اس صحابی کے ان دونوں بچوں کو زندہ کر دے، بچے دونوں اٹھ کھڑے ہو گئے اور اپنے پہلے والے حسن سے بھی زیادہ نمایاں پھول بن کر کھلنے لگے، رسول اللہ ﷺ نے اپنے دسترخوان میں ان کو شریک کیا اور لقمے توڑ توڑ کر سامنے رکھ رہے ہیں، بچو کھاؤ، تمہاری دعوت تو اتنی قیمتی ہے کہ اللہ کے عرش کو بھی ہلا دیا، تم نے جبرائیل کو بھی حاضری پر مجبور کر دیا، یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے محبت کی، وہ سنتوں پر عمل کرتے ہوئے پوری طرح محمدی نظر آتے تھے اور رسول پاک ﷺ کی امتیوں پر بہت محبتیں ہیں۔

تیری چاہت کو چاہا دل سے ہم نے

اپنی چاہت کی ہر چیز جلا دی ہم نے

تیری داستان عشق کو سن کر

یاد اغیار کی سینوں سے مٹادی ہم نے

اللہ تعالیٰ نبی پاک ﷺ کے ساتھ سچی عقیدت محبت نصیب فرمائے

﴿.....وَأَخِرُ دَعْوَانَا أَنْ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.....﴾

## گواہی والے نبی ﷺ

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ  
الْأَنْبِيَاءِ ، وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ الَّذِينَ أَوْفُوا عَهْدَهُ ، الَّذِينَ هُمْ  
خُلَاصَةُ الْعَرَبِ الْعَرَبَاءِ ، وَخَيْرُ الْخَلَائِقِ بَعْدَ الْأَنْبِيَاءِ . أَمَّا بَعْدُ !  
فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
﴿ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَدَاعِيًا إِلَى  
اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا ﴾ الاحزاب: ۴۶

قال النبي ﷺ: "انتم شهداء الله تعالى في الأرض". مشكوة  
شريف جلد دوم: ۱۴۸

"الْمُؤْمِنُونَ شُهَدَاءُ اللَّهِ تَعَالَى فِي الْأَرْضِ". بخاری جلد اول  
۲۵۳۳

صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ وَصَدَقَ رَسُولُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيمُ وَنَحْنُ عَلَى  
ذَلِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِينَ وَالشَّاكِرِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ .

### آیت وحدیث کا مفہوم:

بائیسواں پارے کی ایک آیت کریمہ اور جناب نبی پاک ﷺ کا ایک ارشاد تلاوت کیا  
ہے، جن میں رسول اللہ ﷺ کی چند صفات کا ذکر ہے فرمایا: اے نبی! ہم نے آپ کو گواہ بنا  
کر بھیجا ہے..... اور بات نہ ماننے والوں کو ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے..... اور اللہ تعالیٰ کی  
توحید کی دعوت دینے والا بنا کر بھیجا ہے..... اور روشنی والا چراغ بنا کر بھیجا ہے سورج بنا کر بھیجا  
ہے۔

جناب نبی پاک ﷺ کے فرمان کا مفہوم یہ ہے جناب نے صحابہ کرام کو خطاب کر کے فرمایا

کہ تم اللہ کے گواہ ہو زمین پر کہ اللہ وحدہ لا شریک ذات ہے اور اللہ کی وحدانیت الوہیت ربوبیت پر میں نے تبلیغ کی ہے، تم کو سمجھا دیا ہے، اب تم گواہ ہو۔

آپ ﷺ کا نام لیکر پکارنا بے دبی ہے:

یہاں پر آیت کریمہ میں قرآن مجید نے عنوان اختیار کیا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا﴾

قرآن مجید نے کسی جگہ پر بھی رسول اللہ ﷺ کو یا محمد کہہ کر نہیں پکارا ہے، جملہ خبریہ میں آپ کا نام نامی ذکر ہوا

﴿مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَاءُ عَلَى

الْكُفَّارِ﴾ الفتح: ۲۹

لیکن ندا اور منادی کے انداز میں اللہ رب العزت نے جو وحی بھیجی ہے، جناب نبی پاک ﷺ کو خطاب کیا ہے، پورے قرآن مجید میں کسی بھی جگہ یا محمد کہہ کر رسول اللہ ﷺ کو نہیں پکارا، یہی سبق دینا تھا امتی کو کہ نبی کو اوصاف کے ساتھ پکارنا ہے، علم (نام) کے ساتھ پکارنا بے ادبی ہے، جہاں بھی اللہ تعالیٰ نے نبی پاک ﷺ کو مخاطب کیا ہے، تو اوصاف کے ساتھ

﴿يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ﴾ المؤمنون ۵۱

﴿يَا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ﴾ المزمل: ۱

﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ﴾ المدثر: ۱

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا

﴾ الاحزاب: ۴۶

مقام اور مرتبہ بتانا مقصد ہے، ورنہ نبی تو اللہ سے چھوٹے ہیں، اللہ نے ہی بنایا ہے خاتم النبیین سرکار دو جہاں ﷺ یہ سکھایا جا رہا ہے امتیوں کو کہ جب اس ہستی کا ادب کے لحاظ کرتے ہوئے اللہ رب العزت یا محمد کہہ کر نہیں پکار رہے، اوصاف کے ساتھ پکار رہے ہیں، تم نے بھی یوں ہی پکارا کرو اور انبیاء کا مقام اپنی جگہ پر ہے، نبی پاک ﷺ کا فرمان ہے:



”فضلت علی الانبیاء“ مسلم جلد اول: ۱۱۶۲

مجھے سب نبیوں پر فضیلت عطا کی گئی ہے، بہت ساری چیزوں میں فضیلت دی گئی ہے، سید دو جہاں ہونے میں ..... امام الانبیاء ہونے میں ..... خاتم النبیین ہونے میں ..... یہ سب فضیلتیں ہیں اور انبیاء پر اسی طرح یہ بھی فضیلت ہے قرآن مجید نے دیگر انبیاء کا جہاں ذکر کیا، تو اللہ رب العزت نے ان نبیوں کو نداء اور علم ذاتی منادی کے ساتھ پکارا ہے

﴿و یا آدم اسکن انت و زوجک الجنة﴾ الاعراف: ۱۹

﴿یا نوح اهبط بسلام منا﴾ ہود: ۲۸

﴿یا ابراہیم﴾ ہود: ۷۶

انبیاء علیہم السلام کو یا حرف نداء اور منادی انبیاء کے علم مبارک کو بنایا ہے، لیکن نبی پاک ﷺ کیلئے یا محمد کے لفظ کا استعمال پورے قرآن مجید میں نہیں ہوا۔

### صحابہ کرام کا انداز مخاطب:

صحابہ کرامؓ جب آپ کے سامنے کوئی بات کرتے کوئی مسئلہ پوچھتے کوئی ایسا پیغام دینا چاہتے ہو تو یا رسول اللہ! کہہ کر متوجہ کرتے تھے، گویا جناب کی توجہ اپنی طرف مبذول کرا کے پھر بات کرتے تھے، سورۃ حجرات میں جن لوگوں کے بارے میں ذکر ہے کہ وہ باہر سے آئے تھے اور نبی پاک ﷺ حجرے میں موجود تھے، ایک تو انہوں نے اونچے آواز سے بات کی، یہ منع کیا اور دوسرا آپ جب آپ اندر آرام فرما رہے، تو باہر سے نہ پکارو، جب آپ باہر تشریف لائیں، تو پھر بات پوچھنا یہ دوسری بے ادبی تھی، تیسری بے ادبی انہوں نے یا محمد کہا تھا۔ یا محمد اخرج علینا۔ اے محمد ہماری طرف باہر تشریف لے آئے تو اللہ تعالیٰ نے سخت ناراضگی کے جملے ان دیہاتی صحابہ کرامؓ کیلئے سورہ حجرات میں نازل کئے کہ ایسا نہ کہو

﴿لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم﴾

بعضا﴾ النور: ۶۳

نبی کو اس طرح نہ پکارا کرو، جیسے تم اپنے ایک دوسرے ساتھیوں کو پکارتے رہتے ہو، ایسا نہیں پکارنا ادب احترام کا لحاظ رکھو، سخت ناراضگی فرمائی

﴿ان تحبط اعمالکم وانتم لاتشعرون﴾ الحجرات: ۲

ایسا بے ادبی کا لفظ نہ کہنا تمہیں پتہ ہی نہیں چلے گا تمہارے سارے اعمال برباد ہو جائیں گے۔

**گواہی کی دو صورتیں:**

تو قرآن مجید نے اوصاف کے ساتھ نبی پاک ﷺ کو خطاب کیا ہے

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا﴾

اے نبی! ہم نے آپ کو گواہ بنا کر بھیجا ہے پھر گواہی دو طرح کی ہے:

- ایک گواہی ہے اللہ تعالیٰ کی واحدانیت کی، وجود باری تعالیٰ کی، ربوبیت کی، الوہیت کی، اللہ ایک ہے، واجب الوجود، اس کا وجود بھی ہے اور وہی عبادت کے لائق ہے۔ ایک گواہی یہ ہے۔

دوسری گواہی نبی پاک ﷺ وہ تمام امت کے سابقہ انبیاء علیہم السلام کی تبلیغ پر ہوگی کہ سابقہ سب انبیاء نے اپنے اپنے دور میں اللہ تعالیٰ کی توحید اور اپنی رسالت کا حق ادا کیا ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے جب اللہ تعالیٰ پوچھیں گے کہ آپ کو لوگ میرا بیٹا کہنے لگ گئے تھے، آپ نے یوں سکھایا تھا، حالانکہ اللہ کو معلوم ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایسا نہیں کہا تھا، جواب میں عرض کریں گے:

﴿كنت عليهم شهيدا ما دمت فيهم فلما توفيتني كنت أنت

الرقيب﴾ المائدہ: ۱۱

اے اللہ! جب تک میں ان میں موجود تھا، تو یہ بات میں نے نہیں کہی ہے، نہ ایسا ہونے دیا ہے، جب آپ نے مجھے اٹھالیا، تو پھر اس کے بعد آپ خود نگران تھے، آپ جانتے ہیں انہوں نے کیا کیا

**سرکارِ دو عالم اللہ کے عینی گواہ ہیں:**

اور گواہ وہ ہوتا ہے جو مشہود علیہ سے بالکل باخبر ہو، تمام لحاظ سے واقف ہو، اللہ تعالیٰ کے

عرش کے اوپر نبی پاک ﷺ کو دیدار کرایا گیا اور بار بار دیدار کرایا گیا ہے، اللہ کے علم میں تھا پانچ نمازیں اس امت کیلئے فرض کرنی ہیں، پچاس کا ثواب ملے گا، یہ بھی فضیلت نبی پاک ﷺ کے برکت سے امت کو حاصل ہوئی، لیکن پہلے پچاس دیکر پھر واپس بار بار ہوتے رہے، اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوتا رہا۔

﴿فأوحى إلى عبده ما أوحى ما كذب الفوائد ماری ما زاغ

البصر وما طغى لقد رى من آية ربه الكبر﴾

سورۃ نجم: ۱۷، ۱۸

ہم کلام ہوئے..... دیدار ہوا..... قریب بلایا اور یہ بار بار دیدار ہوتا رہا کیوں اللہ کے واجب الوجود ہونے پر، معبود ہونے پر، الوہیت پر، وحدانیت پر نبی پاک ﷺ کو اللہ نے گواہ بنانا ہے اور سب انبیاء بھی گواہ ہیں اللہ کی وحدانیت پر، الوہیت پر، ربوبیت پر اور نبی پاک ﷺ بھی اللہ کی وحدانیت پر الوہیت پر گواہ ہیں، لیکن دونوں گواہوں کی گواہی میں فرق ہے، تمام انبیاء علیہم السلام اللہ کی نشانیاں دیکھ کر اللہ کی وحدانیت الوہیت پر گواہ ہیں، نبی پاک ﷺ اللہ تعالیٰ کے موقع کے گواہ ہیں، عینی شاہد ہیں کہ ذات باری تعالیٰ کا دیدار کر کے پھر گواہی دی ہے، تو آپ اللہ تعالیٰ کے موقع کے گواہ عینی گواہ دیگر انبیاء اللہ کے نشانیوں کو دیکھ کر گواہ ہیں، کسی اور نبی کو یہ خصوصیت نہیں ہے کہ اللہ رب العزت کا دیدار کیا ہو، موسیٰ علیہ السلام نے درخواست کی تھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا

﴿انظر الى الجبل﴾ الاعراف: ۱۴۳

کہ پہلے آپ پہاڑ کو دیکھیں، اس کو دیکھ سکتے ہیں، میں اس میں اپنی تجلی ڈالتا ہوں، تو پھر مجھے بھی دیکھ سکو گے، پھر فرمایا

﴿فلما تجلى ربه للجبل﴾ الاعراف: ۱۴۳

جب اللہ رب العزت نے تجلی ڈالی پہاڑ پر، تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا، جل گیا، موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہوئے اور جب بے ہوش اور عنودگی سے صحت یاب ہوئے، تو معذرت کی کہ اے اللہ! میرے اندر یہ صلاحیت نہیں ہے کہ میں آپ کو دیکھ سکوں

﴿لاتدرکہ الأبصار وهو یدرک الأبصار وهو اللطیف﴾

النخبیر ﴿الانعام: ۱۰۳﴾

اس دنیا آب و گل میں صرف ایک ایسی ہستی ہے کہ جس نے اللہ رب العزت کا دیدار کیا ہے اور وہ نبی آخر الزمان ﷺ ہیں اسی وجہ سے قرآن مجید نے یہ بات کہی ہے

﴿یأیہا النبی إنا أرسلنک شاہدا ومبشرا

ونذیرا ﴿الانعام: ۴۶﴾

اے نبی! ہم نے آپ کو اپنی الوہیت کا وحدانیت کا گواہ بنا کر بھیجا ہے، صحابہ کرام نبی کے موقع کے عینی گواہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کے عینی گواہ نبی پاک ﷺ ہیں:

**خوشخبری دینے والا نبی:**

إنا أرسلنک شاہدا ومبشرا

اے نبی! ہم نے آپ کو خوشخبری دینے والا نبی بنا کر بھیجا ہے، حدیث میں جناب نبی پاک ﷺ کا فرمان ہے:

﴿یسروا ولا تعسروا، بشروا ولا تنفروا،﴾

خوشخبریاں سناؤ، اللہ کا خوف نہ دلاؤ کہ لوگ نفرت نہ کرنے لگیں۔ میں بشارت دینے والا پیغمبر ہوں، کبھی بشارت دی جا رہی ہے، صحابہ کرام میں عشرہ مبشرہ کی، کبھی خلفاء راشدین کی، کبھی تمام صحابہ کرام کی اور کبھی ناجی امت کی کہ جو امتی ماننے والے ہیں عملاً کبھی ان کے لئے خوشخبری ہو رہی بشارت سنائی جا رہی ہے۔

پھر فرمایا آسانی پیدا کرو، جو نیا نیا اسلام میں آیا ہے، اسے تھوڑا تھوڑا سبق دو، حضرت عبداللہ ابن عباسؓ ان صحابہ کرامؓ میں سے ہیں کہ جن کو علوم نبوت سے ایک خاص حصہ ملا ہے، ہفتے میں وعظ نصیحت فرماتے تھے، لوگ جمع ہوتے، بظاہر یہ صحابی رسول ہے، پھر خاندان رسول سے ہیں، مفسر قرآن بھی ہے، اور نبی کی خاص دعا حاصل ہے، رات کو تہجد کے وقت آنجناب ﷺ جب اٹھے، تو چھوٹے سے تھے، لوٹا بھی پیش کیا، مسواک بھی پیش کیا، تو آپ خوش ہو گئے اور فرمایا۔

اللهم فقهه في الدين وعلمه التأويل (بخاری جلد اول: ۱۴۷)

اے اللہ! اس بچے کو دین کی سمجھ دیدے، قرآن کا مفسر بنا دے، نبی کی دعا ہے، کوئی اللہ کا ولی کسی سے خوش ہو کر اس کو دعا دیدے، تو وہ نوازاجاتا ہے، تو پھر امام الانبیاء ﷺ کا کیا مقام ہے یہی وجہ ہوئی آپ نبوت کے علوم کے خاص حصہ دار تھے، حضرت عبداللہ ابن عباسؓ تو ہفتے میں وعظ کرتے تھے، صحابہ کرام تابعین یا جو شاگرد تھے عرض کرتے تھے حضرت دل چاہتا ہے کہ بیان اور بھی ہو، ابھی شوق باقی رہتا ہے، دین کے عاشق صادق کا قرآن حدیث کے محبت کا یہ شوق تو رہتا ہے، آج کل کے نمازی مرغی کی طرح ٹکر لگانے والے نمازی وہ تو بالکل آخری وقت میں آ کر جلدی سے نماز پڑھتا ہے حدیث میں آتا ہے، کنقرک دیک، جیسے مرغ ایسے ٹکریں لگاتا رہتا ہے کہ ممکن ہے کہ دانا ہے کیا اسکو دانا ملے گا جو دین کے سچے محبت ہوتے ہیں وہ دین کی بات سننے میں وہ پیاسے رہتے ہیں۔ اور بھی ہو یہ عرض کیا ساتھیوں نے حضرت اور بیان ہو اور بیان ہو تو فرمایا نہیں کہیں زیادہ بیان سن کر متنفر نہ ہو جاؤ شوق باقی رہے شوق باقی رہے اور بیان کم ہو تو یہ اچھا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ میں تمہیں اکھتاہٹ میں مبتلا کر دوں اس لئے کم کم کرتا ہوں رسول اللہ ﷺ کی سنت یہی ہے۔

فرمایا اے نبی ہم نے آپ کو خوشخبری دینے والا پیغمبر بنا کر بھیجا ہے کہ جو لوگ اعمال میں آجائیں، اطاعت میں آجائیں، بات ماننے میں آجائیں، بندگی میں آجائیں، انہیں خوشخبری سنا دے اس کا صلہ اتنا ہے، اس کا انعام اتنا ہے بات ماننے میں، دوستو ہر انسان پر دو مرحلے ہوتے ہیں یا اچھی حالت یا کمزور حالت، صحت کی حالت یا بیماری کی حالت، یا غربت کی حالت، عیش و عشرت کی حالت، یا مصائب کی، یا راحتوں کی حالت میں ہو، تو اتنا کوئی کمال نہیں ہے، راحتوں کی حالت میں بندگی کا اعلان ہو، اطاعت کا اعلان ہو، اتنا کمال نہیں ہے، یہ بھی ضروری ہے، لیکن طاعت بندگی محبت فرما برداری کا عملی اعلان مصائب میں الجھ کر ہو، تو پھر فرشتوں کو رشک آجاتا ہے کہ یہ انسان کیسا ہے، جس کے بارے میں ہم نے کہا تھا کہ یہ فساد کردے گا اور یہ انکاروں پہ لیٹا ہوا ہے اور پھر بھی کہہ رہا ہے

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

یہ کیسا انسان ہے یہ مصائب میں الجھ کر نبی کی محبت کی ٹھنڈک سے انکارے خود بجھتے رہے۔

## دوستوں کی تین اقسام:

دوستو! اطاعت والا امتی ہونی کی سنتوں میں اس کو برکت ملے، خیر نظر آئے، خوبی ملے، سکون نظر آئے اور عملاً اپنایا جائے، تو پھر کمال ہے۔ علامہ رومی فرماتے ہیں

دلا اندر جہاں یاراں سہ قسم است  
نانی اند وزبانی اند و جانی اند  
نانی را بدہ نان و در بدر کن  
تلفظ کن یارانِ زبانی را  
لیکن بیاراں جانی را  
بدست آتش گیری تا توانی

دنیا میں دوست تین طرح کے ہوتے ہیں کوئی نان والے ہوتے ہیں..... کوئی زبان والے ہوتے ہیں..... کوئی جان والے ہوتے ہیں۔

جو روٹی کے دوست ہیں، ان کو روٹی کھلا کر اور باہر نکال دے، روٹی جب تک نہیں کھلائے گا، وہ بیٹھا رہے گا، یہ دوستی ہی روٹی کی ہے، نذرانوں کی ہے، کھانے کی ہے، حلویہ کی پلیٹوں کی ہے، میٹھی میٹھی سویوں اور فرنیوں کی ہے۔ یہ صرف روٹی کا یار ہے اسکو روٹی دے اور جان چھڑا۔

جو زبانی دوست ہیں سبحان اللہ واہ واہ کیا شان ہے نبی کا کیا مقام ہے نبی کا اور کہا جائے کہ نبی کی طرح تہجد کی نماز والی سنت اپنا لوسخاوت والی سنت اپنا لوجنم میں نبی والی سنت اپنا لوجوشی میں نبی والی سنت اپنا لوجہتے ہیں نبی کی شان اونچی ہے یہ زبانی دوست ہیں، یہ زبانی عشق ہے، گپ شب ہو جائے گی۔

جو تیسرا جانی دوست ہے، اس کا خاص خیال رکھ اور پھر جب تک ہو سکے اس کو مشکل سے بچانا ہے، جان کا نذرانہ دینے والے دوست کی یہ بات ہے، تو نبی پاک ﷺ کے ساتھ محبت عقیدت صحابہ کرام کی دوستی عملی تھی حقیقی۔

## ورنہ عذاب کے مستحق بن جاؤ گے:

اللہ پاک عرش پر (کما ہوشانہ) جلو افروز ہے، ہر جگہ حاضر ناظر ہے، انسانیت کا صحیح معنوں میں عرش کے ساتھ تعلق قائم کرنے والے نبی پاک ﷺ ہیں، آخری نبی ہیں، انسانیت کا عرش کے ساتھ تعلق ہے، حدیث میں آتا ہے کہ اللہ پاک ارشاد فرماتے ہیں کہ جو انسان سجدے میں ہوتا ہے، یہ یوں ہوتا ہے کہ جیسے اللہ کے پاؤں میں ہے، اللہ کے گود میں ہے، یہ تعلق ہے، خالق کے ساتھ مخلوق کا تعلق ضروری ہے، وہ ہی معبود برحق ہے اور اس کی پہچان نبی پاک ﷺ نے کرائی ہے، ہر صفت کے ساتھ کرائی ہے، اور پھر بھی لوگ نہ مانیں تو فرمایا کہ انکو ڈر سنا دے کہ اللہ کے عذاب سے ڈرو، میری سنت کے مخالفت کرنے سے ڈرو، اللہ کے ساتھ شرک کرنے سے ڈرو، ورنہ عذاب کے مستحق بن جاؤ گے اور اس سے پہلے بتا دینا کہ یہ غلطی ہوگی، تو یہ سزا ہوگی، یہ بھی نعمت ہے، یہ بھی کرم ہے اور فضل ہے کہ اس جرم کی یہ سزا ہے، ابھی جرم کیا نہیں ہے اور بتایا جا رہا ہے تو بہ کرو، مرنے سے پہلے باز آ جاؤ، تو سزا نہیں ہوگی، یہ بھی اللہ کی طرف سے خصوصی عنایت اور رحمت ہے، تو نذیر جو بات نہیں مان رہا ہے اے نبی انکو ڈر سنائیں۔

ابے نبی! آپ اللہ کی واحدانیت پر گواہ ہیں، ذاتی اور موقع کے گواہ ہیں اور دوسری گواہی رسول اللہ ﷺ کی اس وقت ہوگی جب آخرت میں سابقہ انبیاء کے بگڑے ہوئے امتی اپنے اپنے انبیاء علیہم السلام کے سامنے ہوں گے اور انبیاء بتائیں گے ہم نے ان کو سمجھایا تھا، لیکن بعد میں اس طرح ہو گئے، فرمایا گواہ کون ہے؟ قرآن مجید نے رسول اللہ ﷺ کا تذکرہ کیا کہ نبی پاک ﷺ اور آپ کے امتی گواہ ہوں گے۔ فرمایا:

﴿فكيف إذا جئنا من كل أمة بشهيداً وجئنا بك على هؤلاء﴾

شہیداً النساء: ۴۱

اس عالم کا کیا منظر ہوگا جب ہر کسی کا آپس کے بارے میں گواہی دینے والا نمائندہ کھڑا ہو جائے گا، ہر امتی کیلئے اس وقت کے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام گواہ بننے والے ہونگے، اور ہم نے آپ کو ان پر گواہ بنایا، انبیاء کی دعوت تبلیغ پر آپ گواہ ہوں گے۔

## ذات کے ماننے والے اور بات کے ماننے والے:

﴿واعیای الی اللہ باذنہ﴾ نبی بنا کر بھیجا ہے کہ لوگوں کو توحید کی طرف دعوت دے اور نبوت اعلانیہ کا حکم ہو گیا آپ کے عملی نمونہ بننے والے ہیں، میں صرف یہ فرق بتاؤں گا نعروں والی محبت کا اور عملی محبت کا، داعی الی اللہ باذنہ کہ اے نبی! ہم نے آپ کی یہ صفت رکھی ہے کہ آپ اللہ کی توحید کی دعوت دینے والے ہو، دعوت اعلانیہ کا حکم ہو رہا ہے، صفاء پہاڑی کے اوپر سوچا آپ نے کہ ایک ہی دفعہ ساروں کو توحید کی دعوت دی جائے، یہ سب امانت صداقت کا لقب دیتے تھے، رسول اللہ ﷺ کو آپ کی حیا کی، آپ کی شرافت کی، آپ کی صداقت اور امانت کی، رسول اللہ ﷺ صفاء پہاڑی کے اوپر کھڑے ہو گئے اور چادر لہرائی، (بخاری جلد دوم: ۱۹۷۱) تاجدارِ دو عالم ﷺ نے، اسلامی دنیا کی پہلی کانفرنس منعقد کی ہے، صفاء پہاڑی کے اوپر اللہ کی توحید بیان کرنے والے سرکارِ دو جہاں رحمتِ دو عالم ﷺ نے اپنی چادر کو لہرایا، مکہ کی ساری آبادی سمٹ کر رسول اللہ ﷺ کے سامنے جمع ہوگی، یہ سب وہ تھے جو آپ کو صداقت و امانت کا لقب دینے والے تھے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی پیغام دوں، تو مانو گے؟ کہنے لگے اے صداقت امانت کے تاجدار! آپ کی زبان سے کوئی خبر پتہ چلے، اور وہ ہمیں نظر نہ آئے، تو ہم اپنی آنکھوں کو قصور وار قرار دیں گے، لیکن آپ کی زبان سے نکلنے والے جملوں کو غلط نہیں کہہ سکتے، رسول اللہ ﷺ نے جب اپنے اعتماد میں لے لیا، یہ خطیب بھی تاجدارِ دو عالم ﷺ ہیں اور مکہ کی مقدس بستی میں بیت اللہ سامنے ہے صفاء کی پہاڑی کے اوپر کھڑے ہو کر بیان کر رہے ہیں، جب مجمع کو اعتماد میں لیا، صداقت و امانت کی آوازیں آنے لگیں، تو آپ نے اعلان کیا:

”یأیہا الناس قولوا لا إله إلا الله تفلحون“ مسند احمد جلد

ششم: ۱۸۵۳

اے مکہ والو! سرزمین مقدس میں رہنے والو! بیت اللہ کو دیکھنے والو! نجات صرف بیت اللہ کو دیکھنے سے نہیں ہوگی، حاجیوں کو ستوپلانے سے نہیں ہوگی، دیدار بیت اللہ سے نہیں ہوگی، نجات ہوگی میرے اس جملے پر عمل کرنے میں کہ اللہ ہی کو ایک وحدہ لا شریک ماننے والے بن



جاؤ اور مجھے اللہ کا آخری رسول ماننے والے بن جاؤ۔

چراغ چلانے والے! بلیو ایر او الو! نبی کی ولادت پر خوشی میں چراغ لائٹین جلانے والو! رسول اللہ ﷺ کی توحید کی بات سنی، تو پتھر برسنے لگے، جب پیغمبروں کی ذات کی بات تھی، تو یہ آگے آگے جھنڈیاں لہرانے میں، منوم بتیاں جلانے میں آگے آگے، گھی کے چراغ جلانے میں آگے آگے، نعرے لگانے میں آگے آگے، جب توحید کی بات تاجدارِ دو عالم ﷺ نے کی، تو پتھر برسنے لگے اور ایک چچا کم بخت کیا کہنے لگا،

”تبا لک یا محمد الہذا جمعتنا“

”تبا لک سائر الیوم جمعتنا“ مشکوٰۃ شریف جلد

چہارم: ۱۳۰۲، بخاری جلد دوم: ۱۹۷۱

ہلاک بربادی ہو (العیاذ باللہ) اے محمد! کیا اس لئے جمع کیا، توحید کی دعوت دیتے ہو، رسالت کی دعوت دیتے ہو، بتوں کی عبادت سے منع کرتے ہو، اس لئے جمع کیا ہے، برباد ہو جاؤ، ہلاک ہو جاؤ۔

رسول اللہ ﷺ اپنی صفت رحمتِ عفو و درگزر سے کام لیا اور کوئی توجہ نہیں دی، عفو و درگزر کیا رحمتِ عالم نے، لیکن اللہ رب العزت کی غیرت کو جوش آگیا، فوراً جبریل کو بھیجا اور میرے محبوب پیغمبر کی کون ہے جو گستاخی کرنے والا ہے؟ بے ادبی کر رہا ہے؟ بددعا میں کر رہا ہے اسکی بددعا کیسے لگ سکتی ہے جاؤ بددعا اس کو سنادو۔

﴿تبت ید اابی لہب و تب ، ما اغنی عنہ مالہ و ما کسب ،

سیصلی نارا ذات لہب و امراتہ حمالة الحطب ، فی جیدھا

حبل من مسد﴾ لہب: ا تا ۵

او میرے محبوب اور آخری پیغمبر کو برا کہنے والے! تیری بددعا کیسے لگے گی، قبول تو میں کرتا ہوں، اللہ رب العزت وحدہ لا شریک تمام کائنات کا خالق خود بددعا دے رہا ہے، تباہ برباد ہو جاؤ، میرے نبی کی گستاخی کرنے والے تو ہلاک ہو جاؤ اور تیری بیوی جو تجھے کانٹے چن چن کر دیتی تھی، وہ بھی تباہ برباد ہو جائے، یہ پہلی توحید کا نفرنس دوستو ابو لہب نے گھی کے چراغ

جلائے تھے ابو جہل نے بھی گھی کے چراغ جلائے تھے لیکن جب عملی شکل سامنے آئی کہ بات اس شخص کی یوں ماننی ہیں تو ابو جہل نے پتھر برسائے اور ابولہب نے بدعا یہ جملے کہے۔

## روشنی کا چراغ:

وسرا جامنیر اور اے نبی ہم نے آپ کو روشنی کا سورج بنا کر بھیجا ہے، چراغ بن کر دنیا کی رہبری کریں گے۔

خود نہ تھے راہ پر وہ عالم کے ہادی بن گئے

وہ کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

اے نبی! ہم نے آپ کو روشنی کا چراغ بنا کر بھیجا ہے، آپ دعوت تبلیغ پر جا رہے ہیں، کبھی اس علاقے میں، کبھی اس گلی میں اور جب تاثر کم نظر آ رہا ہے، آپ کی تڑپ یہ ہے دل یہ چاہتا ہے کہ سارے ہدایت پر جائیں، لیکن ایسا نہیں ہو رہا ہے، پریشانی ہو رہی ہے، پریشان ہو گئے جبرئیل علیہ السلام نازل ہو گئے۔

”فقال إن الرب يقرئك السلام، وهو يقول مالي أراك

مغموما حزينا وهو أعلم به“

جبرئیل نے فرمایا اے اللہ کے رسول! اللہ رب العزت کا سلام لیکر حاضر خدمت ہوا ہوں اور اللہ فرما رہے ہے کہ کیا بات ہے کہ میں پریشان دیکھتا ہوں رسول اللہ ﷺ نے عرض کیا کہ اے میرے رب آپ جانتے ہیں کہ میں پریشان کیوں ہوں اور پھر فرمایا اے جبرئیل،

لقد تفكرى فى امر امتى يوم القيامة

اے جبرئیل میرے دل دماغ میں اپنی امتیوں کا غم ہے کہ میدان حشر میں یہ کہیں ہلاک نہ ہو جائیں، مجھے اپنی امت کا غم ہے، یہ میری بات جب مان جائیں گے، تو پھر امت کا غم نہیں ہوگا، جب میری امت میری اطاعت میں نہیں ہوگی، رسی مجھے ماننے والی ہوگی، حقیقی ماننے والی نہیں ہوگی، تو مجھے پریشانی ہوگی، کہیں میدان قیامت میں اپنے حساب کتاب میں کہیں پھنس نہ جائے۔

## حوض کوثر سے محروم لوگ:

رسول اللہ ﷺ میدان حشر میں حوض کوثر کے اوپر کما ہوشانہ جلوا افروز ہوں گے، ساری دنیا پیاس میں ڈوبی ہوگی، وہاں گرمی کے علاوہ کوئی چیز نہیں ہے، سائے کیلئے کوئی بادل اور درخت نہیں ہیں، ساری کائنات درہم برہم ہے، دنیائے انسانیت غم و حزن میں مبتلا ہے اور سخت پیاس میں سب دنیا پریشان ہے، تاجدار دو عالم ساقی کوثر حوض کے اوپر کما ہوشانہ جلوا افروز ہوں گے اور پانی کے پیالے تقسیم کر رہے ہوں گے، خلفاء راشدین عشرہ مبشرہ صحابہ کرام آپ سے پیالے لے لے کر اپنے امتیوں کو اپنے ماننے والوں کو پلا رہے ہوں گے، رسول اللہ ﷺ پلا رہے ہوں گے، رسول اللہ ﷺ دوستوں اور نچے مقام پر کھڑے ہوں گے اپنی امت کو پہچان رہے ہوں گے، کچھ جماعتیں رسول اللہ ﷺ کی طرف آرہی ہیں حوض کوثر سے پانی نوش کرنے کیلئے اپنی باری لگا رہی ہیں درمیان میں فرشتوں کی جماعت حائل ہو جائے گی کہ تم اس محبوب پیغمبر کے ہاتھوں سے پانی پینے کے مستحق نہیں ہو، رسول اللہ ﷺ دیکھ رہے ہوں گے، فرمائیں گے اور فرشتوں! آنے دو، یہ میرے امتی ہیں، میں نے ان کو پانی پلانا ہے اور شفاعت کی بھی دعا کرنی ہے، یہ میرے امتی ہیں، ان کو آنے دو، فرشتے عرض کریں گے، اللہ کے رسول ضرور آپ کے امتی ہیں، لیکن

لاتدری ما احدثوا بعدک (بخاری شریف جلد

دوم: ۱۸۰۷)

آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کے دنیا سے پردہ کرنے کے بعد انہوں نے کیا کیا بدعات ایجاد کر دی تھیں، آپ کے امتی تھے، لیکن من گھڑت باتیں بیان کرنے والے تھے، آپ کی سنت پر عمل کرنے والے نہیں تھے، رسول اللہ ﷺ کا چہرہ متغیر ہو جائے گا اور اعلان فرمائیں گے

سحقا سحقا لمن غیر بعدی (بخاری جلد سوم: ۱۵۲۶)

دور کردو، دور کردو اس کو جس نے میرے بعد میری شریعت اور سنت میں تغیر پیدا کر دیا تھا مجھ سے دور کردو میرے قریب نہ آنے دو

نبی کی تعلیم پوری ہدایت ہے، نبی کی سنتیں روشنی کا مینار ہیں اور اسی میں سکون اور راحت

ہے، امتی کی اگر اس کے خلاف رسوم پر بدعات پر خلاف سنت کے راستوں پر چلایا جائے گا، تو پھر نبی کا قرب نہیں ہوگا، تو بات ہے رسول اللہ ﷺ کی گواہی کی دوستوں کتنے ربیع الاول آئے، ایک ایک ربیع الاول پر ایک ایک سنت اگر امتی زندہ کرنے لگے جاتے، تو اللہ اور اللہ کے رسول کی محبتوں کے مستحق بن جاتے، تمہیں مانع کیا ہے؟ رکاوٹ کیا ہے؟ نفس شیطان کو پھر مارنا ہی ہے، تب ہی تو یہ انسان براہ راست پر آتا ہے، ایک ایک ربیع الاول پر ایک ایک سنت پر جب عمل کرنے والے بن جائیں گے، تو نبی کی شفاعت بھی نصیب ہوگی، زیارت بھی نصیب ہوگی، حضرت بلالؓ جب رسول اللہ ﷺ دنیا سے پردہ کر گئے، تو غم میں نہ برداشت کرتے ہوئے دوستو ہمیں کیا پتہ ہے یہ الفاظ کی کہانی ہے، میں پڑھ رہا ہوں، آپ سن رہے ہیں، یہ غم تو ان پر ہے اور وہ جب کہتے تھے

اشهد ان محمداً رسول اللہ

میں نے اپنے ان آنکھوں سے نبی پاک ﷺ کے چہرے کو دیکھا ہے، یہ نصیب سے نکل گئی بات، تو پھر شام چلے گئے، کئی مہینے کا عرصہ ہو گیا کہ واپس نہیں آئے رسول اللہ ﷺ خواب میں تشریف لائے کہا بلالؓ بڑی دیر ہوگی ہے، ملاقات کیلئے نہیں آگئے ہو، میں آ گیا ہوں، ملاقات کیلئے اٹھ گئے، فوراً خواب سے صحابی رسول کی وہ حدیث سنی ہوئی تھی کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا کہ میری صورت میں شیطان نہیں آسکتا۔ (بخاری جلد اول: ۱۱۳) فوراً اٹھے سواری کا بندوبست کیا پہنچے اور پھر مدینہ میں سب نے درخواست کی کہ آج آذان بلالی ہونی چاہیے ہم نے بڑے عرصے سے وہ آذان نہیں سنی ہے آپ آذان سنا دیں۔ اقبال مرحوم نے عجیب بات کہی فرمایا

ادائے دید سراپا نیاز تھی تیری

کسی کو دیکھتے رہنا نماز تھی تیری

آذان ازل سے تیری عشق کا ترانہ تھی

نماز اس کے نظارے کا ایک بہانہ بنی

واہ بلال تیری عشق کی آذان اور تیری محبت رسول کی ادا کتنی قبول ہوئی کہ معراج کے سفر

میں جنت کی سیر میں جب رسول اللہ ﷺ مصروف ہیں تو پاؤں کی چلنے کی آواز آرہی ہیں ، مدینہ طیبہ میں رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا بلال آپ کی شادی کراتے ہیں عرض کیا اللہ کے رسول جتنی ظاہری سیاہ کو کون رشتہ دیتا ہے بات ختم ہوگی سرکارِ دو جہاں ﷺ کے یہ جملے بجلی بن کر پورے مدینہ کے گھروں میں گونج گئے پیغامات آنے لگے رسول اللہ ﷺ کے پاس صحابہ کرام کے ہم اپنی بیویوں کا رشتہ حضرت بلالؓ کو دینے کیلئے تیار ہیں آپ نے فرمایا بلال بتاؤ آپ کہتے ہو اس سپاہ فام کو کون رشتہ دیتا ہے اب رشتہ آ گیا ہے بتاؤ قبول کرنا ہے کہ نہیں عرض کرنے لگے اللہ کے رسول بلال رشتہ کرنے کا خواہشمند نہیں ہے اس لئے نہیں کہہ سکتے دروازے کے سامنے بیٹھا رہتا ہوں جب آپ باہر تشریف لاتے ہیں تو میں آپکا دیدار کرنا ہوں جب میرا رشتہ ہو جائیگا تو میں اس نعمت سے محروم ہو جاؤنگا مجھے رشتہ نہ کرائیں اور اپنے دیدار سے مجھے مستفید ہوتے رہنا دیجئے یہ عالم ہے رسول اللہ ﷺ سے محبت کا پھر رسول اللہ ﷺ میں آرہے ہیں بلال کیا بات ہوگی اتنا عرضہ ہو گیا ہے ملاقات کیلئے مدینہ طیبہ میں مسجد نبوی میں روضہ رسول ﷺ میں ملاقات کیلئے حاضری کیلئے نہیں آئے ہو آگئے بلال مدینہ والوں نے درخواست کر دی اور حضرت بلالؓ نے آذان شروع کر دی خود بھی غشی میں بے ہوش ہو گئے اور سچی صداقت والے عشقِ محبت والے جملے سن کر پورا مدینہ رونے لگ گیا۔

اللہ ہمیں صحیح معنوں میں سچی عقیدتِ محبتِ نبی پاک ﷺ سے اور عملی زندگی نصیب فرمائے۔

﴿.....وَأٰخِرُ دَعْوَانَا اِنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.....﴾

## اخلاق والے نبی ﷺ

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ  
الْأَنْبِيَاءِ، وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ الَّذِينَ أَوْفُوا عَهْدَهُ، الَّذِينَ هُمْ  
خُلَاصَةُ الْعَرَبِ الْعَرَبَاءِ، وَخَيْرُ الْخَلَائِقِ بَعْدَ الْأَنْبِيَاءِ. أَمَّا بَعْدُ!  
فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
﴿ن وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ، مَا أَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُونٍ،  
وَإِنَّكَ لَأَجْرًا غَيْرَ مَمْنُونٍ، وَإِنَّكَ لَعَلَى خُلُقٍ عَظِيمٍ، فَسَتُبْصِرُ  
وَيُبْصِرُونَ، بِأَيِّ كُفْمٍ الْمَفْتُونُ، إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ  
عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ﴾ القلم: ۱ تا ۷  
قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "بُعِثْتُ لِأَتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ". البانی

الصحيحه

صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ وَصَدَقَ رَسُولُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيمُ وَنَحْنُ عَلَى  
ذَلِكَ لِمَنِ الشَّاهِدِينَ وَالشَّاكِرِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.

### آیت قرآنی کا مفہوم:

انیسویں پارے کی دوسری سورت سورہ نون کی چند آیت کریمہ اور جناب نبی پاک ﷺ  
کا ایک فرمان تلاوت کیا ہے، جس کے اندر رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کا تذکرہ ہے فرمایا، ن  
یہ حروف مقطعات میں سے ہے، بعض حضرات نے مچھلی کا معنی لیا ہے وَالْقَلَمِ اور قسم ہے قلم کی

﴿وَمَا يَسْطُرُونَ﴾

اور جو لکھتے ہیں اس قسم سے

﴿ مَا آتَتْ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُونٍ ﴾

نبی پاک ﷺ کو خطاب ہے کہ آپ اپنے رب کے فضل کی وجہ سے مجنون نہیں ہیں، جیسے یہ لوگ کہتے ہیں

﴿ وَإِنَّ لَكَ لَأَجْرًا غَيْرَ مَمْنُونٍ ﴾

اور آپ کو اللہ پاک اتنا اجر عطا کریں گے جو ختم ہونے والا نہیں ہے

﴿ وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ ﴾

اور بلاشبہ آپ بہت اونچے اخلاق پر فائز ہیں۔

﴿ فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُونَ ﴾

عنقریب آپ بھی دیکھ لیں گے اور وہ بھی دیکھ لیں گے

﴿ بِأَيْكُمُ الْمَفْتُونُ ﴾

تم میں سے کون ہے دیوانہ اور مجنون۔

﴿ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ

بِالْمُهْتَدِينَ ﴾

اور آپ کا رب خوب جانتا ہے اس کو بھی جو سیدھے راستے سے ہٹا ہوا ہے اور گمراہ ہے اور آپ کا رب ہدایت حاصل کرنے والے، ہدایت پر چلنے والوں کو بھی خوب جانتا ہے

حدیث کا مفہوم:

جناب نبی پاک ﷺ کے ارشاد کا مفہوم یہ ہے، فرمایا:

”بِعِثْتُ لِأَتَمِّمْ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ“

مجھے اللہ نے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے تاکہ میں لوگوں کو اچھے اخلاق سکھاؤں۔

اس لئے مجھے بھیجا ہے کہ دنیا میں لوگوں نے کس طرح رہنا ہے؟

کس کے سامنے جھکنا ہے؟

کس طریقے سے انسانوں کے ساتھ پیش آنا ہے؟ اللہ نے مجھے اچھے اخلاق عطا کر کے

بھیجا ہے، تاکہ میں دنیا کو اچھے اخلاق سکھاؤں۔

## حروف مقطعات:

فرمایا ”ن“ نون یہ حروف مقطعات میں سے ہے، جیسے

الم ، کھیعص ،

مفسرین کا کہنا یہ ہے، جو حروف مقطعات ہوتے ہیں، یہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں کے اوپر دلالت کرتے ہیں۔ ہم تو اس سے خاص اللہ کے صفاتی نام ہیں اور بعض مقام میں جناب بنی پاک ﷺ کے صفاتی نام پر دلالت ہوتی ہے، بعض جگہوں میں ان کا ترجمہ بھی کر دیا جاتا ہے، لیکن کرنے والے بھی پھر آخر میں یہ کہہ دیتے ہیں واللہ اعلم بالصواب

## ن سے کیا مراد ہے؟

اس مقام پر فرمایا ﴿ن﴾ اس سے مراد حروف مقطعات کے علاوہ مچھلی کا معنی بھی کیا جاتا ہے۔ اب جس مچھلی کا ذکر یہاں پر کیا، وہ خاص مچھلی ہے یا عام مچھلی ہے؟ اور خاص مچھلیوں میں دو مچھلیاں پھر خاص ہیں، ایک خاص مچھلی تو وہ ہے جس نے حضرت یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے پیٹ میں امانتاً رکھا تھا، انہوں نے مچھلی کے پیٹ کے اندر اللہ کی تسبیح کی

﴿لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ﴾

تو اللہ نے مچھلی کے پیٹ سے واپس باہر نکال دیا اور قوم کے پاس پھر پہنچا دیا، یہ مچھلی بھی

خاص ہے۔

## عبداللہ بن سلام کے تین سوال:

حضرت عبداللہ بن سلام مشہور صحابی ہیں اور اس سے پہلے یہودی مذہب پر تھے، جب آپ مدینہ تشریف لائے، تو یہ کچھ سوال لیکر آئے تھے۔

اور یہ کئی دفعہ سوال لیکر آئے ہیں، سب سے پہلے سوال لیکر آئے تھے اور جیب میں پرچی لیکر آئے تھے، اصحاب سیر نے لکھا ہے کہ وہ تقریباً ستر سوال تھے، جب پہلی نظر رسول اللہ ﷺ پر پڑی، جب انہوں نے سرکارِ دو جہان ﷺ کو دیکھا، تو وہ سوالات باہر نکالے ہی نہیں، وہ



سارے سوالوں کا جواب مل گیا اور اسلام لے آئے۔

پھر ایک مرتبہ سوال کرنے کیلئے آئے اور تین سوال کئے۔ حضرت عبداللہ بن سلامؓ نے عرض کیا اللہ کے رسول قیامت کی سب سے بڑی علامت کیا ظاہر ہوگی کہ اس کے بعد قیامت مزید قریب ہو جائے گی؟

اور دوسرا سوال یہ ہے کہ جنتیوں کو اللہ پاک سب سے پہلے مہمان نوازی کے طور پر کیا کھلائیں گے؟

اور تیسرا سوال یہ کیا کہ لڑکا کبھی پیدا ہوتا ہے، کبھی لڑکی پیدا ہوتی ہے، یہ کیا وجہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا جبرئیل علیہ السلام نے مجھے ان سوالوں کا جواب دے دیا ہے قیامت کی سب سے بڑی علامت جب ظاہر ہو جائے گی، اس کے بعد قیامت مزید قریب ہو جائے گی، وہ مشرق سے ایک آگ نکلے گی، وہ لپیٹ میں لیتی ہوئی مغرب تک کو لے لے گی۔

اور جو دوسرا سوال سب سے پہلی مہمان نوازی اللہ رب العزت کس چیز سے کریں گے؟ اللہ رب العزت نے فرمایا کہ مچھلی کی کلیجی سے سب سے پہلی مہمان نوازی کریں گے، مچھلی کتنی بڑی ہے، پھر عرض کرتا ہوں۔

اور تیسرا سوال کہ کبھی لڑکا پیدا ہوتا ہے کبھی لڑکی پیدا ہوتی ہے یہ کیا وجہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کا امر ہے جیسے وہ چاہیں، اگر اختلاطی نسبت سے مرد کا وہ مخصوص پانی غالب ہو، تو لڑکا پیدا ہوتا ہے اور اگر عورت کا وہ پانی غالب ہو، تو لڑکی پیدا ہوتی ہے، ویسے تو اللہ کا امر ہے، جیسے چاہے، یہ ایک طبی لحاظ سے بات ہے، ضمناً درمیان میں ایک بات کرتا ہوں ماحول معاشرے کے اندر لوگ دوسری شادی کر رہے ہوتے ہیں، فکر کر رہے ہوتے ہیں، وہ اچھی بات ہے، کوئی حرج کی بات نہیں ہے، لیکن عذر کیا کرتے ہیں کہ جی ہماری جو پہلی بیوی ہے، اس سے ساری لڑکیاں پیدا ہو رہی ہیں، اس میں یہ نقص ہے، میں کہتا ہوں عورت کا ہے یا مرد کا؟ اس حدیث کی روشنی میں آپ سوچیں دوسری شادی اس لئے کر رہے ہیں، ویسے کریں، بیشک کریں، مرد کو اللہ نے چار تک کا اختیار دیا ہے، لیکن عورت کے اوپر جو عیب لگایا جا رہا ہے کہ اس سے ساری لڑکیاں پیدا ہوتی ہیں، تو جناب نے فرمایا اگر عورت کا پانی غالب ہوگا، تو

لڑکی پیدا ہوگی، (بخاری جلد دوم: ۵۸۴) آپ اس میں خود غور کر لیں۔

## کون سی مچھلی؟

رہی بات مچھلی کی، حافظ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں اس آیت کے تحت لکھا ہے کہ اللہ رب العزت نے سب سے پہلے دنیا میں پانی کو پھلایا ہے اور پانی کے اوپر ایک بہت بڑی مچھلی کو پیدا کیا ہے، اس مچھلی کے اوپر اس خشک زمین کے ٹکڑے کو رکھا ہے، تو زمین پھر ہل رہی تھی، اوپر پہاڑوں کو رکھا، مختلف جگہوں میں کہ یہ زمین ہلے نہیں، یہ وہ مچھلی ہے، جو اتنی بڑی ہے، کہ اس کی کلیجی سے جنتیوں کی مہمان نوازی کی جائے گی، سب سے پہلے واللہ اعلم بالصواب وہ مچھلی کونسی تھی جس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی ساری دعوت کھالی تھی اور وہ ساری دعوت جو جن وانس کیلئے کی تھی، وہ ایک مچھلی کھا کر یہ کہنے لگی تھی اور لاؤ کھانا چنانچہ سلیمان علیہ السلام سجدے میں گر گئے کہ یا رب! میری توبہ اور معذرت کرتا ہوں، اپنی مخلوق کو آپ ہی رزق دے سکتے ہیں، میں نہیں کھلا سکتا ہوں، دعوت میں مچھلی نے یہ شکوہ کیا سلیمان اس سے کئی گنا زیادہ اللہ رب العزت مجھے ہر روز دیتے ہیں، آپ نے یہ دعوت کی ہے، یہ بھی ممکن ہے یہ وہی مچھلی ہو۔ واللہ اعلم

اس سورت کے اندر مچھلی اور مچھلی والے پیغمبر علیہ السلام کا ذکر ہے فرمایا،

﴿وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْخُوْتِ إِذْ نَادَى وَهُوَ مَكْظُومٌ﴾

کہ اے نبی کبھی پریشان ہو کر کہ قوم بات نہیں مان رہی تو آپ ایسا کام کبھی نہ کرنا جیسے حضرت یونس علیہ السلام نے کیا تھا قوم سے ناراض ہو کر ہماری اجازت کے بغیر علاقہ چھوڑ کر چلے گئے تھے۔

﴿وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْخُوْتِ﴾

ممکن ہے کہ اس نون سے مراد وہ مچھلی ہو جس کا ذکر آگے اس سورت میں مچھلی کا ذکر آ رہا

ہے۔

حضرت عبداللہ کی تفسیر میں نون عربی زبان میں دوات کو بھی کہتے ہیں

والقلم وما یسطرون

قسم ہے قلم کی اور وہ جو لکھتے ہیں تو ممکن ہے قلم اور دوات کی مناسبت کے ساتھ نون سے مراد دوات ہی ہو اس پر حضرت بصریؒ کا ایک جملہ ذکر کیا ہے کہ وہ محبت میں یہ فرمایا کرتے تھے

اذا مشیت بدخلى القت نون بدمع السجود

جب میں اللہ کی ملاقات کے شوق میں موجزن ہوتا ہوں تو پھر میرے چہرے کی دوات سے آنسو بر سنا شروع ہو جاتے ہیں تو آنکھوں کو دوات سے تعبیر کیا اور دوات کیلئے لفظ والقت النون نون کیلئے دوات کا معنی مراد لیا ہے ممکن ہے کہ نون سے مراد دوات ہو کہ جس سے سیاہی لی جائیگی نون والقلم اور قلم سے لکھا جاتا ہے۔

صلح حدیبیہ میں صلح ہوئی قلم سے لکھی گئی حضرت علیؓ نہیں مٹا رہے تھے کہ بے ادبی ہے آپ کے نام سے رسول اللہ ﷺ کا لفظ مٹا دوں آپ نے فرمایا کوئی بات نہیں یہ تو مانتے نہیں ہے جب مجھے مان جائیں گے تو پھر یہ خود بھی لکھتے جائیں گے تو وہ بھی قلم سے لکھی گئی کتنے دنیا کے دستور اور قانون قلم سے لکھے جاتے ہیں۔

ایک مقولہ ہے: ”قلم لکھتی ہے، تلوار عمل کرتی ہے“، قلم لکھتی ہے فیصلے پھر آگے تلوار عمل کرتی تو ممکن عام قلم بعضوں نے لکھا ہے خاص قلم مراد ہے اور اللہ رب العزت نے سب پہلے قلم کو پیدا کیا اور حکم دیا کہ لکھو قلم نے عرض کیا کہ کیا لکھو؟ آپ نے فرمایا مخلوق جو میں پیدا کرنے والا ہوں اسکی تمام تقدیر لکھ دے تو پھر قلم نے لکھنا شروع کر دیا تو گویا من جانب اللہ القاء کر دی گئی اسنے لکھ دیا جہاں سے خاص قلم مراد ہے اور عام قلم،

﴿إِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ، خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ، إِقْرَأْ

وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ، عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ

يَعْلَمُ﴾ العلق: ۱ تا ۵

سب سے پہلے یہ پانچ آیتیں نازل ہوئی اور اس پانچ کے ہند سے میں خوبی ہے یہ پانچ آیتیں سب سے پہلے نازل ہوئی اور کس کس طرف اشارا ہو گیا علم بالقلم سورۃ العلق میں جو لفظ قلم کا ذکر ہے یہ قلم عام مراد ہے نون والقلم سے وہ خاص قلم مراد ہے جو تقدیر لکھتی ہے ﴿ن وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ﴾ اور جو لکھتے ہیں ﴿وَمَا يَسْطُرُونَ﴾ میں عام لکھنے والے مراد ہیں

صحابہ کرام احادیث بھی لکھتے تھے قرآن مجید نازل ہوتا تو رسول اللہ ﷺ کا تبین وحی کو بلا کر لکھوا تے تھے ایک صحابی فرمان رسول اللہ ﷺ کو بڑی پابندی کے ساتھ لکھتے تھے کچھ دن کے بعد دیکھا کہ وہ صحابی نہیں لکھ رہے آپ نے اس سے پوچھا کہ پہلے آپ میری باتیں لکھتے تھے اب لکھتے کیوں نہیں ہو تو اس نے عرض کیا کہ مجھے فلا نے ساتھی نے کہا کبھی جناب غصے میں ہوتے ہیں تو ہو سکتا ہے غصے میں کوئی بات فرمادیں آپ تو ہر بات لکھ لیتے اس لئے میں نے لکھنا بند کر دیا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سنو بات میری ہر بات لکھو اور کوئی بات بھی میری خلاف شرع نہیں ہر بات من جانب اللہ ہے ایسے غصے کی حالت میں بھی ہو خواہ مذاق کی حالت میں بھی ہو (ابوداؤد کتاب العلم، مسند احمد جلد سوم: ۲۵۰۹)

﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ﴾

بھلے مذاق کی بات ہو تب بھی لکھو غصے کی حالت میں تب بھی لکھو عام حالت میں بھی ہو تب بھی لکھو حضرات صحابہ لکھنے والے بھی ہو سکتے ہیں۔

## ما فعل الغیر والی بات:

مذاق کی بات پر بات یاد آئی ایک صحابی چھوٹی عمر کے تھے جنکی کنیت ابو عمیر تھی انہوں نے ایک بلبل پالی ہوئی تھی اور وہ ایسی عادی ہو گئی تھی کہ وہ ساتھ ہی آ بھی جاتی تھی پھر واپس چلے جاتے وہ واپس چلی جاتی تھی ایک دفعہ کی بات ہے کہ وہ بلبل اس صحابی کے ساتھ نہیں تھی آپ نے شگفتگی کی طور پر فرمایا

”يَا أَبَا عَمِيرٍ! مَا فَعَلَ الْغَيْرُ“ (مشکوٰۃ شریف جلد

چہارم: ۸۱۷، بخاری جلد سوم: ۱۰۸۲)

اے ابو عمیر تمہاری اس بلبل کا کیا ہوا اس نے عرض کیا کہ حضرت وہ فوت ہو گئی ہے مر گئی ہے یہ جملہ اس چھوٹے صحابی کے دل لگی کیلئے تھا لیکن نبی ہے خاتم النبیین ہے امام الانبیاء ہے انکی ہر ادا حجت ہے قابل اتباع ہے اس فرمان رسول ﷺ سے محدثین نے کئی مسائل اخذ کئے ہیں جو بات تو مذاق کی صورت میں ہوئی گویا پرندے جنگلی وہ پالنا بھی جائز ہے یوں مذاق بھی جائز ہے فلاں بھی جائز علماء نے بہت بڑے مسائل اس سے اخذ کئے مولانا شیخ الحدیث زکریا

نے جو شمال ترمذی کا ترجمہ کیا ہے اسکے اندر حوالہ دیا ہے۔  
تو بات یہ ہے تو اس صحابی کو فرمایا کہ ہر بات لکھو میری کسی وقت بھی کوئی بات خلاف شرع  
نہیں ہوتی

﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ﴾ النجم: ۳

ن والقلم وما يسطرون سے مراد ممکن ہے یہ کراما کاتبین ہوں۔

﴿كِرَامًا كَاتِبِينَ يَعْلَمُونَ مَا تَفْعَلُونَ﴾ الانفطار: ۱۱ . ۱۲

کراما کاتبین ہیں جو ہر وقت بیٹھے ہیں *يَعْلَمُونَ مَا تَفْعَلُونَ*۔ جو انسان کر رہا ہے وہ جانتے  
ہیں ﴿وَمَا يَسْطُرُونَ﴾ اور پھر وہ یہ سارے اعمال لکھتے جا رہے ہیں یہ دفاتر کی شکل میں  
میدان حشر میں حساب کے وقت اعمال نامے پیش کر دے جائیں گے۔

﴿فَأَمَّا مَنْ أُوْتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَيَقُولُ هَاءُ مَا أَقْرَأُ وَ أ كِتَابِيَّةٌ﴾

الحاقة: ۱۹

جس کو دائیں ہاتھ میں اعمال نامہ ملا وہ بڑا خوش نصیب ہوگا پھر خوشی کے ساتھ لوگوں کو کہتا

پھر یگا

﴿هَاءُ مَا أَقْرَأُ وَ أ كِتَابِيَّةٌ﴾

یہ میرا اعمال نامہ پڑھو اس میں کیا لکھا ہوا ہے دنیا میں سنا تو تھا کہ نیکوں کو اعمال نامہ دائیں  
ہاتھ میں ملے گا تو وہ خوش ہوگا اور جسکو بائیں ہاتھ میں اعمال نامہ ملے گا تو موت کو پکارنے لگ  
جائیگا اگر اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں ہے اسکا مطلب ہے اعمال بد زیادہ ہیں اور نیکیاں کم ہیں

﴿وَمَا يَسْطُرُونَ﴾

کہ کراما کاتبین بھی مراد ہو سکتے ہیں نبی کی حدیث لکھنے والے بھی مراد ہو سکتے ہیں اور وحی کو  
لکھنے والے بھی مراد ہو سکتے ہیں اور عام لکھنا بھی سارا لکھنے کے ساتھ نظام ہے قرآن مجید نے  
یہاں تک بات معاملات کی کہ اگر کسی سے قرضہ بھی لوفا کتبہ اسکو بھی لکھ لو انسان ہے بھول  
جاتا ہے پھر بھول ہی تو اس کے سارے نظام کو خراب کر دیتی ہے بھول اسکی اصل ہے علم حاصل  
کیا جاتا ہے یہ جملہ یاد رکھنا جہالت اصل ہے تاریکی اصل ہے روشنی بعد میں آئی اور جس نے

نظام ہستی کو بدل دیا۔ فرمایا۔

کہیں مدت میں ساتی بھیجتا ہے ایسا مستانہ

بدلتا ہے جو بگڑا ہو دستور میخانہ

دنیا تاریکی میں ڈوبی ہوئی ہے اللہ نے اپنی ربوبیت کی گواہی دینے کیلئے اپنی وحدانیت کو سمجھانے کیلئے اپنے سامنے سجدہ ریز ہو جانے کیلئے لوگوں کو اپنے والدین اپنے پڑوسیوں اپنے اللہ کے حقوق پہنچانے کیلئے ایک نمائندہ بھیجا جس نے نظام ہستی کو بدل دیا۔

جو خود نہ تھے راہ پر وہ عالم کے ہادی بن گئے

وہ کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

وہ بچیوں کو زندہ دفن کرنے والے آج قرآن کی تعلیم دلا رہے ہیں اپنا داماد اچھا پسند کر رہے ہیں اور تعلیم دلا کر تربیت کر کے اس حدیث کے عنوان پر عمل پیرا ہو رہے ہیں جس میں جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس کو اللہ نے بیٹیاں دی ہوں اور اس نے اچھی تربیت کی ہو ان کو حیا سکھایا ہو اسلامی تعلیم دی ہو پھر ان کے لئے نیک اچھا داماد منتخب کیا ہو اس کے لئے جنت جانے کے لئے یہی بات کافی ہے فرمایا، (مشکوٰۃ شریف جلد چہارم: ۹۰۶)

## آپ ﷺ کے اخلاق کی بات:

دوستور رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کی بات آپ پر علوم نبوت کی بات کر رہا ہوں تاریکی اور جہالت اصل ہے، روشنی ہدایت سے آتی ہے کوشش کی جاتی ہے، حاصل کیا جاتا ہے، محنت مجاہدہ کیا جاتا ہے، خوشبو لگائی جاتی ہے، پھر آتی ہے، بدبو خود آتی رہتی ہے، وہ لگائی نہیں جاتی ہے اور ذرہ سی بدبو سے عمدہ خوشبو ماند پڑھ جاتی ہے، یہ نیکی خوشبو ہے، اس کو بچانا ہے، حفاظت کرنا ہے، جہالت کی بدبو سے اس کو بچانا ہے، تب یہ خوشبو بچ کر رہتی ہے۔

﴿ن وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ مَا أَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُونٍ﴾

لوگ آپ کو اے نبی مجنون کہتے ہیں کوئی ساحر کہتے ہیں کوئی کیا کہتے ہیں آپ اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں ہے سب سے اونچے عاقل بالغ بزرگ محترم مکرم مقدس وہ آپ ہیں۔

لا یملکن الثناء کما کان ھو

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

آپ اللہ کے بعد سب سے اونچے انسان ہیں اللہ کی ذات اونچی انبیاء اونچے انبیاء علیہم السلام میں سب سے اونچے آپ ہیں تو یہ لوگ جو آپ کو مجنون کہتے ہیں تو آنجناب کی عمر جب پینتیس (۳۵) سال تھی، نبوت نہیں ملی تھی، مکہ میں رہتے تھے، آنا جانا ان گلیوں میں تھا، یہ خود کہتے تھے کہ اس قریشی شخص کی آنکھ میں جو حیا ہے، یہ حیا تو مکہ کی دوشیزگی میں نہیں ہے، صداقت امانت کا لقب دیا تھا، بیت اللہ بنایا، پھر حجر اسود رکھنا ہے، حجر اسود رکھنے کیلئے تنازعہ ہو گیا، جھگڑا ہو گیا، ایک سردار کہتا تھا میں رکھوں، دوسرا کہتا تھا میں رکھوں اور آپ ابھی نبی نہیں ۳۵ سال کی عمر ہے، نبوت چالیس سال کی عمر میں ملی ہے، فیصلہ یہ ہوا، کل جو سب سے پہلے حرم میں آئے گا، بس اس سے فیصلہ کرائیں گے، کہ حجر اسود کون رکھے گا؟ اتفاق ایسا ہوا کہ دوسرے دن صبح سب سے پہلے حرم میں تشریف لانے والے جناب نبی پاک ﷺ تھے، سب متفق ہو گئے، ان پہ کسی کو اختلاف نہیں ہے، ٹھیک ہے، آپ فیصلہ کریں، حجر اسود رکھنا ہے، حجر اسود چھوٹا سا پتھر ہے اور اس کو اٹھانا یا رکھنا کوئی مشکل کام نہیں ہے، رسول اللہ ﷺ نے اپنی چادر بچھائی، چادر بچھانے کے بعد حجر اسود کو اپنے دست مبارک سے اوپر رکھا اور فرمایا ہر قبیلے کا سردار آجائے، میری چادر کے کونے سے ہر طرف سے پکڑ لو، چادر کو پکڑ کر سارے اٹھا کر جہاں حجر اسود فٹ ہے اب وہاں قریب جا کر چادر کو رکھو ادیا اور اپنے دست مبارک سے حجرا سود کو وہاں لگا دیا، یہ تنازعہ دور ہو رہا ہے، وہ مسئلہ جو حل نہیں ہو رہا تھا، وہ مسئلہ رسول اللہ ﷺ نے حل کیا۔ (مسند احمد جلد ششم: ۱۳۶۲)

آپ ﷺ کو دیوانہ کیوں کہا گیا؟

علماء نے لکھا ہے کہ یہ دیوانہ آپ کو کیوں کہنے لگے تھے؟ کیا بات دیکھ کر دیوانہ کہنے لگے تھے؟ کیا خوب کہ امتی کو بھی یہ دیوانگی اگر حاصل ہو جائے، جب نبی بنا دیئے گئے، نقلی نماز کی ہدایت آپ کو شروع سے کر دی گئی تھی، معراج میں نماز کی جو بات ہے، وہ فرض نماز ہے، معراج کے سفر میں ہوئی ہے، لیکن نقلی نماز تہجد یہ آپ ادا کرتے تھے اور صحابہؓ کو بھی تہجد کی نماز سکھاتے تھے کہ اس میں بہت مقام ہے، یوں آپ نے وضوء کرنا ہے اور منہ دھونا ہے، ہاتھ

دھونا ہے، پاؤں دھونے ہیں، پھر اس کے بعد نماز پڑھنی ہے، کبھی نماز میں خشیت بھی طاری ہوگی، کبھی سجدے میں بھی طاری ہوگی، یہ لوگ جو دیکھنے والے تھے، یہ مشرکین مکہ کہنے لگے، پاگل تو نہیں ہوئے، کبھی یہ ہاتھ دھوتے ہیں، کبھی منہ دھوتے ہیں، کبھی یوں کرتے ہیں، کبھی کھڑے ہوتے ہیں، کبھی رکوع میں ہوتے ہیں، کبھی سجدے میں ہوتے ہیں، یہ کیا کرتے ہیں، تو لگتا ہے یہ پاگل ہونگے ہیں، نماز کی حالت کو دیکھ اور کاروباروں میں مصروف ہونے والو! دفتروں میں گھس کر بیٹھنے والو! اپنے نبی کی شان کو سن کر چلے جانے والو! کفار نے نبی کو لقب مجنون کا دیا، تو نماز کی حالت کو دیکھ کر دیا، بعض حدیث میں جناب نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ اللہ اللہ کرنے والے بن جاؤ، مجھ پر درود بھیجنے والے بن جاؤ، ذکر اذکار اس انداز میں کرنے والے بن جاؤ، لوگ تمہیں دیکھ کر دیوانہ کہنے لگ جائیں کہ یہ اسکو کیا ہو گیا، تو بات یہ ہے نماز یہ ادا ہے رسول اللہ ﷺ کی، تو یوں کہنے لگے کہ آپ مجنون ہیں، وہ پاگل ہیں قرآن نے کہا

﴿اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلٰ يَفْقَهُوْنَ شَيْئًا﴾ الاعراف: ۱۷۹

اس میرے نمائندہ کو خاتم النبیین امام الانبیاء ﷺ کو جو نہیں پہچانتے، یہ جانوروں کی طرح ہیں، بلکہ جانوروں سے بھی بدتر ہیں۔

اشارہ کر دیا اس اونٹنی کی طرف جس کو اصحاب سیر نے لکھا ہے کئی دایاں آئیں، مکہ خطہ حجاز میں اور نو مولودوں کو تلاش کرنے لگی اجرت کے طور پر دودھ پلانے کے لئے، لیکن عبد اللہ کے گھرانے میں جو اللہ نے سراج منیر پیدا کیا ہے، اس گھرانے سے دور ہو رہی ہیں، کہ اس نو مولود کا تو والد بھی نہیں ہے، والدہ ہے یہاں سے کیا اجرت ملی گی؟ جاؤ یہاں سے چلی جاؤ، آخر میں ایک ضعیف خاتون آئی، ظاہری طور پر دوستو ضعیف ہے، لیکن جس کی دل کی دنیا اتنی اونچی ہے، کہ جس کی اونٹنی سراج منیر کو اٹھاتی ہے یہ بنو سعد کی خاتون حضرت حلیمہ سعدیہؓ جب رسول اللہ ﷺ کے گھر کے قریب آگئی اور دایاں تو روانہ ہو گئیں کہ پیسا نہیں ملے گا اس نے کہا کوئی بات نہیں اس جیسا بچہ آج تک میں نے نہیں دیکھا، اس بچے کو میں سنبھالوں گی، میں دودھ پلاؤں گی، ممکن ہے اس کی برکت سے ہماری غربت دور ہو جائے، اونٹنی پر سوار کر لیا، میں یہ سمجھانا چاہتا ہوں



﴿أُولَئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ﴾

یہ نبی کو نہ ماننے والے یہ جانور ہیں، بلکہ جانوروں سے بھی بدتر ہیں، جب اونٹنی پر سوار کر لیا اونٹنی نے جانا ہے طائف کی طرف، قبیلہ سعد طائف کی طرف آباد تھا، لیکن اونٹنی حرم میں آ رہی ہے، نبی پاک ﷺ کی معصوم ہستی کو اٹھا کر بغیر جھک کے زور سے حرم میں آ رہی ہے، حرم میں اتر رہی ہے، شکرانہ کے سجدے ادا کر رہی ہے اور شکر اس بات کے میرے اوپر اللہ کا سراج منیر سوار ہوا ہے، اس اونٹنی کو کس نے تبلیغ کی تھی، اس ہرنی کو کس نے تبلیغ کی تھی، کیوتر کو کس نے تبلیغ کی تھی، ان جانوروں کو کس نے تبلیغ کی تھی جب رسول اللہ ﷺ گزر رہے تھے، تو جانور خود نیچے ہو جاتے تھے، اللہ کا آخری پیغمبر ہمارے سامنے سے گزر رہا ہے، تو قرآن نے کہا

﴿أُولَئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ﴾

میرے پیغمبر کو جہنمی مانے نہیں سمجھا، نہیں مانا، وہ جانور ہیں، وہ جانوروں سے بھی بدتر ہیں

نہ ختم ہونے والا اجر:

﴿مَا آتَتْ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُونٍ﴾ القلم: ۲

اے نبی اپنے رب کے فضل سے آپ مجنون نہیں ہیں،

﴿وَإِنَّ لَكَ لَأَجْرًا غَيْرَ مَمْنُونٍ﴾ القلم: ۳

اے نبی آپ کو اللہ اتنا اجر دے گا جو نہ ختم ہونے والا ہے

دوستو! مفسرین نے عظیم بات کی ہے کہ نبی پاک ﷺ کو تبلیغ پر جو اللہ اجر عطاء کر رہے ہیں، یہ قیامت تک نہ ختم ہونے والا ہے، سمجھو بات کو کہ نبی ﷺ کی تبلیغ سے نصیحت سے نبی کی فکر سے نبی کی لگن سے نبی کے رونے سے جن لوگوں کو ہدایت ملی، پھر ان کو بھی اللہ نے ہدایت کا چراغ بنا دیا، پھر اس کے بعد تابعین کو ہدایت ملی، ہم تک یہ ہدایت پہنچی، یہ ساری ہدایت جو ہمیں ملی، اللہ کی پہچان ملی، آخرت کی پہچان ہوئی، یہ سارا کچھ جو ملا نبی پاک ﷺ کے واسطے سے ملا، تو سارے امر بالمعروف نہی عن المنکر کرنے جا رہے ہیں یہ سب کو ثواب ہے، لیکن عظیم ثواب موجد اول ﷺ کو ہے، تو فرمایا

﴿وَإِنَّكَ لَأَجْرًا غَيْرَ مَمْنُونٍ﴾

آپ کو اللہ اتنا اجر دے گا جو نہ ختم ہونے والا ہے، لوگ ختم کرنے کی کوشش بھی کرتے رہیں گے، وہ خود ختم بھی ہوتے جائیں گے، نبی کے ماننے والے ہر دور میں بے لوث نبی کی سنتوں کو زندہ کرتے جائیں گے اور بڑھتے جائیں گے۔

**سنت پر عمل کرنے کے فضائل:**

جناب کے فرمان میں کتنی فضیلت کی بات ہے:

”مَنْ أَحْيَا سُنَّتِي عِنْدَ فَسَادِ أُمَّتِي فَلَهُ أَجْرُ مِائَةِ شَهِيدٍ“ (عن

ابو ہریرہ: طبرانی)

کہ جس نے اس وقت میری ایک سنت کو زندہ کیا، جب زمانہ سنتوں سے دور ہو رہا تھا، تو اس کو سو شہیدوں کا ثواب ہوگا۔

شہید کی ایک فضیلت یہ ہے منکر نکیر سوال جواب نہیں کریں گے..... جنت کی کھڑکی کھول دی جائے گی..... میدان حشر میں کوئی حساب کتاب نہیں ہوگا..... جنت کی مشک و عنبر اور دیگر کستوری سے بھی زیادہ خوشبو شہید کے خون سے آرہی ہوگی..... یہ شہید کی فضیلت ہے اور یہاں ایک سنت کو زندہ کرنے سے سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔

**خندہ پیشانی سے ملنے کی سنت:**

نبی پاک ﷺ کی شان حضرت علی بیان کر رہے ہیں، فرمایا ہم جب بھی ملے، اس اللہ کے سراج منیر کو خندہ پیشانی میں ہی پایا ہے، ہنس مکھ ہی پایا ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بات کرتا ہوں کہ اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلیم کا مقام عطا فرمایا تھا کہ جب اللہ سے بات کرنا چاہیے، یہ کر سکتے تھے کہ یہ کلیم اللہ ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا موسیٰ میرے لئے کونسی نیکی کرتے ہو؟ کہا یا اللہ نماز پڑھتا ہوں، روزے رکھتا ہوں، تبلیغ کرتا ہوں، یہ سب آپ کیلئے ہے، تو صرف اپنی قوم کو سمجھانے ہدایت کیلئے کرتے ہو، اپنی آخرت بناتے ہو، خالص میرے لئے کیا نیکی کرتے ہو؟ عرض کیا یا رب! فرما دیجئے میں نہ سمجھ سکا، تو اللہ نے فرمایا

”الْحُبُّ فِي اللَّهِ وَالْبُغْضُ فِي اللَّهِ“ (ابو ذر غفاری، سنن داود

جلد سوم: ۱۱۹۵)

اللہ کیلئے انسانیت کے ساتھ محبت کرنا اور جو دور ہے شریعت سے نبی سے اس سے خطرہ ہے کہ میں بھی کہیں بے دین نہ ہو جاؤں، اس لئے اس سے دوری رکھنا۔ یہ خالص میرے لئے ہے، تو بات یہ ہے کہ حضرت علیؓ کے اوصاف بیان کر رہے ہیں۔ بچے نے پوچھا اے ابو جحی ہمارے نانو کی خوبیاں بیان کریں، اپنے نانو کی خوبیاں سن کر دل خوش ہو جاتا ہے، ایمان میں تازگی آتی ہے اور ایمان والے کو اللہ نے یہ مقام عطاء کیا ہے کہ نبی کی شان سن کر دلوں میں تازگی آتی ہے، وہ بہاریں آتی ہیں روشنی کی جو سراج منیر رسول اللہ ﷺ لیکر آئے ہیں، تو فرمایا حضرت علیؓ نے کہ آپ کو جب بھی دیکھا خندہ پیشانی میں ہنس مکھ میں دیکھا، نرم مزاج والا نہ سخت دل تھے اور نہ سخت گوہ تھے، نہ بازاروں میں اونچی اونچی آوازے کسنے والے تھے، نہ کنجوس تھے، نہ عیب تلاش کرنے والے تھے۔

ہاں! تین چیزوں سے دور رہتے تھے جھگڑا کرنے سے اور تکبر سے اور فضول بات کرنے سے اور لوگوں کے عیب نہ تلاش کرتے تھے، نہ عیب بیان کرتے تھے، اور نہ لوگوں کو تکلیف دینے کا سبب بنتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کی ایک سنت خندہ پیشانی والی ہی اگر زندہ کرو گے، تو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا، کوئی دوسری سنت پر عمل کرنا اگر مشکل نظر آتا ہے، پتہ نہیں کس کی بات کو لئے پھرتے ہو؟ ایمان کس پر لائے ہو؟ سنت پر عمل کرنے پر کس کی اجازت ضروری ہوتی ہے؟

آپ ﷺ نے کبھی ڈانٹا نہیں:

حضرت انسؓ کی بات کر رہا تھا کہ دس سال رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں رہے، خود عرض کرتے ہیں کہ کبھی آپ نے مجھے ڈانٹا نہیں، کئی دفعہ مجھ سے بات نہ سمجھتے ہوئے کام غلط بھی ہو جاتا تھا، کبھی ناراض نہیں ہوئے، کبھی ڈانٹا نہیں، آپ بڑے ہنس مکھ تھے، بڑے نرم مزاج تھے۔ (ترمذی جلد اول: ۲۱۰۴)

## خود سے ہاتھ نہیں کھینچتے:

اور فرماتے ہیں کہ آپ کے ہاتھ مبارک اتنے نرم تھے، اور خود آپ بعض دفعہ ہاتھ پکڑ لیتے تھے اور اس طرح بات فرماتے اور جب کوئی ساتھی مصافحہ کرتا تھا، جب تک وہ ہاتھ کو جدا نہ کر لیتا، آپ ہاتھ جدا نہیں کرتے تھے، جب تک وہ بات کر رہا ہوتا، آپ اس کو نہیں ٹوکتے تھے کہ ٹھیک ہے، اب جاؤ، بات ختم کر دو۔

## نبی کی خوشبو کا ذکر:

اور فرمایا یا رسول اللہ ﷺ کی پسینے کی خوشبو تھی، میں نے دیگر عطر بھی چیک کئے، کوئی عمدہ عطر رسول اللہ ﷺ کے پسینے کی خوشبو سے اعلیٰ نہیں تھا، پسینے کی خوشبو اتنی عمدہ اور اعلیٰ تھی، ایک دفعہ گھر والے حضرت انس کو لینے آئے کہا حضرت اس بچے کو گھر بھیج دیں، آپ نے فرمایا ہم نے کوئی پابندی نہیں لگائی، اس کی مرضی ہے، جدھر جاتا ہے، اس کو اختیار ہے، حضرت انس عرض کرتے ہیں اللہ کے رسول اگر اختیار ہے، تو مجھے آپ کا قرب ہی پسند ہے، میں گھر نہیں جاتا، ادھر تو چاچو بھی ڈانٹتے ہیں، امی بھی ڈانٹتی ہے اور یہاں تو محبت اور پیار ہی ہے، پھر ان کے والدہ نے یوں کہا کہ حضرت میرے اس بیٹے کیلئے دعا فرما دیجئے، یہ مائیں بھی کتنی اونچی تھیں، رسول اللہ ﷺ نے اس وقت ہاتھ اٹھائے فرمایا:

”اللَّهُمَّ أَكْثِرْ عُمُرَهُ وَمَالَهُ وَوَلَدَهُ وَبَارِكْ لَهُ مَا أُعْطِيَ“

“(بخاری جلد سوم: ۱۲۹۴)

اے اللہ! میرے صحابی خادم انس کو عمر بھی خوب عطاء کر، مال و دولت بھی خوب عطاء کر اور مال میں برکت بھی خوب عطاء کر اور اولاد کی فراوانی بھی عطاء کر۔

دوستو! آپ ﷺ کے احوال لکھنے والے لکھتے ہیں یہ ان صحابہ کرامؓ میں سے ہیں جن کی سب سے آخر میں وفات ہوئی اور فرمایا کرتے تھے حضرت انسؓ کہ رسول اللہ ﷺ کی دعا کی برکت سے اللہ نے انس کو اتنے باغات اور مال و دولت دی، انس کو حساب کرنا نہیں آتا اور حضرت انسؓ نے اپنے سو پوتے تو خود گئے ہیں اور پوتوں کے ملنے سے آنکھوں سے آنسو

آجاتے تھے، فوراً اپنے حبیب ﷺ پر درود شریف کا نذرانہ پیش کر کے فرمایا کرتے یہ بھی میرے پیغمبر کی دعا ہے کہ میرے اللہ نے اولاد بھی اتنی عطاء کی، مال و دولت بھی اتنی عطاء کی، یہ وہ برگزیدہ صحابی ہے، جن کو امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے دیکھا ہے، جس وجہ سے امام اعظم کو تابعین کا مقام حاصل ہے۔

### قرب کا معیار:

ایک مقام پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرا قرب چاہتے ہو، تو میرے اچھے اخلاق اپناؤ، قیامت کے دن سب سے قریب وہ ہوں گے۔ (مسند احمد جلد ہفتم: ۸۷۰)

ایک مقام پر فرمایا وزنی چیز میزان کے اوپر وہ اچھے اخلاق ہیں۔

ایک مقام پر فرمایا تقویٰ اور اچھے اخلاق ہیں۔ کثرت کے ساتھ جنت میں تقویٰ اور حسن اخلاق لے کر جائیں گے۔ (مسند احمد جلد چہارم: ۱۹۱۳)

گناہوں سے بچنا اور اچھے اخلاق کے ساتھ رہنا اور ایک مقام پر جناب نبی پاک ﷺ نے فرمایا اچھے اخلاق والے شخص نقلی عبادت والے عابد شخص سے زیادہ ثواب حاصل کرتا ہے۔

مدینہ طیبہ میں سورج گرہن ہو گیا، صحابہ کرام حاضر خدمت ہوئے عرض کیا حضرت! سورج بے نور ہو گیا ہے، اعلان ہوا سارے جمع ہو جاؤ، نماز کسوف ادا کی جا رہی ہے، قرأت میں اور رکوع میں رو رہے ہیں، لمبے لمبے رکوع ہوتے ہیں صلاۃ کسوف میں اور سجدے میں رو رہے ہیں، نماز سے فارغ ہوئے، تو دعا کی

”اللَّهُمَّ يَا رَبِّ لِمَ تَعْدَى بِمَا أَنْ لَا تُعَذِّبُهُمْ وَأَنَا فِيهِمْ وَهُمْ  
يَسْتَغْفِرُونَ وَنَحْنُ نَسْتَغْفِرُكَ“

اے میرے رب! آپ نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہوا ہے کہ جب تک میں اپنی امت میں موجود ہوں، آپ کی طرف سے عذاب نہیں ہوگا، میں موجود ہوں سورج کو آپ نے بے نور کر دیا، آثار عذاب آگئے اور آپ نے مجھ پر وحی بھیجی ہے:

﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ﴾

يَسْتَغْفِرُونَ ﴿۳۳﴾. الانفال: ۳۳

فرمایا عذاب نازل نہیں کروں گا جب تک آپ موجود ہوں گے اور اس وقت بھی عذاب نہیں آئے گا، جب لوگ توبہ استغفار میں مصروف ہوں گے۔

یا میرے رب! اس سورج کو جو بڑی نشانی ہے آپ کی اور اس کا بے نور ہو جانا قیامت کی نشانی ہے، اس کا ٹوٹ جانا بھی قیامت کی نشانی ہے، میرے ہوتے ہوئے آپ نے یہ وعدہ کیا ہوا ہے کہ عذاب نہیں بھیجوں گا، یا رب! سورج کو روشنی عطاء کر دے، دوبارہ روانہ کر دے۔ (مشکوٰۃ جلد چہارم: ۱۱۲۰)

حضرت جنید بغدادی نے فرمایا سب سے اونچا اخلاق

”لَمْ تَكُنْ هَمَّةٌ سِوَاكَ“

جب انسان کو یہ مقام حاصل ہو جائے کہ ہر وقت دل میں اللہ اللہ بتاتا ہے، تو اس کو اونچے اخلاق مل جائیں گے۔ جناب نے فرمایا منافق کو میرے اخلاق نہیں ملیں گے، اس کو دین داری نصیب نہیں ہوگی، دین سیکھنے والا نہیں بنے گا، ہر امت کیلئے فتنہ ہے میری امت کیلئے فتنہ مال ہے، امت کیلئے اسوۂ حسنہ اونچا اخلاق ہے۔

بھری مجلس میں رہ کر نہ ہوں آشنا کسی سے

جو دلوں کو جگمگا دے یا رب وہی روشنی بھی عطاء کر

اللہ رب العزت دین کی سمجھ اور عمل کی توفیق نصیب فرمائے۔

﴿.....وَأٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.....﴾

## ذکر رسول ﷺ

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ  
الْأَنْبِيَاءِ ، وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ الَّذِينَ أَوْفُوا عَهْدَهُ ، الَّذِينَ هُمْ  
خُلَاصَةُ الْعَرَبِ الْعَرَبَاءِ ، وَخَيْرُ الْخَلَائِقِ بَعْدَ الْأَنْبِيَاءِ . أَمَّا بَعْدُ !  
فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ﴿  
الْمُ نَشْرَحُ لَكَ صَدْرَكَ (۱) وَوَضَعْنَا عَنكَ وِزْرَكَ (۲) الَّذِي  
أَنْقَضَ ظَهْرَكَ (۳) وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (۴) فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ  
يُسْرًا (۵) إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا (۶) فَإِذَا فَرَغْتَ فَانصَبْ (۷) وَإِلَى  
رَبِّكَ فَارْغَبْ (۸)﴾ پارہ: ۳۰. الم نشرح

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "لَنْ يَغْلِبَ عَسْرُ يَسْرِينَ". (الحاكم: 528/2)  
صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ وَصَدَقَ رَسُولُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيمُ وَنَحْنُ عَلَى ذَلِكَ لِمَنِ  
الشَّاهِدِينَ وَالشَّاكِرِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.  
تمہید

آخری پارے کی ایک سورۃ اور جناب نبی پاک ﷺ کا ایک ارشاد تلاوت کیا ہے جسکے  
اندر رسول ﷺ کے مقام کو اور فضیلت کو بیان کیا ہے اس سورت کا نام سورت الم نشرح ہے۔  
النشرح کے معنی ہوتے ہیں کھول دینا یہ سورۃ الم نشرح جسکی فضیلت یہ ہے کہ جو شخص سورۃ الم  
نشرح کا جتنا زیادہ ورد کرے اور تلاوت کرے گا اللہ پاک اس کی مشکلوں کو دور فرماتے ہیں  
اور آسانیاں نصیب فرماتے ہیں اس کا مفہوم یہ ہے۔

سورۃ کی تشریح

الْمُ نَشْرَحُ لَكَ صَدْرَكَ

اے نبی کیا ہم نے آپ کے سینہ کو نہیں کھول دیا

وَوَضَعْنَا عَنكَ وِزْرَكَ

اور کیا آپ کے بوجھ کو نہیں ہٹا دیا

الَّذِي أَنْقَضَ ظَهْرَكَ

کہ جس بوجھ نے آپ کی کمر کو جھکا دیا تھا بوجھل بنا دیا تھا

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ

اور کیا ہم نے آپ کے تذکرے کو آپ کے ذکر کو بلند نہیں کیا۔

فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا

بیشک تکلیفوں کے بعد آسانیاں ہیں بیشک تکلیفوں کے بعد آسانی ہے

فَإِذَا فَرَغْتَ فَانصَبْ

جب آپ فارغ ہو جائیں تو خوب اللہ کی عبادت کریں

وَالِی رَّبِّكَ فَارْغَبْ

اور اپنے رب کی طرف خوب توجہ کریں۔

حدیث پاک کی تشریح

جو آپ کے سامنے حدیث تلاوت کی اس کا مفہوم یہ ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ تکلیف

ہرگز غالب نہیں اسکے گی آسانیوں پر اس سورۃ میں ایک تکلیف کو ذکر کیا ہے اور آسانیوں کو مقرر

دو مرتبہ ذکر کیا ہے تو فرمایا کہ تکلیف اور مشقت یہ دو آسانیوں پر غالب نہیں آسکتی۔

عربی گرامر کا مطلب

عربی زبان کا ایک قاعدہ ہے کہ اسم معرفہ کو جب بار بار ذکر کیا جائے تو اس سے مراد ایک ہی

چیز ہوتی ہے اور اگر اسم نکرہ کو بار بار ذکر کیا جائے تو ہر بار اس اسم سے الگ الگ مراد ہوتی ہے

فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا

میں العسر کو دو مرتبہ الف لام معرفہ کی صورت میں لایا ہے یعنی مشکل دو ہیں اور آسانیاں

بھی دو ہیں



لیکن لفظ العسر معروفہ ہے لہذا اس سے ایک ہی تکلیف مراد ہے اور یسرا کا لفظ نکرہ ہے اور دو مرتبہ لایا ہے ہر دفعہ کی مراد الگ الگ ہے یعنی آسانیاں دو ہیں۔

تو فرمایا

الْمُ نَشْرَحُ لَكَ صَدْرَكَ

ہم نے آپ کے سینہ کو نہیں کھول دیا یعنی یہاں پر اللہ رب العزت نبی پاک ﷺ کو مقام بتا رہے ہیں کہ آپ کو ہم نے ان ان اعزازات سے نوازا ہے اس صورت میں نبی پاک ﷺ کی تین نعمتوں کا ذکر ہے ایک نعمت کہ ہم نے آپ کا شرح صدر کیا سینہ کھول دیا دوسرے یہ کہ آپ کے بوجھ کو ہلکا کر دیا اور تیسرا آپ کے ذکر کو بلند کیا اپنے ذکر کے ساتھ آپ کا ذکر آذان میں کلمہ میں نماز میں کر دیا اللہ کی سنت

الْمُ نَشْرَحُ لَكَ صَدْرَكَ (۱) وَوَضَعْنَا عَنكَ وِزْرَكَ (۲)

الَّذِي أَنْقَضَ ظَهْرَكَ (۳) وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (۴) فَإِنَّ مَعَ

الْعُسْرِ يُسْرًا (۵)

ہر کام میں اللہ کی سنت ہے کہ شروع میں مشقت ہوتی ہے پھر اس کے بعد آسانی ہوتی ہے یہ بھی ایک امتحان ہوتا ہے اور اس سنت سے کوئی بھی مستثنیٰ نہیں ہے۔

فَإِذَا فَرَغْتَ فَانصَبْ

جب آپ فارغ ہو جائیں تو اللہ کی عبادت میں اور مصروف ہو جائیں جہاد کے کام سے تبلیغ کے کام سے اور دیگر کاموں سے جیسے فرصت مل جائے تو خلوت نشینی میں اللہ کو خوب یاد کرو۔

وَالْحَى رَبِّكَ فَارْغَبْ

اور اللہ کی طرف خوب توجہ کریں

شرح صدر کیا ہوتا ہے

الْمُ نَشْرَحُ لَكَ صَدْرَكَ

کیا ہم نے آپ کو شرح صدر نہیں عطا کیا شرح صدر جو ہے یہ بہت بڑی نعمت ہے سینے کا

کشادہ ہونا ظاہری طور پھر بھی سینہ کا کشادہ ہونا یہ اچھی بات ہوتی ہے بڑے سینے والا بہادر ہوتا ہے سخی ہوتا ہے خوبصورت ہوتا ہے اور ہم نے آپکو شرح صدر عطاء کیا یعنی آپکے قلب میں وہ وسعت عطاء کی کہ آپ علوم ربانی کو اپنے اندر محفوظ کرتے جاتے ہیں وہ پیغام ہم سناتے جا رہے ہیں اور آپ سینے میں محفوظ کرتے جا رہے ہیں شرح صدر ہر انسان کیلئے ضروری ہے لیکن ایک مبلغ اور پیغمبر کیلئے سب سے اہم چیز ہے شرح صدر ہر بات اس انداز سے ہو کہ لوگوں کو سمجھ میں آتی جائے انکے دلوں میں اترتی جائے یہ شرح صدر ہے۔

### حضرت موسیٰ کا شرح صدر مانگنا

حضرت موسیٰ نے فریضہ نبوت کو ادا کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ سے شرح صدر مانگا کہ

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي (۲۵) وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي (۲۶) وَاخْلُلْ

عُقْدَةَ مَنِّ لِسَانِي (۲۷) يَفْقَهُوا قَوْلِي (۲۸)

اے اللہ میرا سینہ کھول دے میری زبان کی لکنت کو دور کر دے تاکہ میں آپکی بات لوگوں

کے سامنے کروں تو لوگوں کے دلوں میں اترتی جائے

يَفْقَهُوا قَوْلِي

مانگنے اور عطا میں فرق

حضرت موسیٰ شرح صدر مانگ رہے ہیں اور اللہ رب العزت فرما رہے ہیں اے نبی ہم

نے آپکو کیا شرح صدر نہیں عطاء کر دیا خود عطاء کر دیا ہے۔ یہ اعزاز ہے اللہ سے مانگنے کے بغیر

اللہ پاک نے نعمت عطاء کر دی۔ قرآن مجید نے شرح صدر کو اہل ایمان کیلئے تعریف کے

انداز میں بیان فرمایا

مومن کے لئے شرح صدر

أَفَمَنْ شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ عَلَى نُورٍ مِّنْ رَبِّهِ.

کیا بھلا وہ شخص جسکے سینے کو ہم نے اسلام کیلئے کھول دیا ہے وہ اللہ کی طرف سے ایک روشنی

پر ہے ہدایت پر ہے سینہ جب کھل جائے گا دین کی بات سمجھ میں آجائیگی پھر اس پر عمل کرنا

آسان ہوگا سورہ انعام آٹھویں پارے آیت نمبر ۱۲۵ میں اس ہی بات کو بیان کیا

شرح صدر نصیب ہونا

فَمَنْ يُرِدِ اللَّهُ أَنْ يَهْدِيَهُ، يَشْرَحْ صَدْرَهُ، لِلْإِسْلَامِ. وَمَنْ يُرِدْ أَنْ  
يُضِلَّهُ، يَجْعَلْ صَدْرَهُ، ضَيْقًا حَرَجًا كَأَلْمَا يَصْعَدُ فِي السَّمَاءِ.

جسکے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا فیصلہ کرتے ہیں تو اس کا سینہ اسلام کیلئے کھول دیتے ہیں اور جس کے ساتھ اللہ ناراض ہوتے ہیں ہٹ دھرمی کی وجہ سے سرکشی کی وجہ سے جب اللہ ناراض ہو جاتے ہیں

وَمَنْ يُرِدْ أَنْ يُضِلَّهُ، يَجْعَلْ صَدْرَهُ، ضَيْقًا حَرَجًا

اسکے سینے کو تنگ کر دیتے ہیں اس کو اسلام کی بات سمجھ میں نہیں آتی ہے دین کی بات سمجھ نہیں آتی خیر کی بات سمجھ میں نہیں آتی بات یہ ہے دوستوں ہر اچھا کام یہ اللہ رب العزت کی عطاء ہے اللہ کی توفیق ہے اللہ کی نعمت ہے اور اس پر انسان اللہ کا شکر ادا کرے اللہ کا اصول ہے کہ جس نعمت پر بھی آپ شکر ادا کریں گے وہ نعمت اور ملے گی آپکو پتہ ہے تنخواہ میں اضافہ ہو جائے اللہ کا بڑا شکر ہے۔ آج کاروبار اچھا ہوا ہے تو اللہ کا شکر ہے۔ مال کی فروانی کو تو نعمت سمجھا جاتا ہے حالانکہ یہ توفانی ہے بیشک نعمت ہے۔ ادھر ہی ختم ہو جائیگی پھر حساب بھی دینا ہے۔ نیکی کی جو نعمت ہے سنت کی اتباع ہے خیر کا کام ہے اسلام کی پیروی ہے یہ بھی اللہ کا فضل ہے یہ بھی نعمت ہے اس پر بھی شکر ادا کرنا چاہئے پھر اور اضافہ ہوگا نیکی کی توفیق اور ملے گی۔

نیکی کی قبولیت کی علامت

علماء نے لکھا ہے کہ ایک نیکی ایک شخص نے ادا کی تو اسے کیسے پتہ چلے اس کی نیکی قبول ہو گئی یا نہیں تو فرمایا اس کی علامت یہ ہے اسی نیکی کی دوبارہ بجالانے کی توفیق مل گئی تو اس کی نیکی قبول ہے تب ہی اللہ رب العزت نے اس کو دوبارہ نیکی کی توفیق عطاء فرمائی تو فرمایا

فَمَنْ شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ

کہ اللہ پاک کی طرف سے عطاء ہے کہ جس کا اللہ سینا اسلام کے واسطے کھول دے اسلام کی بات اسکو سمجھ میں آجائے شرح صدر اسکو نصیب ہو جائے ایمان پر اعمال پر جنت دوزخ ان تمام چیزوں کو سمجھ لے گا فرمایا

## شق صدر کیا ہے

الْمَنْ نَشْرَحُ لَكَ صَدْرَكَ

کیا ہم نے آپ کے سینے کو نہیں کھول دیا علماء نے اس جگہ میں آپ کے شق صدر کو ذکر کیا ہے کہ آپ کے سینہ مبارک کو چاک کیا گیا اور پھر آپ کے قلب اطہر کو نکال کر آب زمزم کے ساتھ دھویا گیا اس چیز کو بھی یہاں ذکر کیا گیا ہے صحابہ کرامؓ اونچی جماعت ہے نبی پاک ﷺ کے قول فعل کی ترجمان ہے اسلام کو پھیلانے میں سب سے اونچا انکا کردار ہے اسلئے قرآن و حدیث میں انکی تعریف آئی ہے اور یہ ایمان کا حصہ ہے صحابہ میں بھی پھر درجات ہیں کوئی خلفاء راشدین ہیں کوئی عشرہ مبشرہ ہیں کوئی اصحاب بدر ہیں کوئی زیادہ روایت کرنے والے ہیں کوئی زیادہ سبق پڑھنے والے ہیں زیادہ اچھے قاری ہیں زیادہ محدث ہیں جہاد میں زیادہ تجربہ رکھتے ہیں ہر صحابی میں اللہ نے خوبیاں رکھی ہیں حضرت ابو ہریرہؓ ان صحابہ میں سے ہیں جنہوں نے سب سے زیادہ روایت نقل کی ہیں آپ ہر وقت مسجد نبوی کے چبوترے پر بیٹھے رہتے تھے بھوک کی وجہ سے بے ہوش ہو جاتے تھے برداشت کر لیتے لیکن نبی کا فراق برداشت نہیں کرتے ادھر ہی بیٹھنا ہے حدیثیں جمع کرتے تھے اتنا قرب نصیب تھا ہر شاگرد کو اپنے استاد کا کامل قرب نہیں ملتا کوئی کوئی شاگرد ایسا ہے جس میں یہ صلاحیت ہوتی ہے کہ استاد کے فیض کو حاصل کرتا ہے کچھ صحابہ کرامؓ ایسے ہیں جو ایسے بے تکلفی سے بات پوچھ لیتے تھے جنہوں نے شاگردی میں وقت زیادہ گزارا تو یہ مزاج نبوت شناس ہو گئے۔

## حضرت ابو ہریرہؓ کا سوال

آپ سے ایک بار پوچھنے لگے حضرت آپ کو نبوت ملنے کے زمانے میں سب سے پہلی نشانی کونسی دی گئی جسکو آپ یہ سمجھنے لگے کہ اللہ کی طرف سے خصوصی انعام ملنے والا ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ آپ نے کمال کا سوال کیا ہے جواب یہ کہ سب سے پہلی وہ بات جس سے میں سمجھا کہ اللہ رب العزت مجھ پر انعام کرنا چاہتے ہیں وہ میری جوانی کا زمانہ شروع ہونے والا تھا میں ایک دن کسی کام کیلئے مکہ میں اکیلا تھا کہ دو خوبصورت نوجوان آئے ان جیسا میں نے کوئی خوبصورت نہیں دیکھا انکا اس قدر خوبصورت لباس تھا ایسا خوبصورت لباس بھی میں نے پہلے کبھی

نہیں دیکھا تھا انہوں نے ایسی عمدہ خوشبو لگائی تھی ایسی عمدہ خوشبو میں نے کبھی نہیں سونگی میرے قریب آ کر ایک کہنے لگا ہذا هو دوسرا کہنے لگا نعم هو وہ دونوں آپس میں میرے قریب آ کر سوال کرنے لگے ایک کہنے لگا یہی وہ شخص ہے سوالیہ انداز میں دوسرا کہنے لگا ہاں یہی ہے بس مجھے پکڑ کر لٹا دیا اب مجھے اس چیز کا اندازہ ہو رہا ہے کہ میری قمیص کو اتار رہے ہیں مجھے پتہ ہے میری ان ہنسیوں کو جو گردن کے قریب ہڈی ہے اسکو بھی پکڑا ہے اسکا بھی مجھے معلوم ہے پھر اسکے بعد ایک سونے کا طشت میرے قریب رکھا وہ بھی میں دیکھ رہا ہوں اور ایک پانی کی چیز رکھی وہ بھی دیکھ رہا ہوں اسکے بعد مجھے معلوم نہیں کیا ہوا مجھے تکلیف بھی نہیں ہوئی کہ میرے سینے کو چاک کیا گیا میرے دل کو باہر نکالا گیا اور اسکو دھویا گیا دل سے کوئی چیز نکلی ہے اسکو چیر دیا اور پھر میرے دل کو حکمت سے تدبر سے معرفت سے نیکی سے خیر سے بھر لیا اور دوبارہ میرے دل کو جوڑ دیا البتہ میرے جسم کے اوپر زخم کے جوڑنے بھرنے کے نشان اب بھی موجود ہیں تو فرمایا

أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ

کہ اے نبی کیا ہم نے آپکے سینے کو نہیں کھول دیا تو حضرت ابو ہریرہؓ کو اپنے جواب دیا کہ اس بات سے میں سمجھا تھا کہ اللہ پاک کوئی خاص چیز مجھے عطاء کر نیوالے ہیں کہ اتنا پروگرام جو ہو رہا ہے شق صدر کل چار مرتبہ ہوا

آپ ﷺ کے سینہ مبارک کو چاک کر کے دل کو دھونے والی بات چار مرتبہ پیش آتی ہے تو آپ ﷺ نے ابو ہریرہؓ کو بتایا کہ میں شق صدر سے سمجھا تھا کہ اللہ تعالیٰ مجھے کچھ دینے لگے ہیں ایک فحہ بچپنی کے زمانے میں جب میں حضرت حلیمہ سعدیہؓ کے پاس تھا دودھ پینے کے زمانے میں اسوقت آپکے سینے کو چاک کر کے دل کو دھویا تھا تو بچے دھوڑتے ہوئے حضرت حلیمہ کے سامنے بتانے کیلئے آئے کہ ہمارے بھائی کے پاس کچھ لوگ آئے تھے اور یوں کر کے گئے ہیں علماء نے لکھا ہے بچپنی میں کچھ تخیلات ہوتے ہیں کھیلنے کودنے کا زمانہ ہوتا ہے ان کو دور کر دیا۔

دوسری مرتبہ

جوانی کے زمانے میں بھی شق صدر کیا گیا انسان کے کچھ ایسے خیالات ہوتے ہیں اس زمانے میں شق صدر ہوا وہ کھیلنے کودنے کے ملکہ کو نکال دیا گیا اور تیسری شق صدر آپکو جب

نبوت عطاء ہونے والی تھی چالیس سال کے زمانے میں تاکہ آپ نبوت کے بوجھ کو اٹھا سکیں  
 اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا (۵) اِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْأً  
 وَاَقْوَمُ قِيْلًا (۶) المزمّل

یہ بوجھ تبلیغ کا ہے اور بہت بڑا بوجھ ہے یہ قرآن کا بوجھ یہ وحی کا بوجھ یہ بڑا بوجھ ہے  
 اور ایک ہی دفعہ نازل ہو جائے کتاب تو ایک دن ہی کی تکلیف ہے تمام انبیاء پر کتابیں یوں  
 نازل ہو گئیں تختیوں کی صورت میں پیغمبر کو دیدی گئیں اور انکے دل میں یہ القاء کر دیا اور وہ  
 تختیاں انکو سمجھ میں آ گئیں تو ایک ہی دفعہ کی تکلیف ہے تو یہاں پر تکلیف بار بار ہے ہر روز  
 نازل ہو رہا ہے اسکو قرآن نے کہا کہ اللہ پاک فرماتے ہیں جو ظاہری طور پر بڑی جسم والی  
 مخلوق تھی ہم نے یہ امانت ان کو پیش کی وہ معذرت کرنے لگیں اے رب العالمین یہ اگر  
 اختیاری بات ہے جو امانت آپ ہمارے اوپر ڈال رہے ہیں اور اختیار دیا جا رہا ہے تو ہم  
 معذرت کرتے ہیں اس امانت کے اٹھانے کا ہم اپنے آپ کو قابل نہیں سمجھتے ہیں پھر یہ امانت  
 نبی پاک ﷺ کو عطاء کی گئی

اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا

کہ اے نبی ہم آپ پر ایک بہت بڑا وزنی قرآن کا بوجھ ڈالنے لگے ہیں تو بات یہ ہے کہ  
 اس بوجھ کو عطاء کرنے سے پہلے آپ کا شق صدر کیا گیا

لَوْ اَنْزَلْنَا هَذَا الْقُرْآنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهُ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ.

اگر ہم اس قرآن کو پہاڑوں پہ نازل کرتے تو یہ ڈر کی وجہ سے ریزہ ریزہ ہو جاتے

اِنَّا عَرَضْنَا الْاٰمَانَةَ عَلٰى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ  
 يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ. اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا

جَهُوْلًا (۷۲) الاحزاب

اور ہم نے جب یہ امانت پیش کی پہاڑوں پر زمینوں پر آسمانوں پر

فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا

معذرت کرنے لگے کہ اس امانت کا بوجھ اٹھانے کے ہم قابل نہیں

وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ.

اس قیمتی انسان نے نبی آخر الزمان ﷺ نے اس امانت کو اٹھالیا  
ارض سماں کہاں تیری وسعت کو پاسکیں  
میرا ہی دل وہ ہے جہاں تو سماسکے  
ارض سماں کہاں قرآن کی عظمت کو اٹھانے کے قابل اللہ نے نبی آخر الزمان ﷺ کو وہ دل  
عطاء کیا کہ ایک سو چودہ سورتوں پر مشتمل تیس پاروں والی کتاب قرآن مجید اللہ کو آخری نبی نے  
اپنے دل میں محفوظ کر لیا ہے

تو یہ تیسری مرتبہ شق صدر ہوا کہ جس کیلئے آپکو یہ قوت عطاء کی گئی کہ جسکی وجہ سے کہ آپ  
نبوت کا بوجھ اٹھا سکیں جبریل آئے غار حرا میں اور دبوچ رہے ہیں اور بتا رہے ہیں

اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ

چوتھی مرتبہ آپ کا شق صدر ہوا معراج سے پہلے ان تمام شق صدر میں آپکے سینہ مبارک کو  
چاک کر کے آپ زمزم سے دھویا گیا ہے کہ یہ ام ہانی کا گھر ہے کہ آپ کے پاس فرشتے آئے  
آپکا سینہ چاک کیا یہ چار مرتبہ شق صدر ہوا جسکو قرآن نے کہا

الْم نَشْرَحُ لَكَ صَدْرَكَ

کہ اے نبی ہم نے آپ کو شرح صدر نہیں عطاء کیا بہت اونچی چیز ہے شرح صدر اس سے  
بات بڑی آسانی سے سمجھ میں آتی ہے۔

یہ اللہ کا دین ہے اللہ کی نعمت ہے جسکو اسلام سمجھ میں آ جائے قرآن سمجھ میں آ جائے اپنا نبی  
سمجھ میں آ جائے سنت نبوی کی بہاریں اسکی انوار برکات سمجھ میں آ جائیں یہ بہت بڑی عطا ہے  
نبی پاک ﷺ کا اللہ سے سوال

نبی پاک ﷺ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے اللہ پاک سے ایک سوال کیا کہ  
اللہ پاک آپ نے مجھ سے پہلے بہت انبیاء بھیجے ہیں ان میں سے کسی کو آپ نے کہا کہ  
یہ خلیفہ اللہ ہے کسی کے تابع آپ نے ہوا کردی جنات کر دیئے کسی کے ہاتھ میں آپ نے  
لوہے کو موم کر دیا کسی کو ایسی لاشی عطاء کر دی کہ جدھر جاتے ہیں جو بھی ضرورت پڑتی ہیں وہ

لاٹھی کام کرتی ہے وہ پانی کو پھتر بناتی ہے پتھر سے چشمے جاری کرتی ہے کبھی سانپ بن جاتی ہے کسی پیغمبر کو ایسا دم عطاء کیا کہ وہ مردوں کو زندہ کرتا تھا کسی کو آپ نے کلیم کا لقب دیا کسی کو خلیل کا لقب دیا کسی کو ذبیح کا لقب دیا یہ سارے پیغمبر جو گزرے ہیں ان میں سے آپ نے ہر کسی کو کسی نہ کسی خاص اعزاز سے نوازا ہے رب العالمین میں آپ کا آخری پیغمبر ہوں آپ نے مجھے کیا عطاء کیا کہتے ہیں کہ میں نے یہ سوال تو کیا جب جواب ملا تو اس کے بعد مجھے اپنے سوال سے یہ اندازہ ہوا کہ سوال نہیں کرنا چاہئے تھا اللہ پاک نے یہ دو سورتیں نازل کیں پھر فرمایا کہ اے نبی میں نے آپ کو یہ مقام عطاء کیا ہے فرمایا

اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب

أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَآوَىٰ

اے میرے آخری حبیب سوال کرتے ہو کہ میں نے آپ کو کیا دیا کیا میں نے آپ یتیم کو

امام الانبیاء نہیں بنایا

وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ

اور آپ بے راہ تھے آپ کو امام الہدی نہیں بنایا

وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَىٰ

پھر بے سروسامانی کے زمانے میں اتنی غربت کے زمانے میں آپ تھے اور آپ کو ہر لحاظ

سے غنی بنا دیا

وَالضُّحَىٰ (۱) وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَىٰ (۲) مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا

قَلَىٰ (۳) وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَىٰ (۴) وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ

رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ (۵) أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَآوَىٰ (۶) وَوَجَدَكَ

ضَالًّا فَهَدَىٰ (۷) وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَىٰ (۸) فَأَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا

تَقَهَّرُ (۹) وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرُ (۱۰) وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ

فَاحْذَرُ (۱۱)

کیا آپ کو پیغمبر امام الانبیاء خاتم النبیین نہیں بنایا آپ یتیم کو امام الانبیاء نہیں بنایا کیا آپ



غریب کو میں نے سب سے زیادہ غنی نہیں بنایا

الْمُ نَشْرَحُ لَكَ صَدْرَكَ (۱) وَوَضَعْنَا عَنكَ وِزْرَكَ (۲)

کیا آپ کو شرح صدر نہیں عطاء کیا کیا آپ کے بوجھ کو ہلکا نہیں کیا آپ کو عمدہ جماعت عطاء نہیں کی آپ کے اوپر جان کے نظر انے پیش کرنے والی ایسی جماعت عطاء کی کہ آپ کے اشاروں پر جان قربان کر دیتی ہے

وَوَضَعْنَا عَنكَ وِزْرَكَ (۲) الَّذِي أَنْقَضَ ظَهْرَكَ (۳) وَرَفَعْنَا

لَكَ ذِكْرَكَ (۴)

اللہ تعالیٰ کے ساتھ نبی ﷺ کا ذکر

اے میرے محبوب پیغمبر آپ کو یہ اعزاز عطاء کیا جو پہلے کسی پیغمبر کو نہیں عطاء کیا جدھر میرا

ذکر ہوگا ادھر تیرا ذکر ہوگا

آذان میں نماز میں ہر جگہ میں جہاں میرا ذکر ہوگا وہاں تیرا ذکر لازمی ہے صرف مجھے ماننے کوئی آپ کے آخری حبیب ہونے کو کوئی نہ مانے میں اسے مسلم تصور نہیں کروں گا میری توحید کا اقرار کرنے والا بنے اور پھر تیری رسالت کو ماننے والا بنے تب اسکو مسلمان شمار کروں گا حضرت حسان بن ثابتؓ اپنے قصیدہ میں فرماتے ہیں

اغر عليه للنبوۃ خاتم

من اللہ من روح یلوح ویشہد

اللہ پاک نے آخری اپنے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو خاتم النبیین کی مہر نبوت شانوں

کے درمیان میں لگا دی اور اس مہر نبوت میں اللہ پاک نے اپنے نور کو بھردیا جہاں جاتے ہیں

ہدایت دیتے جاتے ہیں اللہ کا نور لیکر چل رہے ہیں فرمایا

اغر عليه للنبوۃ خاتم

من اللہ من روح یلوح ویشہد

ضم اللہ اسم النبی الی اسمہ

اذا قال فی الخمس المؤذن اشہد

اللہ پاک نے اپنے آخری حبیب کو یہ اعزاز عطاء کیا کہ ہر آذان میں پانچ مرتبہ یومیہ مؤذن کہتا ہے

اشھدان لا الہ الا اللہ

تو اسکی آذان مکمل نہیں جب تک کہ میرے حبیب کا تذکرہ نہ کرے

واشھدان محمد رسول اللہ

اللہ پاک نے اپنے نام کے ساتھ آپکے نام کو جوڑ دیا

وشق لہ من اسمہ لیجلہ

فذوالعرش محمود وهذا محمد

اللہ پاک نے اپنے قرآن کو بھر دیا نبی آخر الزمان ﷺ کی صفات سے

وہ بشیر بھی وہ نذیر بھی وہ رؤف بھی رحیم بھی وہ زمین پر شاہ بھی فقیر بھی وہ عرش پر میسر بھی

وہی ارفع الدرجات بھی وہی اکمل الحسنات بھی

اسی کا فیض ہے جہاں میں نماز میں آذان میں

تو نبی پاک ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ پاک سے یہ سوال کیا کہ مجھے کیا دیا تو

دوسورتیں اللہ پاک نے نازل کیں کہ آپکو شرح صدر عطاء کیا آپکے بوجھ کو ہلکا کرنے والی

ایک عمدہ جماعت عطاء کی ہے سب پیغمبروں کے صحابہ کرام ہیں لیکن اتنی اونچی جماعت اتنی

جان دینے والی جماعت سنتوں کو زندہ کرنے والی جماعت اور کسی پیغمبر کو نصیب نہیں ہوئی

نبی پاک ﷺ کی جماعت کی تعریف

اسی کو قرآن مجید نے بہت مقام پہ فرمایا

رضی اللہ عنہم ورضو عنہ

اور آپکے تذکرے کو بلند بالا کیا نبی کا تذکرہ کرنا سننا عبادت ہے پھر ان پر عمل کرنا ثواب ہے

ان سنتوں کو زندہ کرنا ثواب ہے ایک سنت کو زندہ کرنا سوشہیدوں کا ثواب ہے معمولی بات نہیں

مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے

سوشہیدوں کا ثواب

من احیا سنتی عند فساد امتی فله ماتہ اجر شہید

جس نے میری ایک سنت کو زندہ کیا

جب امت کا یہ زمانہ ہوگا کہ وہ سنتوں کے جنازے اٹھا رہی ہوگی لوگ سنت کو برباد کر رہے

ہونگے اس وقت کوئی شخص میری ایک سنت کو زندہ کرے تو اسکو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا

سنت پر عمل کرنا بہت مشکل ہے اعزاز بھی بہت ہے ثواب بھی بہت ہے فضیلت بھی بہت

ہے مقام بھی بہت ہے لیکن ظاہر ہے کہ جس چیز پہ انعام زیادہ ہو تو اس میں مشقت بھی زیادہ ہوتی

ہے اب دیکھو نا لوگ فرائض ادا کر رہے کوئی مشکل نہیں ہے حج عمرہ کر رہے ہیں کوئی مشکل

نہیں سنت پر عمل کرنے سے انسان کی کوالٹی کا اندازہ ہوتا ہے کہ انسان کو اپنے نبی کے ساتھ کتنی

محبت ہے کتنا عشق ہے کتنا لگاؤ ہے کتنا قرب ہے اور کس کو ترجیح دے رہا ہے اپنی زندگی کے روز

مرہ اعمال میں کس کو ترجیح دے رہا ہے اس سے پہنچانا جاتا ہے تو فرمایا

الْمُ نَشْرَحُ لَكَ صَدْرَكَ (۱) وَوَضَعْنَا عَنكَ وِزْرَكَ (۲)

اے نبی ہم نے آپ کے بوجھ کو ہلکا کیا آپ کو ایسی جماعت عطاء کی کہ جب صلح حدیبیہ میں

مشہور بات ہے کہ بات کرنے سے پہلے کافروں کی طرف سے ایک کافر آیا اسنے واپسی میں

جا کر کہا بات سنو۔

بات یہ ہے کہ اس شخص سے غلبہ حاصل نہیں کر سکتے ہو بس بھلے آج صلح کر رہے ہو انکو

واپس بھیج رہے ہو عمرہ نہیں ادا کرنے دے رہے ہو یاد رکھو یہ شخص کامیاب ہو جائے گا یہ قائد

کامیاب ہو جائے گا وہ لوگ کہنے لگے یہ بھی بک گیا ہے یہ بھی انکا ہو گیا ہے اس پر بھی اثر ہو گیا

ہے یہی اسوقت کا ماحول تھا اس نے کہا کہ بات یہ ہے میں نے بڑے بڑے علاقوں کو دیکھا

ہے بڑے بادشاہوں کے چیلے چچوں کو بھی دیکھا ہے لیکن اس طرح وفادار جماعت میں نے

نہیں دیکھی جیسے حضرات صحابہؓ ہیں آپ دیکھتے رہتے ہونا۔ یاد رکھنا ایک بات میرا موضوع نہ

سیاست ہے نہ میرا شعبہ سیاست ہے نہ میں جانتا ہوں نہ آپکو دعوت دیتا ہوں کے فلانے کو

ووٹ دیں، لیکن دوستیاں وہاں ٹوٹی ہیں جہاں غرض دنیاوی ہو جہاں دینی غرض ہو وہاں

دوستیاں کبھی نہیں ٹوٹی۔ وہاں دوستیوں کو نبھانے کیلئے جان کے نذرانوں کے ڈھیر لگ جاتے

ہیں نبی پاک ﷺ کے ساتھ صحابہ کام کی دوستی محبت و عشق اور لگاؤ وہ دنیاوی نہیں تھا دینی تھا ایسا رشتہ کہ جو نہ دنیا میں ٹوٹا نہ آخرت میں ٹوٹے گا

حوض کوثر پر رسول اللہ ﷺ کیساتھ مددگار جن کے ہاتھوں میں پیالے ہونگے جو پیش کرینگے اپنے امتیوں کو وہ صحابہ کرام کی جماعت ہوگی۔

تو بات کر رہا ہوں دوست مشرکین کے سردار نے واپس جا کر کہا اس شخص سے نہیں جیت سکتے ہو میں نے ایسی اتباع اور فرمانبرداری کسی قوم میں نہیں دیکھی جیسے اس شخص کی جماعت میں فرمانبرداری دیکھی ہے

بتا رہا ہوں کہ آپکے بوجھ کو ہلکا کیا آپکو ساتھی اچھے عطاء کئے ساتھی اچھے مل جانا یہ بہت بڑی چیز ہے دوستو

دنیا میں پڑوسی اچھا بہت بڑی نعمت ہے آخرت میں بھی اچھے پڑوسی اللہ پاک عطاء کرتا ہے تو اچھے ساتھی دنیا میں مل جائیں بڑی قوت ہے ایمانی بھی ظاہری بھی ہر لحاظ سے اور نہی عن المنکر کیلئے بہت آسانیاں ہیں قوت اجتماعیہ یہ شرط ہے نہی عن المنکر کیلئے اللہ پاک ایسی جماعت عطاء کی

کہ آپ کا بوجھ ہلکا ہوتا گیا جہاد میں، تبلیغ میں ہر کام میں مصروف ہوگی اور انکامش ہی دین کو پھیلانا تھا رسول اللہ ﷺ کا حضرت طلحہؓ ڈھال بنے ہوئے ہیں غزوہ احد میں جب دھوکے کے ساتھ آپ کو زخمی کیا گیا غزوہ احد میں اب یہ ڈھال بنے ہوئے ہیں آپ ﷺ پیچھے ہیں مشرکین نے کھڑا کھودوایا تھا تا کہ آپ اس میں گریں اور ہلاک ہو جائیں

### حضرت طلحہ کی قربانی

دشمن کے طرف سے تیر آ رہے ہیں اور یہ شخص تیر اپنے اوپر کھا رہا ہے کہ میرے محبوب کو تیر نہ لگیں اور خوش کتنا ہے کہ اللہ نے یہ سعادت بخشی کہ اپنے محبوب پیغمبر کا محافظ بنا دیا اس پر خوش ہے اور جب انسان خوش ہوتا ہے تو اس وقت اشعار کا ورود ہوتا ہے جب شرح صدر ہوتا ہے پھر شعر بڑھنے کو دل کرتا ہے

جب انسان غمگین ہو اور پریشکار ہو ہر طرح کے مسائل ہوں تو اس وقت اشعار نہیں نکلتے اور تیروں کی بارش ہو رہی ہے لیکن یہ خوش ہے مشکل تو ہمیں نظر آرہی ہے مشکل تو اسکو نظر

آئیگی جنگی ایمان کی کوالٹی کمزور ہے یہاں تو ایمان بہت اعلیٰ ہے  
دل پر جب انکا کرم دیکھتا ہوں دل کو باز جام جم دیکھتا ہوں  
یہ تو وہ جماعت ہے جو ایمانی کوالٹی سے بھری ہوئی ہے خوش ہے محافظ بنا ہوں اور اشعار  
پڑھ رہا ہے خوش ہے ادھر تیر آرہے ہیں فرماتے ہیں

نفس الفداء لنفسک یا محمدی

بوجه الفداء بوجهک الوفاى

اے میرے آخر حبیب محمد عربی ﷺ میری جان آپ پر قربان ہو جب کوئی تیر ایسا آنے  
والا ہو جو آپ کے جسم کو لگنا چاہے میرا دل چاہتا ہے میرے جسم کو لگ جائے

نفس الفداء لنفسک یا محمدی

بوجه الفداء بوجهک الوفاى

اور آپ کے چہرے کی طرف جو بد بخت تیر پھینک رہے ہیں آپکا چہرہ اللہ محفوظ رکھے  
میرے چہرے یہ وہ تیر لگ جائیں

أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ (۱) وَوَضَعْنَا عَنكَ وِزْرَكَ (۲)

الَّذِي أَنْقَضَ ظَهْرَكَ (۳) وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (۴)

تمام انبیاء علیہم السلام کا ایمان لانا

اے نبی میں نے آپکا ذکر اتنا بلند کیا آپ نہیں آئے دنیا میں تمام انبیاء کی روحوں کا اجتماع بلا لیا  
اور انبیاء کی روحوں سے یہ عہد لیا آپکی سیرت میں نے بیان کی آپکی صورت بیان کی انبیاء بلائے  
ایک کانفرنس منعقد ہوئی سیرۃ النبی کی جسمیں سننے والے سارے انبیاء ہیں اور سیرت بیان کرنے  
والے اللہ پاک ہیں سب انبیاء کو بلا لیا انکی روحوں کو جمع کیا اور آپکا تذکرہ کیا آپ کا تعارف  
کروایا آپ پر ایمان لانے کا نبیوں سے عہد لیا۔ تیسرا پارہ آخری رکوع ہے قرآن کہتا ہے۔

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ

جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ. قَالَ أَعْلَمُ

أَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ إِصْرِي. قَالُوا أَقْرَرْنَا. قَالَ فَاشْهَدُوا

وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ (ال عمران: ۸۱)

تمام انبیاء کو بلوایا اور اللہ پاک نے فرمایا کہ تمہیں میں اپنے اپنے دور میں بھیجوں گا کتاب  
دوں گا حکمت دوں گا نبوت دوں گا فراست دوں گا تبلیغ کے منصب عطاء کروں گا لیکن تم سب  
کے بعد امام الانبیاء آئے گا

میرا محبوب پیغمبر آئے گا خاتم النبیین آئے گا آپ اس اجتماع میں میرے ساتھ عہد کرو کہ  
میرے آخری حبیب پر تم ایمان لاتے ہو اسکی مدد کرو گئے اقرار کرو گے کہنے لگے

اقرنا

اے اللہ پاک ہم اقرار کرتے ہیں آپکے آخری حبیب پر ایمان کا اقرار کرتے ہیں اور اپنی  
اپنی جماعت کو سمجھا کر جائیگے جب اسکا زمانہ آئے تو اسکی مدد کرنا اللہ پاک نے فرمایا

فاشهدو

اب گواہ بن جاؤ سیرۃ النبی کی کانفرنس منعقد ہوگی ہے اب گواہ بن جاؤ

وانا معکم من الشاہدین

اللہ پاک دین کی سمجھ اور توفیق نصیب فرمائیں

﴿.....وَأَخِرُ دَعْوَانَا أَنْ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.....﴾

## سیرۂ رسول ﷺ

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ  
الْأَنْبِيَاءِ ، وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ الَّذِينَ أَوْفُوا عَهْدَهُ ، الَّذِينَ هُمْ  
خُلَاصَةُ الْعَرَبِ الْعَرَبَاءِ ، وَخَيْرُ الْخَلَائِقِ بَعْدَ الْأَنْبِيَاءِ . أَمَّا بَعْدُ !  
فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
﴿وَإِنَّكَ لَعَلَى خُلُقٍ عَظِيمٍ﴾ (۳) پارہ: ۲۹ . القلم  
قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "بَعثت لأتمم مكارم الاخلاق". (رواہ  
البيهقي)

صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ وَصَدَقَ رَسُولُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيمُ وَنَحْنُ عَلَى  
ذَلِكَ لِمَنِ الشَّاهِدِينَ وَالشَّاكِرِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ .

تمہید

انیسواں پارا سورۃ قلم کی ایک آیت تلاوت کی ہے اور جناب نبی پاک ﷺ کا ایک فرمان  
تلاوت کیا ہے جس میں آپ ﷺ کی فضیلت اور منقبت آپ کی شان اور آپ کے اچھے اخلاق کا  
ذکر کیا گیا ہے ربیع الاول کے مہینے کے مناسبت سے جناب نبی پاک ﷺ کے فضیلت کے اوپر  
آپ کے مقام پر آپ کے اخلاق پر آپ کے کارناموں پر ہر جگہ اہل الاسلام کے ہاں بات کی جاتی ہے  
تا کہ مسلمانوں کے اندر اسلامی جذبہ بیدار ہو نبی پاک ﷺ کی سنتوں کے اوپر عمل کرنے کی  
توفیق نصیب ہو اور انہیں یہ سمجھ آئے کہ نبی پاک ﷺ کا مقام کیا ہے اور امتی کیلئے نجات کی تر  
تیب کیا ہے تو اللہ پاک نے ان انسانوں کی اور مسلمانوں کی نجات کا کیا طریقہ اور کیا ضابطہ دیا  
ہے ہر بات ہی اسلام کی وہ نبی پاک ﷺ کے واسطے سے ہی ملی ہے  
بھلے تو حید کی بات ہو جنت دوزخ کی بات ہو کوئی اور معاملے کی بات ہو پوری شریعت

بواسطہ رسول ﷺ امت کو نصیب ہوئی ہے تو اسی مناسبت سے آج کا موضوع نبی پاک ﷺ کی فضیلت و سیرت پر بیان کرنا ہے اور ہم سب کی یہ نیت ہو اللہ پاک ہمیں صحیح معنی میں نبی پاک ﷺ کی سنتوں پر عمل کی توفیق نصیب فرمائیں فرمایا

آیت کا مفہوم

ن وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ (۱) مَا أَنْتَ بِنِعْمَةٍ رَبِّكَ بِمَجْنُونٍ (۲)

وَإِنَّ لَكَ لَأَجْرًا غَيْرَ مَمْنُونٍ (۳) وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ (۴)

قسم ہے نون والقلم اور قسم ہے قلم کی وہ وما یسطرون اور اسکی جو یہ قلم لکھتی ہے

مَا أَنْتَ بِنِعْمَةٍ رَبِّكَ بِمَجْنُونٍ

ان قسموں کے بعد اللہ پاک فرماتے ہیں کہ آپ کے مخالف آپکو مجنون کہتے ہیں آپ مجنوں نہیں ہیں

وَإِنَّ لَكَ لَأَجْرًا غَيْرَ مَمْنُونٍ

آپکو اللہ تعالیٰ خوب اجر عظیم نصیب فرماتا رہے گا جو نہ ختم ہونے والا

وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ

آپکو اللہ نے اونچے اخلاق پر فائز کیا ہے

فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُونَ (۵) بِآيَاتِكُمُ الْمَفْتُونُ (۶)

آپ بھی دیکھ لیں گے وہ بھی عنقریب دیکھ لیں گے کہ یہ دیوانہ کون ہے وہ کس کو دیوانہ کہہ

رہے ہیں اور دیوانہ کون ہے

إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ

آپ کا رب جانتا ہے کون ہدایت پر ہے اور کون گمراہ ہے

فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِينَ

بس جھوٹوں کی پیروی نہیں کرنی سچے لوگوں کی اتباع کرنی ہے جناب نبی پاک ﷺ کا جو

فرمان تلاوت کیا ہے آپ نے تعارف کراتے ہوئے فرمایا کہ مجھے اللہ نے اچھے اخلاق

پھیلانے کیلئے سمجھانے کیلئے تکمیل کیلئے بھیجا ہے اسمیں عقیدہ داخل ہے عبادات بھی داخل ہیں



معاشرت بھی داخل ہے اٹھنا بیٹھنا سب نظام زندگی داخل ہے اسی کو خلق عظیم کہتے ہیں  
یہ مچھلی کون سی ہے

نون عربی زبان میں مچھلی کو کہتے ہیں اسمیں مچھلی کا ذکر بھی آئے گا حضرت یونسؑ

وَذَالنُّونِ اِذْ ذَهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ

سورۃ ن میں فرمایا

وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوتِ مِ اِذْ نَادَى وَهُوَ مَكْظُوْمٌ

لیکن یہاں سے وہ مچھلی مراد نہیں ہے جس نے حضرت یونسؑ کو اپنے اندر حکم خداوندی سے لے لیا تھا یہاں نون سے وہ مچھلی مراد ہے جو اللہ پاک نے سب سے پہلے پیدا کی جسکے اوپر پوری کائنات ہے جب آپ مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو اس وقت عبد اللہ ابن سلام یہود کے بڑے عالم تھے انکو سب یہودیوں نے کہا آپ چک کریں آپ صاحب علم ہیں واقعتاً یہ اللہ کا آخری نبی ہے تو انہوں نے بہت سارے سوال جمع کئے جب یہ مجلس رسول ﷺ میں حاضر ہوئے تو اونچی آواز کے ساتھ کلمہ پڑھنے لگے

کہنے لگے اللہ کی قسم یہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں ہو سکتا لیکن آخر میں تین سوال کئے کہتے ہیں کہ باقی سب سوالوں کا جواب مل گیا ہے آپ کو دیکھ کر سوالوں کا جواب مل گیا ہے طلب صحیح ہو ہدایت کیلئے بہت راستے ہیں نیت ٹھیک نہ ہو تو پھر نبی کے نصیحت نبی کا بیان نبی کی تقریر اور قرآن کی تلاوت بھی اثر نہیں کرتی طلب صحیح نہ ہوا  
تین سوال کئے

ایک سوال یہ ہے کہ قیامت جب قریب آئیگی تو سب پہلی علامت بڑی کونسی ہوگی ظاہر ہوگی

دوسرا سوال یہ ہے کہ جب جنتی کو جنت میں داخل کر دیا جائے گا اعزاز احترام کے ساتھ لے جایا جائے گا تو جنتیوں کی سب سے پہلے کس کھانے سے دعوت کی جائیگی  
تیسرا سوال یہ ہے کہ بچی اور بچہ پیدا کیوں ہوتا ہے اسمیں رنگ روپ کس کا غالب ہوتا ہے کیوں باپ کا کبھی ماں کا رنگ غالب ہوتا ہے۔

## سوالوں کا جواب

آپ نے فرمایا کہ قیامت کی سب سے بڑی علامتوں میں سے سب سے پہلی علامت جو ظاہر ہوگی وہ نارعدن ہے یمن کے علاقے سے ایک آگ نکلے گی جو لوگوں کو مشرق سے مغرب مغرب سے مشرق کی طرف ہنکاتی جائیگی لوگ آگے بھاگتے جائیگی اور ساتھ یہ بھی فرمایا ہے کہ ابھی اس فرشتے نے آکر مجھے آپ کے سوالوں کا جواب دیا ہے جس فرشتے کو یہودی اپنا دشمن سمجھتے ہیں

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلٰی قَلْبِكَ

اور دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ جنت میں سب سے پہلے جنتیوں کو مہمانی کے طور پر کونسا کھانا کھلایا جائے گا فرمایا مچھلی کے کلیجہ بھون کر اہل جنت کو دیا جائے گا اور یہ مچھلی بہت بڑی ہوگی جس نے پوری کائنات کو اٹھایا ہوا ہے اور تیسرے سوال کا جواب دیا ہے ازدواجی زندگی میں ملاپ کے بعد جسکا مادہ غالب ہوتا ہے تو اس کا رنگ روپ نمایاں ہوتا ہے۔

قلم کی حقیقت

وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ

قلم ہے قلم کی جو لکھتا ہے قلم کو سب سے پہلے اللہ نے پیدا کیا ہے روز محشر کے وقت جن چیزوں کو فنا کیا جائے گا اٹھایا جائے گا ان میں فنا ہونے والی چیزیں نہیں ہیں ان میں ایک قلم بھی ہے قلم نے پوچھا کیا لکھوں اللہ نے فرمایا تقدیر لکھو

مَا أَنْتَ بِمَجْنُونٍ

آپ مجنون نہیں ہیں آپ کو نہ ختم ہونے والا اجر عظیم ملے گا

وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ

آپ اونچے اخلاق والے ہیں زندگی کا کوئی زاویہ بھی دیکھا جائے تو سنت سے رہبری ملے گی رسول اللہ ﷺ کی سیرت سے اٹھنے بیٹھنے ملنے جلنے عدل انصاف سخاوت وغیرہ تمام امور میں نبی پاک ﷺ کے اخلاق کی جھلک محسوس ہوتی ہے

اخلاق حسنہ کیا ہیں

وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ

صحابہ کرامؓ نے ایک دفعہ حضرت عائشہؓ سے پوچھا آپ ﷺ کے اخلاق کیسے ہیں آپ تو گھر والی ہیں آپ کے اخلاق بیان فرمائیں حضرت عائشہؓ نے فرمایا

كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ

قرآن کی جتنی تعلیمات ہیں یہ نبی پاک ﷺ کے اخلاق ہیں جو اللہ نے حکم دیا جو اچھے کام بتائے وہ نبی ﷺ نے اپنائے اور دوسروں کو بتایا جن چیزوں سے آپ تو منع کیا اس سے آپ رک گئے اور دوسروں کو آپ نے اس سے روکا یہی آپ ﷺ کے اخلاق ہیں بات یہ ہے دوستوں ایک زبر زبر پیش کا فرق ہے ایک نظام اللہ نے اپنے ہاتھ میں لیا ہے اور ایک نظام اللہ نے انسان کے سپرد کیا ہے انسان کے سپرد جو کیا اسکو بتایا کہ آپ کے حوالے جو کام کیا اسکو درست کرنے کا طریقہ بھی بتایا۔

خلق بمعنی تخلیق بھی ہے

ایک خلق ہے خلق مادہ ایک ہی ہے خ، ل، ق، خلق معنی تخلیق پیدائش یہ اللہ نے اپنے ذمہ لیا

ہے

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ

قرآن مجید نے بیان کیا

الَّذِي خَلَقَكَ فَسَوِّكَ فَعَدَلَكَ (۷) فِي أَيِّ صُورَةٍ مَا شَاءَ

رَبِّكَ (۸) الْإِنْفِطَارِ

اللہ نے کتنا پیارا اس انسان کو بنایا اور اس سے عمدہ تخلیق انسان کی نہیں ہو سکتی تھی بس انتہا ہے انسان کے عمدہ ہونے کی

کیونکہ اسی تخلیق میں سے اللہ پاک نے اپنے آخری نبی کو بنانا تھا اس سے اونچی حسن کی ترتیب ظاہری پیدائش کے لحاظ سے اور کوئی نہیں ہو سکتی تھی اقبال کا کہنا ہے  
روح مصطفیٰ ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا دوسرا آئینہ

نہ ہماری بزم خیال میں نہ دوکان آئینہ ساز میں  
اللہ پاک کے نظام میں بھی اس سے اونچا حسین کوئی نقش نہیں تھا جس نقش میں اللہ پاک  
نے حبیب مصطفیٰ ﷺ کو پیدا کیا ہے۔

خلق بمعنی اخلاق بھی ہے

لیکن یہ کام انسان کے ذمے ڈال دے کہ آپ نے اپنے اخلاق خود بنانے ہیں میں نے  
آپ کو ظاہری اچھا بنا دیا آپ نے باطن اچھا خود بنانا ہے یہی وجہ ہے کہ آپ حضرات نے آئینہ  
دیکھنے کی دعا پڑھی ہوگی

اللَّهُمَّ أَنْتَ حَسَنَتْ خَلْقِي فَحَسِّنْ خُلُقِي

اے اللہ پاک آپ نے جیسے میری شکل کو خوبصورت بنایا ہے ایسے ہی میرے اخلاق کو بھی  
خوبصورت بنا دے اس انسان کو اخلاق پیارے بنانے چاہئے پھر یہ پیارا ہے دونوں چیزیں  
کی اجتماعیت سے یہ پیارا بنے گا تو اخلاق اے انسان آپ نے خود پیارے بنانے ہیں اور اس  
کے لئے اسکو بے واہ نہیں چھوڑ دیا کہ بس خود پیارے بناتے رہو کہ کوئی کس کو اپنا آڈیل قرار  
دیگا کوئی کس کو اپنا آڈیل قرار دیگا کوئی کس کو اپنا بڑا سمجھے گا کوئی کس کو اپنا مقتدا سمجھے گا تو ہر کوئی  
الگ الگ ایک لائن لیکر بیٹھ جائیگا اخلاق کو اچھا بنانے کیلئے اللہ پاک نے انسان کو بے لگام  
نہیں چھوڑ دیا اللہ پاک نے فرمایا

تمہارے لئے اسوہ حسنہ کیا ہے؟

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

تمہارے اچھے اخلاق مطلوب ہیں اسلئے تمہیں دنیا میں بھیجا ہے لیکن اپنے اچھے اخلاق اچھا  
عقیدہ اچھی عبادات اچھے معاملات کیلئے تمہارے درمیان میں نبی آخر الزماں ﷺ بطور نمونہ  
کے بھیج رہا ہوں آپ لوگوں کا اٹھنا بیٹھنا چلنا پھرنا وضع قطع لباس عبادت گفتگو تمام زندگی کے  
پہلو میں آپ لوگوں کا رہبر رہنا نبی پاک ﷺ کو اللہ نے بنایا ہے فرمایا

آپ ﷺ کے اونچے اخلاق

وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ

اے نبی آپ کو اللہ نے اونچے اخلاق کے ساتھ فیض کیا ہے کوئی کسی شق میں سرکار دو جہاں ﷺ پر اخلاقی نقطہ سے اعتراض نہیں کر سکتا سخاوت کے اعتبار سے عدل انصاف کے اعتبار سے تحمل کے اعتبار سے کسی اعتبار سے آپ کی کوئی سیرت صورت میں اللہ نے کمی نہیں چھوڑی ہر لحاظ سے اللہ نے آپ کو اونچا بنایا ہے معصوم بنایا ہے امام الانبیاء بنایا ہے خاتم النبیین بنایا ہے نبی پاک ﷺ کی شان پہلے انبیاء بھی بیان کرتے رہے تعارف کرواتے رہے کہ ایسا نبی آئے گا ایسی شان والا ایسے مقام والا اللہ پاک اپنے آخری حبیب کو بھیجے گا پہلی کتابوں میں پہلے لوگوں میں بھی آپ کا تعارف ہو اور آپ جب دنیا میں آئے تو دنیا کو ایک نظام دیا ایک رہنے کا ڈھنگ دیا انسانیت دی ہے۔

### قصر نبوت

جناب نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ انبیاء آئے تخلیق انسانیت اللہ نے کر دی ہے روحانیت کی تعمیر کا ایک قصر نبوت تیار ہوتا رہا پہلی اینٹ اسکی حضرت آدمؑ ہیں قصر نبوت نبوت کی محل کی پہلی اینٹ وہ حضرت آدمؑ ہیں اور یہ محل تیار ہوتا رہا اسکی تکمیل کی آخری اینٹ مجھے بنا کر بھیجا ہے اب یہ قصر نبوت مکمل ہو گیا ہے اس قصر نبوت کو توڑنے کیلئے ہر دور میں شیاطین سرکش فرقہ ضالہ اسلام دشمن طاقتیں کوشش کرتی رہی ہیں آپ کے زمانے میں بھی آپ کے مخالف رہے لیکن ایک بات سمجھنے کی ضرورت ہے اور میں امید رکھتا ہوں آپ لوگ میری بات سمجھ جاؤ گئے۔ اس دور میں سرکار دو جہاں ﷺ کی شان میں گستاخی بے ادبی یا کوئی ایسی ترتیب ہوئی تو فرد و واحد سے ہوئی کسی علاقے میں کسی بندے نے بے ادبی کر دی اس وقت کے لحاظ سے حکمرانوں نے اہل اسلام نے اس کا تعاقب کیا اور وہ شرارت پھر بند ہو جاتی تھی منہدم ہو جاتی تھی یہ شرارت ہوتی رہی آپ کی شان میں بے ادبی کی گئی فرد و واحد سے۔

ہمارے دور کی بات

لیکن جس دور سے ہم گزر رہے ہیں دوستوں اس دور میں آپ کی مخالفت گستاخی آپ کی بے

ادبی فرد واحد سے نہیں ملکوں کی طاقت سے اہل کفر کی اجتماعیت سے سامنے آتی ہے بڑی بڑی کھوپڑیوں سے ہوتی ہے اور انہیں اور کوئی بے ادبی کیلئے نہیں ملا جسکے لئے اس کائنات کو پیدا کیا اس کی بے ادبی کیلئے انکی زبانیں چلتی ہیں انکے نقشے اور خاکہ بناتے ہیں کیا سے کیا ہوتا ہے یہ سوچنے کی بات ہے جو میں سمجھانا چاہتا ہوں یہ کیوں ہوتا ہے اس وقت فرد واحد سے ہوا اور اہل اسلام نے اسکا ایسا تعاقب کیا کہ صدیوں تک یہ شرارت بند ہوتی تھی اور اہل اسلام کے بادشاہ اس چیز کے مقابلے میں آتے تھے بھلے ان میں کتنے نقص ہوتے تھے لیکن اس چیز کیلئے وہ میدان میں اٹھ کر آتے تھے اور تعاقب کیا ہے اس وقت کے بادشاہ بھی بڑے اونچے تھے جنکو خواب میں زیارت آپکی نصیب ہوتی تھی دل کی کوالٹی جب اونچی ہو تو خواب میں بھی نبی کی زیارت ہوتی ہے جب دل کی کوالٹی منور ہو اونچی تو خوابوں میں اچھی اچھی چیزیں آتی ہیں ہاں نور الدین زنگی کو آپ نے فرمایا بچاؤ کچھ لوگ میری قبر کے ارد گرد پہنچ رہے ہیں خواب بادشاہ کو آیا۔ میں بات یہ کہ رہا تھا اس وقت تعاقب اہل اسلام کے بادشاہوں نے کیا ان کی غیرت ایمانی نے کیا اور مسلمان دور سے پہچانے جاتے تھے کہ مسلم آ رہا ہے ان کا ایک رعب تھا دبدبہ تھا اہل اسلام کی شان شوکت تھی اسلام کا ایک لباس تھا وضع قطع تھی شناخت تھی آج اسلام کیا مسلمان اپنی شناخت کو بھول گیا غیرت کو بھول گیا اپنے اخلاق کو بھول گیا اپنے عقیدہ کو بھول گیا اپنے نبی کو اپنے قرآن حدیث کو بھول گیا ہے اس لئے انکی غیرت اسلامی کو چیلنج کرنے کیلئے اہل کفر قوت اجتماعیہ کی صورت میں مسلمانوں کو لکارتا ہے تو اہل اسلام کے حکمران کیا جواب دے رہے ہیں یہ ہماری بے حسی ہے یہ کمزوری ہے اور یہ خاموشی ان مسلمانوں کو لے ڈوبے گی جس ہستی کی وجہ سے اللہ نے کائنات کو وجود بخشا اس کے خلاف تمام کفر ایک ہے ہمارا پھر بھی انکے ساتھ لین دین ہے تعلقات ہیں اور حسن اخلاق ہیں۔

ہر کسی کی ذمہ داری

یہ بات سمجھنے کی ہے کہ اہل اسلام نبی پاک ﷺ کی شان اور منقبت میں کیسے کردار ادا کر سکتا ہے کہ وہ اہل کفر اپنی اس یلغار سے پیچھے کیسے ہٹیں گے اس میں کچھ ہماری ذمہ داریاں بھی ہیں اس میں عوام کی ذمہ داریاں ہیں اور کچھ حکمرانوں کی ذمہ داریاں ہیں حکمران اپنی ذمہ

داریوں سے بے فکر ہو کر بیٹھے ہیں اور مسلمان اپنی ذمہ داریوں سے بے فکر ہو کر بیٹھے ہیں۔ مسلمان کی ذمہ داری کیا تھی کہ نبی پاک ﷺ کے اخلاق کو اپنانا آپ کے طریقہ کار کو اپنانا آپ کی وضع قطع کو اپنانا آپ کے لباس کو اختیار کرنا تو یہ خود تبلیغ ہے جب محمدی جا رہا ہو یہ خود تبلیغ ہے دنیا جو کچھ مرضی کہتی رہی رسول پاک ﷺ کی شان میں بات کر رہا ہوں دوستوں مسلمان نے اسلام کو اختیار کیا ہے نام کی حد تک آپ کی محبت کو اختیار کیا ہے آپ کی عقیدت کو اختیار کیا ہے نام کی حد تک آپ کے ساتھ محبت نعروں کے طور پر آپ کے ساتھ لگاؤ رکھا ہے چراغاں کے طور پر جھنڈیوں کے طور پر نعروں کے طور پر لیکن اگر عملی صورت کے اندر اسکو لایا جائے تو یہ مسلمان بہت پیچھے رہ گیا ہے جسکی وجہ سے کفر یلغار کرتا ہے یہ کہتا ہے کہ یہ اپنے اسلام سے مسلمان دورہ گیا ہے سنت رسول سے دور ہو گیا ہے غیرت اسلام سے دور ہو گیا ہے مسلمانوں اپنی زندگیوں کے بارے میں سوچو کہ ہم نے نبی پاک ﷺ کو کتنا اپنایا ہے یہ اہل کفر کے مقابلے میں ایک تبلیغ ہے وہ کفر ہے انہوں نے اپنی تہذیب میں رہنا ہے ہم مسلم ہیں ہم نے اپنی تہذیب میں رہنا ہے ہماری بھی کوئی شناخت ہے نبی پاک ﷺ نے ہمیں بھی کوئی ہدایت دی ہے ان ہدایات پر ہم جب چلیں گے تو خود اہل کفر کے خلاف تبلیغ ہوتی رہے گی رہی بات جنگ کی صورتیں مقابلے کی صورت وہ ہم سے پوچھ ہی نہیں ہوگی وہ حکمرانوں سے ہوگی کہ آپ اہل اسلام کے حکمران تھے اور کیا کام کیا ہے تو بات یہ کر رہا تھا۔

نبی ﷺ کی شان

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ

عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ (۱۲۸) التوبہ

اے لوگوں تمہاری طرف میں نے تم ہی میں سے اپنا آخری رسول بھیجا ہے۔ اس پیغمبر کو تکلیف ہوتی ہے جب تمہیں تکلیف میں دیکھتا ہے دنیاوی اعتبار سے ہو اعمال کے اعتبار سے ہو عقیدہ کے اعتبار سے ہو آخرت بگڑ رہی ہو اس نبی کو پریشانی ہوتی ہے۔ سرکار دو جہاں ﷺ کا فرمان ہے کہ تم جہنم کی طرف دوڑتے جا رہے ہو میں تمہیں پکڑ پکڑ کر پیچھے لا رہا ہوں تم جہنم

کی طرف دوڑتے جا رہے ہو کیوں کیا مطلب ہے؟ شیطانی راستے کی طرف جا رہے ہو کفر کے راستے کی طرف جا رہے ہو بدعت کے راستے کی طرف جا رہے ہو شرک کی راستے کی طرف جا رہے ہو ظلم ستم کے راستے کی طرف جا رہے ہو یہ جہنم کی طرف لیکر جانے والے راستے ہیں اور میں تمہیں پکڑ پکڑ کر نورانی ہدایات کی طرف لیکر آ رہا ہوں

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ

اس نبی آخر الزماں ﷺ کو تمہاری ہدایت کے بارے میں تمہاری فلاح کے بارے میں ہماری کامیابی کے بارے میں تمہاری عزت کے بارے میں اس نبی کو بڑی لالچ ہے کہ تم نیک بن جاؤ تم اللہ والے بن جاؤ تم دنیا آخرت کی کامیابی لینے والے بن جاؤ گے اس نبی کو یہ حرص ہے یہ لالچ ہے تم سے

حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ

یہ بڑے مہربان ہیں رحم دل ہیں شفیق ہیں

فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ

اگر یہ لوگ اب بھی آپ کو نہیں سمجھے تو کہدو

فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ

تو میرے لئے میرا اللہ کافی ہے

فَإِنْ تَوَلَّوْا

میرے لئے میرا رب ہی کافی ہے

لوگ پھر بھی نہیں پہچان سکے نبی کی شان کو عظمت کو آپ کے اسوہ حسنہ کو آپ کے اخلاق کو آپ کی

سیرت کو صورت کو نہیں پہچان سکے اپنانے کی طرف نہیں آئے تو آپ بتاؤ کہ میرے لئے میرا رب

کافی ہے میں اسکا کام کر رہا ہوں جو مجھے حکم دیا جا رہا ہے وہ میں کر رہا ہوں

فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ

الْعَرْشِ الْعَظِيمِ



نبی پاک ﷺ کا فرمان ہے کہ میرے بڑے پانچ نام ہیں ایک میرا نام محمد ہے جو میرے دادا نے رکھا ایک میرا نام احمد ہے جو میرے رب نے رکھا پہلی کتابوں میں ایک میرا نام حاشر ہے ماجی عاقب ہے۔ حاشر ہے کہ میدان حشر میں پوری دنیا جب مایوس ہوگی انہیں مایوی بلجا اللہ کے سامنے سفارش کرنے والا صرف نبی آخر الزماں ہی نظر آئے گا اور میں سفارش کروں گا میں حاشر ہوں عاقب ہوں سب سے آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور میری امت کے مقتدر لوگ میرے پیغام کو لیکر دنیا میں چلتے رہیں گے پھیلاتے رہیں گے وعظ نصیحت ہوتی رہے گی میں عاقب ہوں آخری پیغمبر ہوں حاشر ہوں روز محشر کا اور میں ماجی ہوں میں فساد کو شرک کو بدعت کو رسم رواج کو ان چیزوں کو مٹانے آیا ہوں مٹا کر جا رہا ہوں میرا نام اللہ نے اپنی پہلی کتابوں میں احمد رکھا جسکو حضرت عیسیٰ اپنے وعظ نصیحت میں تقریر کرتے ہوئے بتایا کرتے تھے کہ لوگوں میں اس آخری نبی کی خوشخبری دینے کیلئے میں آخری پیغمبر ہوں میرے بعد ایک ہی نبی آئے گا اور اسکا تعارف کروانے کیلئے میں آیا ہوں

حضرت عیسیٰ نے آپ ﷺ کا تعارف کروایا

ومبشر برسولی یاتی من بعدہ اسمہ احمد

میرے بعد ایک اللہ کا آخری نبی آئے گا جسکی میں خوشخبری دینے کیلئے آیا ہوں اور آسمانی کتابوں میں اس آخری حبیب کا نام احمد ہے دادا نے عبدالمطلب نے سرکار دو جہاں ﷺ کا نام رکھنے کیلئے مشورہ کیا اللہ نے مجھے پوتا عطاء کیا میں اس کا نام رکھنا چاہتا ہوں مشورہ ہو رہا ہے اور مشورہ میں یہ طے پا رہا ہے نام ایسا رکھنا ہے دنیا نہ چاہتے ہوئے بھی اپنے ہونٹوں کو ملا لے نام نامی اسم گرامی سرکار دو جہاں ﷺ کا میں بولوں گا اے اہل اسلام آپ نے اس آخری حبیب پر سلام بھیجنا ہے نام رکھا ہے محمد ﷺ نہ چاہتے ہوئے بھی ہونٹ بوسوکنار میں لگ جاتے ہیں۔

حسان بن ثابتؓ

اس ہی کو تو حسان بن ثابتؓ کہتے ہیں جسکے بارے میں سرکار دو جہاں ﷺ اپنے زمانہ حیات میں حسان کو کہا کرتے تھے حسان پڑھو نا میری تعریف کو۔ ادھر تم پڑھتے ہو ادھر مشرکین کے دلوں

میں تلواریں چلتی ہیں معلوم ہوا نبی کی شان بیان کرنا بھی عبادت ہے سننا بھی عبادت ہے۔

شَقُّ لَهْ مِنْ اسْمِهِ لِجَلِّهِ

فَذُو الْعَرْسِ مَحْمُودٌ وَهَذَا مُحَمَّدٌ

اللہ پاک نے الہامی طور پر سرکارِ دو جہاں ﷺ کے دادا کے دل کے اوپر یہ بات ڈالی کہ میرا نام محمود ہے اسی محمود نام کو کاٹ چھانٹ کر میں آخری حبیب کا نام احمد اور محمد رکھ رہا ہوں محمود کا مادہ بھی وہی ہے اور احمد کا مادہ بھی وہی ہے اور محمد کا مادہ بھی وہی ہے فرمایا

اللہ نے جب اپنے آخری حبیب کا نام رکھنا چاہا تو اپنے ناموں میں سے نام رکھا یعنی اسی مادہ سے اپنے حبیب کا نام رکھ دیا پہلے آئے پیغمبر کسی کا نام آدم رکھا کسی کا نام ادریس رکھا کسی کا نام عیسیٰ رکھا کسی کا نام زکریا رکھا کسی کا نام ابراہیم رکھا موسیٰ رکھا کسی کا نام یحییٰ رکھا ہر نام پیغمبر کا الہ کی طرف سے القاء ہوا لیکن ایسا کوئی نام نہیں آیا جیسے اللہ نے اپنے اسم گرامی کو کاٹ چھاٹ کر اپنے آخری حبیب کا نام رکھ دیا فرمایا

تو بات یہ ہے نبی پاک ﷺ کو جس انداز میں سمجھنا چاہیے تھا نا اہل اسلام نے ایسا نہیں سمجھا سمجھا ہے صحابہ کرام نے ایک ایک ادھر ایک ایک سنت کو اس انداز میں اختیار کیا کہ پورا کفر بیشک ناراض ہوتا ہے تو ناراض ہو جائے لیکن نبی کی سنت کو نہیں چھوڑنا لقمہ گرا تھا صحابی کا دسترخوان پر وہ جب اٹھا کے کھانے لگا تو دوسرے نے کہا کہ یہ لوگ اچھا نہیں سمجھتے ہیں لقمہ چھوڑ دو تو اس صحابی نے کیا کہا دوستوں

حذیفہ بن یمان کا قیمتی جملہ

اترك سنة حبيبي لهؤلاء الحمقاء

کیا میں اپنے محبوب پیغمبر کی سنت کو چھوڑ دوں ان احمقوں کو خوش کرنے کیلئے اپنے اسلام کو اس انداز میں اپنائے کہ دنیا خوش رہے یا نہ رہے اللہ اور اللہ کا رسول خوش ہو اسلام کو چھوڑنے والے لیڈروہ علماء وہ قائدین وہ مسلمان بڑے یا چھوٹے اسلام کو یا اسلام کی سنتوں کو اس لئے چھوڑ رہے ہیں کہ اہل کفر کے ہم قریب ہو جائیں مل جل کر بیٹھ جائیں یہ ہمیں برانہ سمجھیں کہ کتنی بری بات ہے کیا آپ کو اپنے نبی کی سنتوں میں برائی نظر آتی ہے کہ انکے سامنے آپ

سنتوں پر عمل کرنے میں شرم محسوس کرتے ہیں ایمان اندر نہیں آیا اور اوپر اوپر ہے وہ محبت اندر نہیں گئی پینٹ شرٹ نمائش میں ہم برابر ہیں ان میں اور ہم میں فرق کیا ہے دوستوں ہماری دنیا کی کامیابی ہماری آخرت کی کامیابی اللہ پاک نے نبی کی سنتوں میں رکھی ہے ہاں آپ ایسی جگہوں میں جائیں جہاں آپ نبی کی سنتوں کو پورا کر سکیں دنیا آپکو دیکھ کر جب سنت پر عمل کریگی وہ ثواب آپکو ملتا رہے گا

مَنْ يَشْفَعُ شَفَاعَةَ حَسَنَةَ يَكُنْ لَهُ نَصِيبٌ مِنْهَا. (النساء: ۸۵)

اور اگر آپ انکو خوش کرنے کیلئے نبی کے سنتوں کے جنازے اٹھائیں اور یہ سمجھیں کہ کفر کی نظر میں ہمارا مقام بنے گا دوستوں کفر سمجھنا ہے جو اپنے نہیں وہ ہمارے کیسے ہو سکتے ہیں اپنی کوالٹی میں مقام ہے اللہ اور اللہ کے رسول خوش ہو جائے ہم نے سنت کو نبی کے طریقے کو اپنانا ہے اللہ اور اللہ کے رسول تو راضی ہو جائے گا اور جب آپ مجلس میں جائیں تو اسلام کا سبق لیکر جائیں آپ اہل کفر کے ہواؤں میں بیٹھ کر انکی ہواؤں جھونکوں میں اپنے صراط مستقیم سے نہ ڈھمگائیں سنت یہ ہے مبلغ اور مسلم کی پہچان ہے

میرا کمال عشق بس اتنا ہے اے جگر

کہ وہ مجھ پہ میں زمانے پہ چھا گیا

اس انداز میں آئے کہ پھر دنیا کہے کہ بھائی مسلمان دیکھا ہے تو اس کو دیکھا ہے کسی صورت میں یہ اپنے اسلام کو چھوڑنے کیلئے تیار نہیں ہیں ہم نے اپنے ماں اور باپ اپنی فلاح و بہبود اپنا راستہ اپنی شریعت اپنا طریقہ اپنی نجات؟ جمہوریت میں رکھی ہے اور جمہوریت ظلم و ستم کا نام ہے

گریز از طرز جمہوری غلام یک مقام شو

کہ د صدر فکر انسانی نمی آید

نظام انصاف کیا ہے

نظام خلافت میں فلاح بہبود کے کام ہیں امن ہے سلامتی ہے نبی کے طریقوں میں عدل

انصاف ہے خلفاء راشدین کے نظام میں سکون ہے

جمہوریت ظلم و ستم کا نام ہے جمہوریت جنازوں کے ڈھیروں کا نام ہے جمہوریت

وڈیروں کو پالنے کا نام ہے۔ جمہوریت عم خواروں غریبوں پر ظلم و ستم ڈالنے کا نام ہے اسلام سے نبی پاک ﷺ کے اسوۂ حسنہ سے تعلیم ملتی ہے اسکو اپنانے میں دوستوں خیر ہے

اللہ اور اللہ کے رسول کے غلام ہو جاؤ خلافت کے نام لو اسلامی نظام کا نام لو اس میں تمہاری نجات ہے اور اگر اسلامی نظام نہیں آئیگا تو نام لینے میں بھی ثواب ملتا رہے گا اسلام کا نام لو خلافت اسلامیہ کا نام لو قرآن حدیث کے نفاذ کا تو نام لو پھر آئے گا اسلام اللہ کی مدد اور سب کچھ ہوگا بات یہ ہے دوستوں افسوس کی کفر نے اسلام کو نہیں سمجھا تو کوئی دکھ نہیں ہے

پاکستان کا مطلب کیا

فمنکم کافر و منکم مثنومن

یہ نظریاتی اختلاف ہے ایک نظریہ کے طور پر دو متضاد مملکت وجود میں آئیں اسکا نظریہ اسلام تھا ہندوستان کا نظریہ کفر تھا پاکستان کا مطلب کیا

لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ تھا جمہوریت کے نام پر کلمہ پڑھ کر وجود میں نہیں آیا اسلام کا کلمہ پڑھ کر پاکستان وجود میں آیا جسکے بیرونی گیڈوں پر بھی یہی کلمہ لکھا ہوا ہے

لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ

دنیا کہ کسی اور ملک کے گیڈوں کے اوپر یہ نام نہیں لکھے ہوئے ہیں باڈروں کے اوپر جا کہ دیکھو تو بات کر رہا ہوں کفر نے نہیں سمجھا ہمارے نبی کو کوئی گلا نہیں نظریاتی اختلاف ہے لیکن افسوس کی بات ہے کہ مسلمانوں نے بھی اپنے نبی کی سنت اور طریقہ کار کو نہیں سمجھا اللہ نے اپنی محبت اللہ نے اپنی مدد اللہ نے اپنی رضا اللہ نے اپنی نعمت اللہ نے اپنے طرف سے فلاح بہبودی کا سب کچھ پیغام نبی پاک ﷺ کی کامل اتباع میں رکھے ہیں قرآن کی نص قطعی ہے یہ آیت ہے فرمایا

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ

ذُنُوبَكُمْ. (ال عمران: ۳۱)

اے لوگوں تم اللہ وحدہ لا شریک ذات کو چاہنے والے ہو تو میرے آخری حبیب کی کامل اتباع کرو جب میرے اس حبیب کی کامل اتباع میں آؤ گے تو اس خوشی میں خوش آمدید کہہ کر تمہارے گناہوں کو معاف کر دوں گا۔

## یہود کی دعا

یہود نصاریٰ دوستوں دعائیں مانگتے تھے

اللہم انا نسئلك بحق محمدی نبی الذی ابعثت فی آخر

الزمان انت نصر

اے اللہ ہماری دعا کو قبول کر اس آخری حبیب کے صدقہ ہماری دعا کو قبول کر جو بعد میں آئے گا بعد میں آپ اسکو امام الانبیاء بنا کہ بھیجیں گئے جو آئے گا بعد میں اسکو نبی آخر الزمان بنا کے بھیجیں گئے جو آئے گا بعد میں خاتم النبیین بنا کے بھیجیں گئے اس آخری حبیب کا واسطہ ہے ہمارے رب ہمیں ان ظالموں سے نجات دلا دین قرآن کہتا ہے

وَلَمَّا جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُوا مِنْ

قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا (البقرة: ۸۹)

نبی آگیا یہ وہ نبی ہے جسکے واسطے سے یہ دعا کرتے تھے

جب آگیا تو انکار کر دیا کہ اسکو ہم پہچانتے نہیں انکار کرنے لگے یہ تو وہی نہیں ہے قرآن کہتا ہے

الَّذِينَ اتَيْنَهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ.

انہوں نے ہمارے نبی کو اس طرح پہچانا جیسے اپنی اولاد کو پہچانتے ہیں لیکن انہوں نے انکا

رکردیا مسلمانو نبی کی عظمت کو پہچانو اسوہ حسنہ کو پہچانو شان کو پہچانو اور اس کو اپنا و سنت میں

خیر ہے آپ کا زمانہ بچپن چل رہا ہے۔

﴿.....وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنْ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.....﴾

## تکلیف کے بعد آسانیاں

فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ.  
﴿فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا هَلَا ۝ إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا هَط ۞ ۶ فَإِذَا  
فَرَغْتَ فَأَنْصَبْ هَلَا ۝ وَالِى رَبِّكَ فَارْغَبْ﴾  
(سورة الم نشرح، آیت نمبر ۵، ۶، ۷، ۸)

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . لَنْ يَغْلِبَ عَسْرَ يَسْرِينَ .  
(اخرجه الحاكم، جلد نمبر ۲، صفحہ نمبر ۵۲۸)

صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ، وَصَدَقَ رَسُولُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيمُ، وَنَحْنُ عَلَى  
ذَلِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِينَ وَالشَّاكِرِينَ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.

سورة الم نشرح کی آخری تین آیات تلاوت کی ہیں۔ اور جناب نبی پاک ﷺ کا ارشاد  
تلاوت کیا ہے جس کے اندر رسول اللہ کے فضائل مناقب کا ذکر ہے سورة الم نشرح کی ابتدائی  
آیات میں جناب نبی پاک ﷺ کے تین اوصاف کا ذکر ہے جس کا گذشتہ جمعہ پر عرض کر چکا  
ہوں ایک شرح صدر اور دوسرا وضع وزر بوجھ کا اٹھانا ہلکا کرنا اور تیسرا ہے رفع ذکر کہ آپ کے  
تذکرے کو ہم بلند کریں گے آپ کے سینے کو کھولا آپ کے بوجھ کو ہلکا کیا اور آپ کے تذکرے کو  
عام کیا۔ یہ تین اوصاف بیان ہوئے۔ آج جن تین خوبیوں کا ذکر کرنا مقصود ہے ایک ہے کہ  
تکلیف کے بعد آسانوں کا۔ دوسرا ہے جو رسول ﷺ کو اس سورت میں حکم ہوا کہ عبادت میں  
خوب محنت کریں اور تیسرا جو حکم رسول اللہ ﷺ کو ہوا کہ انا بت الی اللہ رجوع الی اللہ یعنی خالصتاً  
اللہ رب العزت کی طرف متوجہ ہو کر رہیں۔ فرمایا۔

﴿فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا هَلَا ۝ إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا هَط ۞ ۶ فَإِذَا  
فَرَغْتَ فَأَنْصَبْ هَلَا ۝ وَالِى رَبِّكَ فَارْغَبْ﴾

کے تکلیف کے ساتھ آسانی بھی ہے۔ اس کو دو مرتبہ ذکر کیا

﴿فَإِذَا فَرَغْتَ فَانصَبْ﴾

جب آپ فارغ ہو جائیں تو خوب عبادت کریں

﴿وَالِی رَبِّكَ فَارْغَبْ﴾

اور اللہ کی طرف ہر وقت متوجہ ہو کر رہیں یہ ان آیات کا ترجمہ ہے جناب نبی پاک ﷺ کا جو فرمان تلاوت کیا ہے اس کا ترجمہ یہ ہے۔

﴿لَنْ یَغْلِبَ عَسْرِ یَسْرَیْنِ﴾

ہرگز ایک تنگی دو آسانیوں پر غالب نہیں آسکتی اس سورت کی تشریح میں جناب نبی پاک ﷺ کا فرمان ہے۔ فرمایا۔

﴿إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا﴾

ہم نے تکلیف کے ساتھ آسانی رکھی ہے۔ عربی زبان میں جب کوئی اسم معرفہ بار بار ذکر ہو تو اسم معرفہ سے ایک ہی اسم مراد ہوتا ہے اور اگر اسم نکرہ دو مرتبہ استعمال ہو تو ہر دفعہ کے استعمال سے الگ معنی مراد ہوتا ہے یہاں پر العسر دونوں آیتوں میں معرفہ استعمال ہوا گویا تنگی ایک ہے مشکل ایک ہے اور یسر کے لفظ کو نکرہ استعمال کیا کہ آسانیاں زیادہ ہیں راحتیں زیادہ ہیں یسر ادو مرتبہ آیا۔ ہر آسانی الگ الگ ہے۔ العسر دو مرتبہ آیا ہے چونکہ یہ معرفہ ہے تو تنگی ایک ہی ہے۔

**آسانیاں زیادہ ہوتی ہیں**

یہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اپنے فرمان میں کہ جب کسی پر کوئی مشکل آجائے تو مشکل آسانیوں پر غالب نہیں آسکتی آسانیاں زیادہ ہیں مشکل ایک ہے زندگی کے کسی شعبے میں کوئی شخص کسی معاملے میں غور کر لیں تو اللہ کی طرف سے اس پر جو مصیبت آئی ہے جو پریشانی آئی ہے یا تنگی آئی ہے وہ تھوڑی ہے اور اللہ رب العزت کی طرف سے جو آسانیاں آئی ہیں وہ زیادہ ہیں۔ ہر شخص کے ساتھ اللہ رب العزت کا یہی معاملہ ہے مشقتیں اور پریشانیاں آتی ضرور ہیں لیکن وہ آسانیوں کے مقابلے میں کم ہوتی ہیں زندگی کے گزران میں آپ دیکھ لیں بیماری کم ہوگئی صحت کا زمانہ زیادہ ہوگا پریشانی کم ہوگئی سکون کا زمانہ زیادہ ہوگا۔ یہ اللہ کا ایک

نظام ہے پھر اس میں دو درجے ہو جاتے ہیں

۱۔ ایک اللہ کی نیک بندوں کی جماعت ہے۔

۲۔ اور ایک عام لوگوں کی جماعت ہے۔

نیک بندوں کی جماعت پر جو مشکل آتی ہے وہ مشکل بھی دین ہی ہوتی ہے۔ اور اس کے بعد بھی ان کے لیے آسانی ہے۔ عام لوگوں پر جو مشکل آتی ہے وہ عموماً دنیاوی مشکل ہوتی ہے اور پھر اس کے بعد آسانیاں ہیں نیک بندوں پر مشکل ان کے رفع درجات کا سبب بنتی ہے۔ عام بندوں پر مشکل اگر آجائے اور وہ صبر کے ساتھ رہیں تو گناہوں کی معافی کا سبب بنتی ہے اور اللہ کے اونچے بندوں پر رفع درجات کا سبب بنتی ہے اور مصیبتیں ہوتی سب پر ہیں۔ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر رسول اللہ ﷺ تک سب انبیاء آئے ہر نبی پر مشکل آئی ہے ایک بھی اللہ کا پیغمبر ایسا نہیں گزرا جس پر مشکل نہ آئی ہو اور حدیث ہے جناب نبی پاک ﷺ کی کہ جس کا مقام جتنا اس پر امتحان اتنا جس کا ایمان جتنا اس پر امتحان اتنا آزمائش اتنی اس کا پرچہ اتنا مشکل ہے۔ وہ قرب چاہتا ہے اور قرب قربانیاں مانگتا ہے۔ ایک صحابی نے عرض کیا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کہ حضرت جیسے دنیا میں آپ کا قرب حاصل ہے درخواست یہ ہے کہ آخرت میں بھی آپ کا قرب حاصل ہو اس کے لئے کیا کرنا چاہیے۔ اور یہ سوال بھی اصل میں اس صحابی نے کوئی خدمت انجام دی تھی تو آپ نے ان سے کہا کہ مانگو کیا مانگتے ہو تو اس نے عرض کیا کہ اللہ کے رسول درخواست یہ ہے کہ اس دنیا میں آپ کا قرب حاصل ہے۔ آخرت میں بھی آپ کا قرب حاصل ہو یہ مانگتا ہوں۔

﴿قرب نبی کیسے ملے گا﴾

آپ نے فرمایا اس جملے میں سچے ہو کہا حضرت سچا ہوں کہا۔

﴿اعدل لفقرت جفاماً﴾ (تو رواہ الحاکم، جلد نمبر ۴،

صفحہ نمبر ۳۳۱)

فقرفاقہ کو اپنا دوست بنا لو آخرت میں میرا قرب مل جائے گا تو بات یہ عرض کر رہا ہوں ابتلا یہ ہر کسی پر آتی ہے لیکن اللہ نے اپنی کتاب قرآن مجید میں سورہ الم نشرح نازل کی ہے جو



چھوٹی سورۃ ہے اگر کوئی حافظ نہ بھی ہو ان کو بھی چھوٹی سورتیں آتی ہیں۔ وہ پڑھتا رہے اور ہمارا یہ پیغام یاد کرتا رہے تکلیف تھوڑی دیتے ہیں آسانیاں زیادہ۔ ایک حدیث میں جناب نبی پاک ﷺ کا فرمان ہے کہ اگر مشکلوں میں اللہ کو مددگار بنانا چاہیے تو راحتوں میں اللہ کو یاد کیا کرو مشکلوں میں تو ہر کوئی یاد کرتا ہے۔ کمال یہ ہے کہ راحتوں میں بھی اللہ کو یاد کیا جائے۔ راحتوں میں بھی رخص نہ کریں شکر کریں صحت آگئی، عہدہ آگیا، پیسہ آگیا اس میں بھی تکبر غرور اور سرکشی اور گناہ نہ کریں شاکر بنیں اور اگر مشقت آجائے تو صابر بنیں تو اللہ اس کی مشکل کو جلدی دور کر دے گا۔ تو ہر کسی پر آزمائش آتی ہے فرمایا

﴿فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا﴾

ہم تکلیف کے ساتھ آسانی دیتے ہیں۔ بعض حضرات نے اس کا ترجمہ یوں کر دیا۔ تکلیف کے بعد آسانی ہوتی ہے۔ یہ بھی ٹھیک ہے۔ ترجمہ۔ لیکن اصل لفظی ترجمہ ہے تکلیف کے ساتھ آسانی ہوتی ہے۔ دونوں میں فرق کیا ہے۔ تکلیف کے بعد آسانی کا مطلب یہ ہے کہ ابھی تکلیف کا زمانہ ہے۔ اس کو گزارو جب تکلیف ختم ہو جائے گی اس کے بعد آسانی شروع ہو گئی۔ لیکن جو لفظی ترجمہ ہے وہ یہ ہے کہ تکلیف کے ساتھ آسانی ہے۔

﴿تکلیف کے ساتھ آسانی کا کیا مطلب ہے﴾

علماء تصوف نے عجیب بات کہی ہے۔ دوستو کیا یہ دونوں ترجمہ ٹھیک ہے اللہ والوں کے لیے تکلیف کے ساتھ آسانی ہے۔ اور عوام کے لیے تکلیف کے بعد آسانی ہے۔ جو اللہ کا نیک بندہ ہے اس کے لیے سر میں درد ہے تو اس سے حال پوچھو آپ کی طبیعت کیسی ہے۔ وہ کہے گا الحمد للہ جسم اچھا ہے اعضاء اچھے ہیں کھانا کھا لیتے ہیں الحمد للہ نیند آتی ہے۔ یہ تکلیف کے ساتھ آسانیاں یاد آتی ہیں اور جو ہماری طرح کمزور ایمان والا ہو گا وہ کہے گا سر میں ایسا درد ہے مصیبت ہے بس یہ جاتا ہی نہیں سب کو دکھایا ہے جب درد ختم ہو جائے گا پھر اس کو آسانی محسوس ہوگئی اب درد نہیں ہے۔ ایک ترجمہ یہ بھی ہے دوسرا تکلیف کے ساتھ آسانی ہے کہ ادھر تکلیف ہے اور ادھر یہ شخص کہ رہا ہے رب تیرے فیصلے پر راضی ہوں تو آخرت کے لیے اپنی آسانیوں کی منزلیں ابھی طے کر رہا ہے۔ تکلیف کے ساتھ آسانیاں ہیں اور وہ اس تکلیف میں

بھی خوش ہے معاملہ اللہ کے حوالے کر چکا ہے۔۔ رضا بالقضاء، یہ بہت اونچا مقام ہے۔ اللہ کے ہر فیصلے پر راضی ہے وہ جان مانگے تو جان دینے پر راضی وہ مال مانگے تو سب گھر کا سامان حاضر کرنے پر راضی ہے یہ مقام رضا اللہ پاک نے صحابہ اکرام کو عطا کیا ہے تو تکلیف ہے اس پر بھی یہ اللہ کے فیصلے پر راضی ہے اسی کے ساتھ اس کے لئے آسانیاں ہو رہی ہیں اور دوسری تفسیر یہ ہے گلہ شکوہ نہیں کیا صبر کر رہا ہے۔ مجبوراً صبر کر رہا ہے کہ حکم ہے صبر کرنے کا دل نہیں چاہتا ہے۔ صبر کرنے پر یہ کمزور ایمان کا مقام ہے لیکن یہ بھی ضائع نہیں ہے اس ترتیب پر بھی رہنے میں اس کو آسانی حاصل ہو گئی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشہور صحابی مراد رسول اللہ ﷺ ہیں آپ ﷺ نے اللہ سے مانگا ہے اور روم کے علاقے میں ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیر قیادت میں مجاہدین کی جماعت کو بھیجا اور ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خط لکھا حضرت فاروق اعظم کو کہ حضرت رومی بہت زیادہ ہیں ہم تھوڑے ہیں۔ کمک چاہیے فوجی نصرت چاہیے مزید افراد آپ بھیجیں آپ نے خط پڑھا۔

### ﴿ حضرت عمر کا ابو عبیدہ کو خط کا جواب ﴾

اور خط کا جواب لکھا اور یہ تو ایسا خط لکھنے والا ہے کہ اس کے خط تو انسان کیا جمادات بھی سمجھتے ہیں غیر مکلف مخلوق بھی اس عادل بادشاہ کا خط سمجھتی ہے خط لکھا ہے کہ سنو تو اللہ کے نام لے کر نکلے ہو اور یاد رکھو اللہ کا نام لے کر جو مجاہدین کی جماعت نکلتی ہے وہ کبھی کم نہیں ہوتی اللہ کا نام بہت بڑا ہے۔ (سید صحابہ حالات حضرت عمر فاروق) اور دوسری بات

### ﴿ فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ﴾

کے تحت جو جناب نبی پاک ﷺ کا فرمان ہے وہ لکھا ہے دیکھو کوئی مشکل غالب نہیں آسکتی آسانیوں پر ثابت قدمی کے ساتھ جہاد کرو اور یہ ذہن سے نکال دو کہ عمر فوجی دستے اور روانہ کرے گا اللہ کا نام لے کر میرے خط کو پڑھ کر میدان جنگ میں گھس جانا اور پھر دیکھنا کہ اللہ کی مدد کیسے آتی ہے۔ ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود راوی ہیں کہ ہم نے اس شخص کے ایمان کو واضح دیکھا ہے کہ جب خط پڑھا اور فوجی دستے نہیں بھیجوں گا اور اللہ کا نام بڑا ہوتا ہے مجاہدین کی کم تعداد سے کسی کو پریشانی نہیں ہونی چاہیے اور یہ خط پڑھ کر میدان جنگ میں گھس

جاؤ پھر دیکھو اللہ کی مدد کیسے آتی ہے۔ ہم نے اس پر عمل کیا ہے وہ لاکھوں رومی ہمارے ہزاروں فوجیوں کے سامنے نہ ٹک سکے اور بھاگ گئے ہمیں اللہ نے فتح سے نوازا۔

﴿لَنْ يَغْلِبَ عَسْرُ يَسْرِينَ﴾

والی حدیث جناب عمر فاروق نے لکھی تو فرمایا۔

﴿فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا هَلَا ۝ إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا﴾

فرمایا تکلیف کے ساتھ آسانی ہے اور کوئی مرحلہ، کوئی درجہ، کوئی مقام خواہ دنیوی ہو یا اخروی ہو ہمت کے بغیر طے نہیں ہو سکتا مشقت و محنت ہو گئی تب ہی اس کے بعد کامیابی آئے گی اور یہی بات ہے جناب نبی پاک ﷺ کی پہلی زندگی مجاہدے میں اور پھر مدنی زندگی گویا کہ ایک اسلامی سلطنت کے ساتھ صحابہ اکرام کی جماعت کی کثرت ہونے کے ساتھ سامنے آئی تو یہ آسانیاں شروع ہو گئیں پہلا دور تکلیف کا تھا اور یہ انبیاء کا مقام ہے اونچے لوگوں کا مقام ہے کہ ان پر تکلیف آتی ہے دین کے راستے میں اور اس میں ان کے درجات اونچے ہوتے ہیں۔ اور ایک عام شخص ہے جس پر تکلیف و آزمائش آتی ہے ایمان والا اس میں صبر سے رہے تو کامیاب ہے ایک عربی شاعر ہے اس نے عام شخص کو خطاب کر کے کہا کہ جب کوئی پریشانی آجائے تو دل نہ توڑا کر ہار نہ جایا کر بلکہ سورۃ الم نشرح لک پڑھا کر

﴿پریشانی دور کرنے کا وظیفہ﴾

بعض حضرات نے لکھا ہے اس سورت کی فضیلت ہے کہ جب کسی پر مشکل ہو تو کثرت سے

سورۃ الم نشرح لک پڑھے اللہ پاک اس مشکل کو دور کر دے گا اور عرب شاعر کیا کہتا ہے۔ فرمایا۔

إذا شدت بك البلوى افكر فيه الم نشرح .

فعسر بين يسرين اذا فكرته فافرح .

جب تجھے کوئی مصیبت آجائے تو سورۃ الم نشرح کی تلاوت کر اور جب تو اس کی تلاوت

کرے گا جب ان آیات میں پہنچے گا۔

﴿فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا هَلَا ۝ إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا﴾

تو پھر تو خود سمجھ جائے گا کہ مشقتوں کے بعد ہی آسانیاں آتی ہیں۔ بد دل نہ ہونا یہ چند دن ہیں نہ

خوشیوں کے دن ہمیشہ دنیا میں ہوتے ہیں اور نہ پریشانیوں کے دن ہمیشہ دنیا میں رہتے ہیں یہ تقسیم ہو کر آتے ہیں ہاں خوشیاں آخرت کی اللہ رب العزت ہم سب کو نصیب فرمائے وہ دائمی ہیں اور اللہ محفوظ فرمائے پریشانیاں آخرت کی وہ دائمی ہیں چوتھے پارے میں قرآن مجید نے بیان فرمایا۔

﴿وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ﴾ (سورة آل عمران،

آیت نمبر ۱۴۰)

ہم لیل نہار کو انسانوں پر پھرا پھرا کر لاتے ہیں کبھی عنفوانِ شباب دے کر جوانی کے خون کو رگوں میں دوڑاتے ہیں اور کبھی بڑھا پا دے کر بسترِ علالت پر لٹا دیتے ہیں اور کبھی مال کی فراوانی دے کر ایک اونچے درجے کا صاحبِ ثروت بنا دیتے ہیں اور کبھی اس مالدار کو کنگال بنا دیتے ہیں کبھی تو یہ لمحات لاتے ہیں کہ ہمارے پیغمبر امام الانبیاء کو مشرکین نکال دیتے ہیں اپنی اس جائے ولادت والے شہر سے مکہ سے نکال دیتے ہیں اور ہم کبھی ایام کو یوں پھیر کر لاتے ہیں یہ کالی کمبلی والا فاتح بن کر مکہ میں داخل ہوتا ہے۔ کہتا ہے۔

یہ عمامہ کی سجاوٹ یہ جبین روشن

یہ قباء عربی یہ نیچا دامن

مردہ بھی دیکھے تو اٹھ چلے قبر سے بے تاب اور زبان پر یہ سخن۔

اے مکی و مدنی اے ہاشمی مطلبی دل، جاں باد فدایب کہ عجب خوش لقیبی

کہ ہم نے اپنے امام الانبیاء کو رحمتہ اللعالمین کو سرکارِ دو جہاں کو مکہ کا فاتح بنا کر بھیجا ہے

اور یہ غرور والے بادشاہوں کی طرح اکڑ کر مکہ میں داخل نہیں ہوا۔ یہ اونٹنی پر بیٹھے ہیں پیچھے

غلام سوار ہے اور اللہ کا شاکر بن کر عاجزی سے سر نیچے کرتا ہوا مکہ میں داخل ہو رہا ہے۔

فرمایا۔ وتلك الايام نداولها بين الناس۔ صرف شرط یہ ہے اے ایمان والوں اپنا ایمان کسی اور

کے حوالے نہ کرنا اپنے دل دماغ میں ایمان اسلام کی صداقت و سچائی کو پیوست رکھنا تو ہم کچھ

عرصہ مدینہ میں ٹھہرانے کے بعد پھر مکہ بھی آپ کے حوالے کریں گے۔ اللہ کی طرف سے نعمت کا

اضافہ اور نعمت کی حفاظت یہ ایمان اور عمل صالح کے ساتھ شرط لازم ہے۔ فرمایا

فان مع العسر يسرا ان مع العسر يسرا

تکلیف کے ساتھ آسانی ہے اور اسی تکلیف میں راحت ہے میں نے پڑھا ہے۔

### ﴿پریشانی اور بیماری نعمت ہے﴾

بعض بزرگوں کے احوال میں ہے کہ اگر چند دن ان پر بیماری نہ آئے تو وہ پریشان ہو جاتے تھے کہیں اللہ کی ناراضگی تو نہیں متوجہ ہوگئی ہے کہ بخار اور پریشانی اور بیماری نہیں آرہی ہے اللہ اپنے نیک بندوں پر پریشانی بیماری لاتا ہے۔ پھر اس میں دیکھتا ہے کہ پہلے یہ اپنے دنیاوی امور میں مصروف ہوتا ہوگا اس کو بیمار بنا کر بستر پر بیٹھا دوتا کہ یہ خوب ہما وقت ہمیں ہی یاد کرتا رہے۔ یہ دیکھنا چاہتے ہیں تو جب کبھی بیماری میں تاخیر ہو جائے تو اللہ کے نیک بندے پریشان ہو جاتے تھے کہ بیماری نہیں آرہی کہیں اللہ تعالیٰ ناراض تو نہیں ہونگے ہیں یہ بھی ایک نعمت ہے۔ اور ہم کمزور ہیں اللہ ہمیں صحت کی نعمت عطاء کریں لیکن اگر بیماری والی نعمت کے فیصلے آجائیں تو اس کو پچشم قبول کرنا چاہیے۔ اس دنیا میں کوئی ہمیشہ نہیں رہے گا نہ کوئی صحت مند رہے گا نہ کوئی طویل عمر والا رہے گا نہ کوئی بڑے عہدوں والا رہے گا جانا تو سب نے ہے اس کی رضا کے مطابق اگر جانا ہو تو یہ قیمتی موت ہے۔

اس کے لیے آسانیاں ہونگی جس نے اللہ کو ناراض کیا ہو تو پھر موت کے بعد آسانیاں تو نہیں ہونگی۔ تو فرمایا۔

﴿فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ ٥ إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ ٦ فَإِذَا فَرَغْتَ فَانصَبْ﴾

اے نبی جب آپ نماز سے فارغ ہو جائیں تو آخر میں خوب دعا میں مصروف ہو جائیں۔

### ﴿دعا کرنا عبادت ہے﴾

﴿الدعاء مَخُ الْعِبَادَةِ﴾ (رواہ الترمذی)

ہمارے پاکستان میں عجیب فرقہ پرستیاں ہیں ایک گروہ نے تو یوں دعا کو کیا کہ فرضوں کے بعد بھی دعا اب سنتوں کے بعد بھی دعا پھر دعائے خیر جماعتی دعاؤں کا اہتمام اور ایک گروہ نے دعا کو ختم ہی کر دیا جیسے ہی امام نے فرضوں کا سلام پھیرا تو فوراً اٹھ کر بھاگتے ہیں معلوم نہیں کہ ان قالینوں میں کوئی سویاں ہیں جو مشکل سے انہوں نے برداشت کی تھیں جیسے سلام پھیرا

تو بھاگنا شروع ہو جاتے ہیں۔ غلط سمجھ ہے دوستو رسول اللہ کی سیرت کو ایک نماز مجھے دکھاؤ پیغمبر ﷺ کی کہ نماز فرض پڑھ کر یوں بھاگے ہوں آپ ﷺ کا معمول یہ تھا کہ ایک مرتبہ سبحان اللہ، اللہ اکبر لا الہ الا اللہ کہتے ہیں مانتا ہوں کہ فرضوں کے بعد اجتماعی ضروری نہیں سنت ہے۔ کسی کی کوئی مجبوری ہے جاسکتا ہے لیکن اتنا لازمی جانا نہیں کہ تم ہمیں یہ بتانا چاہتے ہو ہماری مسجدوں سے اٹھ کر جا کے ہم تمہیں نہیں مانتے ہیں ہم کوئی اور گروپ والے ہیں ہم جارہے ہیں تمہارے بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمیں تو ویسے ہی تم سمجھ آرہے ہو۔ تو فرض نماز کے بعد مختصر ذکر اذکار تسبیح استغفار اور مختصر دعا مانگنا یہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی کا اکثر معمول تھا۔ تو یہاں میں نے تفسیر نہیں لکھی میں تو تفسیر بیان کرنے والا ہوں سب اسلاف نے جو تفاسیر لکھی ہیں جو دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث، جماعت اسلامی سے پہلے کے لوگ ہیں انہوں نے جو تفاسیر لکھی ہیں میں ان کا مطالعہ کر کے آتا ہوں۔ انہوں نے یہ تفاسیر لکھی ہے۔

### ﴿فَاذَا فَرَغْتَ فَانصَبْ﴾

﴿فَاذَا فَرَغْتَ فَانصَبْ﴾

- ۱۔ پہلی تفسیر۔ اے نبی جب آپ نماز سے فارغ ہو جائیں تو دعا میں خوب مصروف ہو جائیں نماز کے بعد دعا قبول ہوتی ہے۔
- ۲۔ دوسری تفسیر اے نبی جب فرائض سے فارغ ہو جائیں دن کے پانچ وقت کی نماز سے تو پھر فائز پھر رات کی تنہائی میں عبادت کریں۔

﴿يَا أَيُّهَا الْمُزَّمِلُ . قُمِ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا . نِصْفَهُ أَوْ انْقُصْ مِنْهُ

قَلِيلًا . أَوْزِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا .﴾ (سورۃ مزمل

، آیت نمبر ۴)

ایک تفسیر میں یہ ہے۔ اے ہمارے پیغمبر ہمارے سامنے رات کو قیام میں گزرا کر تھوڑی دیر رات میں سویا کر کبھی اپنے معمول سے ہٹ کر جتنا ہر روز رات کا قیام کرتے ہو زیادہ بھی بیداری میں گزارا کرو اور بیدار رہ کر کرنا یہ ہے۔ لوح محفوظ میں لکھی جانے والی کتاب قرآن مجید کی تلاوت کیا کرو۔

﴿ اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا ﴾ (سورۃ مزمل، آیت

نمبر ۵)

ہم یہ سمجھتے ہیں اے ہمارے پیغمبر کہ قرآن کا یاد کرنا وحی کا برداشت کرنا پھر لوگوں کے اجتماع میں بیان کرنا اور پھر ابی ابن کعب کو قاری بنانا اور اصحاب صفہ والی جماعت کو قرآن کا درس دینا اور پھر رات کی تنہائی میں اس کتاب کی تلاوت کرنا ہم سب سمجھتے ہیں یہ مشکل کام ہے۔

ہم نے آپ کو اے پیغمبر جو کتاب دی ہے ساری کائنات نے اس کے لینے سے معذرت کی ہے۔ اور آپ نے تو قبول کی ہے۔ اب اس کا حق یہ ہے کہ اس کی کثرت سے تلاوت کیا کرو۔

﴿ وَاذْكُرْ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ﴾ (سورۃ مزمل، آیت نمبر ۸)

کچھ لوگوں کے اجتماع میں اس کتاب کی رونقیں بیان کیا کرو لیکن رات کی تنہائی میں خلوت میں گوشہ نشین ہو کر الگ کونے میں بیٹھ کر مجھے یاد کیا کرو دنیا سے ہٹ کر تمام مشاغل سے تمام مصروفیات سے جدا ہو کر ایک کونے میں بیٹھ کر مجھے یاد کیا کرو تو یہ فرمایا۔

﴿ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانصَبْ ﴾

کہ نماز سے فارغ ہو کر خوب دعا کیا کرو و فرائض سے فارغ ہو کر رات کی نماز میں خوب ہمیں یاد کرو۔

۳۔ تیسری تفسیر۔ ﴿ فَاِذَا فَرَغْتَ . اى من التبليغ اليوميه ﴾

دن کی تبلیغ سے فارغ ہو کر یہ بھی نیک کام ہے یہ بھی اللہ کے لیے ہوتا ہے۔ تو پھر استغفار کیا کریں خوب مجھے یاد کریں کہ اس تبلیغ میں یا اللہ اثر رکھ دیں جو کل اور کرنے والا ہوں اس میں بھی شرح صدر رکھ دیں۔

۴۔ چوتھی تفسیر۔ کہ جب آپ جہاد سے فارغ ہو جائیں یہ بھی مجبوری ہے۔ مسلمانوں کو دوستو جہاد کرنا پڑتا ہے دشمن ویسے نہیں رہنے دیتا کہ پوری دنیا مل کر کافر بادشاہ بھی اور ہمارے مسلمان بادشاہ بھی دہشت گرد کہ رہے ہیں مجاہدین کو ایک وقت آئے گا میری بات یاد رکھنا بادشاہ مجاہدین کو یہ کہیں گئے خدا کے لیے ہم دشمنوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے آپ لوگ کوئی ترغیب دو مجاہدین تیار کرو جہاد کے بغیر یہ کام نہیں ہو سکتا۔ ہر دشمن کو اندر داخل کر رہے ہیں

ان سے یہ دشمن نہیں نکلے گا باہر جب خالصتاً اللہ کی رضا کے لیے اسلامی پرچم کو لے کر مرد قلندر مجاہدین انھیں گئے تو یہ دشمن دور بھاگ جائے گا پھر مدارس مساجد اور اسلامی جماعتوں اور مجاہدین کی یہ منتیں کرنے پر مجبور ہونگے جہاد کر کے اس دشمن کو پاکستان سے نکالو آج اسلامی لوگوں کا کوئی پرسان حال نہیں ہے آج ہمیں طعنے دے کر بدنام کرنیکی کوشش کرتے ہیں کہ یہ دہشت گرد ہیں۔

### ﴿مسلمان کو کیوں بدنام کرتے ہو﴾

ظلم یہ ہے کہ ہماری دہشت گردی یہ کہ ہم نے چہرے پر رسول اللہ ﷺ کے نور کو سجایا ہوا ہے۔ اور ہمارے دہشت گردی یہ ہے کہ ہم نے مسجد نبوی کے مصلے پر کھڑے ہونے والے امام الانبیاء کی سنت کو زندہ کیا ہوا ہے آپ ﷺ منبر پر بیان کیا کرتے تھے ہم اسی منبر پر آج حق اور صداقت کی باتیں کرتے ہیں۔ یہی ہماری دہشت گردی ہے۔ اس بد قسمت زمانہ دور میں ہم نے ایمان کو اپنا زیور سمجھا ہوا ہے اور کسی حال میں ہم دل دماغ سے اور اپنے لباسوں سے ایمان و اسلام کو دور کرنے لے لیے تیار نہیں ہیں یہی ہماری دہشت گردی ہے تو ہمیں سرپچشم یہ دہشت گردی قبول ہے تمہارے اس یورپ اور امریکی ڈالر پر لعنت بھیجتے ہیں یہ ہمیں قبول نہیں ہے یہ دہشت گردی ہے کہ اپنے ملک کو دشمنوں کے حوالے کر دو اخباروں میں بیان دینے سے دشمن باز نہیں آتا حکمرانوں یہ تو مدنی تلوار جب آئے تو پھر دشمن دور جاتا ہے۔ واذا فرغت فانصب۔ کہ اے نبی جب جہاد سے فارغ ہو جائیں جہاد بھی ضروری ہے اسلام کی شوکت ہے مسلمانوں کی عزت ہے ہم کسی کے سر پر کلہاڑی نہیں مارنا چاہتے جو ہمارے گھروں میں گھس کر ہم پر وار کریں تو دفاع تو ضروری ہے اسی کو دہشت گردی کہتے ہیں کہ ہم دفاع بھی نہ کریں۔

### ﴿جہاد اکبر اور جہاد اصغر کا تعارف﴾

یہ جہاد اصغر ہے۔ ایک مقام پر فرمایا ہم اس جہاد اصغر سے فارغ ہو کر آئے جہاد اکبر کی طرف نفس کی طرف آئے نفس کے خلاف جہاد اکبر ہے نفس بغیر پڑھا لکھا ہو کر بہت بڑا معلم بڑا استاد بڑا سمجھدار پڑھا لکھا شیطان ہوتا ہے۔

جب جہاد سے فارغ ہو جائیں تو جہاد اکبر میں مصروف ہو جائیں اور یہ چوتھی تفسیر



ہے۔ جب دنیاوی ضروریات کبھی دال کبھی لسن کبھی کھجوریں کبھی کوئی چیز خریدنی پڑھتی ہے۔

﴿محمّد بشر لیس کالبشر، یا قوتہ حجر لیس کالحجر﴾

دنیاوی ضروریات تو ہیں جب اس سے فارغ ہوں تو فائز تو اب ضروری عبادات میں مصروف ہو جائیں علماء نے فائز کا ترجمہ لکھا ہے۔ ایسی عبادت کرو کہ جسم ٹوٹنے لگ جائے تھک جاؤ نصب تھکنے کو کہتے ہیں محنت کو کہتے ہیں فائز ایسا اللہ کو یاد کرو قیام میں رکوع میں سجود میں تلاوت میں ذکر میں کہ جسم ٹوٹنے لگ جائے تھک جاؤ تو پھر یہ فائز نصب پر عمل ہوا ہے کبھی اس سنت پر عمل کرنا چاہے ارادہ ہے نا ان شاء اللہ والی ربک فارغب اور اپنے رب کی طرف خوب انابت کریں خوب متوجہ ہو جائیں ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ اکرام میں ایک عجیب غریب قسم کا واقعہ بیان کیا اس حدیث کے راوی ہیں حاتم طائی کے بیٹے عدی حاتم طائی مشہور ہے عربی سخی ان کے بیٹے کو اللہ پاک نے اسلام کی دولت سے مالا مال کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ میں نے سنا رسول اللہ ﷺ عرض کر رہے ہیں اے اللہ پاک آپ نے ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا ہے۔

﴿وَمَنْ أَحْسَنُ دِينًا مِمَّنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَاتَّبَعَ

مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَاتَّخَذَ اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا﴾

(سورۃ نساء، آیت نمبر ۱۲۵)

آپ نے ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا ہے۔ وکلم اللہ موسیٰ تکلیماً حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنا کلیم بنایا ہے۔

﴿وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنَاهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَمْ نَقْصُصْهُمْ

عَلَيْكَ﴾ (سورۃ نساء، آیت نمبر ۱۶۴)

حضرت موسیٰ کو اپنا کلیم بنایا حضرت داود علیہ السلام کو اللہ نے آواز ایسی عطا کی کہ پرندے اور پہاڑ ان کے ساتھ گن گنارہے ہیں۔

﴿وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُدَ مِنَّا فَضْلًا ط يَجِبَالُ أَوْبَىٰ مَعَهُ وَالطَّيْرُ ج وَالنَّ

لَّهُ الْحَدِيدَا﴾ (سورۃ سبأ، آیت نمبر ۱۰)

ہم نے اپنے پیغمبر داود علیہ السلام کو وہ مقام عطا کیا ہے کہ وہ زبور کی تلاوت کرے تو فرشتوں کو حکم دیا کہ داود کے ساتھ تم بھی گنگنا شروع کر دو یہ داود کو آپ نے مقام دیا حضرت سلیمان علیہ السلام کو آپ نے مقام دیا۔ کہ اے اللہ آپ نے سلیمان علیہ السلام کو ایسی حکومت عطا کی کہ مہینوں کا سفر ایک صبح میں کر لیتے تھے ہر چیز تابع کر دی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو روح القدس سے نوازا ہے اور وہ مردوں کو زندہ کرتے ہیں باذن اللہ۔ بیماروں کو ہاتھ پھیرنے سے شفا دے رہے ہیں یہ معجزہ عطا کیا ہے۔ یا اللہ مجھے کیا عطا کیا ہے۔ یہ رسول اللہ ﷺ اللہ رب العزت سے ہمکلام ہو کر درخواست کر رہے ہیں کہ ان انبیاء کو آپ نے یوں یوں نوازا ہے۔ اور مجھے کیا دیا ہے۔ اللہ نے فرمایا اے پیغمبر ہم نے آپ کو اپنا آخری رسول بنا کر بھیجا ہے۔ (بحوالہ الخصال الکبریٰ)

کسی کو ہم نے خاتم الانبیاء نہیں بنایا۔

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ

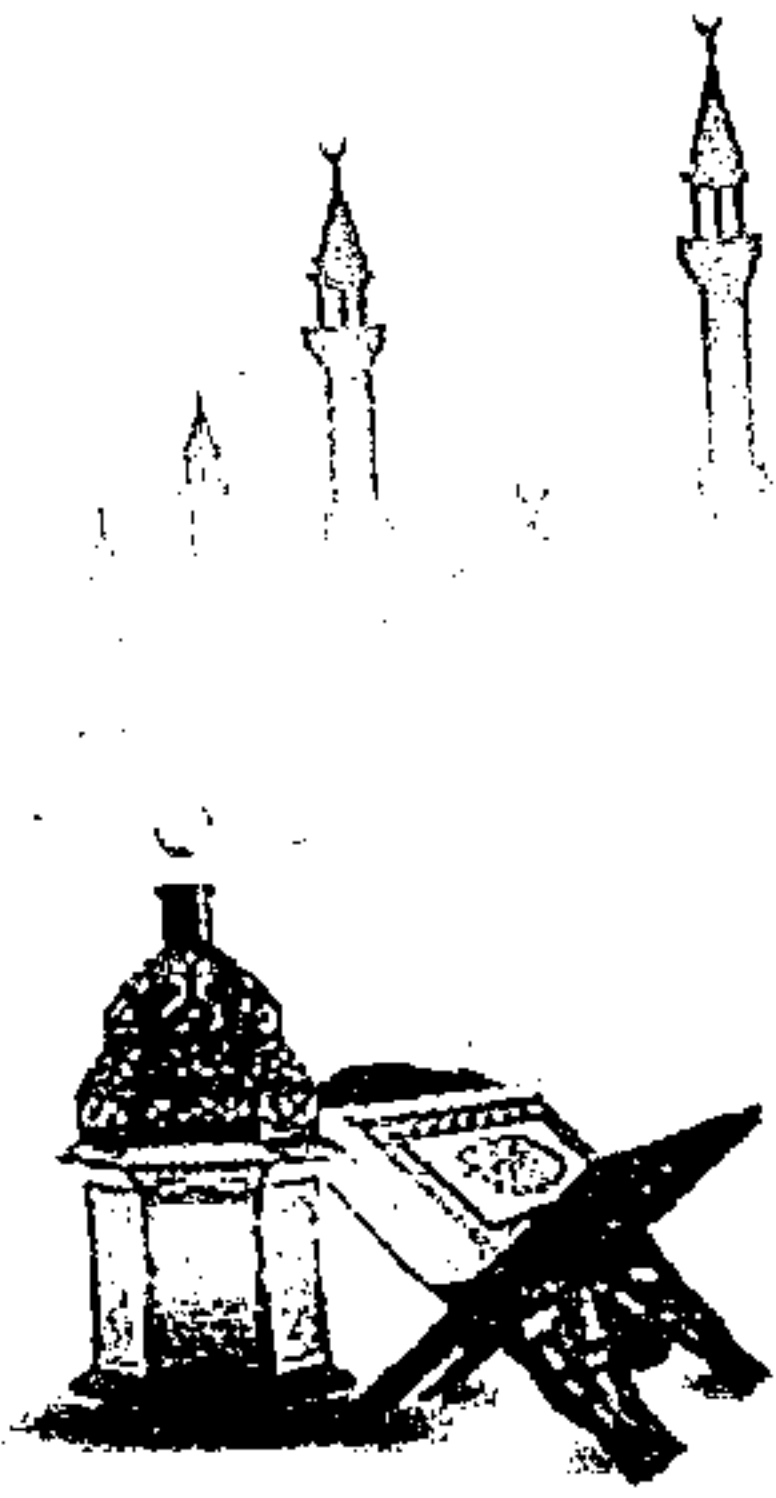
وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ﴾ (سورۃ احزاب، آیت نمبر ۴۰)

ہم نے آپ کو خاتم الانبیاء بنایا ہے اے نبی ہم نے آپ کو امام الانبیاء بنایا اے نبی ہم نے آپ کو اپنے عرش کے خزانے میں سے۔ لاجول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ یہ قیمتی خزانہ آپ کو اور آپ کی امت کو عطاء کیا ہے۔ اور اے نبی ہم نے آپ کے کندھا مبارک پر ختم النبیین کی مہر آپ کے جسم پر مضبوطی سے جوڑ دی ہے کسی اور پیغمبر کو ہم نے یہ اعزاز عطاء نہیں کیا۔

اللہ رب العزت ہمیں صحیح معنی میں رسول اللہ ﷺ کی عقیدت محبت اور سنت کے مطابق عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

# خطبات اسوۃ رسول ﷺ

اس کتاب میں نبی پاک ﷺ کی خوبیوں کا ذکر ہے مثلاً سخی ہونا، شفیق ہونا، فصیح، بلیغ ہونا، خیر خواہ ہمدرد ہونا مہربان اور رحمت والا ہونا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ خوبیاں عطا فرمائے۔



از  
حضرت مولانا محمد طیب صاحب

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی  
امام و خطیب جامع مسجد الرحمن بلوچیر یا اسلام آباد

ناشر  
مکتبہ طیبہ

جامع مسجد الرحمن بلوچیر یا اسلام آباد